عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فتاویٰ محمودیہ

جلد ۳

از

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند

مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206

Design by: M.Rahman Qaasmi 9758814654

F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq

۳

مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہ

کوئی صاحب فتاویٰ محمودیہ کو کلاً یا جزاً بلا اجازتِ مرتب شائع نہ فرمائیں۔

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۳
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۴۵۵
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد......۳

☆......باب اوّل......☆

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۱	صفت احدیت	۳۲
۱۲	صفت قدرت	۳۲
۱۳	کیا ہر شئ میں خدا ہے	۳۳
۱۴	کیا ہر وقت دیدار خداوندی ہوسکتا ہے	۳۴
۱۵	خالق مخلوق بننے پر قادر ہے یا نہیں	۳۵
۱۶	محال کے ساتھ ممکن ماننا	۳۶
۱۷	امکان کذب	۳۶
۱۸	مسئلہ امکان کذب اور فتح المبین میں تلبیس	۳۸
۱۹	اللہ تعالیٰ حفاظت کرنا چاہیں تو دشمنوں کے بیچ میں حفاظت کریں نہ چاہیں نہ کریں	۴۳
۲۰	قرآن افضل ہے یا سید	۴۶
۲۱	اقبال کے اشعار پر اعتراض اور اس کا جواب	۴۸
۲۲	آستین بر اوکشیدہ ہمچو مکار آمدی کا پڑھنا	۵۶
۲۳	اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جو چاہے دکھلا دے عقیدہ پر اشکال مع جواب	۵۷
۲۴	اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے گندی چیز منگانا	۵۹
	☆...... **باب دوم** ......☆	
	شرک وکفر	
۲۵	شرک کی تفصیل	۶۱
۲۶	کفریہ عقائد واعمال	۶۲

☆......باب ھفتم......☆

معجزہ وکرامات

☆......باب ہشتم......☆

حیات انبیاء وسماع موتی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۲۰	کیا لڑکے والا افضل ہے لڑکی والے سے............................	۳۴۰
۲۲۱	دائی کے ہاتھ سے پکا ہوا کھانا............................	۳۴۱
۲۲۲	خطبہ کے وقت سامعین کا ہاتھ باندھنا، کھولنا............................	۳۴۱
۲۲۳	مغرب کی اذان کے وقت پانی پینا ممنوع نہیں............................	۳۴۲
۲۲۴	رات میں جھاڑو دینا، منہ سے چراغ گل کرنا، دوسروں کا کنگھا استعمال کرنا......	۳۴۲
۲۲۵	چراغ پھونک کر بجھانا............................	۳۴۳
۲۲۶	دانت والے بچے کی پیدائش............................	۳۴۴
۲۲۷	تیسری رات کا چاند نہ دیکھنا اور اس کی کہانی سننا............................	۳۴۴
	☆......باب دھم......☆	
	احوال برزخ کا بیان	
۲۲۸	مرنے کے بعد روح کا مقام............................	۳۴۶
۲۲۹	بعد الموت مقام روح............................	۳۴۸
۲۳۰	روح کا مقام مرنے کے بعد............................	۳۴۹
۲۳۱	مقام ارواح............................	۳۵۰
۲۳۲	کیا مرنے کے بعد ایک مہینہ تک روح مکان کے اردگرد گھومتی ہے............	۳۵۴
۲۳۳	کیا مرنے کے بعد روح گھر پر آتی ہے............................	۳۵۵
۲۳۴	مرنے کے بعد روح کا مکان سے تعلق............................	۳۵۷
۲۳۵	روح کا قبر پر یا مکان پر آنا............................	۳۵۸
۲۳۶	میت کا تعلق زندوں سے............................	۳۵۸

تمت وبالفضل عمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات

عقیدہ کی تعریف

سوال:-عقیدہ کی کیا تعریف ہے اور مسلمان کو کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

عقیدہ بنیادی یقین ہے جس پر نجات مرتب ہوتی ہے اور اس کے ترک سے محرومی رہتی ہے[1]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

اصاب من اجاب ہذا الجواب: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

---

[1] ان العقيدة هى معرفة مراد الله تعالىٰ من الديانة ومن بعث الرسول وانزال الكتب وخلق الجن والانس ثم الاستقامة على ذلك والعمل بمقتضاه الخ، شرح عقيدة الطحاوى ص۴۶/۱، فى المقدمة، مطبوعه دارالهجر بيروت. نبراس ص۱۷، مطبوعه امداديه ملتان.

اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

سوال:۔ باری تعالیٰ کہاں ہے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے مدللاً ومفصلاً مع حوالہ کتب تحریر فرمایئے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے ہر صغیر وکبیر کا عالم ہے کوئی ذرہ اس سے مخفی نہیں، نصوص صریحہ اور دلائل قطعیہ سے اس کا ثبوت ہے۔

قَالَ تَعَالیٰ لَایعزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَافِی الْاَرْضِ وَلَااَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَلَااَکْبَرُ اِلَّافِی کِتَابٍ مُّبِیْن (سورہ سبا آیت ۳)

اس سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔ (بیان القرآن)

مگر اللہ تعالیٰ کے لئے دوسری اشیاء کی طرح کوئی مخصوص مکان محیط نہیں کیونکہ وہ مکانی نہیں، بلکہ واجب اور قدیم ہے اور مکان وزمان وغیرہ حادث اور اس کی پیدا کی ہوئی ہیں پھر مکان وغیرہ کیسے محیط ہوسکتا ہے۔''ولامحدود ولامعدود ولا متبعض ولامتجزو لامترکب منها ولامتناهٍ ولا یوصف بالماهیة ولابالکیفیة ولایتمکن فی مکان ولایجری علیه زمان''شرح عقائد نسفی[۱] ص ۳۲.

اور بعض نصوص میں جو خاص مکان کی طرف اشارہ ہے تو وہاں یہ مراد نہیں کہ وہ مکان

[۱] شرح عقائد نسفی ص ۴۰-۳۹، والخبر الصادق علی نوعین، مطبوعه دیوبند، شرح فقه اکبر ص ۴۳، مطبوعه مجتبائی دهلی.

اللہ تعالیٰ کو محیط ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم یا کسی دوسری صفت کا خاص غلبہ اس جگہ مراد ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

خدا کے لئے جہت کا ماننا

سوال: ۔کیا خدا کے لئے بھی زمان ومکان یا کوئی دیگر قید یا طرف ثابت ہے جو ایسا ظاہر کرے اس کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

خداوند قدوس زمان ومکان اور سمت سے منزہ ہے[2]، جو شخص خدائے پاک کو ان چیزوں کے ساتھ مقید مانتا ہے، وہ ضلالت میں مبتلا ہے[3]، شرح بخاری شریف میں تفصیل مذکور ہے[4]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] وھو اللّٰہ فی السموات وفی الارض (انعام) انه سبحانه وتعالیٰ لكمال علمه بما فيها كانه فيها (بیضاوی ج ۲/ ص ۳۹۱، مطبوعه دارالفکر بیروت، مظهری ص ۲۱۵/ ج ۳، مطبوعه رشیدیه کوئٹه، روح المعانی ص ۸۹/ ج ۷، مطبوعه مصطفائیه دیوبند)

"انّ اللّٰه ینزل فی اللّیل الی سماء الدنیا فقال مالک ینزل امرهٗ" (التمهید، ص ۱۱۳/ ج ۷)

[2] ولا یتمکن فی مکان ولا یجری علیه زمان (شرح عقائد ص ۳۹. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، نبراس ص ۱۱۴، مطبوعه امدادیه ملتان)

[3] من حمله (ای کون اللّٰه فی السماء) علی ظاهره فهو ضال من الضالین (المفهم ص ۱۴۵/ ج ۲، مطبوعه بیروت، کتاب الصلوة، باب نسخ الکلام فی الصلوة)

[4] ان اللّٰه لیس بجسم فلا یحتاج الی مکان یستقر فیه فقد کان و لا مکان (عمدة القاری ص ۱۱۷/ ج ۱۲/ جزء ۲۵، کتاب التوحید، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عرش کس کے رہنے کی جگہ ہے

سوال:۔ جنت الفردوس سے اوپر عرش ہے ایک طالب علم نے سوال کیا کہ ہم کو خدا کی طرح عرش میں بھی رہنا نصیب ہوگا، کیا عرش انسانوں کے رہنے سہنے کا مقام ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

عرش انسانوں کے لئے رہنے سہنے کے لئے نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۴/۲۲ھ

اسماء الٰہی دوسری زبانوں میں

سوال:۔ شحنۂ شریعت، رسالہ میں ہے کہ اللہ کو صرف انہیں ناموں سے یاد کرنا لازم ہے جو قرآن میں بتلائے گئے ہیں، جیسے رحمٰن، ستار، غفار، وغیرہ اور اللہ پاک کو ایسے اسماء سے موسوم نہ کرنا چاہئے، جو اس میں نہیں بتلائے گئے، معنی خواہ اس کے اچھے ہوں خواہ خراب جیسے گاڈ، ایزد، یزدان، رام، ایشور، پرمیشور، پروردگار وغیرہ اگر فارس کا رہنے والا فارسی زبان

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... باب قول اللہ تعالیٰ تعرج الملائکة والروح الیه الخ، مطبوعه دارالفکر بیروت، فتح الباری ص ۳۷۲/ج۱۵، کتاب التوحید، باب وکان عرشه علی الماء، مطبوعه مکه مکرمه، اللّٰه تعالیٰ منزه عن المکان کماهومنزه عن الزمان (المفهم ص ۱۴۳/ ج۲/ کتاب الصلوة، باب نسخ الکلام فی الصلوة، کرمانی ص: ۱۳۱/ ج:۲۵. کتاب التوحید، باب وکان عرشه علی الماء، مطبوعه بیروت، قسطلانی ص ۴۵۱، ج۱۵، کتاب التوحید، باب وکان عرشه علی الماء، مطبوعه دارالفکر بیروت)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] کمایستفاد قال البغوی اهل السنة یقولون الاستواء علی العرش صفة اللّٰه الخ تفسیر خازن، ج۲/ص ۹۵/سورة اعراف تحت الایة. ۵۴/

میں خدا کہتا ہے جواسکی مادری زبان ہے، اسی طرح ہندوستان کا رہنے والا جس کی مادری زبان ہندی ہے، ہندی زبان میں رام کہتا ہے، پھر خدا اور رام میں کیا فرق ہے، اگر خدا کہنا جائز ہے تو رام کہنا کیوں ناجائز ہے، اگر ایک فارس کا رہنے والا کافر اپنی فارسی زبان میں اللہ کو خدا، ایزد یزدان کہتا ہے، اور عیسائی اپنی زبان میں گاڈ، یزیدی اپنی زبان میں شیطان کہتا ہے، حبشی اپنی زبان میں ممبو کہتا ہے، آریہ اپنی زبان میں پرچودیات کہتا ہے، پرکھو درا جمبو، بمبو، بھگوان کہتا ہے ان کا یہ کہنا اسلام کے قبول کرنے کے بعد بھی کیونکر درست ہوسکتا ہے، اور اگر اسلام کے بعد بھی اس نام سے اللہ کو پکارتے ہیں تو اسلام اور کفر، مسلمان اور کافر میں امتیاز نہیں کیا جاسکتا۔

محض اس امتیاز کے واسطے اللہ نے اسماءِ حسنیٰ سے واقف کردیا اور کوئی حجت باقی نہ رہی، تفصیلی جواب دیجئے، شاید ان کی سمجھ میں آجائے، اور اصلاح ہوجائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مراد یہ ہیکہ جواز کا دارومدار صرف ان ناموں پر ہے جو کہ قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں، تو بڑی دقت پیش آجائیگی، اسلئے کہ شاید قرآن شریف میں تمام اسماء حسنی بھی موجود نہ ہوں، نیز کتب سابقہ تورات، انجیل، زبور، صحف ابراہیم وموسیٰ کیا سب عربی میں ہیں اور انمیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماءِ مبارکہ مذکور ہیں انکے متعلق صاحب شحنہ کیا کہیں گے۔

بوستاں، سکندر نامہ، مثنوی مولانا رومؒ جن میں بیشتر مواقع میں دعائیں ہیں، اور فارسی کے بہت سے اسماء سے خطاب کیا گیا ہے، کیا ان سب کا پڑھنا ناجائز ہے حالانکہ ان کتب کی تعلیم صدیوں سے بلکہ زمانۂ مجتہدین سے مدارس میں ہوتی چلی آئی ہے اور تصوف، حدیث، فقہ، تفسیر، کا بہت بڑا ذخیرہ فارسی اور اردو وغیرہ میں موجود ہے اور مصنفین نے اس کا اہتمام نہیں کیا، کہ اسماءِ حسنیٰ مذکور فی القرآن ہی سے تعبیر کریں، شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے ایک ہزار نام

اللہ پاک کے تحریر کئے ہیں۔ (کذا فی الطحطاوی،ص[1]۵)

کتب عقائد، شرح مواقف، شرح مقاصد، شرح عقائد، مسامرہ، شرح فقہ اکبر میں اسماء حسنیٰ کے علاوہ دوسرے اسماء بھی ذکر کئے ہیں[2]، اگر صاحب شحنہ یہ کہتے کہ نماز میں دوسرے ناموں یا دوسری زبان کے ناموں سے احتراز کرنا چاہئے تب بھی ان کا کہنا ایک حد تک صحیح ہوتا، اگرچہ یہ بھی اجماعی چیز نہیں، کیونکہ بعض ائمہ کے نزدیک فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنا اور فارسی میں قراءت کرنا درست ہے، اور بعض کے نزدیک اذکار صلوٰۃ کو مطلقاً ہر زبان میں پڑھنا درست ہے۔ (کذا فی ردالمحتار،ص ۲۲۵ [3] ج۱)

تفصیل دیکھنی ہو تو '' آکام النفائس'' دیکھئے شیخ عبدالوہاب شعرانی نے الیواقیت والجواہر کے،ص ۷۸/ پر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جمیع اسماء جس زبان میں ہیں سب کے سب قابل تعظیم واحترام ہیں:۔

''فان قلت فهل يعم تعظيم الاسماء جميع الالفاظ الدائرة على السنة الخلق على اختلاف طبقاتهم والسنتهم فالجواب نعم هى معظمةفى كل لغة مرجعها الى

---

[1] قال ابن العربى واسماء ه صلى الله عليه وسلم الف كاسمائهٖ تعالىٰ وهى توقيفية كاسمائهٖ تعالىٰ على المختار (طحطاوى على المراقى ص۵، مطبوعه مصر) فتح البارى ص ۵۱۵، ج۱۲/ كتاب الدعوات، باب لله عزوجل مائة اسم الخ، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكة المكرمة، شامى كراچى ص ۲۹۶، ج۶، كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع.

[2] شرح فقه اكبر ص۱۷، صفاته تعالىٰ، مطبوعه مجتبائى دهلى.

[3] صح لو شرع بغير عربية اى لسان كان وخصه البردعى بالفارسية......وشرطا عجزهٗ وعلى هذا الخلاف الخطبة وجميع اذكار الصلاة (الدرالمختار مع ردالمحتار ج ۱/ص ۴۸۳/ باب صفة الصلاة، مطبوعه كراچى، وشامى كراچى ص ۵۲۱/۱، كتاب الصلوة، مطلب فى الدعاء بغير العربية، النهر الفائق ص ۲۰۶/۱، مطبوعه مكه مكرمه، البحرالرائق ص ۳۰۶/۱، مكتبه ماجديه كوئٹه.

ذات واحدة فان اسم اللّٰه لايعرف العرب غيره وهوبلسان فارسی خداو بلسان الحبشة راق وبلسان الفرنجی کريطر دروابحث علیٰ ذالک فی سائر الالسن تجد ذٰلک الاسم الالهی معظماً فی کل لسان من حيث لايدل عليه[1]

امام بخاریؒ نے ایسی احادیث پاک بھی ذکر کی ہیں جن میں دوسرے اسماء استعمال کئے گئے ہیں[2]، اگر مراد یہ ہے کہ دوسرے نام اگرچہ دیگر اقوام کے نزدیک خدا ہی کے نام ہیں لیکن چونکہ وہ دیگر اقوام کے شعار بن چکے ہیں اور مسلم کو غیر مسلم کے شعار سے اجتناب چاہئے[3]، تو یہ مراد بھی خلاف شرع نہیں بلکہ شرعاً مطلوب ہے مگر اس صورت میں ان ہی ناموں کو منع کیا جاسکتا ہے، جو غیر اقوام کا شعار ہیں، اور جو شعار نہیں ان کو منع نہیں کیا جاسکتا، جیسے خدا، ایزد، یزدان کہ یہ نام کسی مخصوص غیر مسلم کے شعار نہیں بلکہ بکثرت اہل اسلام کی تصانیف میں موجود ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اللہ کے لئے واحد کا لفظ یا جمع کا

سوال:۔ اللہ تعالیٰ واحد ہے تو اللہ تعالیٰ کرتا دھرتا دیتا لیتا بولا جاتا ہے، لیکن آج کل تبلیغی نصاب وغیرہ اور تقریروں میں آپ لوگ کرتے دھرتے جمع بولتے اور لکھتے ہیں کیا چکّر ہے؟

۱؎ اليواقيت والجواهر ص۷۸، مطبوعه مصر،

۲؎ فی حديث ابی هريرة مرفوعاً وهو وتريحب الوتر (بخاری شريف، ج۲/ص ۹۴۹) باب مأة اسمٍ غير واحدة، كتاب الدعوات.

۳؎ والاعطاء باسم النيروز والمهرجان لا يجوز اذا اهدی يوم النيروز الی مسلم آخر ولم يرد به تعظيم ذالک اليوم ...... ولكن ينبغی له ان لا يفعل ذالک اليوم خاصة ويفعله قبله او بعد كی لا يكون تشبها بأولئک القوم الهندية ص ۶/۴۴۶، قبيل كتاب الفرائض، شامی كراچی ص ۶/۷۵۴، مشائل شتی، كتاب الخنثی، زيلعی ص ۶/۲۲۸، مسائل شتی.

الجواب حامداً ومصلیاً

تعظیم کے لئے تم اور آپ بولنا بھی درست ہے، اللہ پاک نے بھی فرمایا ”اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ“[1] اور ”اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ“[2]، اور ”نَحْنُ اَقْرَبُ“[3]، وغیرہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا گاڈ خدا کا نام ہے

سوال:۔ ایک شخص نے دوران گفتگو اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ گاڈ (انگلش) کہہ کر کوئی بات سمجھانی چاہی جس پر ایک صاحب نے اعتراض کرتے ہوئے فرمایا گاڈ، فاڈ، راڈ، ساڈ میں کیا جانوں (حالانکہ وہ انگلش بھی جانتے ہیں) آپ اردو میں سمجھایئے، جب اللہ کے ۹۹/ نام ہیں، انہیں ناموں میں سے کسی نام سے سمجھایئے عربی یا اردو میں کہئے، یہ مسئلہ ہم لوگوں کے درمیان بہت ہی پیچیدہ بن گیا ہے، کیا اس شخص کا لفظ گاڈ کو اٹھلانا بگاڑنا اور بری طرح سے ادا کرنا درست ہے، یا اس لفظ کا احترام کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنے محاورات اور بول چال میں اللہ تعالیٰ کا ایسا نام لینا اولیٰ اور مناسب ہے، جو قرآن شریف اور حدیث شریف سے ثابت ہو، تاہم ہر زبان میں اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، ان کا بھی ادب واحترام لازم ہے، یہ بات جانتے ہوئے کہ فلاں لفظ اللہ تعالیٰ کا نام ہے، اس کی

---

[1] سورۃ الکوثر آیت: ۱/ **ترجمہ**:- بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے (بیان القرآن)

[2] سورۃ القدر آیت: ۱/ **ترجمہ**:- بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اُتارا ہے۔ (بیان القرآن)

[3] سورۂ ق آیت: ۱۶/ (پوری آیت کا **ترجمہ**:- اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ۔ (از بیان القرآن)

بے ادبی کرنے کا حق نہیں، اس سے پورا پرہیز لازم ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۲/۹۴ھ

اللہ میاں کہنا

سوال:۔ اللہ میاں کہنا کیسا ہے یعنی جائز ہے کہ ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ میاں کہنا درست ہے اردو میں یہ لفظ اس موقعہ پر تعظیم کے لئے بولا جاتا ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۵/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

توحید کی تشریح

سوال:۔ توحید ایک ہے یا دو ہے؟ ایک ہے تو کیوں اور دو ہے تو کس لئے؟ اور احمد رضا خاں نے جو توحید بتلائی ہے تو کس طرح بتلایا ہے، مفصل جوابات سے مطلع فرمادیں۔

---

[۱] فان قلت فهل يعم تعظيم الاسماء جميع الالفاظ الدائرة على السنة الخلق على اختلاف طبقاتهم والسنتهم فالجواب نعم هى معظمة فى كل لغة مرجعها الى ذات واحدة فان اسم الله لايعرف العرب غيره وهو بلسان فارسى خداى وبلسان الحبشة راق ...... وبلسان الفرنج كريطردر .... وابحث على ذٰلک سائر الالسن تجدذٰلک الاسم الالٰهى معظماً فى كل لسان من حيث لايدل عليه (اليواقيت والجواهر ص۷۸، مطبوعه مصر)

[۲] میاں (فارسی) امیراں بہ معنی سردار کا مخفف، آقا، والی، وارث، خداوند، مالک، سرکار، حضور، حاکم، سردار۔ (دیکھئے: فیروز اللغات ص ۱۳۲۵، مطبوعه دهلی)

الجواب حامداًومصلیاً

توحید کے معنی ہیں خدائے پاک کو ذات وصفات اور افعال کے اعتبار سے یکتا ماننا اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھنا[1] اور احمد رضا خاں صاحب نے توحید کس لئے بتائی اور کہاں بتائی اس کی تفصیل سامنے ہوتو اس کے متعلق تحریر کیا جائے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

واجب الوجود

سوال:۔شرک فی الوجود اور شرک فی العبادۃ کس کو کہتے ہیں؟اورشرک کی کل کتنی قسمیں ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس طرح باری تعالیٰ واجب الوجود ہے،ازلی،ابدی،غیرفانی ہے،اسی طرح کسی اور چیز کوتسلیم کرنا شرک فی وجوب الوجود ہے،اورخدائے وحدہٗ کے ساتھ کسی اورشئی کی بھی عبادت کرنا شرک فی العبادۃ ہے،شرک فی الاسماء،شرک فی الصفات،شرک فی الافعال بھی شرک کی قسمیں ہیں[2]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الھکم الہ واحد سورۂ بقرہ آیت۱۶۳) الواحد ھنا بمعنی لانظیر لہ ولامشبہ فی ذاتہ ولافی صفاتہ ولافی افعالہ (روح المعانی ص۴۴/ج۲/ مطبوعہ دارالفکر بیروت، ارشاد الساری ص۲۸۳/ج۱۱/ کتاب تفسیر القرآن، سورۂ قل ھو اللہ احد، مطبوعہ دالفکر بیروت)

[2] قال العلماء الشرک علی اربعۃ انحاء الشرک فی الالوھیۃ والشرک فی وجوب الوجود والشرک فی التدبیر والشرک فی العبادۃ.(رسالہ نھایۃ الادراک امدادالفتاویٰ ص۶/۸۶ . مطبوعہ زکریا دیوبند، وھو (ای الشرک الاکبر) شرک العبادۃ والتألہ وشرک فی الطاعۃ والانقیاد وشرک فی الایمان والقبول.(فتاویٰ ابن تیمیہ،ص۷ ۹/ ۱ ، انواع الشرک ثلاثۃ، طبع المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

صفت احدیت

سوال:۔ اللّٰہ واحد فی ذاته وصفاته وافعاله وسائر حقوق ربوبیته.

الجواب حامداً ومصلیاً

هذا هو الحق۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

صفت قدرت

سوال:۔ القدرة علی الخیر والشرفوق الاسباب بمجرد تعلق الارادة بـه کـلهـا هوللّٰه الواحد والقائل بذٰلک لغیره تعالیٰ نبیاً کان اوولیا اوملکا مقرباً مشرک باللّٰه فی صفة القدرة ام لا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

’’هذه الصفة مختصة باللّٰه تعالیٰ لاشریک له فیهااحد‘‘[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

---

[1] وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ(لاشریک له فی الالوهیة ولانظیرلهٗ فی الربوبیة فاللّٰه تعالیٰ واحد فی افعالهٗ وواحد فی ذاته وواحد فی صفاته) (ملخصاً فتح البیان ص ۳۲۶/ج ۱، سورة البقرة تحت آیت:۱۶۳، مطبوعه المکتبة العصریة بیروت، روح المعانی ص ۳۴/ج ۲، مطبوعه دارالفکر بیروت)

ترجمہ سوال وجواب:-سوال کیا اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات وافعال اوراپنے تمام حقوق ربوبیت میں اکیلا ہے۔

الجواب:-یہی حق ہے۔ (باقی حواشی اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

کیا ہر شئی میں خدا ہے؟

سوال: ۔ایک مسلمان کا اگر یہ عقیدہ ہو کہ خدا ہر شئی میں ہے حتی کہ بت بھی خدا کے غیر نہیں ہیں، کیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر شئی کو خدا کی مخلوق اعتقاد کرنا چاہئے، یہ عقیدہ کہ ہر شئی خدا ہے، حتی کہ بت بھی خدا کے غیر نہیں، یہ اسلامی عقیدہ نہیں، ایسا عقیدہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

(حواشی صفحہ گذشتہ)

(ترجمہ سوال وجواب) سوال :- خیر وشر پر مافوق الاسباب پوری قدرت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے، غیر اللہ کیلئے اسکا قائل اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت میں شریک کرنیوالا ہے یانہیں؟ خواہ وہ غیر نبی ہو یا ولی یا مقرب فرشتہ؟

جواب:- یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

[2] وصفاته كلها بخلاف المخلوقين يعلم لا كعلمنا ويقدر لا كقدرتنا.(شرح فقه اكبر ص ۳۷، مطبوعه رحيميه ديوبند) وذا وصف الله تعالىٰ بها فهي نفي العجز عنه ومحال ان يوصف غير الله بالقدرة المطلقة. (المفردات في غريب القرآن للا مام الراغب، ص ۴۰۳، التفسير الكبير ص ۱/۲۱۸، سورۂ بقره آيت: ۲۲، مطبوعه دار الفكر بيروت)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] واذا بان واتضح بطلان الحلول والاتحاد وامتناعها على الذات فكذا على الصفات فرأس القائلين بها النصارى وبعض المنتسبين الى الاسلام كغلاة الشيعة (ملخصاً فتاوىٰ حديثيه ص ۳۳۴، مطبوعه دار المعرفة بيروت، مطلب ما معنى التوحيد الصوفية الموهم للحلول الخ، فتاوى عزيزى ص ۱/۴۱، مسئله وحدة الوجود الخ، مطبوعه رحيميه ديوبند)

کیا ہر وقت دیدار خداوندی ہوسکتا ہے

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ مجھے ہر وقت ایسا دیدار رہتا ہے کہ بغیر اس کے میرا چلنا اور سکون مشکل ہے، اور یہ شعر پڑھتے رہتے ہیں۔

ے　در تو پھر ہی دیکھیں گے میں نے تجھ کو دیکھ لیا

اور نماز وغیرہ پڑھتے ہیں، اور لوگ ان کے مرید بھی ہیں، اس قسم کی باتوں سے عوام کے عقیدے خراب ہونے کا ڈر ہے، ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ تو ممکن ہے کہ کسی شخص کو ایسا استحضار حاصل ہو جائے کہ غفلت نہ ہو لیکن یہ دیکھنا ان آنکھوں سے دیکھنا نہیں ہے بلکہ دل میں یہ ایک تصور ہے، قرآن پاک میں ہے **''لاتدرکہ الابصار''**[1] یہ آنکھیں اس ذات پاک کا ادراک نہیں کرسکتیں، مگر جن کو یہ تصور حاصل ہو جاتا ہے وہ دعویٰ کرتے اور کہتے نہیں پھرا کرتے، اس سے عوام کے عقیدے خراب ہونے کا اندیشہ ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ ۲۱/۷/۸۷ھ

---

[1] سورہ انعام الایۃ ۱۰۳/ (**ترجمہ**) اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی۔ (بیان القرآن)

[2] (قال صاحب التعرف) من قال ذلک المقال لم یعرف اللّٰہ الملک المتعال ان صح عن احد دعوی نحوہ فیمکن تاویلہ بان غلبۃ الاحوال یجعل الغائب کالشاھد اذاکثر اشتغال الشئی بشئی واستحضارہ لہ یصیر کانہ حضربین یدیہ (فتاویٰ مولینا عبدالحیؒ (اردو) ص ۸۲/ باب الشرک والبدعۃ، وبسط النقول فی ذلک عن منح الازھر شرح الفقہ الاکبر ص ۱۵۰، بیان رویۃ اللہ فی الدنیا، طبع بلال دیوبند، فتاوی حدیثیہ ص ۳۳۵، مطلب مامعنی توحید الصوفیۃ الخ، طبع بیروت.

خالق مخلوق بننے پر قادر ہے یا نہیں؟

سوال: ۔خالق کسی بھی مخلوق کو جو چاہے بنادے، وہ خود بھی کوئی مخلوق بننے پر قادر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

تمام مخلوق خدائے قادر مطلق کی پیدا کی ہوئی ہے[۱]، خالق کے متعلق یہ سوال کہ وہ خود بھی کوئی مخلوق بننے پر قادر ہے یا نہیں؟ بے محل سوال ہے، کیونکہ ہر مخلوق حادث وممکن ہے[۲]، اور خدائے پاک واجب وقدیم ہے[۳]، جس چیز کے تسلیم کرنے سے ذات وصفات خداوندی میں فرق آجائے وہ محال ہے، جیسے خالق کو مخلوق تسلیم کرنا، قدیم کو حادث تسلیم کرنا، واجب کو ممکن تسلیم کرنا، پس اس کا مخلوق بن جانا ممتنع بالذات اور محال ہے، کوئی ممتنع چیز باری تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں، وہ ہر محال سے منزہ وبرتر ہے، ایسی چیزوں کو اس کی طرف منسوب کرنا سخت گستاخی ہے[۴]۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

۱؎ قال اللہ تعالیٰ "وخلق کل شئ فقدرہ تقدیرا" سورۂ فرقان آیت: ۲. "وھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا" سورۂ بقرہ آیت: ۲۹.

۲؎ بجمیع اجزائہ من السمٰوات وما فیھا والارض وما علیھا محدث ای مخرج من العدم الی الوجود، شرح عقائد ص ۱۹، مطبوعہ دھلی.

۳؎ والمحالات معلومات لامقدورات اما عدم القدرۃ علی المحال فلیس نقصاً لان تعلق الارادۃ بہ محال (ملخصاً نبراس ص ۱۲۳، قبیل ولہ صفات، مطبوعہ امدادیہ ملتان)

۴؎ حقیقۃ الشرک ان یعتقد انسان فی بعض المعظمین من الناس ان الاثار العجیبۃ الصادرۃ منہ انما صدرت لکونہ متصفا بصفۃ من الکمال ممالم یعھد فی جنس الانسان بل یختص بالواجب جل مجدہٗ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۰/ ج ۱، باب اقسام الشرک، مطبوعہ مصر)

محال کے ساتھ ممکن ماننا

سوال: ۔محال کے ساتھ ممکن ماننا گویا پھولوں کی خوشبو میں گھاس کو ماننا ہوا؟

الجواب حامداًومصلیاً: ۔

ممکنات پر قادر ہونا صفت کمال ہے، عاجز ہونا نقص ہے، جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے، محالات سے پاک ہونا صفت کمال ہے، محالات سے متصف ہونا نقص ہے، جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے[1]۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

امکان کذب

سوال: ۔کیا موافق قول مولانا رشید احمد گنگوہیؒ صاحب فتاویٰ رشیدیہ خدا جھوٹ بولنے پر قادر ہے، آیا درست ہے، اگر درست ہے تو کیا خدا جھوٹ بولتا ہے، جو خدا جھوٹ بولنے کی طاقت رکھتا ہوتو کیا وہ جھوٹ نہیں بولتا، اگر بول سکتا ہے تو اگر خدا کہے کہ تم عبادت کرو، تمہارے لئے جنت ہے، اگر نہ کروگے تو دوزخ، تو کیا اس قول کو دونوں طرف سے ایک طرف محمول نہیں کرسکتے، اگر دونوں طرف یعنی صدق وکذب میں سے کسی پہلو کو لیا جاوے، تو کیا ایک طرف کذب نہیں آسکتا، اگر آسکتا ہے تو نعوذ باللہ خدا پر کذب کی نسبت صادق آتی ہے۔

---

[1] مثل العلم والقدرة فانها صفات كمال تدل المحدثات على ثبوتها واضدادها صفات نقصان لادلالة لها على ثبوتها. (شرح عقائد ص ۴۱/ملخصاً، مطبوعه دهلی)

واما عدم القدرة على المحال فليس نقصاً لان تعلق الارادة به محال فلا عجز (نبراس ص ۱۲۳، قبيل وله صفات، مطبوعه امداديه ملتان)

الجواب حامداً ومصلیاً

قدرت مستلزم صدور نہیں ،کذب ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہے کذب چونکہ قبیح ہے، اس لئے اس کا صدور باری تعالیٰ سے نہ کبھی ہوا اور نہ کبھی ہوگا، جو شخص صدور کذب کا قائل ہے، وہ کافر ہے، جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے[1] لیکن صدور نہ ہونے سے قدرت کا سلب لازم نہیں آتا، اگر قدرت نہ مانی جائے، تو عجز لازم آتا ہے جو کہ "اِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَئیٍ قَدِیْرٌ[2]" کے خلاف ہے، قرآن شریف میں تعریف کے موقعہ پر فرمایا ہے "ومن اصدق من اللّٰہ قیلا[3]"، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق کی ضد پر قدرت ضرور ہے، اور وہ کذب ہے کیونکہ اگر قدرت نہ ہوتو وہ صدق پر مجبور ہوگا، لہٰذا ایسی شئی بھی کچھ تعریف کے قابل ہوتی ہے کہ جس پر مجبور ہو اور اس کے خلاف پر قدرت نہ ہو، فعل قبیح تو قبیح ہوتا ہے، اور فعل قبیح پر قدرت قبیح نہیں ہوتی، اور یہ مسئلہ شرح مقاصد[4] شرح مواقف[5] تفسیر کبیر[6] شامی[7] وغیرہ سب میں موجود ہے، جہد المقل[8] المہند[9] وغیرہ میں اس کو خوب بسط سے بیان کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ومن یعتقد ویتفوہ بانہ تعالیٰ یکذب فھو کافر ملعون قطعاً ومخالف الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۰۸، کتاب العقائد، اللہ کی طرف بالفعل جھوٹ کی نسبت، مبوب بطرز جدید، مطبوعہ مکتبہ محمودیہ سہارنپور)

[2] سورۂ بقرہ الایۃ ۲۰/ ترجمہ:- بلاشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں (بیان القرآن)

[3] سورۂ نساء الایۃ ۱۲۲/

ترجمہ:- اور خدا تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کس کی ہوگی۔ (بیان القرآن)

[4] المنکرون لشمول قدرتہ طوائف (الی قولہ) القائلون بانہ لایقدر علی الجھل والکذب والظلم (الی قولہ) والجواب لانسلم قبح الشئی بالنسبۃ الیہ (الی قولہ) ولوسلم فالقدرۃ علیہ لاتنافی امتناع صدورہ عنہ نظراً الی وجود الصارف وعدم الداعی وان کان ممکنا. (شرح مقاصد، ص ۳/۷۵، الفصل الثالث فی الصفات الوجودیۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

مسئلہ امکان کذب اور فتح المبین میں تلبیس

سوال: ۔مارچ ۵ےء میں مقام کوسیار میں علماء دیوبند وعلماء بریلوی میں مناظرہ ہوا، مخالفین کی طرف سے محمد حسن سنبھلی اور اپنی طرف سے مقامی علماء تھے، ہمارے علماء بوجوہِ چند جواب نہ دے سکے، اہم اعتراض ان کا امکان کذب تھا، حضرت گنگوہیؒ نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ وقوعِ کذب ممتنع ہوگیا، حضرت شیخ الہندؒ نے ''جہد المقل'' میں امکانِ کذب کو ثابت کیا ہے، براہین قاطعہ میں خلفِ وعد کو خلف وعید کی فرع لکھ کر امکانِ کذب کا اعتراف کیا ہے، دلائل سے قطع نظر مولانا عبدالعلی صاحب آسی مدارسی نے ایک کتاب (فتح المبین مع تنبیہ الوھابیین) بجواب ظفر المبین لکھی تھی، مولانا آسی کی کتاب ۱۸۹۲ء میں بار دیگر طبع ہوئی، اس کتاب کا ایک ضخیم ضمیمہ ہے جس میں عقائد غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کو شمار کر کے اس کو رد کیا ہے غیر مقلد وہابیہ نجدیہ کا عقیدہ ہے کہ (خدا جھوٹ بول سکتا ہے) ان عقائد کے رد میں علماء دیوبند میں سے حضرت گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب

(حواشی صفحہ گذشتہ) ۵؎ ان عدم الوجوب مع الوقوع لایستلزم خلفاً ولا کذباً لایقال انه یستلزم جواز هما وهو ایضاً محال لانا نقول استحالته ممنوعة کیف وهما من الممکنات التی تشتملها قدرته تعالیٰ (شرح المواقف، ص ۸/۷۲، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

۶؎ راجع التفسیر الکبیر ج ۲/ص ۱۷/ ج ۳/ص ۷۰۴/ ج ۴/ص ۱۱۵/ ج ۶/ص ۳۴۹/ تحت سوره مائده، تحت اذقال الحواریون یاعیسیٰ بن مریم هل یستطیع ربک الخ، مطبوعه دارالفکر بیروت.

۷؎ هل یجوز الخلف فی الوعید فظاهر مافی المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه شامی کراچی ج ۱/ص ۵۲۲/ والا شبه ترجح جواز الخلف فی الوعید ....(شامی کراچی ج ۱/ص ۵۲۳/ باب صفة الصلاة، مطلب فی خلف الوعید)

۸؎ جهد المقل ج ۱/ص ۴۱/ وراجع للبسط کله اوجله.

۹؎ المهند علی المفند ص ۳۴-۴۳/

صاحبؒ، حضرت مولانا غلام رسول صاحبؒ، حضرت مولانا عزیزالرحمٰن صاحبؒ، کے دستخط ہیں، مہریں بھی ثبت ہیں، ان کے علاوہ علماء دہلی، لکھنؤ، کانپور، لدھیانہ، رامپور وغیرہ کے دستخط ہیں اور مہریں بھی ہیں، اس کے باوجود اکابرین دیوبند امکان کذب کے قائل ہیں، جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ، جہد المقل، براہین قاطعہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے، تو مولانا آسی مدراسی کی کتاب ''ضمیمہ فتح المبین مع تنبیہ الوھابیین'' میں ان حضرات کی تصدیقات اور دستخط ومواہر کیوں ثبت ہیں؟ اس کتاب میں غیر مقلدین وہابیہ کے عقیدے میں یا شیخ عبدالقادر'' شیئاً للّٰہ'' کو شرک کہنا اور اس کے عدم جواز کے قول کو ان ہی حضرات نے رد کر کے دستخط ومواہر ثبت کی ہیں، پھر راہ سنت اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ان چیزوں کو ناجائز کیوں لکھا گیا؟ مذکورہ بالا مناظرہ کے بعد تقریباً تیس میل تک عوام علمائے دیوبند کے عقائد سے متنفر ہو چکے ہیں، اس لئے آپ سے عرض ہے کہ علمائے دیوبند کے اقوال میں جو تعارض بلکہ خود اپنے اپنے قول کا رد ثابت ہو رہا ہے، اس کو نہایت سیر حاصل طور پر حل فرما کر ہمارے عوام کو بچائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

''الفتح المبین'' کو مبتدعین نے طبع کرایا اور ضمیمہ کا اضافہ کیا جو کہ مصنف الفتح المبین کا نہیں اور علماء کرام کے جو دستخط الفتح المبین کے آخر میں تھے، ان کو ضمیمہ کے ختم پر منتقل کر دیئے، تاکہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ علمائے کرام اس ضمیمہ کے موافق اور مؤید ہیں، ظاہر ہے کہ یہ کس قدر بڑی تلبیس اور فریب کاری ہے، جب مصنف الفتح المبین کو اس کی اطلاع ہوئی تو مصنف مرحوم ومغفور نے اطلاعِ عوام کے لئے اشتہار شائع کیا اور فریب کاری کو ظاہر کر کے اس سے اپنی پوری برأت کی چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

اہل مطبع نے تمام دنیا کے رطب ویابس بدعات لکھ کر ان مہروں کو آخر میں لکھ دیا اور

اکثر بدعات ورسوماتِ مروجہ کی اباحت ومشروعیت اس میں درج کی ہے، میں بہ ہزار جان اس قسم کے عقائد واعمال سے بیزار ہوں، اورعرض کرتا ہوں کہ کوئی صاحب مواہر کوآ خرضمیمہ میں دیکھ کر یہ خیال نہ فرمائیں، کہ مؤلف کتاب اورعلمائے دیوبند مصدقین ومصوبین کتاب موصوف ''الفتح المبین'' کل مندرجہ ضمیمہ کے قائل ہیں، حاشاثم حاشا اہل مواہر وبندہ نحیف ایسی بدعات ورسومات نامشروع اوران پرمہر کرنے سے بری ہیں، کیونکہ اس ضمیمہ میں بہت سے مسائل بلادلیل درج ہیں اور نہ قرآن شریف وحدیث شریف اوراقوال ائمہ مجتہدین سے انکا ثبوت ہے فقط رسوم اور بے اصل امور ہیں، ان کو داخل عبادت اور حسنات شرعیہ کرنا بڑی جہالت ہے، یہ صرف اہل مطبع کی چالاکی ہے کہ عوام کودھوکہ دیکر بدعات ورسومات کواس تدبیر سے رواج دیں ''واللّٰہ یحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون''[1] مجھ بندہ نحیف کو بوساطت جناب تقدس مآب مولانا قاری محمد قاسم صاحبؒ محدث نانوتویؒ وحضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری امطراللہ علیہم شآبیب رضوانہ خاندان حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے علاقہ استناد ہے، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ، حضرت مولانا شاہ اسحاق صاحبؒ، حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ، حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہم وارضاہم ان بزرگوں کے جوعقائد واعمال کہ ان کی تصانیف اورفتوؤں سے بخوبی واضح ہیں وہی عقائد واعمال اس بندہ نحیف کے تصور فرمائیں، بالجملہ سب حضرات متنبہ رہیں اورمضامین مندرجہ ضمیمہ سے مجھ نحیف اور جملہ علمائے حقانی کو بری رکھیں، اورخود ان عقائد واعمال سے حذر کریں، ورنہ بجائے نفع آخرت میں نقصان اٹھائیں گے، اورجن حضرات کے پاس کتاب ہٰذا موجود ہو وہ اشتہار ہٰذا اس کے آخرمیں منضم کرلیں، اور جہاں کہیں کتاب کی خبر پائیں اشتہار کے پہنچانے میں کوشش بلیغ کریں، اورجوصاحب

[1] سورۂ انفال آیت:۸.

پھر اس کتاب مذکور کے طبع کا قصد فرمائیں، مضامین زوائد مرقومہ ضمیمہ مذکور جو میرے نہیں ہیں خارج کر کے طبع کراویں یا مع اشتہار ہذا کے طبع کراویں تاکہ **عنداللّٰہ مأجور وعندالناس** مشکور ہوں، اور کوئی دھوکہ نہ کھاوے۔

کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں اشتہار اسی کتاب کے ساتھ موجود ہے، امید ہے کہ اہل علم حضرات اور اہل فہم عوام کی الجھنیں بڑی حد تک دور ہو جائیں گی، اور اب وہ الفتح المبین کے ضمیمہ کے مضامین کو نہ الفتح المبین کے مصنف کی طرف منسوب کریں گے، نہ ان اکابر علماء کی طرف منسوب کریں گے، جن کے دستخط کتاب ''الفتح المبین'' کے ختم ہونے کے بجائے ضمیمہ کا اضافہ کر کے ختم پر کردیئے گئے، خدائے پاک ایسے دجل وفریب کرنے والوں کا انتظام فرمائے، دیانتداری وخوفِ آخرت ان کو عطا فرمائے۔

اب رہ گیا امکان کذب کا مسئلہ، تو یہ درحقیقت سیدھی سادی صاف بات کو بگاڑا گیا ہے جس سے مقصود عوام مسلمانوں کو دھوکا دیکر علماء حق سے بدظن ومتنفر کرنا ہے، اصل مسئلہ توسیع قدرت کا ہے جس کا عنوان بگاڑ کر لوگوں کے سامنے وحشت ونفرت پھیلائی جاتی ہے، فتاویٰ رشیدیہ[1] قرآن محل، ص ۹۰ میں ہے ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہٗ کی پاک ومنزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے، معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے ''**قال اللّٰہ تعالیٰ ومن اصدق من اللّٰہ قیلاً**''[2] جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے، وہ قطعاً کافر ہے، ملعون ہے اور مخالف قرآن اور حدیث کا اور اجماعِ امت کا ہے، وہ ہرگز مومن نہیں ''**تعالی اللّٰہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً**''[3] البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان سب کا ہے، کہ خدا تعالیٰ نے مثل فرعون وہامان وابی لہب کو

[1] **فتاوی رشیدیہ** ص ۲۰۸، **کتاب العقائد**، اللہ کی طرف جھوٹ کی نسبت، مکتبہ محمودیہ سہارنپور۔
[2] **سورۂ نساء** آیت: ۱۲۲، اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا۔ (بیان القرآن)
[3] یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور بہت زیادہ برتر ہے۔ (بیان القرآن)

قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے، وہ حکم قطعی ہے، اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا، مگر وہ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دیدیوے عاجز نہیں ہوگیا، قادر ہے، اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا "قال اللّٰہ تعالیٰ لو شئنا لاٰتینا کل نفس (الی قولہٖ) من الجنۃ والناس اجمعین"[۱] اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا توسب کو مومن کردیتا، مگر جوفرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا، اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں، وہ فاعل مختار ہے، فعّال لمایرید[۲] ہے، یہ عقیدہ تمام علماءِ امت کا ہے، چنانچہ بیضاوی شریف[۳] میں تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تغفرلھم الخ لکھا ہے کہ:۔

عدم غفران شرک مقتضی وعید کا ہے، ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں، اور یہ ہے عبارت اسکی "وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیه لذاتہٖ واللّٰه اعلم بالصواب[۴]

کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفا اللہ عنہ

صفحہ ۲۰۴ پر اس مسئلہ کو لکھ کر آخر میں تحریر فرمایا ہے اس کو اعداء نے دوسری طرح بیان کیا ہوگا۔[۵] (براہین قاطعہ[۶] اور جہد المقل[۷] میں بھی یہی ہے)

---

[۱] سورۂ سجدہ آیت: ۱۳، اوراگر ہم کو منظور ہوتا تو ہم ہر شخص کو اس کا راستہ عطا فرماتے، لیکن میری یہ بات محقق ہوچکی کہ میں جہنم کو جنات اور انسان دونوں سے ضرور بھردونگا۔ (بیان القرآن)

[۲] سورۂ بروج آیت: ۱۶، آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور پر کرسکتا ہے۔ (بیان القرآن)

[۳] بیضاوی شریف ج ۲/ ص ۳۸۵/ سورہ مائدہ. آیت: ۱۸.

[۴] فتاویٰ رشیدیه ص ۹۴.

[۵] فتاویٰ رشیدیه ص ۱۱۳.

[۶] امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے کہ نہیں چنانچہ "ردالمختار" میں ہے "ھل یجوز الخلف فی الوعیدفظاھر مافی المواقف والمقاصدان الاشاعرۃ قائلون بجوازہٖ لانه لایعد نقصابل جوداً وکرماً" ایسا ہی دیگر کتب میں لکھا ہے (براھین قاطعه ص ۶) (حاشیہ نمبر: ۷/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

اہل علم حضرات کے لئے اتنا کافی ہے عوام کو ان کے ذہن کی صلاحیت کے اعتبار سے خود سمجھا دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱/۴/ ۹۵ھ

اللہ تعالیٰ حفاظت کرنا چاہیں تو دشمنوں کے بیچ میں حفاظت کریں، نہ چاہیں نہ کریں!

سوال:۔ اولیاء سے مانگنے سے متعلق آپ نے صحیح تحریر فرمایا کہ خدا سے مانگنا چاہئے، کوئی مسلمان اولیاء سے اگر یہ التجا کرے کہ اے حضرت فلاں ہم اللہ کے گنہگار بندے ہیں، ہماری رسائی ویسی نہیں ہے، جیسا کہ آپ کی ہے، چونکہ آپ اللہ کے ولی و برگزیدہ بندے ہیں، دعاء فرمایئے کہ ہمارا فلاں فلاں کام ہو جائے، حیدرآباد میں ایک درگاہ حضرت یوسفؒ کی ہے، مولانا مفتی صاحب یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جب میں بغرضِ حاضری احاطۂ درگاہ میں قدم رکھتا ہوں تو میرے دل و دماغ کو ایک قسم کا سکون ملتا ہے، قلبی سکون حاصل کرنے کے لئے میں حاضر دربار ہوتا ہوں، اس سے میں نے یہ تجربہ کیا ہے کہ وہ ولی اللہ ہیں، اور اللہ کے خاص بندے ہیں، اور ان کے دربار میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے، جب کوئی انسان بلا قید مذہب وملت احاطۂ رحمت میں قدم رکھتا ہے تو ایک مسلمان کا ایمان یہ ہے کہ اس کے بلیات، بیماری ضرور دور ہو جاتی ہیں، اور اس کو قلبی اور دماغی سکون ملتا ہے، اور یہ کہ صرف

ے افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہیں۔ (جهد المقل ص ۴۱/ ج ۱) ”فعل قبيح بالنظر الى قدرة البارى ممکن ہے لیکن بالنظر الى الحكمة البته ممتنع وهو المقصود“ اور فعل قبیح مذکور کے کذب کو شامل ہونا ایسا نہیں جسکا کوئی عاقل منصف منکر ہو جائے۔ (جهد المقل ص ۷۸/ ج ۱/ طبع بلالی)

خدا تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے، نہ کہ بزرگ محترم کی دین، کوئی مسلمان اگر ایسے برگزیدہ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ سے نگاہِ کرم کی بھیک مانگے تو کیا یہ مناسب نہیں؟ اگر پیر میں زخم آجائے تو ایک ڈاکٹر جو کافر ہوتا ہے، اس کو بلواتے ہیں اور مرہم لگاتے ہیں، تو کیا اپنی مصیبت میں اگر ہم مدد کے لئے (غیر اللہ کا تصور کر کے) اگر ہم حضرت محمد ﷺ یا حضرت غوث پاک کا نام لیں اور ان کا ذکر کر کے حق تعالیٰ سے دعا کریں، تو کیا یہ مناسب نہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں حکم دیتا ہے کہ اے مومنو! تم ایک دوسرے کے مددگار بن جاؤ، جب اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کو مددگار بن جانے کا حکم دے رہا ہے، تو پھر ہم اپنی مدد کے لئے اگر بزرگانِ دین کو پکاریں تو جائز نہیں؟ اور ایک ڈاکٹر جو کافر ہے اس سے مصیبت میں مدد مانگتے ہیں، چونکہ مردہ مرتا نہیں زندہ رہتا ہے، خدائے پاک کی رحمت کا نزول اس بزرگ کے دربار میں ہوتا ہے اور ہم بلا قید مذہب وملت اس سے فیضیاب ہوتے ہیں، تو آیا یہ مناسب ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول وبرگزیدہ بندوں پر بیشمار رحمت کی بارش ہوتی ہے، انکی قبر کے قریب پہنچ کر بے مثال سکون نصیب ہوتا ہے، اوران کی قبر کے پاس اور انکے وسیلہ سے دعا خدائے پاک سے مانگی جائے، تو جلد قبول ہوتی ہے[1] نیز انکی برکت سے اللہ پاک مصائب کو دور فرماتے ہیں، یہ دوسرے حضرات کا بھی تجربہ ہے، لیکن براہِ راست ان صاحب قبر بزرگ کو خطاب کر کے ان سے مانگنا اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہے[2]۔

---

[1] وقد عدمن اداب الدعاء التوسل (شامی کراچی ص ۳۹۷/ ج ۶، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع)

[2] اذا کان المطلوب منه (الدعاء) میتاً اوغائبا فلایستریب عالم انه غیر جائز وانه من البدع التی لم یفعلها احد من السلف (روح المعانی، ص ۱۲۵/ ج ۶، مطبوعه ادارة الطباعة المصطفائیه دیوبند، تحت قوله تعالیٰ "وابتغوا الیه الوسیلة" سورۂ مائده آیت: ۳۵)

جو بات جس قدر ثابت ہے، اس کو تسلیم کیا جائے، جو ثابت نہ ہو اس سے پرہیز کیا جائے، جب تک آدمی اس دنیا میں زندہ ہے، اسکے احکام اور ہیں، جب اس کی وفات ہوگئی، اس کے احکام بھی اور ہوگئے، برزخ کے احکام کو دنیا کے احکام پر قیاس کرنا صحیح نہیں، بزرگانِ دین کو بھی وفات ہونے پر غسل وکفن دیکر نماز جنازہ پڑھ کر قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔

شریعت کا حکم ہے صحابہ کرام، اولیاء اللہ سب کیلئے یہی حکم ہے (شہید کو غسل نہیں دیا جاتا) وفات کے بعد مال بھی ترکہ میں تقسیم ہوجاتا ہے، بیوی بھی عدت گزار کر نکاحِ ثانی کی مختار ہوتی ہے، وفات سے قبل زندہ پر یہ حکم جاری نہیں ہوتا، کسی زندہ ڈاکٹر کو آپ دفن کرنے کا حق نہیں رکھتے، دنیوی معاملے کافر کے ساتھ بھی کئے جاتے ہیں، حضرت نبی اکرم ﷺ نے بھی یہودی سے قرض لیا، اور اپنی زرہ اس کے پاس رہن رکھی ہے[1]۔

اسی طرح اگر آپ کسی کافر ڈاکٹر سے زخم کی دوالیں شرعاً اجازت ہے، لیکن کسی بزرگ سے آپ ہی انکی قبر کے پاس جا کر زخم پر مرہم نہیں لگواتے، آپ ضرور بزرگانِ دین کے مزارِ مبارک پر جایئے اور موافق سنت ہر غلط کام سے بچ کر زیارت بھی کیجئے، ثواب بھی پہنچایئے، دعاء بھی اللہ تعالیٰ سے کیجئے[2]، اور اس طرح دعا بھی کر سکتے ہیں کہ یا اللہ اپنے مقبول بندوں کے

---

[1] وعن عائشة قالت اشترى رسول الله صلى الله عليه وسلم طعاماً من يهودى الى اجل ورهنه درعاً له من حديد. متفق عليه (مشكوٰة ص ۲۵۰/ج ۱، باب السلم والرهن، مطبوعه دار الكتاب ديوبند)

ترجمہ: -حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اُدھار غلّہ خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اسکے پاس رہن رکھی۔

[2] اذا زاره يقرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله احد ثلاث مرات ثم يدعو له ولا يمسحه ولا يقبله فان ذالك من عادة النصارىٰ، المرقات ص: ۴۰۷، ج: ۲، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، مطبوعه بمبئى.

طفیل مجھ گنہگار کی دعا قبول کر، مصیبت کو[1] دور فرما، مگر براہِ راست ان بزرگ سے نہ مانگئے، یہی طریقہ سنت کے موافق ہے، اس میں ان بزرگ کے ساتھ عقیدت بھی صحیح طریقہ پر ہے، ان کا احترام بھی ہے، اتباع سنت بھی ہے، اس سے زائد طویل بحث میں نہ جایئے، حق تعالیٰ جل شانہٗ کا معاملہ اپنے بندوں کے ساتھ بہت عجیب وغریب ہے، دشمن سے حفاظت کرنا چاہیں تو مکان کا محاصرہ ہونے کے باوجود پوری احتیاط کے ساتھ دشمن سے بچا کر مکہ معظّمہ سے بچالائیں، اور غارِ ثور میں بھی حفاظت فرمالیں، دشمن موجود ہے مگر دیکھ نہیں سکتا، دوسرا معاملہ فرمانا چاہیں تو غزوۂ احد میں سارا لشکر اور ہتھیار موجود رہتے ہوئے بھی، دندانِ مبارک شہید ہوجائے، سرِ مبارک بھی زخمی ہوجائے، حضرت زکریا علیہ السلام کو قوم نے پکڑنا چاہا مگر حفاظت کی گئی، قوم پکڑ نہیں سکی، ایک درخت میں امن دیدیا گیا، دوسرا معاملہ کرنا چاہا تو درخت کے اندر آرہ سے ذبح کرادیا گیا، غرض کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کے کام میں کیا کیا راز ہیں۔

صاحب قبر بزرگ سے دعاء کی درخواست کرنا کہ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کردیجئے ثابت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۶/۲۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ 〃 〃

قرآن افضل ہے یا سید

سوال:۔ ایک مولوی صاحب سے کسی نے شانِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شانِ قرآن پاک کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یہ مسئلہ نازک ہے عام لوگوں کی

---

[1] ان التوسل بجاه غير النبي صلى الله عليه وسلم لا بأس به ايضا ان كان المتوسل بجاهه مما علم ان له جاها عند الله تعالىٰ كالمقطوع بصلاحه وولايته الخ، روح المعانى ص ۶/۱۲۸، سورة المائدة، تحت قوله تعالىٰ "وابتغوا اليه الوسيلة الآية" مطبوعه مصطفائيه ديوبند.

فہم سے اوپر ہے، لیکن سائل ایک سید تھا جسکا یہ عقیدہ ہے کہ ہم قرآن شریف سے بوجہ اولاد ہونے بی بی فاطمہؓ کے افضل ہیں، لہٰذا ہم پر شریعت کی پابندی ضروری نہیں، مولوی صاحب نے عظمت قرآن شریف میں فرمایا کہ قرآن شریف کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "**لایمسہ الا المطھرون**" اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگانا حالت جنابت اور وضو نہ ہونے میں احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا آنحضور ﷺ کو اتنا احترام تھا، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ بعض جہلاء نے یہ فتویٰ دیا کہ ایسا مولوی صاحب واجب القتل ہے، والد نے اپنے بیٹے کو تنبیہ کی کہ مولوی صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے تم نماز پڑھا کرو، اسنے جواب دیا کہ دیوبندی کے پیچھے نماز ناجائز ہے اور آپکی اس بارے میں میرے اوپر اطاعت کوئی ضروری نہیں اور قیامت میں میری اس نافرمانی کا اجر ملیگا، نہ کہ گناہ، آیا والد صاحب کی اطاعت ضروری ہے یا مرشد بریلوی کی؟ جواب مدلل ہو اور مسئلہ کی پوری تحقیق ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جاہل سید کا یہ مقولہ انتہائی جہالت پر مبنی ہے، شریعت غرّاء کی پابندی خود بی بی فاطمہؓ اور ان کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے والد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ضروری تھی[1]، آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر میری بیٹی فاطمہ چوری کرے (**اعاذنا اللّٰہ منھا**) تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹوں گا۔[2]

پھر حضرت بی بی فاطمہؓ کی اولاد پر شریعت کی پابندی کیسے ضروری نہیں ہوگی۔

---

[1] **وأمر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا، سورۂ طٰہٰ آیت: ۱۳۲** **ترجمہ**:- اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے۔

[2] **فی حدیث عائشۃ وایم اللّٰہ لوان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا متفق علیہ.**

(مشکوٰۃ شریف، ص ۲/۳۱۴، باب الشفاعۃ فی الحدود، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث شریف میں ہے قسم بخدا اگر فاطمہؓ بنت محمد (اعاذہا اللہ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہوتھ کاٹتا۔

حضور اکرم ﷺ اور قرآن پاک میں تقابل کا مسئلہ واقعۃً نازک ہے ہر شخص کے سمجھنے کا نہیں، سعایہ شرح وقایہ میں اس پر کلام کیا ہے[1]۔

جو امور موافق شرع ہوں انمیں باپ کی اطاعت کرنی چاہئے، خلافِ شرع امور میں اطاعت جائز نہیں "**لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**، **الحدیث**[2]"، مسئلہ مذکورہ میں عظمت قرآن شریف کے متعلق مولوی صاحب کا جواب اور عقیدہ صحیح ہے، اور ایسے شخص کوواجب القتل قرار دینا عناد اور عصبیت ہے، لڑکے کا اپنے والد کو جواب مذکور دینا غلط ہے، اسکواس معاملہ میں والد کی اطاعت کرنی چاہئے کہ یہ شریعت کے مطابق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اقبال کے اشعار پر اعتراض اوراس کا جواب

سوال:۔ شرعاً ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے، جسکے اشعار درج ذیل ہیں:؟

شعر:۔ ز من بر صوفی و ملّا سلامے
که پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شاں درحیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفیٰ را (اقبالؔ)

اشعار مذکورہ پر ایک شخص نے اعتراض کیا ہے کہ شاعر نے خدا پر جہل ثابت کیا ہے، اور

---

[1] ان القرآن افضل مستنداً بان القرآن قديم والذات المحمدية حادثة والقديم افضل وبان القرآن صفة اللّٰه تعالىٰ واللّٰه تعالىٰ بجميع صفاته افضل مماعداه الخ (السعايه فى كشف مافى شرح الوقاية ص۴۴۳ / ج ۱) احكام الأسار، طبع سهيل اكيڈمى لاهور)

[2] راجع حديث النواس بن سمعان مرفوعاً (مشكوٰة ص ۲/۳۲۱ / باب الامارة، طبعه ياسر نديم ديوبند، شرح السنة ص۶/۳۵، كتاب الامارة والقضاء، باب الطاعة فى المعروف، مطبوعه مكتبه تجاريه مصطفى احمد الباز) **ترجمہ**:- خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

علمائے امت وصوفیائے عظام حتی کہ صحابۂ کرام پر طنز کیا ہے، تفصیل اسکی مندرجہ ذیل ہے

اوّل تحقیق لفظی معلوم کی جائے، قولہ، صوفی معنی اہل اللہ، ولی اللہ، ملاّ، عالم جید ومتبحر کو کہتے ہیں، حیرت، معنی تعجب خیز اور حیرت اس چیز پر ہوتی ہے جس کا علم قبل از وجود اس چیز کے نہ ہو، مثلاً ''مارکونی'' نے ریڈیو ایجاد کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈالدیا تھا، چونکہ قبل از وجود ایجاد اس کے لوگ بے خبر تھے، اور اب ریڈیو کا علم لوگوں کو ہوگیا ہے، لہٰذا اب کسی کو بھی اس کا نام سن کر یا اسے دیکھ کر حیرت نہیں ہوتی۔

قولہ:- در حیرت انداخت مارا الخ۔ اور اللہ جل شانہ کی صفت علاّم الغیوب ہے، قرآن وحدیث شاہد بیّن ہیں، اس کا کل علم ازلی وابدی ہے، نہ کسبی، جملہ اشیاء اگرچہ خرد ترین ہو اس کے علم محیط میں ہے ''كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ الخ پس خدا کو حیرت میں ڈالنا چہ معنی دارد۔

حاصل کلام:- شاعر نے خدا پر جہل ثابت کیا ہے اور خدا کے علم ازلی وابدی کو کسبی ثابت کیا ہے، ورنہ در حیرت انداخت، کوئی معنی نہیں رکھتا، جو اہل علم پر اظہر من الشمس ہے، جہل باری تعالیٰ ممتنع بالذات ہے، جہل عیب ہے، اور خداوند قدوس جملہ عیوب سے منزہ ومبرأ ہے، اس کی ذات بے چون وچرا ہے اور عیبی خدا نہیں بن سکتا اور نہ اس کے لائق ہوسکتا ہے، پس وہ خدا خدا نہ رہا جس میں عیب ہو وہ مشابہ مخلوق کے ہوگیا، جو حادث اور ممکن ہے ''وَصِفَاتُهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ عُيُوبٍ'' اور خدا پر جہل کا تھوپنا اسی کا نام دہریت ہے اور ایسی دہریت کی بناء پر حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالحق صاحب دہلویؒ نے سرسید احمد خاں کے اقوال وعقائد وتحریرات کے خلاف ایک ضخیم کتاب لکھی ہے، اور اس میں علماء محققین ہند کا تصدیق شدہ فتویٰ بھی درج کر دیا ہے ''اِنْ شِئْتَ فَارْجِعْ اِلَيْهِ وَجَدْتَ كَمَا كَتَبْنَا'' اگر کوئی کہے کہ شاعر نے اس زمانہ کے صوفی وملاّ کو کہا ہے سو یہ غلط ہے'' قولہ گفتند مارا'' اپنے مشائخ جن کے ذریعہ پیغام خدا سنا تھا، ان پر طنز کیا ہے، ان مشائخ نے پیغام خدا یعنی قرآن

مجید میں کوئی ترمیم وتاویل کی ہے، کیاان لوگوں نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ میں کوئی ردوبدل کیا ہے؟ حاشا وکلاّ، ہرگز نہیں کیا اسے بالفرض والمحال تسلیم کرلیا جائے، تو قرآن کلام اللہ، کلام اللہ نہ رہا، بقول روافض ''بیاضِ عثمانی'' ہے اور خدا کا دعویٰ غلط ہوگیا، قولہ تعالیٰ ''اِنَّـا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِکْرَ وَاِنَّالَهٗ لَحَافِظُوْن'' (ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں) بیان القرآن۔

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، صوفی وملاّ ان کو موردالزام کیونکر گردانا جائے، ان حضرات نے تو بسلسلہ علماء ثقہ ودیندار از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اخذ کیا ہے، بلاترمیم وتنسیخ اوراس کے مطابق خود عمل کرتے اور عمل کراتے ہیں، مثلاً طلاق ثلاثہ بیک وقت ایک مجلس میں دینے سے وہ طلاق مغلظہ ہوجاتی ہے، حالانکہ درزمانہ خیرالقرون صلی اللہ علیہ وسلم تا بدوسال خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک طلاق سمجھی جاتی تھی، بعدازیں حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں کے اصرار پر تین طلاق بیک وقت کو طلاق مغلظہ قراردیا (مسلم شریف ج ۱/ ص ۴۷۷) اوراسی قول عمر رضی اللہ عنہ پر تاایں دم علماء عظام ومفتیان کرام عمل کررہے ہیں، سو یہ الزام تاویل حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ہوا یا متبعین ومقلدین مؤخرین پر ہوا۔

(۲) ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی مقام پر بھیجا تھا، چونکہ زمانہ پُرخطر تھا آپ نے فرمادیا تھا کہ فلاں مقام پر جب پہنچو تو وہاں عصر کی نماز نہ پڑھنا تاکہ دن کے اندر اندر مقام مقصود پر پہنچ جاؤ، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مقام پر پہنچے دن کافی باقی تھا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے مقصد کلام سمجھ کر وہاں عصر کی نماز ادا کی اور بعضوں نے ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہوئے وہاں پر عصر کی نماز نہیں ادا کی جب یہ حضرات واپس ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں واقعہ مذکورہ پیش کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت بھی اثبات کی دلیل ہے۔

(۳) اذان ثانی بروز جمعہ درزمانہ خیرالقرون تاعہد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہیں تھی، یہ

اذان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رائج کی ہے، وغیرہ وغیرہ کتب حدیث میں مرقوم ہے، حاصل کلام موردالزام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوئے، نہ کہ ناقلین وعاملین فافہم اب صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب بیان کئے جاتے ہیں۔

مناقب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(الفصل الثالث مشکوٰۃ شریف)

(۱) عَنْ عَبْدِاللّٰہ بْن مُغفلؓ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اللّٰہ اللّٰہ فِیْ اَصْحَابِیْ لَاتَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضاً مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذانِیْ فَقَدْ اٰذیَ اللّٰہُ وَمَنْ اٰذی اللّٰہ فَیُوْشک اَنْ یَأخُذَہٗ[1] (رواہ الترمذی)

(۲) عَنْ ابْن عُمرؓ قَالَ سَمِعْتُ رسو ل اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اِذَارأیتُم الَّذِیْن یَسبونَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوا لَعْنَۃُ اللّٰہ عَلٰی شَرِّکُمْ[2] (ترمذی)

(۳) عن عمر بن الخطابؓ قال سمعت رسو ل اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحیٰ اللّٰہ الی یامحمد(صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم)ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھا اقویٰ من بعض ولکل نورمن اخذ بشئی مماھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدیً

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴/ **ترجمہ**:-رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا میرے بعدان کونشانہ مت بنالینا، جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کے سبب ہی ان سے محبت کی جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کے سبب ہی بغض رکھا، جس نے ان کوایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی، جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کوایذا پہنچائی، اور جس نے اللہ کوایذا پہنچائی قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑے (ہلاک فرمادے)

[2] ایضاً **ترجمہ**:-رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا جب تم ان لوگوں کودیکھو جومیرے اصحاب کوبرا کہتے ہیں تو کہو اللہ کی لعنت ہوتمہارے شرپر۔

وقال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اصحابی کالنجوم فبایھم اقتد یتم اهتدیتم۔[1] (رواہ رزین)

دوسرا جواب یا شاعر کا طنز ائمہ اربعہ پر ہے، ان کے مسلک میں اختلاف کثیر پائے جاتے ہیں، ان حضرات نے بھی بسند صحیح از صحابہ نقل کیا ہے، سوان پر اعتراض کرنا صحابہ کرامؓ پر اعتراض کرنا ہے، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے "الذی لایخفی علی اهل العلم ، بینوا فجزاکم اللّٰہ اجراً جزیلاً".

الجواب حامداً ومصلیاً

"بعون الملک الوهاب مبسملا ومحمدا ومصلیا ومسلماً"شعراء عام طور پر حدود شرع کی رعایت نہیں کرتے، بلکہ تجاوز کر جاتے ہیں، بسا اوقات ان کا کلام جھوٹ کا پلندہ ہوتا ہے، اس کے باوجود مستحق داد قرار دیئے جاتے ہیں۔

شعر:- در شعر مپیچ و در فن او............ چوں اکذب اوست احسن او[2]

مبالغہ ان کے کلام میں حد غلو وافتراء تک پہنچ جاتا ہے، استعارات بعیدہ استعمال کرتے ہیں، حقیقت کم ہوتی ہے، مجاز زیادہ ہوتا ہے، تخیلات وتوہمات پر کلام کی بناء رکھتے ہیں، کسی کی تعریف کرتے ہیں تو آسمان سے اوپر تک پہنچا دیتے ہیں، ہجو کرتے ہیں تو تحت

---

[1] **ترجمہ**:- حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی، اے محمد ﷺ تیرے اصحاب میرے نزدیک آسمان میں ستاروں کے درجہ میں ہیں بعض ان میں سے بعض سے قوی ہیں، اور ہر ایک کیلئے روشنی ہے، جس نے انکے اختلاف میں سے جس طریق کو بھی اختیار کیا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے، اور رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب ستاروں کے مثل ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرلو گے ہدایت پاجاؤ گے۔

[2] شعر اور اس کے فن میں مشغول مت ہو، چونکہ جس شعر میں جتنا جھوٹ ہوگا وہ اتنا ہی عمدہ سمجھا جاتا ہے، (گویا شعر میں حسن ہی جھوٹ سے پیدا ہوتا ہے ۱۲۔

الثریٰ لیجا کر ڈالتے ہیں، طعن وطنز تو ان کا شب وروز کا مشغلہ بلکہ سخن تکیہ ہوتا ہے اس میں کسی بڑی سے بڑی ہستی پر پھبتیاں کسنے میں بھی باک نہیں ہوتا مخلوق سے گذر کر خالق جل مجدہٗ کو بھی نشانۂ ملامت بنا لیتے ہیں۔

الغرض ”فِــی کُــلِّ وَادٍ یَّهِیـْمُـوْنَ“[1] الا ماشاء اللہ کہ بعض کا کلام حقیقت، حکمت، معرفت ہوتا ہے۔

تـغـیـیـر مـنـکـر (اگر چہ کلام میں ہو) لازم ہے (اگر چہ کلام سے ہو) وقت ضرورت نکیر کے ساتھ تغییر بھی لازم ہو جاتی ہے، لیکن تکفیر مسلم سے ”مهـما امكن كف لسان وقلم“، ضروری ہے ایک کلام میں اگر سو احتمالات ہوں جن میں سے ۹۹/ احتمالات کی بناء پر کفر ثابت ہوتا ہو، اور ایک احتمال کی بناء پر اسلام ثابت ہوتا ہو تو مفتی مامور ہے کہ اسلام باقی رکھنے والے احتمال کو اختیار کرے، کفر کا فتویٰ نہ دے، ہاں اگر قائل کا مقصود ہی کفر ہے تو پھر تاویل مفتی نافع نہ ہوگی[2] اور جو شخص ضلالت وغوایت کا داعی ہو اس پر فتویٰ بھی سخت ہے اور اس کی تعزیر بھی شدید ہے، یہ امر بھی ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ ایک چیز تو لزوم کفر ہے، اور دوسری چیز التزام کفر ہے، فتویٰ تکفیر دوسری چیز پر ہوگا پہلی چیز پر نہیں[3]۔

اللہ رب العزت نے اس دین اسلام کو کامل فرمانیکا اظہار واعلان قرآن مبین میں

---

[1] سورہ شعراء آیت: ۲۲۵/ **ترجمہ**:- ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں (بیان القرآن)

[2] وقد ذكرانه ان كان في المسئلة تسعة وتسعون احتمالا للكفر واحتمال واحد لغير الكفر فعلى المفتي ان يميل الى عدم الكفر تحسيناً للظن بالمسلم وانه لاترجيح بكثرة الادلة عندنا ولم ينفعه فتوى المفتي عندنية الوجه الذي يوجب(البريقة المحمودية في شرح الطريقة المحمدية ص ۸۶/ج ۲/ وشرح الفقه الاكبر ص ۲۳۷/ مطبوعه رحيميه ديوبند.

[3] والحاصل في مسألة اللزوم والالتزام ان من لزم من رأيه كفر فهو ليس بكافر (اكفار الملحدين ص ۷۳/ تحقيق ان لازم المذهب الصريح البين الخ، فتاوىٰ عزيزى فارسى ص ۱۲۲/۱، بيان لزوم الكفر والتزام آن. مطبوعه رحيميه ديوبند.

فرمادیا ’’اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الآیۃ‘‘[۱] حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ پر اعتماد فرما کر دین ان کے حوالہ فرمادیا، ایک ایک چیز کی تبلیغ کردی، تفہیم کردی پھر اس کو دوسروں تک پہنچانے کا انکو ذمہ دار بنایا ’’الا فلیبلغ الشاهد منکم الغائب‘‘[۲] (الحدیث)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بے اعتمادی کرنا، ان کی نقل دین اور فہم دین پر تخریبی تنقید کر کے ان سے بے نیاز ہو کر خود دین کی تشریح کرنا بڑے درجہ کی گمراہی اور بددینی ہے، بلکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہے کہ جن کے مقدس نفوس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتماد فرما کر ان کو دین کا امین قرار دیا ہے، ان سے بے اعتمادی انکی تخریب ہے جس کا انجام دین سے محرومی ہے اور ایسے لوگ خدا اور رسول کے باغی ہیں، کسی مسلم سے سوء ظن قائم کرنے کے لئے دلیل قوی درکار ہے حسن ظن قائم کرنے کے لئے سوء ظن کی دلیل نہ ہونا بھی کافی ہے، کسی مصنف کے مجمل کلام کے لئے بہترین تشریح وہ ہے جو اسی کے کلام سے کی جائے، ہوسکتا ہے کہ کسی دوسرے کلام میں خود اس کی طرف سے تشریح کی گئی ہو، اس کے مجمل کلام کو اس تشریح کے خلاف محمل پر حمل کرنا درست نہیں مصنف کی زندگی کا عمل اس کے کلام کی شرح کے لئے عمدہ مشعل ہے جب کہ خود اس کے کلام سے شرح نہ کی جا سکے۔

یہ چند امور بطور تمہید کے ذہن نشین کرنے کے بعد اصل سوال کا جواب ملاحظہ کریں قرآن کریم میں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جن کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے، حالانکہ وہ

---

[۱] آج کے دن تمہارے لئے دین کو میں نے کامل کردیا، سورہ مائدۃ آیت ۳.

[۲] خبردار پس پہنچادیوے حاضر تم میں سے غائب کو ۱۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ص ۲۶۲ / ج ۳. رقم الحدیث: ۳۳۵۱، مطبوعه داراحیاء التراث العربی، راجع صحیح البخاری ص ۱۶ / ج ۱ / باب العلم قبل القول، مطبوعه اشرفی دیوبند، والصحیح لمسلم ص ۶۰ / ج ۲. کتاب القسامة الخ، باب تغلیظ تحریم الدماء الخ، مطبوعه سهانپور، وکنز العمال ص ۱۲۷ / ۵، ومشکوٰۃ المصابیح ص ۲۳۳ / باب خطبة یوم النحر، مطبوعه یاسرندیم دیوبند، لیس فی احدی الطرق ذکر بهذه الالفاظ بل بتصرف یسیر ۱۲.

بظاہر صفات انسانیہ میں سے ہیں جیسے نسیان وغیرہ۔

"فالیوم ننساهم کمانسوا[۱] فذوقوا بمانسیتم لقاء یومکم هذا انانسینکم[۲] انهم یکیدون کیداً واکید کیداً[۳] ومکروا ومکر الله والله خیر الماکرین[۴]. انما نحن مستهزء ون الله یستهزئ بهم[۵] یہ بلاغت کلام کا ایک مقام ہے اورفن بدیع کی ایک صنعت ہے جس کو صنعت مشاکلت کہتے ہیں[۶]۔ ایسے مقام پران الفاظ کے ظاہری وعمومی متبادر ومتعارف معانی مرادنہیں ہوتے جیسا کہ آیات مذکورہ کی تفسیر سے ظاہر ہے "ولا یخفی علیٰ امثالکم"، معترض صاحب نے حیرت کوتعجب کے معنی میں لے کراعتراض واشکال کیا ہے کہ یہ خدائے پاک وملائکہ کرام اورحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف ہے، حالانکہ عجب (ع،ج،ب) کی اسناد حدیث پاک میں اللہ جل شانہٗ کی طرف کی گئی ہے، (عجب) ربک من الذین یساقون الیٰ الجنة فی السلاسل ای عظم عنده وکبرلدیه اعلم الله تعالیٰ انه انما یتعجب الأدمی مما عظم عنده وخفی سببه علیه فاخبر هم

۱؎ سورۃ الاعراف الآیة ۵۱/ **ترجمہ**: سوہم بھی آج کے روز انکا نام نہ لینگے جیسا انہوں نے اس دن کا نام تک نہ لیا (بیان القرآن)

۲؎ سورۂ سجدہ الآیة ۱۴/ **ترجمہ**: -تواب اسکا مزہ چکھو کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے ہم تم کو بھول گئے۔

۳؎ سورۂ طارق الآیة ۱۶/ **ترجمہ**: -یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کررہے ہیں، اورمیں بھی طرح طرح کی تدبیریں کررہا ہوں (بیان القرآن)

۴؎ سورۂ آل عمران آیت ۵۴/ **ترجمہ**: ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اوراللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اوراللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنیوالوں سے اچھے ہیں (بیان القرآن)

۵؎ سورۂ بقرہ آیت: ۱۵/ **ترجمہ**: -ہم توصرف استہزاء کیا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی استہزاء کررہے ہیں، ان کے ساتھ (بیان القرآن)

۶؎ المشاکلة وهی ذکرالشئ بلفظ غیره اووقوعه فی صحبته (مختصر المعانی، ص ۴۵۱/ شروح التلخیص ص ۳۰۹/ ج ۴.

بمایعرفون لیعلموا موقعها عنده وقیل معناه رضی واثاب مجازاً ومنه ح، (عجب) ربک من شاب لیست له صبوة وح (عجب) ربکم من الّکم وقنوطکم اھ مجمع بحارالانوار[1]، ج ۳ ص ۵۲۰) اور بھی متعدد مواقع پر لفظ عجب کا تذکرہ آیا ہے جس کی تشریح شراح حدیث نے کی ہے، صاحب مجمع البحار نے بھی ایسے الفاظ ذکر کئے ہیں لہٰذا اس لفظ کی وجہ سے مسلمان کو ایمان سے خارج کرنیکی کوشش نہ کیجائے، فقط واللّٰہ الموفق لمایحب ویرضیٰ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

آستین براو کشیدہ ہمچو مکار آمدی کا پڑھنا

سوال:۔ شعر:۔

آستین براوکشیدہ ہمچومکار آمدی
باخودی خود دوتماشا سوئے بازار آمدی

اس طرح کے اشعار کا پڑھنا اور سننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص اسکا صحیح مطلب سمجھتا ہوا اس کو پڑھنا اور سننا درست ہے، ظاہری مطلب لے کر خدائے پاک کو خطاب کر کے پڑھنے کی اجازت نہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مجمع بحارالانوار ص: ۵۲٦، ج: ۳، باب العین مع الجین، عجب، مطبوعه دارالایمان مدینه منوره.

ترجمہ شعر:۔ تو اس پر آستین کو پھیلائے ہوئے مکار کی طرح آیا، اپنے خودی کے ساتھ تماشائی بن کر بازار کی جانب آیا۔ (حاشیہ نمبر: ۲ / اگلے صفحہ پر)

اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جو چاہے دکھلا دے عقیدہ پر اشکال مع جواب

سوال:۔اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ جب چاہے اور جہاں چاہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر کردے، یا جو چاہے دکھلا دے، اس کے دلائل قرآن وحدیث میں کیا ہیں؟ ان دونوں سوالوں کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس کا قادر مطلق ہونا ہی کافی ہے، مزید کسی دلیل کی حاجت نہیں، دلیل طلب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قادر مطلق ہونا تسلیم نہیں یا اس میں شبہ ہے، لیلۃ المعراج کا واقعہ کہ مسجد اقصیٰ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امامت[1]۔

سب آسمانوں پر تشریف لیجانا، وہاں انبیاء سے انکے مقامات پر ملاقات[2] جنت دوزخ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] لاتقولوا راعنا الایة فی هذه الآیة دلیلان احدهما علی تجنب الالفاظ المحتملة فیها التعریض للتنقیص والغض الخ تفسیر قرطبی ص ۵۶/ ۱، جزء ۲، (مطبوعه دارالفکر بیروت، سورة البقرة تحت آیت ۱۰۴)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] فی حدیث ابی هریرة فی الاسراء فحانت الصلوٰة فَاَمَمْتُهُمْ (مشکوٰة شریف ص ۵۳۰، باب فی المعراج، مطبوعه یاسر ندیم)

[2] راجع الحدیث الطویل عن ابی ذر رضی اللّٰه عنه مرفوعاً قلت لجبرئیل من هذا قال آدم الی اخره (مشکوٰة شریف ص ۵۲۹/ باب المعراج، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص: ۴۷۱/ ۱/ کتاب الانبیاء، باب ذکر ادریس الخ، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۹۳/ ج ۱، باب الاسراء، مطبوعه رشیدیه دهلی)

کا معائنہ ہی بڑا واقعہ ہے جس سے مسئلہ خوب واضح ہو جاتا ہے[۱] نیز جب واقعہ معراج بیان فرمایا تو مشرکین نے بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کے ستون وغیرہ کی تعداد دریافت کی، اس وقت وہ مسجد سامنے کر دی گئی، آپ اسکو دیکھ دیکھ کر جوابات عنایت فرماتے تھے[۲] نیز نجاشی کے انتقال پر جنازہ سامنے کر دیا گیا، حجابات اٹھا دیئے گئے، اس پر نماز جنازہ ادا فرمائی[۳] نیز غزوۂ موتہ کا میدان سامنے کر دیا گیا، اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ فلاں شخص نے جھنڈا لیا وہ شہید ہو گیا، پھر فلاں نے لیا وہ شہید ہو گیا، پھر فلاں نے لیا وہ شہید ہو گیا، پھر فلاں نے لیا تب فتح ہوئی اور آپکی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے[۴] یہ بھی فرمایا کہ فلاں شخص کو دو باز وعطا ہوئے

---

۱ مذکورہ بالا متفق علیہ حدیث میں ہے۔ ثم اُدْخِلْتُ الجنة مشکوٰة شریف، ص ۵۲۹) ثم انی رُفِعْتُ الی الجنة ثم عُرِضْتُ علی النار (ملخصاً تفسیر ابن کثیر ص ۲۲/ج۳، سورة الاسراء، روایة ابی سعید بن مالک بن سنان الخدری، مطبوعه تجاریة مصطفی احمد الباز مکه مکرمه)

۲ فی حدیث جابر مرفوعاً لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللّٰه لی بیت المقدس فطفقت اخبرهم عن اٰیاته وانا انظر الیه متفق علیه (مشکوة ص ۵۳۰/ باب فی المعراج، بخاری ص۵۴۸/ ۱، باب حدیث الاسراء باب بنیان الکعبة، مسلم ص۹۶/ ۱، باب الاسراء، مطبوعه دیوبند)

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے جب قریش نے میری تکذیب کردی میں حطیم کعبہ میں کھڑا ہوا، اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو ظاہر فرما دیا میں ان کو اس کو دیکھ دیکھ کر خبر دینے لگا۔

۳ عن ابن عباس قال کشف للنبی صلّی اللّٰه علیه وسلم عن سریر النجاشی حتی راٰهٗ صلّی اللّٰه علیه وسلّم (مرقاة ص ۳۵۵/ ۲، باب الجنائز، مطبوعه بمبئی، وکذافی فیض الباری ج۲، ص ۴۷۰/ کتاب الجنائز، باب صفوف الصبیان مع الرجال، مطبوعه خضر دیوبند)

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت ﷺ کے لئے ظاہر کر دیا گیا حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو دیکھا۔

۴ عن انس ان النبی ﷺ نعیٰ زیداً وجعفراً وابن رواحة للناس قبل ان یاتیهم خبرهم فقال اخذ الرایة زید فاصیب ثم اخذ جعفر فاصیب ثم اخذ ابن رواحة فاصیب وعیناه تذر فان (بخاری ص ۶۱۱/ ج ۲/باب غزوة موتة، مطبوعه دیوبند)

(حدیث مذکور کا ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

اور وہ ملائکہ کے ساتھ اُڑتا ہوا جا رہا ہے[۱]۔

غرض بے شمار واقعات بطور شواہد موجود ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۰/۹۲ھ

اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے گندی چیز منگانا

سوال:۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ میں نے چند مسلمانوں کی زبانوں یہ سنا کہ موسیٰؑ کو طور پر حکم ہوا تھا کہ تم دنیا میں جاؤ، جو سب سے گندی چیز ہے اس کو لاؤ، وہ دنیا میں آئے اور ایک کتا مرا پڑا تھا جس میں زیادہ تیز تعفن آرہا تھا، اسکو اٹھا کر لے گئے، یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی، اب آپ مہربانی فرما کر اس کا جواب عنایت فرمائیں، اس کے علاوہ مع حوالہ تحریر ہو کہ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ واقعہ قرآن شریف یا اور کسی دینی معتبر کتاب میں موجود نہیں، حدیث شریف کی بھی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ:**۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید اور جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی موت کی خبر لوگوں کو دی، ان کی موت کی خبر آنے سے قبل اور فرمایا زیدؓ نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہوگئے، پھر جعفرؓ نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہوگئے، پھر ابن رواحہؓ نے لیا اور وہ شہید ہوگئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ رأیت جعفر بن ابی طالب فی الجنة ذاجناحین یطیر حیث شاء، طبرانی ص: ۳۱۳، ج: ۱۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، رقم الحدیث: ۱۲۱۱۲، مجمع الزوائد ص ۹/۴۴۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، رقم الحدیث (۱۵۴۹۷)، باب مناقب جعفر بن ابی طالب.

ترجمہ:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جعفر بن ابی طالبؓ کو جنت میں دیکھا ان کے دو پر ہیں جن سے جہاں چاہتے ہیں اڑ کر جاتے ہیں۔

کسی معتبر کتاب میں اس کا کوئی ذکر نہیں آیا، اور عقل سے بھی یہ فیصلہ غلط معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ گندی چیز سے خوش نہیں ہوتا، بلکہ وہ تو پاک صاف اچھے نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں[1]۔

اگر کسی کتاب میں یہ واقعہ لکھا ہے تو شاید یہ اسرائیلیات یعنی یہود اور نصاریٰ کی کتابوں سے نقل کیا ہوگا، اور ان کی کتابیں جھوٹ سے بھری ہوئی ہیں، جب تک ہماری شریعت ان کی تصدیق نہ کرے وہ قابل اعتماد نہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۲۸/۴/۵۸ھ

not found.

---

[1] فی حدیث سعید بن المسیب ان اللّٰہ طیب یحب الطیب نظیف یحب النظافة رواہ الترمذی (مشکوٰة ۳۸۵/ج ۲/ باب الترجل، وراجع مشکوٰة ص ۱۴۲/ج ۱/ عن مسلم. مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- ابن مسیّب کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ پاک ہے پاکی کو پسند کرتا ہے، ستھرا ہے، ستھرائی کو پسند کرتا ہے۔

[2] الاحادیث الاسرائیلة تذکر للاستشهاد لاللاعتضاد فانها علی ثلاثة اقسام الثانی ماعلمنا کذبه مماعندنا ممایخالفه (ملخصاً تفسیر ابن کثیر ص ۸/ج ۱/ مکتبه التجاریة مصطفی احمد الباز مکة المکرمه)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

﴿شرک وکفر کا بیان﴾

شرک کی تفصیل

سوال:۔ شرک کے معنی کیا ہیں؟ خدا کے بیٹا پوتا یا ایک خدا کے بجائے دوخدا ماننا ہے؟ یا اسکے علاوہ اور کچھ باتیں شرک کی ہیں؟ یا پھر کون کون باتیں شرک کی ہیں؟ بالتفصیل تحریرفرمادیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

خدائے پاک اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے،اس کے مثل اورکوئی ذات ماننا یہ شرک ہےاس کی صفات کے مثل کسی میں صفات ماننا یہ شرک ہے جوکام صرف اس کیلئے کئے جائیں، وہ کسی اور کے لئے کرنا شرک ہے، مرادیں صرف اسی سے مانگی جاتی ہیں کسی اور سے مانگنا شرک ہے[1]۔ بہشتی زیور میں بہت سی مثالیں اس کی موجود ہیں،خدا کا بیٹا پوتا ماننا، یا ایک خدا

[1] والٰھکم الہ واحدروح المعانی میں ھے الواحد ھنا بمعنی لانظیر لہ ولاشبیہ فی ذاتہ ولافی صفاتہ ولا فی افعالہ. (روح المعانی ص ۲/۴۴، سورۃ البقرۃ تحت آیت:۱۶۳ ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، دقائق التفسیر ص ۱/۵۵ ، مذھبہ فی التوحید، مطبوعہ مؤسسۃ علوم القرآن دمشق)

کے بجائے دو یا زیادہ خدا ماننا یہ بھی شرک ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱/۸۹ھ

کفریہ عقائد واعمال

سوال:۔ ہمارے رشتہ دار یعنی خاص میرے خسر ساس کافروں اور مشرکوں کی رسم کرتے ہیں، یہ تیوہار کرتے ہیں۔

دوج، تیج، اٹھم، نومی، ہولی، دیوالی وغیرہ ان کو بھی پوجتے ہیں، بھوائی سیلہ اور ماموں علی بخش گنگوالا یہ ان کے خدا ہیں، اور کافروں کی طرح خدا کو گالیاں دیتے ہیں، رسول کو وہ جانتے بھی نہیں، اور جو کوستے ہیں اپنے بچوں کو یا کسی کو یوں کہتے ہیں: کہ تیرے ماں میں دیوی بڑ جا، تجھے دیوی توڑے، اور جوان کے یہاں بیمار ہو جاتا ہے، تو جنگل میں شکرانی صنہک دے کر آتے ہیں، بیمار اچھا ہونے کے واسطے، ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے، اس سے میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے لوگوں کو اول نرمی سے سمجھانا چاہئے کہ یہ عقائد اسلام کے خلاف ہیں، ان عقائد سے آدمی مسلمان نہیں رہتا، بلکہ مشرک اور کافر ہو جاتا ہے[2]، اور جس طرح بھی ممکن ہو ان عقائد

---

[1] بهشتی زیور ص ۳۴/ ج ۱/ فصل کفر اورشرک کی با توں کابیان.

[2] من تقلنس بقلنسوة المجوس ای لبسها وتشبه بهم فیها او خاط خرقة صفراء علی العاتق ای وهو من شعارهم او شد فی الوسط خیطا کفر اذا کان متشابها بخیطهم او شماه زنارا الی قوله ولو شبه نفسه بالیهود والنصاری ای صورة او سیرة علی طریق المزاح والهزل ولو علی هذا المنوال کفر الخ، شرح فقه اکبر ص۲۲۷-۲۲۸، قبیل لا یحرم کل التشبیه الخ، مطبوعه مجتبائی دهلی.

کی برائی اور خرابی کو انکے دل میں بٹھائے، اور انکو صحیح عقائد کی تعلیم دیکر مسلمان بنائے[۱]، اگر توقع نہ ہو کہ وہ ان عقائد کو چھوڑ کر اسلامی عقائد اختیار کریں گے، اور اپنے عقائد کی خرابی کا اندیشہ ہو تو ان سے علیحدہ رہنا ضروری ہے، میل جول بالکل چھوڑ دینا چاہئے، اور اپنے بیوی بچوں کو ان سے قطعاً علیحدہ رکھے، ایسا نہ ہو کہ انکے عقائد پر برا اثر پڑے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۴/۵/۶۰ھ

اوصاف خاصۂ الٰہی میں کسی کو شریک کرنا

سوال:۔ خالق اپنی صفت خاصہ کی وجہ سے قادر مطلق ہے اور یکتا بھی، اس کا مخلوق میں ہونا محال ہے، اس کو ممکن اور متنفس کے ساتھ تشبیہ دینا توحید میں عیب لگانا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قادر مطلق جل شانہٗ کے اوصافِ خاصہ میں کسی مخلوق کو شریک کرنا غلط ہے شرک فی الصفات ہے، اس کی توحید میں عیب لگانا ہے، معاذ اللہ[۳]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] وینبغی ان یکون التعریف (ای الامر بالمعروف) اولا باللطف والرفق لیکون ابلغ فی الموعظة والنصیحة (هندیه ص ۵/۳۵۲، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی الخ.

[۲] ان هجرة اهل الاهواء والبدعة دائمة علی مر الاوقات والازمان مالم یظهر منه التوبة والرجوع الی الحق. (بذل المجهود ص ۵/۱۸۹، کتاب السنة، باب مجانبة اهل الاهواء، رشیدیه سهارنپور)

[۳] حقیقة الشرک ان یعتقد انسان فی بعض المعظمین من الناس ان الاثار العجیبة الصادرة منه انما صدرت لکونه متصفا بصفة من الکمال مما لم یعهد فی جنس الانسان بل یختص بالواجب جل مجدهٗ (حجة الله البالغه ص ۱/۶۰، باب اقسام الشرک، الفوز الکبیر فارسی ص ۴، درباب اول ذکر المشرکین)

مجرم کو اللہ تعالیٰ نہیں چھڑا سکتا، حضور چھڑا سکتے ہیں

سوال:۔ بریلوی حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن معصیت کے بارے میں جس شخص کو حضور ﷺ سزا دینے کیلئے پکڑیں گے اس کو کوئی چھڑا نہیں سکتا، اور خدا جس کو سزا دینے کیلئے پکڑیں گے اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم چھڑا سکتے ہیں، آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جن صاحبان کا یہ عقیدہ ہے، ان سے ہی اس کی دلیل قرآن وحدیث سے دریافت کی جائے، میں نے کسی آیت اور کسی حدیث میں ایسا نہیں پڑھا، نہ علم عقائد کے کتابوں میں، بریلوی مکتبۂ فکر کے بہت سے عقائد ایسے نرالے ہیں کہ قرآن کریم، حدیث شریف، آثار صحابہ، ائمہ مجتہدین کے فقہ میں ان کا نام ونشان بھی نہیں ہے، شاعرانہ مضمون کو عقیدہ قرار دینا بھی مشکل ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک شعر

سوال:۔ وعلی الغالب علی کل غالب امیر المومنین علی ابن ابی طالبہ

---

[۱] لاتطرونی کماطرت النصاری ابن مریم (بخاری شریف ص ۴۹۰/۱، کتاب الانبیاء، رقم الحدیث(۳۳۲۹) مطبوعہ اشرفی دیوبند، مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۷، ج ۲، باب المفاخرۃ والعصبیۃ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) الا طراء ہو المبالغۃ فی المدح والغلو فی الثناء (مرقاۃ ص ۶۵۶/۴، وفی النہایۃ الاطراء مجاوزۃ الحد فی المدح والکذب فیہ ص ۱۲۳/۳، باب الطاء مع الراء، مجمع بحار الانوار ص ۴۴۱/۳، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد،

یہ عبارت کیسی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس عبارت میں تاویل کرکے مطلب بنالینا اگرچہ ممکن ہے،لیکن ظاہری لفظ کے اعتبار سے اس میں ایک فرقۂ ضالّہ باطلہ کے ساتھ تشبہ ہے اوراس کے عقیدۂ فاسدہ کی اس سے تائید ہوتی ہے[۱] لہٰذا اس سے پرہیز لازم ہے،حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریفیں حدیث شریف میں موجود ہیں جوکہ واقعی اور صحیح ہیں وہ بیان کی جائیں[۲] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱/۸۹ھ

چند اشعار اور علی مشکل کشا

سوال:۔شب براءت کی محفل میلاد میں ایک شخص نے یہ اشعار کہے جو نیچے درج ہیں،اس پر آپس میں بحث ومباحثہ ہوا کہ ایسے اشعار کہنا بالکل غلط ہے وغیرہ تو ایسے اشعار محفل میلاد اور اس کے علاوہ میں کہنے درست ہیں یا نہیں؟

خدا تک میں رسائی چاہتا ہوں
وسیلہ ہے وہ شیخ اعظم
شفیع الوریٰ تک پہونچ جاؤنگا میں
پکڑ لوں گا جب حشر میں تیرا دامن

---

[۱] قال ای علیؓ یھلک فی رجلان محب مفرط یفرطنی بمالیس فی ای بتفضیلی علی جمیع الصحابة اوعلی الانبیاء او بأثبات الالوھیة کطائفة النصیریة ومبغض (مرقاۃ ص ۵۷۳ ج ۵، باب مناقب علیؓ، مطبوعہ ممبئی)

[۲] دیکھئے باب مناقب علیؓ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۶۳/مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، اس باب میں اکیس احادیث مذکور ہیں، اور دیکھئے باب مذکور مجمع الزوائد، ص ۱۲۰/ج ۹،/اس میں ۲۱۷/روایات وآثار مذکور ہیں۔

علی سے ملی تجھ کو مشکل کشائی
نہ کیوں مشکلیں پھر ہماری ہوں آساں

الجواب حامداًومصلیاً

شیخ محقق کامل کی تربیت اور توسل سے طالب صادق کو اللہ پاک کے ساتھ نسبت حاصل ہوجاتی ہے، یہی خدا تک پہونچنا ہے، شفیع الوریٰ کی بارگاہ تک بھی اتباع شیخ کی بدولت پہونچا جاسکتا ہے، لہٰذا ان دونوں شعروں میں تو کوئی اشکال نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت مشکل مقدمات اور معاملات کو آسانی سے حل فرمادیا کرتے تھے، اس لئے ان کو حلّال المعضلات کہتے تھے، جس کا فارسی میں ترجمہ مشکل کشا ہے[۱]۔

لیکن ان کی محبت وعقیدت میں غلو کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہر مشکل کو خواہ کسی زمانے میں پیش آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ حل کرتے ہیں، اورنوبت یہاں تک پہونچ گئی کہ پریشانی اورمصیبت کے وقت یا علی پکارتے ہیں، حتی کہ اللہ پاک سے بھی وہ لوگ بے نیاز ہوگئے، اور جملہ امور میں کارساز حقیقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہی قرار دے لیا، یہ عقیدہ اورطریقہ اسلام کے خلاف اورشرک ہے، اس سے بچنا لازم ہے[۲] یہ مروجہ محفل میلاد بھی ممنوع ہے[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۹/۱۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۹/۱۵ھ

---

[۱] کان عمر یتعوذ باللّٰہ من معضلة لیس لها ابوحسن (ازالة الخفا ص ۴۷۵/ ج ۴، حضرت علیؓ کے قضایا اور فیصلے الخ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، مترجم تاریخ الخلفاء ص ۳۷۰/ ج ۲. حضرت علیؓ کی فضیلت، مطبوعہ ادارہ درس قرآن دیوبند،

[۲] اگر آں ولی را حلال مشکلات یا شفیع غالب اعتقاد میکنند ایں عقیدہ او منجر بشرک وفساد میگردد۔

ترجمہ:- اگر ولی کو مشکلات کا حل کرنے......(باقی ترجمہ وحاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیا اولیاء کو ذاتی قدرت ہے؟

سوال:۔ماقولکم دام فضلکم اندریں مسئلہ یکے از پیش امام مسجد در وعظ خود ایں می گوید کہ قدرتے کہ مرخدا را ہست اولیاء را ہم باشد بایں الفاظ ہم می گوید کہ بعضے از انبیاء واولیاء مردگاں را بالفاظ ''قم باذنی'' ونگفت ''قم باذن اللّٰہ'' حیات بخشیدہ اند، پس بعضے از مقتدیان کہ در پس او در نماز اقتداء کردہ بودند اقتداء کردن در پس آں امام ترک کردہ اند دریں باب از روئے اعتقاد وفقہ چہ می گویند، ترک اقتداء از روئے فقہ وعقائد اولیٰ است یا ناجائز یا اقتداء در پس او جائز؟ دلیل وبرہان از فقہ وعقائد فرمودہ مستحق اجر شوند۔[1]

الجواب حامداً ومصلیاً

امام را نشاید کہ ایں چنیں سخن بر زبان راند کہ موجب فتنہ وفساد عقیدہ شود قدرتے کہ

(بابقیہ گذشتہ صفحہ) .... والا یا شفیع غالب اعتقاد کرتا ہے ،تو اس کا یہ عقیدہ شرک وفساد کی طرف پہنچانے والا ہوجائیگا۔(فتاویٰ عزیزی ص ۱۲۱/ ج ۱، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللّٰہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک کفر (شامی ص ۴۳۹/ ج ۲/ مطلب فی النذر، روح المعانی ص ۱۲۸/ ج ۶، آیت: ۳۵،

۳ وقد احتوی (ای المولد) علی بدعٍ ومحرمات جملۃ (فصل فی المولد،المدخل لابن الحاج ص ۲/ ج ۲. مطبوعہ مصر.

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ **ترجمہ سوال** :-آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک مسجد کے امام صاحب اپنے وعظ میں کہتے ہیں کہ جو قدرت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے وہ اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہے یہ الفاظ بھی کہتا ہیکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ میں سے بعض نے ''قُمْ بِاِذْنِیْ'' (میرے حکم سے کھڑا ہو) کہکر نہ کہ ''قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ'' (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو) مردوں کو زندہ کر دیا ،بعض مقتدیوں نے جو نماز میں اس کی اقتداء کرتے تھے (یہ سننے کے بعد) اس امام کے پیچھے اقتداء کرنا ترک کر دیا عقائد وفقہ کے اعتبار سے اس باب میں کیا فرماتے ہیں اقتداء ترک کرنا اولیٰ ہے یا ناجائز یا اسکے پیچھے اقتداء کرنا جائز ہے، فقہ وعقائد سے دلیل بیان فرما کر مستحق اجر ہوں۔

درمردم ظاہر می شود ذاتی وخانہ زاد نیست بلکہ پرتو قدرت قادر مطلق است جل شانہٗ کسے نمی تو اند کہ بغیر مدد خدا ذرہ وبرگ کاہے راا ز جائے بجنباند واز بعض اولیاء کہ این جملہ منقول است درحقیقت حکایت جملہ است کہ از سروش درگوش ایشاں گفتہ شدنہ کہ از نفس خود گفتہ بودند، چنانچہ درگوش منصور آواز آمد ''انا الحق'' اومست شدہ ہماں آواز رامی گفت، شنیدگان فہمیدند کہ اودعویٰ می کند پس بگذشت بروآنچہ گذشتہ، اگر مرادِ امام ہمیں است، درپس اونماز جائز است مگر اوراا حتیاط لازم است واگر انبیاء واولیاء راقدرتے مستقل مثل قدرت حق تعالیٰ مسلم می دارد ایں شرک است[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/ ۷/ ۹۳ھ

خدااور رسول کومنظور ہوتو کہنا کیسا ہے

سوال: ۔اگر یہ کام خدااور اسکے رسول کومنظور ہوتو ہوجاوے گاایسا کہنا کیسا ہے؟

ترجمہ جواب: -امام کونہیں چاہئے کہ زبان پراس قسم کی بات لائے جوموجب فتنہ اور موجب فساد عقیدہ ہو، جوقدرت آدمی میں ظاہر ہوتی ہے وہ اس کی ذاتی اور خانہ زادنہیں ہے بلکہ قادر مطلق جل شانہٗ کی قدرت کا پرتو ہے کوئی شخص خدا کی مدد کے بغیر ایک ذرہ اور ایک گھاس کے پتہ کواس کی جگہ سے ہلانہیں سکتا اور بعض اولیاء سے جواس طرح کے جملے منقول ہیں درحقیقت وہ اس جملہ کی حکایت ہے جوغیب سے ان کے کان میں کہا گیا ہے، اپنی طرف سے انہوں نے اس کونہیں کہا، جب کہ منصور کے حق میں ''انا الحق'' کی آواز آئی وہ مست ہوکراسی آواز کو بار بار کہہ رہے تھے سننے والوں نے سمجھا کہ دعویٰ کررہے ہیں، جس کی وجہ سے گذراان پر جوکچھ گزرا، اگرامام صاحب کی مراد وہی ہے تواس کے پیچھے نماز جائز ہے، مگراس کواحتیاط لازم ہے، اوراگر انبیاء علیہم السلام اوراولیاء کیلئے مسلم سمجھتا ہے تو یہ شرک ہے (جس سے توبہ لازم ہے اوراس صورت میں اس کے پیچھے نماز بھی جائز نہیں)

[1] واذا وصف اللّٰہ تعالیٰ بھا فھی نفی العجز ومحال ان یوصف غیر اللّٰہ بالقدرۃ المطلقۃ (المفردات فی غریب القرآن ص۴۰۳، باب القاف وما یتصل بھا، القاف مع الدال، قدر، مطبوعہ مصر) فانما یقدر (سبحانہ وتعالیٰ) علیہ بقدرتہ القدیمۃ لابالقدرۃ الحادثۃ کما توجد للاشیاء الممکنۃ. (شرح فقہ اکبر ص۱۸، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

الجواب حامداً ومصلیاً

شرک ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷؍صفر ۶۸ھ

اللہ تعالیٰ کے ہر شئی میں حلول کرنیکا عقیدہ

سوال:۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے علم اسکا ہر جگہ ہے حاضر، ناظر ہے "**سمیع بصیر علی کل شیئی قدیر واللّٰہ غالب علیٰ امرہ**"، جولوگ اس مسئلہ کے منکر ہیں، دلیل پیش کریں ورنہ تو وہ جھوٹے برخلاف اسلام کے لوگوں کو چلاتے ہیں اور برے عقیدے میں ڈالتے ہیں، پھر کیوں لوگوں کو خراب وبرباد کرتے ہیں علم شریعت کا سیکھنا فرض ہے، جولوگ اس مسئلہ کو غلط کرتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں محض وہ لوگ جاہل ہیں، دیکھو ذرا غور کرو جاہل لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان میں ہے، یعنی مسلمان، ہندو چوڑھا، چمار سب کے بیچ میں توبہ استغفار یا اللہ ان لوگوں کو ہدایت فرما "**ورب العرش فوق العرش لکن بلا وصف التمکن والاتصال**" اللہ تعالیٰ بذاتہ اپنے عرش مجید پر ہے، اور وہ ایسے مکان میں ہے جسکا علم اسی کو ہے جولوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز میں ہے، ہندو ہو یا مسلم یا چوپایوں کے حتی کہ تمام اشیاء پاک وپلید میں ہے، یہ عقیدہ بالکل غلط ہے، اور جھوٹا ہے العیاذ باللہ اور یہ کفر قبیح ہے (کتاب الابانۃ) ۳۸۰ھ یہ مذہب پیدا ہوا ہے کتاب العرش والعلو (کتاب حمویہ)

---

[1] ان رجلاً قال للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ماشاء اللّٰہ وشئت فقال لہ اجعلتنی واللّٰہ للّٰہ عدلاً لابل ماشاء اللّٰہ وحدہٗ قولہ ماشاء اللّٰہ وشئت تشریک فی مشیۃ اللّٰہ تعالیٰ (فتح الباری ص ۳۹۰/ ج۱۳/ کتاب الایمان والنذور، باب لا یقول ماشاء اللّٰہ وشئت، طبع بیروت، وراجع تقویۃ الایمان ص۷۵)

قاضی ابن الحسن نے ایک شخص مذہب جہمیہ کو قید کیا پس اس نے توبہ کی رہا کرنے کیلئے لایا گیا، تو ہشام نے امتحان لیا تو ناقص نکلا پھر قید کر دیا گیا، کیونکہ توبہ نہیں کی ہے ”**نعوذ باللّٰه من ذٰلک توبوا الی اللّٰه توبة نصوحاً**“ جو شخص کہتا ہے کہ خداوند کریم لا مکان ہے، امام ابوحنیفہؒ جواب دیتے ہیں کہ **یکفر** بہ کفر کیا اس نے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

خداوند کریم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ہر شے میں حلول کئے ہوئے ہیں، کفر ہے[1] اسی طرح یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ عرش پر یا کسی اور مکان میں ہے جس طرح کہ بادشاہ لندن میں ہے یہ بھی کفر ہے، ان دونوں عقیدوں سے توبہ اور اجتناب واجب ہے خداوند تعالیٰ کسی مکان میں محدود نہیں، وہ مکان سے منزہ اور بالاتر ہے۔ ”**و (یکفر) باثبات المکان للّٰه تعالیٰ فان قال اللّٰه فی السماء فان قصدبه حکایة ماجاء فی ظاهر الاخبار لایکفر واذا ارادبه المکان کفروان لم یکن له نیة یکفر عند اکثر هم وعلیه الفتویٰ اھ مجمع الانهر**[2] **ج ۲/ ص ۶۹۸/ یکفر باثبات المکان للّٰه تعالیٰ فلو قال از خدا ہیچ مکان خالی نیست یکفر عالمگیری**[3] **ص ۸۱ا/ ج ۲/۔ و لایتمکن فی مکان اھ** شرح عقائد[4] ص ۳۴/ البتہ عرش پر اس کا خاص تسلط اور استیلاء ہے کہ اس کی کیفیت کو وہی خوب جانتا

۱؎ واتضح بطلان الحلول والاتحاد وامتناعها علی الذات فکذاعلی الصفات لاستحالة انتقال صفة الذات المختصة بهاالی غیرها فرأس القائلین بها النصاری وبعض المنتسبین الی الاسلام کغلاة الشیعة (فتاویٰ حدیثیه ص ۳۳۴/ مطبوعه دارالمعرفة بیروت، مطلب ما معنی التوحید، الصوفیة الموهم للحلول الخ، راجع کشاف اصطلاحات الفنون ص ۳۴۹/ بذیل مادة حلول، ومعارف اسلامیه ص ۵۵۳/ ج۸. بذیل مادة حلول، مطبوعه لاهور.

۲؎ مجمع الانهر ج ۲/ص ۵۰۴/ کتاب السیر والجهاد ،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

۳؎ عالمگیری کوئٹه ص ۲/۲۵۹، الباب التاسع فی احکام المرتدین، منها مایتعلق بذات اللّٰه تعالیٰ.

۴؎ شرح عقائد ص ۳۹، الدلیل علی کونه تعالیٰ لایوصف بالماهیة الخ، یاسرندیم دیوبند.

ہے[۱]، اور اپنے علم کے اعتبار سے ہر شئی کو محیط ہے۔ ''وان اللّٰہ قد احاط بکل شئی علماً''[۲]

ثم استویٰ علی العرش[۳] ای استولیٰ فقد یقدس الدیان عن المکان والمعبود عن الحدود اھ مدارک[۴] ص ۱۱۷/ ا ھ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ذی الحجہ ۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ — صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۳/ذی الحجہ ۵۷ھ

فاسق وزندیق کی تعریف

سوال: ۔فاسق کس کو کہتے ہیں اور زندیق کس کو کہتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فاسق وہ ہے جو کبیرہ گناہ کرے[۵]۔ زندیق وہ ہے جو کفر کے کام کرے اور پھر جب اس پر گرفت کی جائے تو یا تو تاویل کرے، یا توبہ کرے مگر پھر ویسے ہی کام کرتا رہے، اسلئے کہ اسکے دل میں کفر ہے[۶]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۱/۸۸ھ

---

۱ ملاحظه هو جلالین شریف ص ۱۷۰، حاشیه: ۱۱/ سورۂ یونس آیت: ۳/ رشیدیه دهلی،

۲ سورة طلاق الایة ۱۲. **(ترجمه)** اللہ تعالیٰ ہر چیز کو احاطہ علمی میں لئے ہوئے ہے۔ (بیان القرآن)

۳ سورۂ یونس الایة ۳، **(ترجمه)** پھر عرش پر قائم ہوا۔ (بیان القرآن)

۴ تفسیر مدارک ص ۲۸۴/ ج ۲/علی هامش لباب التاویل للخازن.

۵ ان مرتکب الکبیرة فاسق (النبراس ۲۲۸) و(الفسق) شرعاً خروج عن طاعة اللّٰه تعالیٰ بارتکاب کبیرة (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۵، باب الاحق بالامامة، مطبوعه مصر) وراجع الشامی ص ۵۶۰/ ج ۱/ باب الامامة. (حاشیہ نمبر: ۶/ اگلے صفحہ پر)

کافرومشرک میں فرق

سوال:۔ کافرومشرک میں کیا فرق ہے؟ کیا جس طرح گنہگار مؤمن کواللہ پاک چاہے بخشے یانہ بخشے اسی طرح مشرکوں کوبھی چاہے بخشے چاہے نہ بخشے؟ اللہ پاک میں اتنی قدرت ضرورہے، کہ مشرکوں کافروں کوبھی بلاحساب کتاب جنت اعلیٰ میں داخل کردے، ''اِنَّ اللّٰہَ علٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر'' لیکن اللہ پاک کافروں ومشرکوں کونہیں بخشے گا، کیونکہ وہ قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے ''ان اللّٰہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء''

الجواب حامداًومصلیاً

ہرمشرک تو کافر ہے لیکن ہرکافرمشرک نہیں[1]، کافرتو وہ بھی ہوتا ہے جوضروریات دین نص قطعی وغیرہ کاانکارکرے[2]، مگراسے مشرک نہیں کہتے بلکہ مشرک اسے کہتے ہیں جواللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کوشریک کرے[3]، خواہ ذات میں خواہ صفات وافعال وغیرہ میں اللہ تعالیٰ نے دونوں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] وان کان مع اعترافہ بنبوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہار شعائر الاسلام یبطن عقائد ھی کفر بالاتفاق خص باسم الزندیق، اکفار الملحدین ص۱۳/ مجلس علمی ڈابھیل، شرح المقاصد ص۲۶۸/۲، الزندیق یموہ کفرہ ویروج عقیدتہ الفاسدۃ ویخرجھافی الصورۃ الصحیحۃ ھذا معنیٰ ابطان الکفر، شامی کراچی ص۲۴۲/۴، باب المرتد، مطلب فی الفرق بین الزندیق والمنافق.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] ان کل مشرک کافر ولیس کل کافر مشرکا (الیواقیت والجواھر ص۳۳/۱، مصری) وراجع الفتوحات المکیۃ ص۵۹۲/۲، اکفار الملحدین ص۱۲/ مجلس علمی ڈابھیل.

[۲] لاخلاف فی تکفیر المخالف فی ضروریات الاسلام (شرح التحریر ج۳/ص۳۱۸/ مطبوعہ مصر، اکفارالملحدین ص۱۹/ مطبوعہ مجلس علمی ڈبھیل)

[۳] وان قال بالٰھین اواکثر خص باسم المشرک (اکفار الملحدین ۱۲/ تفسیر الزندقۃ والالحاد، مطبوعہ ڈابھیل، شرح مقاصد ج۲/ص ۲۶۸/.

کو نہ بخشنے کا وعدہ فرمایا ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اُوْلٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ[1]، ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ الخ[2]"، لیکن باوجود اس کے قدرت سلب نہیں ہوئی، بلکہ مغفرت پر قدرت باقی ہے[3]، کما فی کتب العقائد[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

مشرک اور کافر میں فرق

سوال: ۔مشرک اور کافر میں کیا فرق ہے، اور مشرک اور کافر کی کیا تعریف ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر مشرک کافر ہے، لیکن ہر کافر مشرک نہیں، بلکہ بعض کافر غیر مشرک بھی ہوتا ہے، مشرک وہ شخص ہے جو توحید کا منکر ہو یعنی خدا کو ایک نہیں مانتا، بلکہ اس کے ساتھ شریک مانتا ہے، اور خدا کا بھی منکر نہیں، اور جو کافر مشرک کا مقابل ہے وہ ہے جو خدا کو تو ایک مانتا ہے، لیکن خدا کے تعین میں غلطی کرتا ہے، مثلاً حضرت مسیح کو خدا اور معبود مانتا ہے، تو یہ شخص کافر ہے،

---

[1] والذین کفر و الخ سورۂ بقرہ الایۃ ۳۹/.
ترجمہ:-اور جو لوگ کفر کریں گے اور تکذیب کریں گے ہمارے احکام کی، یہ لوگ ہوں گے دوزخ والے (بیان القرآن)

[2] سورہ نساء الایۃ ۱۱٦/.
ترجمہ:-بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کیساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے۔(بیان القرآن)

[3] وعدم غفران الشرک بمقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ. (بیضاوی شریف ج۲/ ص۳۸۵/ سورۂ مائدہ)

[4] فذهب بعضهم (ای اهل السنة) الی انه ای المغفرة من الشرک) لایمتنع عقلاً. وانما عدمه بدلیل السمع، شرح عقائد ص ۱۱۱/ مطبوعہ دیوبند، نبراس ص ۲۳۱/ بحث الکبیرة، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

مشرک نہیں، شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ کے باب ،ص ۲۷۵/ میں ایسا ہی بیان کیا ہے، اور الیواقیت والجواہر کے،ص ۳۳/ میں بھی ہے[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ڈاکٹر فضل الرحمٰن پاکستان کے اقتباسات ضلالت آمیز

سوال:۔ایک شخص اپنی تحریر میں اس قسم کے جملے استعمال کرتا ہے:۔

(۱) معراج کا واقعہ ایک افسانہ ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کے مقابلہ میں گھڑا گیا ہے۔(اسلام،ص ۱۴/مصنفہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن صدر ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ اسلام آباد پاکستان)

(۲) قرآن مجید میں انبیاء سابقین علیہم السلام کے واقعات ماضی سے متعلق جتنے قصے اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں، وہ بے بنیاد واقعات ہیں، جو یہود اور نصاریٰ کے مقابلہ میں گھڑے گئے ہیں۔(ایضاً،ص ۱۶)

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسان کے اخلاق کی اصلاح کرنے والے تھے (ایضاً،ص ۱۷)

(۴) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب قوموں کی تنظیم میں مصروف رہنے کی وجہ سے انہیں حکومت بنانے کے قوانین مرتب کرنے کی فرصت نہیں ملی۔(ایضاً،ص ۲۸)

---

[1] واعلم ان کل مشرک کافر فان المشرک باتباع هواه فیمن اشرک واتخذه الها وعدوله عن احد یة الا لہ یسترها عن النظر فی الادلة والایات المودیة الی توحید الا له فسمی کافراً لذٰلک الستر ظاهراً وباطناً وسمی مشرکا لکونه نسب الا لوهیة الی غیر الله مع الله فجعل لها نسبتین فاشرک فهذاالفرق بین المشرک والکافر واما الکافر الذی لیس بمشرک فهو موحد غیر انه کافر بالرسول وببعض کتابه. (الفتوحات المکیة ج۲/ص ۵۹۲/) "ان کل مشرک کافر ولیس کل کافر مشرکا" الیواقیت والجواهر ص۳۳/۱، مطبوعه مصر.

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام جاہلیت کی رسوم کے مطابق متعدد شادیاں کیں تھیں، یہ کوئی شانِ نبوت نہیں ہے۔ (ایضاً،ص۲۹)

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آتی تھی، یہ بات یہود اور نصرانیوں کو قائل کرنے کیلئے ان کے عقائد کے مطابق بنائی گئی ہے۔ (ایضاً،ص۳۱)

(۷) حضرت جبرائیلؑ کی کسی جسمانی صورت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (ایضا،ص۳۱)

(۸) قرآن کریم اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ دونوں کے الفاظ سے عبارت ہے، اس میں صرف اللہ ہی کے الفاظ نہیں۔ (ایضا،ص۳۱)

(۹) وحی حضور ﷺ کے دل کی آواز ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں (ایضاً،ص۲۳)

(۱۰) قرآن کریم میں صرف تین وقت کی نماز کا ذکر ہے، باقی دو وقت کی نمازیں بعد میں شامل کی گئی ہیں۔ (ایضاً،ص۲۳)

(۱۱) قرآن شریف کوئی قطعی دلیل نہیں۔ (ایضاً،ص۳۷)

(۱۲) زکوٰۃ عوام کی بہبود کے لئے ایک قسم کا ٹیکس ہے، یہ کوئی عبادت نہیں، اور حکومت وقت ضرورت کے مطابق اس میں کمی بیشی کر سکتی ہے۔ (ایضاً،ص۳۷)

(۱۳) قرآن شریف میں اجتہاد کی گنجائش ہے۔ (ایضاً،ص۳۹)

(۱۴) نامکمل اسلام کی تکمیل صرف مغربیت کی رہنمائی سے ہو سکتی ہے۔ (ایضاً،۱۱۶)

(نقل مطابق اصل از روز نامہ نوائے وقت ۲۶/اگست ۶۸ء،ص۶/)

(۱۵) جانور ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا اور تکبیر پڑھنا ضروری نہیں۔

(ادارہ تحقیقات اسلامیہ کا فتویٰ)

مذکورہ بالا تحریریں آپ نے پڑھ لیں، اب آپ فرمائیں، کہ جس شخص کی ایسی تحریریں ہوں وہ اس لائق ہے، کہ اسے مسلمان سمجھا جائے، اور کیا ایسا شخص تحقیقات اسلامی جیسے ادارہ کا

ڈائریکٹر ہوسکتا ہے؟ اور جو حکومت ایسے شخص کو اس عہدے پر مقرر کرے کیا وہ حکومت بھی مجرم ہے یا نہیں؟ اور کیا ڈاکٹر فضل الرحمٰن جیسے شخص کی اسلام کے بارے میں نظر بالغ ہے یا نہیں؟

قرآن وسنت کے عین مطابق جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی مذکورہ کتاب اور نوائے وقت ہمارے پاس نہیں، کہیں سے حاصل کر کے بھی مطالعہ کا موقع نہیں ملا، جو اقتباسات آپ نے نقل کئے ہیں، اگر ان کا یہی مطلب ہے، سیاق وسباق سے دوسرا مطلب نہیں ہوجاتا اور مصنف کی مراد بھی وہی ہے جو الفاظ سے ظاہر ہے، تو یہ نہایت گمراہ کن عبارات ہیں، اسلام کے مسلّمہ ومتفقہ اصول کے خلاف ہیں، ان کا پڑھنا اور ان پر یقین رکھنا تصدیقِ اسلام کے منافی ہے، بعض عبارات پر یقین رکھنے سے بالکل ہی ایمان جاتا رہیگا[1]، اور بعض سے ایمان خراب ہوجائیگا[2]، ایسی باتوں کا معتقد ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کو اسلام کے بارے میں بالغ نظر کہا جائے، اس کو تو دائرہ اسلام میں رکھنا بھی دشوار ہے، وہ تو ایسے باطل عقائد کی بناء پر اسلام سے خارج ہوگیا، تاویلات سے بھی روکنا آسان نہیں، اس کو کسی دینی ادارہ کا رہنما رہبر بنانا اس ادارہ کو تباہ کرنا ہے۔ فقط واللّٰہ یَھْدِیْ مَنْ یَشَاءُ اِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۶/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ // // //

---

[1] (الف) قرآن مجید میں انبیاء سابقین کے مذکورہ واقعات کو بے بنیاد گھڑے ہوئے واقعات قرار دینا کفریہ عقیدہ ہے۔ لقوله تعالیٰ "یقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین" الآیة، سورۂ انعام آیت: ۲۵،
(ب) قرآن شریف کو قطعی دلیل تسلیم نہ کرنا کتاب وسنت کے معارض ہے۔ فی حدیث ابی ھریرة: ترکت فیکم شیئین لن تضلوا بعدھما کتاب اللہ وسنتی الحدیث، کنز العمال ص۱۷۳/۱، رقم الحدیث (۸۷۶) مطبوعہ بیروت، (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

خدا ورسول کے خلاف کہنے کا کسی کو حق نہیں

سوال:۔کسی بھی شخص کو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف کسی بات کا حکم

(حواشی صفحہ گذشتہ)

(ج) نبی کریم ﷺ کے پاس وحی آنے کا انکار کفر ہے۔لقولہ تعالیٰ انا اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ الآیة، سورۂ نساء آیت:۱۶۳،

(د) اسلام کو نامکمل قرار دینا قرآن کریم کے صریح منافی ہے،''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا الآیة، سورۂ مائدہ آیت:۳.

۲ (الف) معراج کے واقعہ کو افسانہ قرار دینا گمراہی ہے،المعراج لرسول اللہ ﷺ فی الیقظة بشخصہٖ الی السماء ثم الی ماشاء اللہ من العلیٰ حتی ان منکرہ یکون مبتدعا الخ، شرح عقائد ص۱۴۳، مبحث المعراج، ونبراس ص۲۹۲، مطبوعہ ادمدادیہ پاکستان،

(ب) آپ ﷺ کے تعدد ازواج کو رسوم جاہلیت میں شمار کرنا صریح گمراہی ہے: وحکمت در تکثیر نساء آنحضرت را آن بود کہ تا احکام درونی کہ مردان را بعلم آں راہ نبود بامت نقل کنند وزیادت تکلیف بقیام حقوق وحسن معاشرت وصبر برصحبت ایشاں وتحمل اعبای رسالت واقامت مشاق عبادت نیز از فوائد آں بود، مدارج النبوۃ ص۴۶۳/۲، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وذکر نکاح، مطبوعہ نوریہ پاکستان۔

(ج) قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ دونوں کے الفاظ سے عبارت قرار دینا مزید گمراہی ہے:قد اجمع اھل السنة وغیرھم علی انہ لا یصح نفی کلام اللہ تعالیٰ عن ذالک اللفظ المؤلف. کیف والاعجاز والتحدی المشتمل ھو علیھا انما یکونان فی کلام اللہ دون کلام غیرہ فنفی ذالک القائل عنہ کلام اللہ جھل قبیح وخطأ صریح فلیؤدب علی ذالک ان لم یرجع الخ، فتاوی حدیثیہ ص۲۱۰، مطلب ان شخصا انکر ان القرآن الذی بالمصاحف کلام اللہ، مطبوعہ دار المعرفة بیروت.

(د) زکوۃ کو ٹیکس قرار دینا نزول عذاب کا سبب ہے:وعن ابی ھریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اتخذ الفئ دولا والامانة مغنما والزکوۃ مغرما الی قولہ فارتقبوا عند ذالک ریحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا، الحدیث، مشکوۃ شریف ص۴۷۰، باب اشراط الساعة، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

۳ سورۂ نور آیت:۴۶، **ترجمہ**:۔اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیدیتا ہے۔

کرنے کا حق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہرگز حق نہیں [۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صاحب مزار کے متعلق عقیدہ

سوال: ۔کیا اولیائے کرام کے نام سے نیاز ونذر اور منتیں مرادیں مانگنا جائز ہے یا صریح شرک ہے اور انکے مزارات پر پھول چڑھانا اور ریشمی زری کی چادریں چڑھانا درست ہے یا صریح شرک ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اولیائے کرام کے لئے نذر ماننا اور ان کے مزارات پر چڑھاوے چڑھانا حرام ہے

---

[۱] قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کل امتی یدخلون الجنة الامن ابی قالوا ومن یابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی (بخاری شریف، ج۲/ص ۱۰۸۱) کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بالسنن.

ترجمہ: ۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے سارے امتی جنت میں داخل ہونگے، مگر جو شخص انکار کرے! صحابہؓ نے کہا کہ کون انکار کرتا ہے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو میری نافرمانی کرتا ہے، وہ انکار کرتا ہے۔

''ماکان لمومن ولامومنة اذاقضی اللّٰه ورسوله امراً ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص اللّٰه ورسوله فقد ضل ضلالاً مبینا'' سورہ احزاب آیت ۳۵/

ترجمہ: ۔اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں کہ ان کو ان کے اس کام میں اختیار رہے، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا۔

اگر یہ عقیدہ بھی ہو کہ وہ صاحب مزار ہماری مرادیں پوری کرتے ہیں، اور دنیا کی سب چیزیں ان کے تصرفات سے ہوتی ہیں تو شرک ہے۔

واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحو ھاالی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو باطل وحرام قال فی البحر بوجوہ منھا انہ نذر لمخلوق ولایجوزلانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق وفیھا ان المنذورلہ میت والمیت لایملک وفیھا انہ ان ظن اَنَّ المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ کفر اھ۔[1] (طحطاوی علی المراقی، ص۳۳۸) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر کی مٹی سے شفاء

سوال:۔ایک مرتبہ ایک گاؤں میں جاڑے بخار کی بہت کثرت ہوئی، تو جو شخص قبر سے مٹی لیجا کر باندھ لیتا ہے اسے آرام ہو جاتا ہے، بس لوگ اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر میں مٹی ڈالو تو ہی ختم کئی مرتبہ مٹی ڈال چکا، پریشان ہو کر ایک مرتبہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت، یادرکھو اگر اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالینگے، لوگ جوتے پہن کر تمہارے اوپر چلیں گے، بس اسی دن سے آرام نہ ہوا، پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا، کیا ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے اور شریعت کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

اصل شفا دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں خواہ کسی حکیم، ڈاکٹر کی دوا کے ذریعہ سے ہو یا کسی

---

[1] طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۷۱/ کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء، کذا فی ردالمحتار کراچی ص ۴۳۹/ ج۲/ قبیل باب الاعتکاف، البحر الرائق ص۲۹۸/ج۲، قبیل باب الاعتکاف، مطبوعہ کوئٹہ.

عامل کے تعویذ اور پھونک سے دیں، خواہ کسی بزرگ کی کرامت (خاکِ قبر وغیرہ) سے دیں خواہ بغیر کسی ظاہری سبب کے دیں، ایک ہی چیز سے جب وہ چاہیں شفا دیدیں، جب چاہیں نہ دیں، یہ عقیدہ صحیح اور درست ہے، شفا کو کسی غیر کے قبضۂ قدرت میں تجویز کرنا درست نہیں، خواہ وہ غیر کوئی زندہ ولی وغیرہ ہو یا مردہ[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

ایک درخت سے شفاء حاصل کرنا

سوال:۔ یہاں تحصیل جانسٹھ مظفرنگر کے ایک گاؤں میں پندرہ بیس یوم سے ایک ببول کے درخت کے نیچے مسلم وغیر مسلم، مرد، عورت، جوان، بوڑھے تقریباً ہر قسم کے لوگ اپنی حاجات مثلاً شفائے امراض وغیرہ کے لئے آتے ہیں، تمام دن اس درخت کے نیچے بھیڑ

---

[۱] فی حدیث انسؓ مرفوعاً، اللّٰھم رب الناس مذھب البأس اشف انت الشافی لاشافی الا انت شفاءً لایغادرسقما. (بخاری شریف، ۸۵۵/ج ۲/راجع کتاب الطب. مطبوعہ اشرفی دیوبند، ومسلم ج ۲/ص ۲۲۲/ کتاب السلام، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، مشکوٰۃ ج ۱/ ص ۱۳۴/ کتاب الجنائز، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

وفی حدیث عائشۃ مرفوعاً بسم اللّٰہ تربۃ ارضناوریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا (بخاری ص ۸۵۵/ ج ۲/ مطبوعہ اشرفی دیوبند، مسلم ص ۲۲۳/ج ۲، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۴/ج ۱/ کتاب الجنائز، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے اے اللہ لوگوں کے رب تکلیف کو دور کرنے والے شفاء عطا فرما شفا دینے والا تو ہی ہے، تیرے علاوہ کوئی شفا دینے والا نہیں ایسی شفا عطا فرما کہ جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مرفوع میں ہے، اللہ کے نام کی برکت سے ہماری زمین کی مٹی اور بعض کا تھوک ہمارے رب کی اجازت سے ہمارے بیمار کو شفا دیتا ہے۔

رہتی ہے، دوردراز سے لوگ کثرت سے آتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں کوئی پیر صاحب ہیں، کوئی کہتا ہے کہ یہاں کوئی جن ہے، اور سنا ہے کہ اب وہاں مزار بھی بنانے کی اسکیم ہے، لوگوں کا یہ عقیدہ بن رہا ہے کہ اس درخت کے نیچے بیٹھنے سے شفاء ہوتی ہے، جانے والے بتاتے ہیں کہ ضرورت منداس درخت کے نیچے مٹھی بند کر کے بیٹھتے ہیں اور نظر درخت کی طرف رہتی ہے، مٹھی خود بخود کھل جاتی ہے، اور مرض وغیرہ سے شفاء مل جاتی ہے، ممکن ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ باتیں ہوتی ہوں، جولوگ وہاں جاتے ہیں انکی نیت سے تو اللہ ہی واقف ہے، بظاہر تو استعانت من غیر اللہ ہے اور بظاہر شرک وبدعت معلوم ہوتی ہے، اور یہ وہی شکل ہے جیسے قبورِ اولیاء اللہ پر لوگ جاتے ہیں اور اپنی حاجات مانگتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ کیا وہاں اپنی ضرورت کیلئے جانا شرک ہے، ایسے لوگوں کیلئے کیا وہی وعید ہے جو مشرکین کیلئے خلود فی النار کی آئی ہے، اگر جانے والے مسلمان ہوں تو ان کے نکاح باقی رہتے ہیں، یا ٹوٹ جاتے ہیں، جیسے کفر کے بارے میں لکھا ہے کہ ایمان سے خارج ہوجانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہوسکتا ہے کہ وہاں جناتی شیطانی کوئی اثر ہو جس سے لوگ متأثر ہوتے ہوں، اور عقائد فاسد کرنے کی غرض سے یہ اثرات مرتب ہوتے ہوں کہ مٹھی خود بخود کھل جاتی ہے اور مرض سے شفاء مل جاتی ہے[1]۔

مگر جب تک ان لوگوں کے عقائد کی تحقیق نہ ہوان کے اس عمل کی وجہ سے **خلود فی النار** کا حکم نہیں[2] ہوگا، البتہ اس عمل سے شدت کے ساتھ روکنا ضروری ہے۔

---

[1] راجع حدیث زینب فقال عبد اللّٰہ انما ذٰلک عمل الشیطان مشکوٰۃ، ص ۳۸۹/ کتاب الطب و الرقی. مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو صرف شیطان کا کام ہے۔

[2] ولا یجوز ان یرمی مسلم بفسق و کفر من غیر تحقیق الخ شرح فقہ اکبر ص۸۷، اختلفوا فی اللعن علی الیزید، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

اوّل شفقت سے تفہیم کیا جائے، پھر وعید سنائی جائے اور عقائد باطلہ اختیار کرنے کی صورت میں وعید شدید، خلود فی النار بتلائی جائے، اور یہ کہ اس سے نکاح کا باقی رہنا بھی دشوار ہوگا، استفتاء اور فتویٰ مشتہر کرنا مناسب نہیں، بسا اوقات اس سے طبائع میں ضد اور عناد پیدا ہوکر زیادہ خرابی پیدا ہوتی ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ کسی صاحب نسبت بزرگ عالم کا وعظ کرایا جائے، جس میں وہ حکمت وموعظت سے لوگوں کو سمجھائیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۳۰؍۲؍۹۳ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳۰؍۲؍۹۳ھ

کامیابی کیلئے ایک درخت کے نیچے خاص ہیئت اختیار کرنا

سوال: ۔ایک درخت ہے اس کے نیچے جا کر بہت سے آدمی اوکڑو بیٹھ جاتے ہیں اور ہاتھ زمین پر ٹیک لیتے ہیں، اور نظر پیر پر رکھتے ہیں، کہنے والا یہ کہتا ہے کہ اگر مقصد میں کامیابی ہے تو ہاتھ آگے کو سرک جاتے ہیں، اور پھر اوندھا زمین پر گر جاتا ہے، اگر مقصد میں کامیابی نہیں ہوتی تو ویسے ہی بیٹھا رہتا ہے کچھ نہیں ہوتا، اس طرح کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا ناجائز؟ اور یہ سجدے میں شمار ہوتا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس درخت کے نیچے جا کر ایسا کرے اس پر شرک لازم آئے گا یا نہیں؟ نیز انسان کی تقدیر خاص پوری عمر کی اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ لکھتا ہے یا کہ ہر سال ایک ایک سال لکھی جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ماں کے پیٹ میں جب بچہ میں روح ڈالی جاتی ہے، اسی وقت اس کی ساری زندگی

کا رزق اور عمل وہیں لکھ دیا جاتا ہے۔[1]

اس کی تفصیل کا علم اللہ کو ہے اور کسی کو نہیں کہ کیا کیا لکھا ہے، کسی درخت کے نیچے جا کر اوکڑو بیٹھ کر زمین پر ہاتھ ٹیکنا اور یہ سمجھنا کہ اگر مقصود میں کامیابی ہوگی تو ہاتھ آگے کو سرک کر زمین پر گر جائے گا، ورنہ اسی طرح بیٹھا رہے گا، یہ کوئی ٹوٹکا اور شگون ہے، شرعی چیز نہیں، زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگوں نے کامیابی اور ناکامی کی کچھ علامتیں تجویز کر رکھی تھیں، جن کی کوئی واقعی بنیاد نہیں تھی، شریعت نے ایسی چیزوں کو استنقام قرار دیکر منع فرمایا ہے، تاہم اگر زمین پر سر گر گیا تب بھی اس کو شرک نہیں کہا جائیگا، مگر اس سے منع کیا جائیگا۔[2]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۶/ ۹۳ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲/۱۶/ ۹۳ھ

سفر برائے زیارت قبور

سوال:۔کیا سوائے مسجد اقصیٰ، مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ کے ثواب کی نیت سے کسی بزرگ کے مزار کی طرف سفر کرنا مسنون یا جائز ہے، کیا حضور ﷺ کے روضۂ اطہر پر خلفائے

---

[1] فی حدیث ابن مسعود مرفوعاً فیکتب عمله واجله ورزقه الحدیث متفق علیه، مشکوة شریف ص ۲۰، باب الایمان بالقدر، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ:۔ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے، پھر اسکا عمل، اسکی عمر، اسکا رزق لکھدیا جاتا ہے۔

[2] وانما کان الاستسقام بالازلام فسقاً لان ذلک دخول فی علم الغیب وهو ضلال (تفسیرات احمدیه ص ۲۲۰، مطبوعه رحیمیه دیوبند، سورۂ مائده تحت آیت:۳) فحظر الله تعالیٰ ذلک وکان من فعل الجاهلیة وجعله فسقاً. (احکام القرآن للجصاص ص ۳۱۱/ج ۲، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت، سورۂ مائده تحت آیت:۳، تحت فصل، روح المعانی ص ۶/۵۹، مطبوعه مصطفائی دیوبند)

راشدین نے یا کسی بھی صحابیؓ یا تابعیؒ، یا تبع تابعی نے پھولوں کی چادر چڑھائی ہے، یا عطر وغیرہ کی شیشیاں چڑھائی ہیں، جیسا کہ آجکل اجمیر وکلیر ودہلی کے اکثر مزارات پر لوگ چڑھاتے ہیں، کیا حضور ﷺ کے نام سے تینوں زمانوں میں کسی بھی صحابیؓ یا تابعی یا تبع تابعی نے نذر، نیاز، منت مانی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

قبور کی زیارت کرنے کیلئے سفر کرنے میں اختلاف ہے امام غزالیؒ کے کلام سے جواز کو ترجیح معلوم ہوتی ہے، "وھکذا یفھم من عبارۃ الشامی، فی ردالمحتار[۱]"

روضۂ اطہر پر صحابہؓ تابعینؒ، تبع تابعینؒ سے پھول وغیرہ چڑھانا جیسا کہ کلیر، اجمیر وغیرہ میں رواج ہے ہرگز ثابت نہیں[۲] حضور ﷺ کیلئے نذر ماننا ثابت نہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طواف قبور

سوال:۔ دیگر طواف قبور اوران کو چومنا اور بوسہ دینا اس طرح سے کہ غیروں کو یہ

۱؎ وھل تندب الرحلة لھالم ارمن صرح به من ائمتنا ومنع بعض ائمة الشافعية الالزيارته صلى الله عليه وسلّم ......ورده الغزاليؒ لوضوح الفرق فان ماعدا تلك المساجد الثلاثة مستوية فى الفضل فلافائدة فى الرحلة اليها واما الاولياء فانهم متفاوتون فى القرب من الله ونفع الزائرين بحسب معارفهم واسرارهم (ردالمحتار كراچى ص ٢٤٢ / ج٢ / مطلب فى زيارة القبور)

۲؎ راجع امدادالفتاویٰ ص ٣٣٩ / ج٥ / و كفايت المفتى ص ٢٢٩ / ج١)

۳؎ النذر للمخلوق لايجوز لانه عبادة والعبادة لاتكون لمخلوق (البحرالرائق ص٢٩٨ / ج٢ . كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه، (ردالمحتار كراچى ص ٤٣٩ / ج٢ / كتاب الصوم، مطلب فى النذر الذى يقع للاموات، طحطاوى على المراقى ص ٥٧١، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، مطبوعه مصر)

معلوم ہو کہ یہ سجدہ کرتا ہے اس کے دل میں مقصود سمجھ کر نہیں ہے یہ فعل کیسا ہے؟ اور قبر پر ہاتھ رکھ کر پھر اپنے سینہ پر ہاتھ رکھنا اور نیز ہاتھ کو دہلیز پر رکھ کر ماتھے پر رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً مصلیاً

یہ حرام ہے صورت شرک ہے، اس سے توبہ کرنا فرض ہے (فتاویٰ عزیزیہ)[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۵/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۵/۵۵ھ

چن بسویشورا اور صدیق دیندار کے عقائد

سوال:۔(۱) جنوبی ہند میں ایک جماعت ہے جسے لوگ عام طور سے چن بسویشور کہتے ہیں، کیا یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟ کیا انکے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں؟

(۲) صدیق دیندار کون تھا؟ کیا اس نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟

(۳) کیا مرزا غلام احمد قادیانی اور صدیق دیندار دونوں کے معتقدات ایک ہی جیسے ہیں یا کچھ فرق ہے؟

(۴) صدیق دیندار کی تحریر کردہ ملفوظات یا کوئی کتاب ہو تو تحریر فرمائیں، صدیق دیندار کے معتقدین کا دعویٰ ہے کہ علماء کا ہمارے اوپر الزام اور تہمت ہے ہم صدیق دیندار کو

---

[1] طواف کردن قبور صلحاء و اولیاء بلاشبہ بدعت است (فتاوی عزیزی ص ۱۰۵/۲، مسائل متفرقہ، طواف القبور الخ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،

ترجمہ:۔صلحاء اور اولیاء کی قبروں کا طواف کرنا بدعت ہے۔

صرف پیر مانتے ہیں، نہ کہ نبی ایسے لوگوں کا بیان اور ان کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور نماز سے انہیں روکنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) چن بسویشور اور ان کے عقائد سے میں بالکل واقف نہیں۔

(۲) میں صدیق دیندار کو نہیں جانتا، نہ اس کے عقائد کا مجھے کچھ علم ہے۔

(۳) غلام احمد قادیانی کی کتابیں دیکھی ہیں، مگر صدیق دیندار کی کوئی کتاب نہیں دیکھی

(۴) مجھے ایسی کتابوں اور ایسے ملفوظات کا کوئی علم نہیں، بلا تحقیق کے کوئی حکم نہیں لگا سکتا اس لئے مقامی علماء سے تحقیق کی جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

پیر کے نام کا بکرا ذبح کرنے سے حلال نہیں

سوال:۔ پیر کے نام کا بکرا جبکہ وقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے، حرام ہے، یا حلال ہے، یا مکروہ، جبکہ تفسیر میں حرام ہونے کا ثبوت نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حرام ہے، "**صرح به فی تفسیر الاکلیل**[2] **حاشیة مدارک التنزیل واکثر فیه**

---

[1] بانی دیندار انجمن کا نام صدیق لقب دیندار نام کے ساتھ چن بسویشور لگا لیا تھا، پیدائش ۴؍ رمضان المبارک ۱۳۰۳ھ دکھن میں ہوئی، اپنے مشن کیلئے ۱۹۲۴ء میں "دیندار انجمن" قائم کی (احسن الفتاویٰ، ج ۱؍ ص ۲۲۰؍) یہ جماعت قادیانیوں کی ایک شاخ ہے، اور خود صدیق دیندار چن بسویشور نبوت بلکہ خدائی کا مدعی تھا، یہ جماعت مرتد اور خارج از اسلام ہے، یہ لوگ قادیانی عقائد کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کے تناسخ کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں، دیندار انجمن کے حالات وعقائد کیلئے ملاحظہ ہو "قادیانی مذہب" مؤلفہ پروفیسر الیاس برنی، احسن الفتاویٰ ج ۱؍ ص ۲۷۹؍ بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا۔ مطبوعہ زکریا دیوبند، (حاشیہ: ۲؍ اگلے صفحہ پر)

من النقول و ایضاً صرح به فی تفسیر عزیزی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ ۳۰/۱۱/۸۵ھ

اہل ہنود کے مخصوص بکروں کا حکم

سوال:۔ ہمارے علاقے میں بعض ہنود کے پاس ایسے بکرے ملتے ہیں جو کن کٹے ہوتے ہیں، اوران کے کانوں میں بالی بھی ڈالی ہوئی ہوتی ہے، ایسے بکرے کا مسلمانوں کیلئے خریدنا اوراس کی بیع کرنا نیز اس کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[۲] وما اهل به یعنی دیگر آں جانور کہ آواز برآوردہ شد وشہرت دادہ شد درحق آں جانور کہ لغیر اللہ یعنی برائے غیر خدا است خواہ آں غیر بت یا روحے خبیث کہ بطریق بھوگ کہ بنام او بدہند وخواہ پیرے وپیغمبرے را بایں وضع جانور زندہ مقرر کردہ دہند کہ ایں ہمہ حرام است ودرحدیث صحیح وارداست، ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ دروقت ذبح نام خدا بگیرد یانے زیرا کہ چوں شہرت داد کہ ایں جانور برائے فلانے است ذکر نام خدا وقت ذبح فائدہ نہ کرد آں جانور منسوب بآں غیر گشت وخبث درو پیدا گشت وہرگاہ ایں خبث دروے سرایت کردہ دیگر بذکر نام خدا حلال نمی شود مانند سگ وخوک کہ اگر بنام خدا مذبوح شدند حلال نمی گردند، الاکلیل علی مدارک التنزیل ص ۲/۸۶، سورۃ البقرۃ تحت آیت: ۱۷۳، مطبوعہ اکلیل رسٹرا۔

(حاشیہ صفحہ هذا)

[۱] تفسیر عزیزی فارسی ص ۷۷۹، ۷۸۰، تحت قوله وما اهل به لغیر الله، تفسیر عزیزی اردو، ص ۳۳۰، ج ۱، مکتبه رحیمیه دیوبند، تحت قوله تعالیٰ وما اهل به لغیر اللّٰه ،فتاویٰ عزیزی ص ۶۴، مطبوعه رحیمیه دیوبند، سوال معنی آیة وما اهل به لغیر اللّٰه، بیان القرآن ص ۹۷/ ج ۱/ تحت الآیة المذکورة.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ بکرے غیر اللہ کے نام پر چڑھائے گئے تو انکو خرید نا اور گوشت کھانا جائز نہیں[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۷/۹۶ھ

بھینٹ کا مرغا

سوال:۔ کسی جانور مثلاً مرغا وغیرہ کو جانوروں کے اوپر سے پھیر کر یا کسی انسان کے سر پر سے پھیر کر رکھا جائے تو اس کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مشرکانہ طریقہ ہے، اس کو بھینٹ چڑھانا کہتے ہیں، غیر اللہ کیلئے نذر ہوتی ہے، جو کہ مردار کے حکم میں ہے، اس کا کھانا جائز نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴/۲/۱۳۹۵ھ

---

[۱] سوال اگر کسے جاندار رامنت بکسے سازد آن جانور حرام گردد یانہ؟ جواب جانور دریں صورت حرام میشود الخ فتاویٰ عزیزی، ص ۹۵/ج ۱/(مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، ذبح بنام غیر اللہ، الاکلیل علی مدارک التنزیل ص ۲/۸۶، سورۃ البقرۃ تحت آیت: ۱۷۳، مطبوعل اکلیل رسڑا۔

[۲] واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء العظام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفھا الی فقراء الانام، سکب الانھر علی مجمع الانھر ص ۱/۳۷۶ ، قبیل باب الاعتکاف، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲/۲۹۸، قبیل باب الاعتکاف، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۳/۴۲۷، کتاب الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للاموات.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم

﴿تقدیر وقضا﴾

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب

سوال:۔ تقدیر پر ایمان لانے کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ آیا یہ کہ جملہ امور پیدائش سے پہلے ہی لکھے جا چکے ہیں، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، اگر ایسا ہے تو مشکوٰۃ شریف کی حدیث ص۹۵/ کا کیا مطلب ہے؟ جس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہیکہ میری امت کے دو فرقے ایسے ہیں کہ انکا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے، ایک انمیں سے مرجیہ ہے جو کہتا ہیکہ سب کچھ خدا کی تقدیر سے ہے، اور بندہ مثل پتھر کے ہے، اور دوسرا قدریہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تقدیر پر ایمان لانے کا مفہوم یہی ہے کہ خدائے پاک نے اس عالم کو پیدا فرمانے سے پہلے ہی تجویز فرما دیا تھا کہ فلاں شخص فلاں کام کریگا، اور فلاں چیز اس طرح ہوگی[۱]، لیکن

---

[۱] واعلم ان مذهب اهل الحق اثبات القدر ومعناه ان الله تبارک وتعالیٰ قدر الاشیاء فی القدم وعلم سبحانه انها ستقع فی اوقات معلومة عنده سبحانه وعلی صفات مخصوصة فهی تقع علی حسب ماقدرها سبحانه وتعالیٰ الخ، نووی علی المسلم ص۲۷/۱، اول کتاب الایمان، طبع سعد دیوبند، فتح الباری ص۱۶۲/۱، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان، طبع مکة المکرمه.

اس کے باوجود حق تعالیٰ نے انسان کو مکلّف بنایا اس کے لئے قانون نازل فرمایا، اگر انسان دیدہ ودانستہ اس قانون پر عمل نہ کرے، اور تقدیر کا سہارا لیکر اپنے کو مجبورِ محض پتھر کی طرح تصور کرے، درانحالیکہ دنیا کے کاموں میں رات دن جدوجہد کرتا ہے، اور خدا کی دی ہوئی ساری قوتوں کو صرف کرتا ہے، وہ تقدیر پر صابر رہ کر عملی جدوجہد سے کنارہ کشی نہیں کرتا، تو ایسا شخص یقیناً گمراہ ہے، سعی وعمل کا صریح حکم موجود ہے، پتھر کو سعی وعمل کا حکم نہیں دیا جاتا، نہ وہ پتھر کی طرح ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین ۶۱۹/۲۲ ۹۲ھ

مسئلۂ تقدیر

سوال:۔ بعض لوگوں نے یوں سوال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تقدیر مقرر کی ہے، اسکے مطابق دنیا میں آنے کے بعد عمل کریگا، یعنی چاہے نیک ہو یا بد، اسی کے حکم کے ماتحت ہوگا، کیونکہ خداوند قدوس نے قرآن شریف میں فرمادیا کہ میرے حکم کے بغیر پتہ بھی ہل نہیں سکتا، لہٰذا انسان دنیا میں آنے کے بعد جو گناہ کررہا ہے، اس کو آخرت میں کیوں سزا دے گا کسی عالم کا دماغ کتنا ہی عقلمند کیوں نہ ہو وہ اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر سے کم وبیش نہیں کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسئلہ تقدیر میں بحث کرنے کی اجازت نہیں[2]۔

---

[1] قالوا یارسول اللّٰہ افلا نتکل علی کتابنا وندع العمل فلم یرخص علیہ السلام فی ذٰلک الاتکال وترک الاعمال حیث قال اعملوا فکل میسر لما خلق لہ بل امرھم بالتزام مایجب علی العبد من امتثال امرمولاہ من العبودیۃ الخ ونظیرہ الرزق المقسوم مع الامر بالکسب (مرقاۃ ص ۱۳۰ /ج ۱) باب الایمان بالقدر. مطبوعہ بمبئی.

[2] لایجوز الخوض فیہ والبحث عنہ بطریق العقل (مرقاۃ ص ۱۲۲ /ج ۱ /باب الایمان بالقدر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دفعہ کسی گفتگو میں مشغول تھے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، فرمایا کہ کیا گفتگو کررہے تھے، عرض کیا کہ تقدیر کے مسئلہ میں بات تھی چہرۂ مبارک غصہ سے سُرخ ہوگیا، اور فرمایا کہ کیا اس کیلئے تم پیدا کئے گئے ہو یا میں اس کے لئے بھیجا گیا ہوں، ہلاک ہوگئے وہ لوگ جنہوں نے اس میں گفتگو کی۔[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۱/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱/۱۱/۹۰ھ

تقدیر کے مسئلہ پر اشکال

سوال: ۔قابل غور بات یہ ہے کہ تقدیر کا مسئلہ جو پروردگار نے روز اول میں لکھ دیا ہے، وہ ضرور پورا ہوگا، چاہے جو کچھ بھی ہوتو پھر انسان کی اس میں کیا خطا ہے، کہ کسی آدمی کی زندگی عبادت میں گذری آخری وقت خاتمہ خراب ہوا تو اس کے لئے دوزخ اتنی زندگی بھر

---

[۱] عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال خرج علينا رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ونحن نتنازع فی القدر فغضب حتی احمروجهه حتی کانما فُقِئَی فی وجنتيه حب الرمان فقال ابهذا امرتم ام بهذا ارسلت اليکم انماهلک من کان قبلکم حين تنازعوا فی هذا الامر عزمتُ عليکم عزمتُ عليکم ان لاتتنازعوا فيه. رواه الترمذی، مشکوة شريف ص ۲۲، باب الايمان بالقدر، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، ترمذی شريف ص:۳۵، ج:۲، باب ماجاء من التشديد فی الخوض، مطبوعه دهلی)

ترجمہ:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم تقدیر کے مسئلہ میں جھگڑرہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوگئے، یہاں تک کہ چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا، گویا انار کے دانے رخسار مبارک پر نچوڑ دئے گئے ہوں، اور ارشاد فرمایا کیا تم کو اسی چیز کا حکم کیا گیا ہے، کیا میں تمہارے پاس اسی لئے بھیجا گیا ہوں، بس تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوگئے، جب انہوں نے اس مسئلہ میں جھگڑا کیا، میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم اس میں جھگڑا نہ کرو۔

کی عبادت غارت ہوگئی، زندگی میں کبھی نہ کبھی رمضان کا مہینہ ضرور آیا ہوگا، اوراس میں چوبیس گھنٹہ میں کوئی نہ کوئی دعا ضرور بندے کی قبول ہوتی ہے، کبھی کبھی وقتاً فوقتاً علماء نے دعا ضرور مانگی، تو پھر اللہ نے کیوں پورانہیں کیا، تو معلوم ہوا کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ بندہ کے دشمن ہیں، ایک زندگی بھر کی فاسق وفاجر عورت ایک کتّے کے پانی پلادینے سے جنت میں گئی زندگی بھر کی کسی خطا سے سزا کی مستحق نہیں ہوئی، ایک صاحب نے بتایا کہ انسان کو صرف ارادہ کرنے کا گناہ ملے گا، عمل کا گناہ نہیں، اس کا عذاب ہوگا، تو میں کہتا ہوں کہ ارادہ بھی خداوندقدوس کے ہاتھ میں ہے، غلط ارادہ نہ کریں، اور نہ روکیں، تو پھر عذاب کا مستحق نہ رکھیں، عقائد اسلام قاسمی میں پڑھا ہے، انسان نہ محدود ہے نہ بالکل آزاد ہے، کہ چاہے جو کرے۔

تو میں کہتا ہوں کہ محدود نہیں رکھا، تو جہاں غلط ارادہ کرے وہ محدود کرے، جب اچھا ارادہ کرے تو چھوڑ دے، عذاب کا مستحق نہ رکھے تو شاید آپ کہیں کہ دوزخ بنانے کی ضرورت ہی نہیں، تو میں کہونگا بالکل ضرورت نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مسئلہ آپ کی سمجھ سے اونچا ہے، جیسے کوئی میزان پڑھنے والا کہے کہ مجھے مسئلۃ الکحل کیا ہے؟ سمجھ میں نہیں آتا۔[1] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] سأل رجل علی بن ابی طالبؓ فقال اخبرنی عن القدر قال طریق مظلم لاتسلکه واعاد السوال فقال بحر عمیق لاتلجه فاعاد السوال فقال سر اللّٰه قد خفی علیک فلاتفتشه. (مرقاۃ ص ۱۲۲ / ج ۱، باب الایمان بالقدر) مطبوعه بمبئی،

ترجمہ:- ایک شخص نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے سوال کیا اور کہا مجھ کو تقدیر کے بارے میں خبر دیجئے فرمایا اندھیرا راستہ ہے، اس میں مت چلو اور اسنے پھر سوال کا اعادہ کیا فرمایا گہرا دریا ہے، اس میں داخل مت ہو اس نے پھر سوال کا اعادہ کیا فرمایا اللہ کا ایک راز جو تم پر پوشیدہ رکھا گیا ہے اس کی کھود کرید مت کرو۔

تقدیر کی قسم مبرم و معلق ہے

سوال:۔ تقدیر کا فیصلہ اٹل ہے قلم لکھ چکے صحیفے سوکھ چکے، قلم اٹھ گیا، اب معترض اعتراض کرتا ہے، کہ جب فیصلہ ہو چکا تو پھر بندہ پر سزا اور جزا کیوں؟ مثلاً کسی نے خودکشی کی تو اس پر سزا کیوں؟ اور تقدیر کی کتنی قسمیں ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

تقدیر کا فیصلہ اٹل ہے، سزا جزا کو بھی تقدیر ہی کا فیصلہ مان لیا جائے تو کیا اشکال ہے؟ تقدیر حقیقۃً ایک ہی قسم کی ہے جو کہ اٹل ہے، جسکو عربی میں مبرم کہتے ہیں، اور دوسری جو قسم بعض عبارات میں ملتی ہے، وہ بندوں کے اعتبار سے ہے جس کو معلق کہتے ہیں، نہ کہ علم الٰہی کے اعتبار سے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۴/۲/۹۵ھ

ہر ایک کا ارادہ خدا کے ارادہ کے تابع ہے

سوال:۔ بموجب آیت کریمہ "وَمَاتَشَاؤُونَ اِلَّااَنْ یَّشَاءَ اللّٰہ" ہر کام کے لئے

---

[۱] المعلق والمبرم کل منهما مثبت فی اللوح غیرقابل للمحو، نعم المعلق، فی الحقیقة مبرم بالنسبة الی علمه تعالیٰ (مرقاة المفاتیح ص ۱۲۲ / ۱ / مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، باب الایمان بالقدر، تفسیر مظهری ص ۷۲/ ج ۱۰، سورۂ نوح تحت قوله تعالیٰ ویؤخرکم الی اجل مسمی، مطبوعه رشیدیه کوئٹه، روح المعانی ص ۱۷۰-۱۷۱ / ۱۳، سورۂ رعد آیت: ۳۹، مطبوعه مصطفائی دیوبند، فتح الباری ص ۳۲۵ / ۱۳، کتاب القدر، قبیل باب جف القلم الخ، مطبوعه مکة المکرمة)

پہلے مشیت الٰہی ہوتی ہے، اس کے بعد بندہ کا ارادہ ہوتا ہے، اور ارادہ کی عملی صورت کا نام اہتمام ہے، چنانچہ اہتمام کا انکار ارادہ کا انکار ہے، اور ارادہ کا انکار مشیت الٰہی کا انکار ہے، یعنی اہتمام کو ضلالت بتانا یہ اہتمام کی اصل مشیت الٰہی کو ضلالت بتانا ہے، جو اصولاً غلط ہے، لہٰذا اہتمام کے متعلق اگر کوئی حدیث صریح ہو تو نقل فرمایئے، ورنہ یہ تحریر فرمایئے کہ اس کے متعلق کوئی حدیث صریح نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ اشکال بعینہ اسی تقریر کے ساتھ معاصی میں بھی جاری ہے تو جس طرح طاعات وقربات مستحبہ غیر واجبہ کے اہتمام کا انکار ارادہ کا انکار ہے، اور ارادہ کا انکار مشیت الٰہی کا انکار ہے، اسی طرح معاصی کے اہتمام کا انکار ارادہ کا انکار ہے، اور ارادہ کا انکار مشیت الٰہی کا انکار ہے[1]۔ **فما قولکم رحمکم اللّٰہ.** . واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳؍شعبان ۶۶ھ

تنبیہ: ۔طرز سوال مناظرانہ ہے مستفتیانہ نہیں اسکے متعلق پہلے بھی عرض کیا تھا:

"فی الجواب کفایة لمن ارادالھدایة واما المجادل فلا یقنع الا بالمجادلة"

سعید احمد غفرلہٗ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵؍شعبان ۶۶ھ

انسان سے برے کام کیا اللہ تعالیٰ کرواتا ہے

سوال: ۔انسان جو اچھے اور برے کام انجام دیتا ہے، کیا وہ خود کرتا ہے، یا اللہ تعالیٰ

---

[1] ان العباد لهم مشيئة وقدرة يفعلون بمشيئتهم وقدرتهم ما اقدر هم الله عليه مع قولهم ان العباد لا يشاؤن الا ان يشاء الله الخ، فتاوى ابن تيميه ص ۸/۴۵۹، كتاب القدر، ان العباد لهم مشيئة وقدرة وفعل،

کراتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ تعالیٰ برے کام کرنے کیلئے کسی کو حکم نہیں کرتا، بلکہ وہ تو برے کام سے منع کرتا ہے[1]، انسان نفس وشیطان کے بہکانے سے خود برے کام کرتا ہے، اور سزا کا مستحق ہوتا ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا تقدیر میں تبدیلی ممکن ہے؟

سوال:۔تقدیر کسے کہتے ہیں؟ کیا تقدیر میں تبدیلی ممکن ہے؟

الف:۔اثبات کی شکل میں ان احادیث وآیات سے تعارض ہوتا ہے جن میں تقدیر کا نہ بدلنا وارد ہے، جیسے ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ کچھ صحابہؓ نے اپنی جنسی چیزوں کو ختم کرانے کے ارادے کئے، اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز مقدر ہو چکی ہے، وہ ہر حالت میں ملے گی، اسی طرح قرآن کا اعلان "**مایبدل القول لدی**، پ ۲۶"

ب:۔نفی کی شکل میں ان احادیث سے تعارض ہوتا ہے، جن میں وارد ہے کہ تقدیر بدل سکتی ہے، جیسے **لایرد القضاء الا الدعاء** وغیرہ۔

ج :۔کیا اولیاء اللہ اس کے مجاز ہیں کہ تقدیر میں کسی قسم کی تبدیلی کردیں، مثلاً موت کے وقت کو بدل دیں یا تقدیم وتاخیر کردیں، یا مرنے کے بعد زندہ کردیں، حالانکہ قرآن اعلان کرتا ہے "**لایستاخرون ساعة ولایستقدمون**، پ۷"

---

[1] وینھی عن الفحشاءِ، الآیة، سورة الاعراف، الایة ۲۸/ سورة النحل الایة ۹۰/.

[2] ان النفس لامارة بالسوء، سورۂ یوسف الایة ۵۳/ سورۂ بقرہ الایة ۲۶۸/.

الجواب حامداً ومصلیاً

علم الٰہی میں ہر شیئ کے لئے ایک نقشہ ہے کہ اسکا اس طرح ظہور ہوگا، اس کو تقدیر کہتے ہیں[1]۔ اس نقشہ میں تبدیلی نہیں ہوتی[2]۔ مگر کوئی چیز معلق ہوتی ہے، جس کا اظہار پہلے سے کارکنانِ قضاء وقدر پر بھی بسا اوقات نہیں ہوتا، اور قلوب قدسیہ پر بھی انکشاف نہیں ہوتا، اور وہ عدم ظہور تعلیق کی وجہ سے اس کو مبدل سمجھ جاتے ہیں۔

تعلیق کبھی دعا کی ہوتی ہے، کبھی کسی اور چیز کی، امید ہے اس گذارش سے (الف، ب، ج) کا جواب واضح ہو جائے گا۔

مسئلہ تقدیر کی دلیل شروحِ حدیث، فتح الباری، عمدۃ القاری، مرقاۃ وغیرہ میں مذکور ہیں[3]۔ زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو مفاتح الغیب اور روح المعانی میں دیکھیں[4]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۱/۷/۹۳ھ

غریب کی غریب سے شادی تقدیری ہے یا کوشش سے؟

سوال: ۔(۱) انسان کا جو عقد ہوتا ہے، وہ منجانب اللہ ہوتا ہے، یا انسان کی تجویز

---

[1] هو علمه تعالیٰ بماینبغی ان یکون الموجودات علیه من النظام الاکمل (النبراس، ص ۱۷۴، مطبوعه امدادیه ملتان، مسئلة القدر والقضاء)

[2] واما ما فی علم اللّٰه تعالیٰ فلایتغیر (فتح الباری، ص ۳۲۵/ج ۱۳، مطبوعه نزار مصطفیٰ مکه مکرمه، کتاب القدر)

[3] راجع فتح الباری ص ۱۱ /۱۳/۳ / کتاب القدر، عمدة القاری ص ۱۴۵ / ج ۲۳، مطبوعه درالفکر بیروت، ومرقاة المفاتیح ص ۱۲۲ / ج ۱، باب الایمان بالقدر، مطبوعه بمبئی)

[4] راجع مفاتیح الغیب المعروف بالتفسیر الکبیر ص ۲۱۰ / ج ۵ / مطبوعه دارالفکر بیروت، سرة الرعد المسئلة الثالثه فی بیان استدلال المعتزلة الخ، وروح المعانی ص ۱۱۷ / ج ۷)

سے؟ یہاں اختلاف ہوگیا ہے۔

(۲) مالدار کی قسمت میں مالدار ہی بننا ہے، اور غریب کی قسمت میں غریب ہی بننا ہے، مالدار اپنی بیٹی غریب کو نہیں دیتا ہے، یہ سب منجانب اللہ ہوتا ہے، یا انسان کی سعی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر انسان کے دنیا میں آنے سے پہلے اللہ پاک کی طرف سے اس کی ہر چیز مقرر ہوچکی ہے، انسان اس کے خلاف ہزار کوشش کرے یا چاہے کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا، یہ ایمان ہے، یہی ہر مسلم کا عقیدہ ہونا چاہئے، قرآن پاک اور حدیث شریف کی تعلیم بھی یہی ہے[1]۔

(۲) جس کی جیسی قسمت تجویز کردی گئی ہے، وہی چیز سامنے آتی ہے، یہ ضروری نہیں کہ ہر مالدار کو رشتہ دار مالدار ہی ملے، نہ یہ ضروری ہے کہ ہر غریب کو رشتہ دار غریب ہی ملے، بسا اوقات اس کے برخلاف بھی ہوتا ہے، مالدار کی مالداری بھی اکثر ختم ہوکر غربت آجاتی ہے، اور غریب کی غربت ختم ہوکر بھی اکثر مالداری آجاتی ہے، نہ مالداری کو دوام ہے، نہ غربت کو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ
مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] ولارطب ولایابس الافی کتٰب مبین(سورۃ انعام الآیة ۵۹) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کتب اللّٰہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموٰت والارض بخمسین الف سنة (رواہ مسلم عن ابن عمر مشکوۃ ،ص ۹ ⁄ ج ۱ ، باب الایمان بالقدر)

ترجمہ: -اور نہ کوئی تر اور خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے (بیان القرآن) حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیروں کو آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے لکھدیا تھا۔

''امر اللّٰہ القلم ان یثبت فی اللوح ماسیوجد من الخلائق ذاتا وصفة وفعلا خیراً وشراً علی ماتعلقت بہ ارادتہ ''(مرقاۃ ص ۱۲۲ ⁄ ج ۱ ، مطبوعہ بمبئی، باب الایمان بالقدر)

وقت سے پہلے موت نہیں آتی

سوال:۔وقت سے پہلے موت آتی ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

خدائے پاک نے جس کیلئے موت کا جووقت مقرر فرمادیا ہے، اس سے پہلے موت نہیں آتی، ہرایک اپنے وقت پرہی مرتا ہے "كُلٌّ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُسَمًّى"[1] (الحدیث) فقط واللہ سبحانہٗ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۵/۹۲ھ

خودکشی کرنیوالے کی موت خوداس کے قبضہ میں نہیں

سوال:۔موت کے متعلق ایک شخص کاقول ہے، کہ میرے بس میں ہے کہ اگر میں ابھی خودکشی کرلوں تو مجھے کون روک سکتا ہے، اسکے خیالات کوکس طرح باطل کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ہرایک کی موت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت مقرر ہے اوراس کا سبب بھی مقرر ہے،

---

[1] فی حدیث اسامة بن زید مرفوعاً ان للّٰه مااخذ وله مااعطی وکل عنده باجل مسمی فلتصبر ولتحتسب. (مشکوٰة ص ۱۵۰/ باب البکاء علی المیت، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بخاری ص ۱۷۱/ باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اهله الخ، کتاب الجنائز، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم ص ۳۰۱/ج ۱ کتاب الجنائز، مطبوعه بلال دیوبند)

ترجمہ:-حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے بیشک اللہ ہی کے لئے ہے وہ جس کو اس نے لیا اور وہ جواس نے دیا، اور ہرایک کا اس کے یہاں وقت مقرر ہے، بس صبر کریں اور ثواب سمجھیں۔

"ان کل من مات قدانقضی اجله فمحال تقدمه اوتاخره عنه" (شرح نووی مسلم ص ۳۰۱/۱، کتاب الجنائز، مطبوعه بلال دیوبند)

بعض دفعہ آدمی ڈوبتا ہے، زہر کھالیتا ہے، مختلف اسباب کو اختیار کرتا ہے، مگر وقت نہیں آتا تو نہیں مرتا، جب وقت آجاتا ہے تب مرجاتا ہے، کوئی پہرہ کوئی حفاظت موت سے روکنے کے لئے کارگر نہیں "اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ"[۱] "اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ"[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۴/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۴/۹۲ھ

کیا تقدیر پر ایمان لانے سے جبر لازم نہیں آتا؟

سوال:۔ **لا یرد القضاء الا الدعاء** اس حدیث شریف کا مطلب وتشریح تفصیل سے بیان فرمائیں، احقر اپنے ناقص خیال میں اس کا مطلب یہ سمجھا کہ تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز رد نہیں کرسکتی، تو کیا تقدیر میں جو لکھا ہوا ہے اس کے خلاف ہوسکتا ہے، ایک صاحب کیلئے یوں لکھا ہوا ہو کہ میں فلاں شخص کو قتل کروں گا، تو میں قتل پر مجبور ہوں، کیونکہ میری تقدیر میں یوں ہی لکھا ہوا ہے، تو اس صورت میں میں گنہگار کیوں؟

الجواب حامداً مصلیاً

اہل تحقیق کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ قضا بدلتی نہیں، اگر بدلتی تو دعا سے بدل جاتی، یعنی قضا کی پختگی کو بتانا ہے، نیز دعا کی اہمیت کو ذہن نشین کرانا ہے، شروحِ حدیث

---

[۱] الاٰیة ۴۹ سورۃ یونس **ترجمہ**:- جب ان کا وہ وقت معین آپہنچتا ہے تو ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں، (بیان القرآن)

[۲] الاٰیة ۷۸/سورۂ نساء **ترجمہ**:- تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آجاوے گی اگر چہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو۔ (بیان القرآن)

مشکوٰۃ کی شرح مرقات وغیرہ میں تفصیل مذکور ہے[1]۔ تقدیر میں جو کچھ لکھا ہوتا ہے وہ ہوکر رہتا ہے، مگر کسی کو نہیں معلوم کہ کیا لکھا ہوا ہے، اسلئے خواہش طبعی کے موافق گناہوں پر قصداً اقدام کرنا اور یہ کہنا کہ تقدیر میں لکھا ہوا ہے، اس لئے میں ضرور کرونگا، اور میں مجبور ہوں یہ طریقہ غلط، ناجائز اور گمراہی ہے، یہ اہل سنت والجماعت کا مسلک نہیں بلکہ جبریہ کا مذہب ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۲۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ

مشیت ایزدی تقدیر ہے

سوال: -"وَمَاتَشَاؤُونَ اِلَّااَنْ يَشَاءَ اللّٰه" کا کیا مطلب ہے، اور پھر یہ بھی ارشاد ہے: "فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُر اِنَّااَعْتَدْنَالِلظّٰلِمِيْنَ ناراً" الاٰية، پھر جزا اور سزا کیوں۔ مرتب ہوتی ہے، جب کہ سب کچھ مشیت ایزدی ہی سے ہوتا ہے؟

---

[1] لایرد القضاء الا الدعاء کانه مبالغة فی اثر الدعاء فی دفع البلاء حتی لو امکن ردالقضاء لحصل بالدعاء (لمعات، حاشیه مشکوٰة ص۱۹۵/ مطبوعه یاسرندیم دیوبند، وراجع المرقاة ص۶۳۷/ ج۲. مطبوعه اصح المطابع ممبئی، التعلیق الصبیح ص۹۴/ ج۳. کتاب الدعوات، الفصل الثانی، مطبوعه المکتبة الفخریة دیوبند، وتحفة الاحوذی ص۳۴۷/ ۶، ابواب القدر، باب ماجاء لا یرد القدر الا الدعاء، مطبوعه دارالفکر بیروت)

[2] مذهب اهل الجبر اثبات التقدیر للّٰه تعالیٰ ونفی القدرة عن العبد اصلاً والطریق المستقیم القصد بین الامرین کماهو مذهب اهل السنة اذلایجوز اسقاط الاصل الذی هوالقدر ولاابطال الکسب الذی هوالسبب (مرقاة ص۱۲۵/ ج/۱. باب الایمان بالقدر. مطبوعه اصح المطابع بمبئی، شرح عقائد نسفی ص۸۱، مبحث الافعال کلها بخلق الله تعالیٰ. مطبوعه یاسرندیم دیوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مسئلۂ تقدیر ہے اس پر ایمان لانا فرض ہے، بحث وتفتیش کی اجازت نہیں[1]۔ کہ دامن ترمکن ہشیار باش۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

انسان مختار ہے یا مجبور؟

سوال:۔(۱) زید معتقد ہے کہ دنیا میں جب میری پیدائش نہیں تھی، قبل پیدائش نہ میں فرشتہ تھا نہ جنات، نہ کوئی جانور، نہ پتھر، غرض یہ کہ کچھ بھی نہیں تھا، گویا میرا وجود ہی نہیں تھا، جبکہ لاشئی محض ہوا تو نہ مسلمان ہونے سے مطلب نہ کافر ہونے سے مطلب، نہ دوزخ سے کوئی غرض نہ جنت سے۔

اب جبکہ اللہ ﷻ نے دنیا میں میرا وجود بخشا اور میں آدمی بن گیا تو مجھ کو مسلمان رہنا فرض ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع، قرآن وحدیث کو ماننا، جنت اور دوزخ پر ایمان لانا وغیرہ سب ضروری ہوگا، زید کا دل تصدیق کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں، پھر جبکہ جنت کی باتیں اور دوزخ کی ہزارہا دردناک سزائیں زید کے کانوں میں پڑتی ہیں، تو زید کو بیماری پیدا ہوجاتی ہے، کہ میں دنیا میں نہیں آتا وہی ٹھیک تھا، اللہ تعالیٰ نے میری روح پیدا کرکے یہ سب ظلم کیا (نعوذ باللہ) کہ مجھ کو دنیا میں پیدا کیا، ورنہ مجھ کو دوزخ جنت سے کیا مطلب تھا، زید کو بہت سمجھایا جاتا ہے، اب یہ بھی کہنا شروع کردیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کرنے سے پہلے ہی لکھتا ہے، کہ فلاں دوزخی اور فلاں جنتی، اللہ کو سب علم پہلے سے ہے کہ

---

[1] فی شرح السنة الایمان بالقدر فرض لازم ولایجوز الخوض فیه والبحث عنه بطریق العقل (مرقاة ص ۱۲۲/ج ۱/ باب الایمان بالقدر، شرح السنه ص ۱۴۱/۱، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

فلاں آگے چل کر گمراہ ہوگا، فلاں مسلمان ہوجائیگا، تواب انسان کو کوئی اختیار اور کسب ہی نہیں مجبور محض ہوا، سب کچھ تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی لکھ دیتا ہے، اب دنیا میں انسان وہی کر رہا ہے جو لکھا ہوا ہے، تو کسی کو اللہ تعالیٰ جنت دے اور کسی کو دوزخ دے، یہ ظلم نہیں تو کیا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کسی شئی کا محتاج نہیں ہے، اور اس کی عبادت کے لئے فرشتے ہی کافی ہیں، اب انسان کو پیدا کیا، بناء بریں جب اللہ تعالیٰ دوزخی کو جنت میں داخل کرے گا تو گناہ معاف فرمادے، تو احسان کیسا بلکہ ظلم سے باز آنا ہے، (نعوذ باللہ) مذکورہ بالا تحریر کا کیا جواب ہوگا؟

انسان مجبور محض نہیں

سوال:۔(۲) آدمی مجبور محض ہے، یا کہ نہیں؟ واضح دلیل پیش کریں، زید کی بیماری کا علاج ضروری ہے؟

خلقت انسان کی غایت

سوال:۔(۳) انسان کو اللہ تعالیٰ نے کس واسطے پیدا کیا ہے، پیدا کرنے میں جو غرض رکھی ہے، کیا اس غرض کا محتاج تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) زید از خود بے علم ہے، اس کو خبر نہیں کہ دنیا میں آنے سے کیا فائدہ، اس کا مقصد حیات تو وہ جانتا ہے، جس نے اس کو پیدا کیا ہے، اور اس نے اس مقصد کو بتا بھی دیا ہے[1]، اگر زید اپنے اختیار سے پیدا ہوتا، تو وہ خود مقصد تجویز کرتا، جب ایسا نہیں ہے تو اس کو خود تجویز کرنے کا حق ہی نہیں ہے، جو حکم زید کو دیا گیا ہے، اس پر پابندی سے عمل کرتا رہے، اس کی تقدیر

---

[1] وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون، سورۂ ذاریات آیت: ۵۶. **ترجمہ**:-اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Taqdeer & Qaza Ka Bayan

میں کیا لکھا ہے، اس کا وہ ذمہ دار نہیں ہے، نہ اس کو بتلایا گیا ہے کہ تقدیر میں یہی ہے، اس سے زائد اس مسئلہ میں بحث نہ کرے، ورنہ زائد فتنہ میں مبتلا ہوکر ایمان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔[1]

(۲) انسان کو اختیار وارادہ دیا گیا ہے، چنانچہ اپنے اختیار وارادے سے کھاتا ہے، پیتا ہے، سنتا ہے، چلتا پھرتا ہے، یہ سب ظاہر ہے، اور ہر ایک کا مشاہدہ ہے، کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے۔[2]

(۳) انسان اس دنیا میں اس لئے پیدا کیا گیا کہ وہ یہاں آکر محنت کرے، اور آخرت کی زندگی کو سُدھارے، آخرت کی زندگی یہاں کی زندگی سے سدھر جاتی ہے، اس طرح کہ اللہ پاک نے جن چیزوں کا حکم دیا ان پر عمل کرے، اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے، ان سے باز رہے[3]، زید کو ضرورت ہے کہ کسی بزرگ صاحب نسبت کی خدمت میں جا کر رہے اور ان سے اصلاحی تعلق قائم کر کے ان کی ہدایات پر عمل کرے، انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] انما هلک من کان قبلکم حین تنازعوا فی هذا الامر (مشکوٰة، ص ۲۲) ولایجوز الخوض فیه والبحث عنه. (مرقاة المفاتیح ص ۱۲۲/ج ۱، باب الایمان بالقدر، مطبوعه بمبئی)

ترجمه:- بس تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوگئے جب انہوں نے اس معاملہ میں جھگڑا کیا۔

[2] وللعباد افعال اختیاریة یثابون بها ویعاقبون علیها لاکمازعمت الجبریة انه لافعل للعبد اصلا (ملخصا شرح عقائد، ص ۸۱، مبحث الافعال کلها بخلق اللہ تعالیٰ، مطبوعه امدادیه دیوبند، تکمله فتح الملهم ص ۵/۴۶۸، کتاب القدر، مطبوعه کراچی، شرح مواقف ص ۸/۱۶۳، المرصد السادس فی افعال اللہ تعالیٰ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[3] ان الدنیا مزرعة الآخرة وفیها التجارة التی یظهر ربحها فی الآخرة فمن استعمل فراغه وصحته فی طاعة اللہ فهو المغبوط ومن استعملهما فی معصیة اللہ فهو المغبون الخ، فتح الباری ص ۴، ج ۱۳، کتاب الرقاق، باب ماجاء فی الرقاق، مطبوعه مکه مکرمه،

دلوں پر اللہ تعالیٰ کا اختیار

سوال:۔ہماری یہ بحث ہے کہ کیا انسانوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے یا نہیں؟ ......مثلاً انسان جو بھی کام دل سے کرے وہ اچھے ہوں یا برے، کیا دل پر خدا کا اختیار ہے یا نہیں؟ کیا وہ خدا کے حکم سے کرتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتو جروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہے جس دل میں جو چاہے ڈال دے، اسی وجہ سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ، سب امت کو یہ دعا کرنی چاہئے[1] مگر خدائے پاک نے اچھے کاموں کا حکم دیا ہے اور برے کاموں سے منع کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/ ۱۴۰۰ھ

not found.

---

[1] کان اکثر دعائہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک الحدیث ترمذی شریف ج۲، ص ۱۹۰، مطبوعہ رشیدیہ دھلی، ابواب الدعوات،

ترجمہ:- آنحضرت ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی ''اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر جما دے۔

باب چہارم

﴿غیراللہ سے مدد مانگنا اور دعا میں توسل﴾

الاستغاثۃ

سوال:۔الاستغاثة الی المخلوق والاستغاثة فوق الاسباب ودعائه دعاء غيباً حيا كان المدعو اوميتاً اشراک باللّٰه تعالیٰ.

الجواب حامداً ومصلیاً

يكفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ترجمہ سوال و جواب

ترجمہ سوال:۔مخلوق سے استغاثہ کرنا اور استغاثہ فوق الاسباب اور مخلوق کو غائبانہ پکارنا (جس کو پکارا جائے) زندہ ہو یا مردہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ (یا نہیں)

ترجمہ جواب:۔مشائخ کی ارواح کو حاضر اعتقاد رکھنے سے کہ ان کو سب خبر ہے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

[1] كذا في مجمع الانهر ص ۲/۵۰۴، بزازية على الهندية ص ۳۲۶/ج۶. البحر الرائق كوئٹه ص ۱۲۴/ج۵، باب احكام المرتدين،

نداءاموات

سوال:۔اذادعااحد یاشیخ محی الدین یا ابابکر رضی اللہ عنہ یاعثمان رضی اللہ عنہ وغیرهم من الاولیاء الکرام بعض العلماء یقولون هوشرک محض والبعض یقولون لیس بشرک واذاکان شرکاً فما الجواب لماوردفی التحیات ایهاالنبی فان الناس یقولون ان الاولیاء یستمعون بعدالموت اذاسئلوا شیئاً یجیبون وهکذا عقیدة الناس وفی اکثر البلادیقرأ الناس محی الدین شیئاً لِلّٰه وفیه یدعوالعامة یامحی الدین فانهم یقولون ان محی الدین یحضرفی ذالک المجلس ویجیب دعائهم وهذا مجرب لاکثرالناس ان الناس لایفهم ان محی الدین هواللّٰه ولکن یقولون وله مرتبة لیس ذالک لعامة العلماء والناس ماالجواب؟

الجواب حامداًومصلیا!

من اعتقد ان الاولیاء والصلحاء بعد مفارقة ارواحهم من الابدان یتصرفون فی الکون ولهم قدرة علیٰ ان یغیثوا من استغاثهم ویسمعون ویصلون للاعانة من ای مکانٍ ینادون فهذا الاعتقاد لااصل لهٗ فی الدین من الکتاب والسنة وصرح الفقهاء بخلافه حیث قالوافی باب المرتد ویکفربقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم اھـ مجمع الانهر[1] ص ۶۹۹/ج ۱، والبحرالرائق[2] ص ۱۲۴/ ج۵/ وقال فی ردالمحتار ان ظن ان المیت متصرف فی الاموردون اللّٰه تعالیٰ کفر ص[3] ۱۲۸/ ج۲، وکذا

[1] مجمع الانهر ص ۲/۵۰۴، کتاب السیر، ثم ان الفاظ الکفر انواع. مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] البحرالرائق کوئٹه ص ۵/۱۲۴، باب احکام المرتدین.

[3] شامی زکریا ص ۳/۴۲۷، کتاب الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ.

فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح[۱] ص ۳۷۸، اماماورد فی التشہد من صیغة النداء والخطاب فھویقرأ علی سبیل النقل لالاصل الخطاب وحضور الروح الکریمة عندکل متشھد کما یقرافی القرآن الکریم یاجبال اوبی وغیرہ من الآیات الکثیرة لیس المقصود منھاسوی النقل. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] طحطاوی علی المراقی مصری ص ۱۷۵، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به.

خلاصہ سوال و جواب

سوال:-کوئی شخص یا شیخ محی الدین یاابوبکر رضی اللہ عنہ یا عثمان رضی اللہ عنہ یاان کے علاوہ اولیاء کرام کو پکارتا ہے، بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ شرک محض ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ شرک نہیں اور اگر شرک ہوتو اس کا کیا جواب ہوگا، جو التحیات میں ''ایھاالنبی'' وارد ہوا ہے، پس بیشک لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء موت کے بعد بھی سنتے ہیں، اور جب ان سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا ہے، اس کا جواب دیتے ہیں، لوگوں کا عقیدہ یہی ہے، اور اکثر بلاد میں لوگ ''محی الدین شیئاً للہ'' کہتے ہیں اور عوام یا محی الدین پس بلاشبہ وہ اس کے قائل ہیں، کہ محی الدین اس مجلس میں موجود ہیں، اور ان کی پکار کا جواب دیتے ہیں، یہ اکثر لوگوں کا مجرب ہے، لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ محی الدین ہی اللہ ہے، البتہ اس کے قائل ہیں کہ ان کا ایسا مرتبہ ہے جو عامۂ علماء اور عام لوگوں کا نہیں ہے، اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب:-جو شخص اس کا معتقد ہے، کہ اولیاء وصلحاء اپنی ارواح کے بدنوں سے جدا ہونے کے بعد بھی عالم میں تصرف کرتے ہیں، اور ان کو اس کی قدرت ہے کہ اپنے سے مدد طلب کرنے والوں کی مدد کریں، اور جس جگہ سے بھی ان کو پکارا جائے، ان کی سنیں اور ان کی مدد کو پہنچیں، تو اس اعتقاد کی دین میں کتاب وسنت سے کوئی اصل نہیں اور فقہاء نے اس کے خلاف کی صراحت کی ہے اس طرح کہ مرتد کے باب میں بیان کیا ہے، کہ ارواح مشائخ کو حاضر وناظر اعتقاد کرنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے، مجمع الانہر ص ۶۹۹ رج ۱ر والبحرالرائق ج ۵رص ۱۲۴۔ اور ردالمحتار میں کہا ہے کہ اگر کوئی یہ گمان کرلے کہ مردہ امور میں تصرف کرتا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ تو وہ کافر ہوجائیگا، ص ۱۲۸ر۲۔اسی طرح طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔تشہد میں جو ندا اور خطاب کا صیغہ وارد ہوا ہے، تو وہ نقل کے طور پر پڑھا جاتا ہے، اصل خطاب اور ہر تشہد پڑھنے والے کے پاس آنحضرت ﷺ کی روح کریمہ موجود ہونے کی بناپر نہیں جیسا کہ ''یاجبال اَوِّبِی'' وغیرہ بہت سی آیات قرآن کریم میں پڑھی جاتی ہیں اور سوائے نقل کے ان سے کچھ اور مقصد نہیں۔

انبیاء کرام کو پکارنا

سوال:۔ بعض لوگ مصیبت اور حاجت کے وقت انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام کو دور سے بطور استمداد پکارتے ہیں، اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ سنتے ہیں اس صورت سے کہنا جائز ہے یا نہیں اور اس اعتقاد والے کا کیا حکم ہے، دور سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا یا نماز میں ایہاالنبی پڑھنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پکار سن رہے ہیں، اور خبر دار ہوتے ہیں، ایسے اعتقاد والے پر کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ عقیدہ بھی اسلام کے خلاف ہے جب ایسا عقیدہ حضور ﷺ کے متعلق رکھنا کفر ہے تو کسی اور نبی یا ولی کے متعلق کیسے درست ہوگا، یارسول اللہ اس عقیدہ سے کہنا کہ ہر جگہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آواز کو خود سنتے ہیں ناجائز ہے۔[۱]

اور اس عقیدہ سے کہنا کہ ملائکہ آپ کو اس کی اطلاع کرتے ہیں درست ہے۔

لیکن عوام کے عقائد میں ضرور اس سے فساد آتا ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔[۲]

ایہاالنبی نماز میں پڑھنا شرعاً ثابت ہے[۳] لہٰذا اس کو پڑھنا جائز ہے اور عقیدہ یہ رکھنا

---

[۱] ان الناس قد اکثروا من دعاء غیر اللہ تعالیٰ من الاولیاء الاحیاء منهم والاموات وغیرهم مثل یا سیدی فلان اغثنی ولیس ذالک من التوسل المباح فی شیء، روح المعانی ص۱۲۸/۶، آیت:۳۵، مطبوعہ ادارہ مصطفائی دیوبند، راجع فتاویٰ رشیدیہ ص۱۰۲. کتاب العقائد، مطبوعہ لاهور.

[۲] مجامع میں منع ہیں کہ عوام کے عقیدہ کو فاسد کرتے ہیں، لہٰذا مکروہ ہونگے۔(رشیدیہ ص۱۰۳، کتاب العقائد، مطبوعہ لاهور)

[۳] راجع حدیث ابن مسعود "اخرجه الائمة الستة عنه واللفظ للمسلم فقال اذاقعد احدکم فی الصلوٰةفلیقل التحیات للّٰه والصلوات والطیبات السلام ......(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

چاہئے کہ ملائکہ کے ذریعہ سے درود وسلام آپ تک پہنچتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۴/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۴/۵۵ھ

پیر کو ندا

سوال:۔ کھیلنا کے پیر شان عزیز اللہ صاحب کو یا کھیلنا کہنا کہاں تک درست ہے؟ اس پیر صاحب کے خلیفہ پیر علیم الدین صاحب حضور کہنا کہاں تک درست ہے؟ سوتے وقت اٹھتے بیٹھتے وقت خوشی وغم میں ہر حالت میں حضور کہنا یا غوث وغیرہ کہاں تک درست ہے؟ جب کہ کسی بھی وقت اللہ اور رسول کا نام نہیں لیا جاتا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منع ہے شرک کے مشابہ ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۹/۸/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۹/۸/۸۸ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............علیک ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته (ملخصاً نصب الراية ص ۴۱۹/ ج ۱، کتاب الصلوة، حدیث تشهد ابن مسعود الخ، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل) ارشاد فرمایا تم میں کوئی جب نماز میں بیٹھے تو چاہئے کہ یہ پڑھے التحیات للہ تمام قولی عبادتیں، تمام بدنی عبادتیں، تمام مالی عبادتیں، اللہ کے لئے ہیں، آپ پر سلام ہو اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائيا ابلغته، مشكوة شريف ص۸۷، باب الدعا فی التشهد.

ترجمه :- حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں جو دور سے پڑھتا ہے وہ مجھ تک پہونچا دیا جاتا ہے۔

[۲] مجموع الفتاوی ج ۱/ ص۳۳۷/ کتاب الحظر والاباحة، مطبوعه یوسفی لکھنؤ)

یا غوث کہنا

سوال: ۔محفل میلاد شریف میں شریک ہوکر یا غوث کہہ کر چیخنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ ناجائز ہے[1]، ایک قسم کا شرک ہے[2] ایسی محفل میں شرکت نہ کی جائے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

یا غوث الاعظم المدد پکارنا

سوال: ۔کیا اولیائے کرام کو اُٹھتے بیٹھتے پکارنا یا غوث الاعظم المدد یا بڑا پیر جائز ہے یا کھلا ہوا شرک ہے، یا ان کے مزارات پر جا کر دعائیں کرانا کہ یہ دعائیں کر سکتے ہیں، انہی کی خدا سنتا ہے، یہیں سے دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور مرادیں ملتی ہیں، بے اولاد کو اولادیں ملتی ہیں، بے روزگاروں کو روزگار ملتا ہے، فرمایئے ایسے اعتقادات رکھنے والا باوجود کلمہ پڑھنے کے مسلم رہتا ہے یا مشرک ہوجاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ان اعتقادات اور اعمال سے ایمان سلامت نہیں رہتا ہے، اس عقیدہ کو فقہاء نے کفر

---

[1] بسط البنان مع حفظ الایمان، ص ۱۱/ اشرفیه.

[2] ویکفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم (مجمع الانهر ص ۵۰۴/۲، کتاب السیر، ثم ان الفاظ الکفر انواع، الاول فیما یتعلق بالله، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، فتاویٰ بزازیه ج۶/ص ۳۲۶، کتاب السیر، الثانی فیما یتعلق بالله، مطبوعه کوئٹه.

لکھا ہے،ویکفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم ا ھـ (مجمع الانہر[1]، ج ۱/ص ۶۹۹)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وظیفہ

سوال:۔وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ’’ شیئاً للّٰہ‘‘ پڑھنا از روئے عقائد اہل سنت والجماعت اور بالخصوص عقائد حنفیہ جائز ہے یا نہیں ونیز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو حاضر وناظر، عالم الغیب وحاجت روا، فریادرس، مشکل کشا، متصرف اور ہر شخص کی ہر مقام سے بروقت ندا اور پکار کا سننے والا سمجھ کر وظیفۂ مذکورہ پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

اگر کوئی شخص اس کتبہ کو مسجد کی پیشانی سے اُسے قرآن پاک اور سنت رسول اللہ ﷺ اور عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف بلکہ مسجد کی غرض وغایت کے خلاف سمجھتے ہوئے محو کردے، تو شریعت محمدیہؐ کے نزدیک اس کا کیا حکم ہے؟ جواب از روئے قرآن پاک وحدیث نبوی وفقہ حنفیہ اور محققین علمائے سلف کے اقوال سے دیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وظیفۂ مذکورہ پڑھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہر جگہ حاضر وناظر عالم الغیب وغیرہ وغیرہ ہیں، شرعاً کسی طرح جائز نہیں، ایسا عقیدہ حرام بلکہ شرک ہے، کیونکہ یہ صفات خداوند تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں ’’**وعندهٗ مفاتح الغيب لايعلمها الاهو الآية**[2]‘‘

---

[1] مجمع الانهر ص ۲/۵۰۴، كتاب السير، ثم ان الفاظ الكفر انواع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، وكذافي البزازية على الهندية ص ۶/۳۲۶، كتاب السير، الثانی فيما يتعلق بالله، مطبوعه كوئٹه، وكذافي البحر ص ۱۲۴ / ۵، باب احكام المرتدين، مطبوعه كوئٹه.

[2] سورہ انعام آیت: ۵۹/ (**ترجمہ**) اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے (بیان القرآن)

جوشخص کسی اور میں ان صفات کا عقیدہ رکھتا ہو فقہاء نے اس کی تکفیر کی ہے، ویکفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم الخ (مجمع الانہر[1] ج۱رص۶۹۹)

بس ایسے وظیفہ کا کتبہ مسجد میں آویزاں کرنا بھی جائز نہیں اور مسجد کی پیشانی پر کندہ کرنا بھی منع ہے، اوراس کا محو کرنا باعث اجر ہے۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ یاارحم الرحمٰن پڑھنا چاہئے، جس کے قبضہ وقدرت میں شیخ عبدالقادرؒ بلکہ تمام عالم ہے، خلاف شرع عقیدہ رکھنے والوں کوکسی بہتر تدبیر شرعی اور تفہیم سے راہ راست پر لانا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۱۲/۹/۹۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم ۱۳/رمضان المبارک ۵٦ھ

اولیاء اللہ سے مدد مانگنا

سوال:۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور وہابی کسے کہتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

حضرات اولیاءاللہ کواللہ پاک کی بارگاہ میں وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنا درست ہے، مثلاً یااللہ اپنے اولیاء کے طفیل یا فلاں بزرگ کے طفیل مجھے نیک بیٹا عطافرما۔[2]

---

[1] مجمع الانھر ص ۲/۵۰۴، كتاب السير، ثم ان الفاظ الكفر انواع، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البزازية على الهندية ص ٦/٣٢٦، باب احكام المرتدين، مطبوعه كوئٹه،

[2] ان التوسل بجاه غير النبى صلّى الله عليه وسلّم لابأس به ايضاً ان كان المتوسل بجاهه مماعلم ان له جاهاً عندالله تعالىٰ كالمقطوع بصلاحه وولايته. (روح المعانى ص ٦/١٢٨، ادارة الطباعة المصطفائيه ديوبند، المهند على المفند ص ٣٢، الجواب عن السوال الرابع)

خود براہِ راست اولیاء اللہ سے یہ چیز نہ مانگی جائے کہ اے فلاں بزرگ آپ مجھے بیٹا دیدیجئے، اسی طرح کسی مصیبت یا بیماری وغیرہ میں مبتلا ہو تو بزرگ کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے براہِ راست بزرگ سے نہیں، جیسے کہ بعض جگہ دستور ہے، کہ بڑے پیر صاحب یا کسی اور بزرگ سے مدد مانگتے ہیں، اور کہتے ہیں یا غوث المدد، شرعاً اس کی اجازت نہیں[1]۔

جو شخص متبع سنت اور نیک آدمی ہو ہمارے اطراف میں اس کو وہابی کہتے ہیں، اگرچہ وہ کچھ بھی مراد لیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۸۷/۶/۲۹ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند ۸۷/۶/۲۹ھ

پیرانِ پیر سے مدد مانگنے سے متعلق شعر کا حکم

سوال:۔ اللہ میرے بادشاہ ہیں محمد وزیر

توڑ دو میری مصیبتیں کھول دو میری زنجیر

مدد کر پیرانِ پیر آیا اس قسم کے کلمات شرک ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت پیران پیر قدس سرہ یا اور کسی بزرگ مرحوم سے مدد مانگنا جائز نہیں اگر اعتقاد یہ ہو کہ وہ مدد کرنے آتے ہیں اور میری آواز کو سنتے ہیں تو یہ شرک ہے، اس لئے ہرگز اس طرح

---

[1] ان الناس قداكثر وامن دعاء غير الله تعالىٰ من الاولياء الاحياء منهم والاموات وغيرهم مثل ياسيدى فلان اغثني وليس ذلك من التوسل المباح في شئٍ. (روح المعانى ص۱۲۸ /ج۶، سورۂ مائدہ آیت: ۳۵، مطبوعہ مصطفائی دیوبند، فتاوی عزیزی ص۴۵-۴۶، بیان در شبہات بت پرستان، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

دعاء نہ کی جائے،[۱] دعاء صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئے کہ وہ واجب وخالق ہے، حاضر وناظر ہے، معین ومددگار ہے، سمیع وبصیر ہے، اور کسی کی یہ شان نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۱۹/۵/۹۴ھ

پیرانِ پیر سے مدد مانگنا

سوال:۔ ایک عورت دردزہ کی تکلیف میں کسی ولی سے استغاثہ کا کلمہ مثلاً ''یا محی الدین'' بے اختیار زبان سے کہتی رہے، تو اسکے متعلق کیا حکم ہے؟ نیز اس علاقہ میں استغاثہ کرنا عوام میں رائج ہے مثلاً یا غوث الاعظم، لیکن یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ان کے کہنے والوں کے پیش نظر واقعۃً ان اولیاء سے استغاثہ ہی مقصود ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ بلکہ صراحۃً جب پوچھا جائے تو وہ بھی استغاثہ کی نفی ہی کرتے ہیں، گویا محض عادۃً یہ کلمات زبان پر جاری ہوتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر حضرت محی الدین قدس سرہٗ کو حاضر وناظر فریادرس اعتقاد نہ کرتے ہوئے بھی یہ صورت اختیار کی جاتی ہے، تب بھی یہ صورۃً شرک ہے، اسلئے اس سے توبہ واجتناب ضروری

---

[۱] من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر (البحر الرائق ص ۱۲۴/ج۵. كتاب السير باب احكام المرتدين، مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹه پاكستان، بزازية على هامش الهندية ص ۳۲۶ ج۳. كتاب الفاظ تكون اسلاما او كفرا او خطأً، مطبوعه كوئٹه، مجمع الانهر مطبع دار الكتب العلمية بيروت ص ۲/۵۰۵، كتاب السير، باب المرتد، روح المعانى ص ۶/۱۲۸، سورۂ مائده آيت: ۳)

ہے، اگر اعتقاد بھی ہو تو پھر شرک ظاہر ہے، جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۵/۹۴ھ

پیر فقیر وغیرہ سے حاجتیں مانگنا

سوال: ۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں بلکہ نور ہیں یعنی خدا کے نور سے جدا ہیں یا ان کو خدا نے نوری ذات سے پیدا کیا ہے، اور تمام انبیاء علیہم السلام عالم الغیب ماکان ومایکون اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، اسی طرح تمام پیغمبر علیہم السلام پیر فقیر خدائی طاقتوں کے مالک ہیں، اب ہمیں پیروں فقیروں سے حاجت مانگنی چاہئے، کیونکہ یہ ہمارے خدا کے وکیل ہیں، ہماری سفارش کر کے کام کروادیں گے، ایسے عقیدہ والا آدمی شریعت محمدی میں مسلمان ہے، یا کافر اسکے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کرنا چاہئے یعنی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایسے عقیدے رکھنا درست نہیں، ایسے شخص کو توبہ لازم ہے، اگر ایسے عقیدہ والے آدمی کو ان عقیدوں کے اعتبار سے دلائل کی روشنی میں دیکھا جائے اور تاویل بعید کر کے اسکو نہ بچایا جائے تو اسکو مؤمن موحد نہیں کہا جائیگا، بلکہ اس کے اوپر مشرک ہونے کا حکم لگایا جائے گا[۲]۔

---

[۱] یکفر بقولہٖ ارواح المشائخ حاضرة تعلم (مجمع الانہر ص ۵۰۵/۲، ثم ان الفاظ الکفر انواع، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت) بزازیة علی الھندیة ص ۳۲۶/ ج ۶، الباب الرابع فی المرتد، الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ، مطبوعہ کوئٹہ، البحر الرائق ص ۱۲۴/ ج ۵، باب احکام المرتدین، مطبوعہ کراچی)

[۲] منھم الذین یدعون الانبیاء والاولیاء عند الحوائج والمصائب باعتقاد ان ارواحھم حاضرة تسمع النداء وتعلم الحوائج وذلک شرک قبیح وجھل صریح (التوشیح بحوالہ الجنة لاھل السنة ص ۳۰. بحث ندائے استمدادی، مطبوعہ دھلی)

مگر چونکہ شریعت کا حکم یہ بھی ہے کہ جہاں تک ہو سکے مسلمان پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے اور اس کے کلام کی ایسی تاویل کر لی جائے، کہ وہ مسلمان رہ سکے اور کفر سے بچ سکے خواہ وہ تاویل کتنی ہی بعید ہو اس لئے ایسے آدمی پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس کو اسلام سے خارج نہیں کیا جاتا، اور مسلمانوں کی طرح تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کو منع نہیں کیا جاتا، پس اسی سے سمجھ لیجئے کہ ایسے عقیدے کتنے غلط اور خطرناک ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۸۸ھ

''یا علی مشکل کشا'' کہنے کا حکم

سوال:۔ میں نے عام طور سے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے ''یا علی مشکل کُشا'' میرے خیال میں مشکل کشا، مشکل کو حل کرنے والے کو کہتے ہیں، اور مشکلات کا حل کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنا جائز ہے، کسی شاعر نے حضرت علیؓ کی شان میں ایک شعر اس طرح کہا ہے، کیا وہ درست ہے؟ وہ یہ ہے:۔

دور ہوگی اس کی بلا میں نے عقیدت سے کہا
مشکل میں ہوں آ جاؤ یا مولا علی مشکل کشا

الجواب حامداً ومصلیاً

مشکلات حل کرنے کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آواز دینا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس سے مشکلات

---

[1] لایفتی بتکفیر مسلم مهماامکن حمل کلامه علی محمل حسن اوکان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفة (البحر الرائق ص۱۲۵/ج۵، باب احکام المرتدین، مطبوعه کراچی، شامی کراچی ص۲۳۰/۴، باب المرتد)

حل ہوتی ہیں غلط اور مشابہ شرک ہے[1] اس سے توبہ اور احتیاط لازم ہے، اس مقصد کے لئے جو شعر لکھا ہے وہ بھی غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۲/۹/۹۲ھ

طلب الحاجة من اهل القبور

سوال:۔ قصد قبور العباد الصالحين لغرض الحاجات اليهم وطلب الشفاعة منهم ليس امراً مشروعاً بل هوشرک بالله اوبدعة محرمة.

الجواب حامداً ومصلياً

قصدا لقبور وزيارتها لتذكر الآخرة والموت مندوب كماورد فى الحديث[2] وطلب الحاجة من الله تعالىٰ متوسلاً ومتشفعاً باوليائه مباح[3] وطلب الحاجة من اهل القبور بدعة لانه قريب من الشرك[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۸۸ھ

---

[1] ان الناس قد اكثر وامن دعاء غير الله تعالىٰ من الاولياء الاحياء منهم والاموات وغيرهم مثل ياسيدى فلان اغثنى وليس ذلک من التوسل المباح فى شئى وقد عده اناس من العلماء شركاً وان لايكنه فهو قريب منه (ملخصاروح المعانى ص ۱۲۸/ ج ۶، تحت قوله تعالىٰ "وابتغوا اليه الوسيلة" ادارة الطباعة المصطفائيه ديوبند)

ترجمہ سوال:- بزرگوں کی قبروں کے پاس حاجات ان کے سامنے پیش کرنے کے لئے جانا جائز نہیں ہے بلکہ شرک یا بدعت ہے؟

ترجمہ جواب:- آخرت اور موت کی یاد کیلئے قبروں پر جانا اور ان کی زیارت کرنا مستحب ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے، بزرگوں کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرنا مباح ہے، اور اہل قبور سے حاجت طلب کرنا بدعت ہے، اس لئے کہ یہ شرک سے قریب ہے۔

(باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

اہل قبور سے استمداد

سوال:۔اولیاء اللہ (مرحوم) سے مراد مانگنا جائز ہے یا نہیں، اور دور سے مدد کے لئے پکارنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مراد صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے، کسی مرحوم ولی کو مدد کے لئے پکارنا منع ہے اگر یہ عقیدہ ہو کہ ہم جہاں سے پکاریں ولی مرحوم ہماری پکار سنتے اور ہماری مدد کے لئے آتے ہیں، تو یہ عقیدہ قطعاً غلط اور تعلیمات اسلام کے خلاف ہے، سخت خطرناک ہے۔

''ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللّٰہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک

(حواشی صفحہ گذشتہ) ۲؎ روی الحاکم بسند صحیح عن انس کنت نہیتکم عن زیارة القبور الا فزوروھا فانھا ترقق القلب وتدمع العین وتذکر الاخرة (مرقاة، ص۴۰۵/۲) الامر للرخصة اوللاستحباب وعلیه الجمھور (مرقاة ص۴۰۴/۲، باب زیارة القبور، الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع بمبئی) یستحب زیارة القبور (البحرالرائق ص۲۰۶/۸، قبیل کتاب احیاء الموات، مکتبه ماجدیه کوئٹه، شامی زکریا ص۱۵۰/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فی زیارة القبور.

۳؎ وقد عد من آداب الدعاء التوسل علی مافی الحصن (ردالمحتار کراچی ص۳۹۷/ج۶، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، وراجع للبسط روح المعانی ص۱۲۸/ج۶/ سورۂ مائده تحت آیت:۳۵، مطبوعه مصطفائی دیوبند، المدخل ص۲۵۵/ج۱، التوسل بالنبی ﷺ، مطبوعه مصر)

۴؎ منھم من قصد بزیارة قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عندقبورھم ویدعوعندھا ویسألھم الحوائج، وھذا لایجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادة وطلب الحوائج والاستعانة حق للّٰه وحده (مجمع بحارالانوار ص۴۴۸/ج۲، تحقیق زور، مطبوعه دارالایمان مدینه منوره، فتاویٰ عزیزیه ص۱۲۱/ج۱، کیفیت استعانت از ارواح، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

کفر"اھ (ردمحتار[۱]) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

استمداد

سوال:۔ (۱) زید کہتا ہے کہ استمداد بغیر اللہ حرام ہے، خواہ حالت حیات میں ہو یا بعد از موت خواہ انبیاء علیہم السلام ہوں یا صلحاء و اولیاء وغیرہ اور زید اپنے استدلال میں آیت کریمہ پیش کرتا ہے "**ایاک نعبد وایاک نستعین**" حدیث بھی پیش کرتا ہے "**اذا استعنت فاستعن باللّٰہ**"

اور عمر کہتا ہے کہ تمہارا یہ قول استمداد بغیر اللہ خواہ حالت حیات میں ہو یا ممات میں ہو حرام ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہرکس و ناکس حالت حیات میں امداد طلب کرتا ہے، بقول تمہارے حرام ہے اور نیز انبیاء و اولیاء وغیرہ کے توسل سے استمداد کرنا، تمہارا یہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ حدیث کے خلاف ہے "**اِذَا اَرَادَ عَوْناً فَلْيُنَادِ عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِی يَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِی**"

الجواب حامداً ومصلياً

(۱) آج کل عوام میں جو طریقہ استمداد باہل القبور کا جاری ہے وہ حرام بلکہ شرک ہے کیونکہ عوام اعتقاد کرتے ہیں کہ اہل قبور ہماری آواز کو ہر جگہ سے سنتے ہیں، اور مستقل علم و قدرت رکھتے ہیں کہ ہر جگہ سے ہماری ہر طرح کی امداد کر سکتے ہیں، یہ عقیدہ شرک ہے

[۱] ردالمحتار ص ۴۳۹/ ج ۲/ کتاب الصوم، مطلب فی النذر، قبیل باب الاعتکاف، طحطاوی علی المراقی ص ۱۵۷/ باب مایلزم الوفاء بہ الخ، مطبوعہ مصر، البحر الرائق ص ۲۹۸/ ج ۲، باب الاعتکاف، مطبوعہ کوئٹہ.

"ویکفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم اھ (مجمع الانہر[1]، ص۶۹۹/ج۱/ بزازیہ[2]، ص۳۲۶/۳، البحر الرائق، ص۱۲۴/[3] ج۵) وذکر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لايعلم من فی السمٰوٰات والارض الغيب الا اللّٰه كذافی المسائرة" شرح فقه اكبر[4] ص۱۸۵) اهل الهند لهم اليدالطولیٰ فی ذلک قاتلهم اللّٰه فانهم يطوفون بقبر الولی الذی يعتقدون فيه ويظنون انه هوالمتصرف فی الكون وان الانسان اذاتمسک بهٰذا فلاحاجة له بالصلوٰة والصيام واكثر ماغلوافی ذلک اتباع سيدناعبدالقادر الجيلانی رضی اللّٰه عنه ونفعناببركاته فانه معاذ اللّٰه انی يرضیٰ بتلک الكفريات التی يعتقدونها، تبليغ الحق والبسط فی الفتاویٰ العزيزیؒ[5]

اورحدیث "اذا ارادعونا" الخ کہاں ہے حوالہ دیا جائے[6]، البتہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ اے اللہ اپنے انبیاء اولیاء صلحاء کی برکت سے مجھے بھی صلاحیت دے

---

[1] مجمع الانهر ص۲/۵۰۵، ثم ان الفاظ الكفر انواع، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[2] بزازيه علی هامش الهندية كوئٹه ص۶/۳۲۶، الباب الرابع فی المرتد، الثانی فيما يتعلق باللّٰه تعالیٰ.

[3] البحرالرائق ص۵/۱۲۴، باب احكام المرتدين، مطبوعه كراچی.

[4] شرح فقه اكبرص۱۸۵، الانبياء لا يعلمون الغيب، مطبوعه مجتبائی دهلی، مسايره مع مسامره مصری ص۲/۸۸،

[5] فتاوی عزيزی ص۲/۱۰۵، مسائل متفرقه، طواف قبور اوليا، مطبوعه رحيميه ديوبند.

[6] عن عتبة بن غزوان عن نبی اللّٰه ﷺ "اذا اضل احدكم شيئًااوارادعونا بارض ليس بها انيس فليقل ياعباد اللّٰه اغيثونی ياعباد اللّٰه اغيثونی فان للّٰه عباداً لانراهم وقد جرب ذلک (رواه الطبرانی فی الكبير ج۱۷/ ص۱۱۷/ ج۱۷/۱۱۸، ما اسند عتبة بن غزوان، مطبوعه داراحياء التراث العربی بيروت) ورجاله وثقوا علی ضعف فی بعضهم الا ان زيد بن علی لم يدرک عتبة" (مجمع الزوائد،ص۱۸۸/ ج۱۰، كتاب الاذكار، باب مايقول اذا انفلتت دابته الخ، مطبوعه دارالفكر بيروت) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یا میرا فلاں کام کردے تو اس طرح دعا کرنا درست ہے[۱]۔

نیز بزرگان دین کو ایصال ثواب کر کے بطریق مذکور دعا کرنا موجب برکت ہے، احیاء سے اپنے روز وشب کے کاروبار میں امداد لینا جائز ہے، کیونکہ انسان مدنی الطبع ہے، بلا ایک دوسرے کی اعانت کے اسکو زندگی بسر کرنا دشوار ہے، نیز اس میں کوئی امر غیر مشروع لازم نہیں آتا[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۵/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۵/۵۵ھ

(مابقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بندگان خدا سے مراد اولیاء یا اموات مراد نہیں ہے بلکہ مراد فرشتے ہیں، چنانچہ عبداللہ ابن عباسؓ کی حدیث میں تصریح ہے۔

ان رسول اللہ ﷺ قال "ان للّٰہ ملائکة فی الارض سوی الحفظة یکتبون مایسقط من ورق الشجر فاذا اصاب احدکم عرجة فی رجله بارض فلاة فلیناد: اعینونی عباد اللّٰہ" رواہ البزاز ورجاله ثقات، حدیث: ۱۳۲۸، (مجمع الزوائد ص۱۸۸/ ج۱۰، کتاب الاذکار، باب مایقول اذا انفلتت دابته الخ، مطبوعه دارالفکر بیروت، فضل مبین ص۲۶۳)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] یبدأ بالتوسل الی اللّٰہ تعالیٰ بالنبی ﷺ اذ ھو العمدة فی التوسل ثم یتوسل باھل تلک المقابر اعنی بالصالحین منھم فی قضاء حوائجه ومغفرة ذنوبه ثم یدعو (المدخل ص۲۵۵/ ج۱، التوسل بالنبی ﷺ، مطبوعه مصر)

[۲] فی حدیث ابی ھریرةؓ واللّٰہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیه، ترمذی ص۱۵/ ج۲، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الستر علی المسلمین، مطبوعه رشیدیه دهلی) واخرجه مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجة (تحفة الاحوذی، ص۵۷/ ج۶، مطبوعه دارالفکر بیروت)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

ابلیس نمرود وغیرہ سے مدد طلب کرنا

سوال:۔ایک شخص بنگالی موضع ہذا میں آیا اور اس نے گاؤں کے لوگوں میں یہ کہنا شروع کیا کہ میرے جنات تابع ہیں، اور گر کسی شخص کو کوئی مشکلات ہوں وہ مجھ سے دور کی جاسکتی ہیں، چنانچہ گاؤں ہذا میں ایک نہیں بلکہ چالیس گھروں میں اس کا تسلط جمنے لگا اور وہ ایسے ایسے حربے استعمال میں لانے لگا جس سے گاؤں میں ایک دولڑکیوں کی بھی شادی اس کے ذریعہ عمل میں آئیں، اب بنگالی نے ختمات بھی پڑھنے شروع کئے، جس ختمات میں یہ جادو گر بنگالی یہ کلمات پڑھتا ہے بلکہ کل مورخہ تقریباً ۱۰/۷ ؁۴۶ کو اس بنگالی جادوگر نے معہ کچھ افراد ساتھ لے کر ختم میں یہ پڑھا: ”وَاتبَعُوا مَاتَتلُوا الشَیَاطِینُ عَلٰی مُلکِ سُلَیمَانَ وَمَا کَفَرَ سُلَیمٰنُ وَلٰکِنَّ الشَّیَاطِینَ کَفَرُوا یُعَلِّمُونَ النَّاسَ“ یا ابلیس، ابوجہل، ہامان، لعین شداد ونمرود لعین ۔ ہر بلا سے نجات خواہم اے سلیمان بادشاہ بن داؤد علیہم السلام المدد اس ختم میں صرف تین اشخاص تھے، اور بعد میں دوسرا امام آیا اور اس نے اس معاملہ کو آشکارا کیا، برائے کرم جواب جو بروئے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہو مطلع فرمایا جائے؟

الجواب حامداً مصلیاً

اسطرح ختم پڑھنا اور اسمیں شریک ہونا جائز نہیں، اگر عقیدہ یہ ہو کہ جنکو پکارا گیا ہے، یہ مدد کیلئے پہنچتے ہیں تو یہ شرک ہے، اس سے ایمان سلامت نہیں رہیگا۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وان یمسسک اللّٰہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو (انعام الآیۃ، ص۱۷) ”وفی ھذہ الایۃ الکریمۃ ردعلی من رجا کشف الضر من غیر سبحانہ وامل احداً سواہ“(روح المعانی ص۱۳۱ /ج۷، مطبوعہ مصطفائی دیوبند) ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللّٰہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک کفر (شامی کراچی ص ۲/۴۳۹، کتاب الصوم، مطلب فی النذر، وراجع فتاویٰ عزیزی ص ۱۲۱/ج۱، کیفیت استعانت از ارواح، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی نعت پر اعتراض

سوال:۔(۱) سلیم کہتا ہے غیر خدا سے مدد مانگنا ناجائز ہے، کلیم کہتا ہے کہ ہمارے پیشوا مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے اپنے قصائد قاسمی میں لکھا ہے: ؎

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

اگر جائز نہ ہوتا تو کرم احمدی کے طالب کیوں ہوئے سلیم کا قول درست ہے یا کلیم کا؟

(۲) جمیل نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع نہیں کہنا چاہئے، جلیل نے کہا اگر شفیع کہنا درست نہ ہوتا تو ہمارے پیشوا اپنی کتاب قصائد قاسمی میں اس طرح نہ لکھتے: ؎

گناہ کیا ہے اگر کچھ گنہ کئے میں نے
تجھے شفیع کہے کون اگر نہ ہوں بدکار

ان دونوں میں سے کس کا قول معتبر ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اطہر میں تشریف فرما ہیں حی ہیں[۱]۔ امت کی طرف سے صلوٰۃ وسلام بذریعۂ ملائکہ خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے، اور جو کچھ روضۂ

---

[۱] فی حدیث ابی الدرداء مرفوعاً ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰہ حی یرزق رواہ ابن ماجۃ (مشکوٰۃ ،ص۱۲۱/ج ۱، آخر باب الجمعۃ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:۔حضرت ابوالدرداءؓ کی حدیث مرفوع میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا کہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے، پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

اقدس کے پاس عرض کیا جائے، اس کو خود سنتے ہیں[۱]، اس لئے دوسروں کو یعنی غیر نبی کو نبی پر قیاس کرنا صحیح نہیں، استمداد کی تفصیل کے لئے سبیل السداد دیکھیں۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً شفیع ہیں، شفاعت فرمائیں گے، اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے، صحیح بخاری شریف[۲]۔ اور کتب عقائد میں یہ مذکور ہے[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۳/۵/۱۳۹۵ھ

اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب

سوال: ۔اگر کوئی شخص رباعی ذیل کو اس عقیدے سے پڑھے کہ جو فرشتے درود شریف

---

[۱] وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلّم من صلّی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائياً ابلغته .رواه البيهقی فی شعب الايمان (مشكوة ص۸۷/ج ۱، باب الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

ترجمہ: -حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

[۲] حدثنا عمران بن حصين رضی الله عنه عن النبی صلّی الله عليه وسلم قال يخرج قوم من النار بشفاعة محمد صلی الله عليه وسلم فيدخلون الجنة يسمون الجهنميين (بخاری، ص ۹۷۱/ج ۲/ كتاب الرقاق، مشكوة ص ۴۹۲/ج ۲/ باب الحوض والشفاعة، وراجع بخاری ص ۲۰/ج ۱/ كتاب العلم، مطبوعه اشرفی ديوبند)

ترجمہ: ۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت سے ایک قوم کو جہنم سے نکالا جائیگا، اور وہ جنت میں داخل ہوں گے، اور ان کا نام جہنمی رکھا جائیگا۔

[۳] والشفاعة ثابتة للرسل والاخيار فی حق اهل الكبائر (شرح عقائد نسفی ص ۱۱۴، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، شرح فقه اكبر ص ۱۱۴، مطبوعه مجتبائی دهلی)

دربارِ رسالت میں لے جا کر پیش کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں، میری طرف سے اس رباعی کو دربارِ رسالت میں پیش کریں گے، پڑھے تو کسی قسم کا شرک وگناہ تو نہیں جبکہ کسی کے سامنے بھی نہ پڑھتا ہو بلکہ علیحدہ پڑھتا ہوتا کہ عوام کا عقیدہ خراب نہ ہو، یہ بھی سنا ہے کہ یہ رباعی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ دہلوی کی ہے، اس کی کیا اصل ہے؟ رباعی حسب ذیل ہے۔یارسول اللّٰہ انظر حالنا، تا آخر بینوا توجروا

الجواب حامداًومصلیاً

ساتھ ساتھ یہ عقیدہ ہونا بھی ضروری ہے کہ حضور اقدس ﷺ خود بذاتہ (بلاحکم خداوندی) کسی کی کوئی مشکل حل نہیں کر سکتے، بلکہ وہ بھی ہر بات میں خدا تعالیٰ کے محتاج ہیں [1] البتہ ان کی برکت اور طفیل سے اللہ پاک اپنے بندوں کے بہت سے کام درست اور موافق مقصود بنا دیتے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حق ہے [2]، اس رباعی کا حال مجھے معلوم نہیں کہ کس کی ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۴/۶۱ھ

الجواب صحیح سعید احمد ۲۵/ربیع الثانی ۶۱ھ صحیح عبداللطیف ۲۷/ربیع الثانی ۶۱ھ

دریا کے نام پر ذبح اور تصدق

سوال:۔ایک قریہ کے لوگ برلب دریا بکرا ذبح کریں بایں غرض کہ دریا زمین کو نقصان نہ کرے اور اسی جگہ ختم قرآن شریف کرنا مذبوح مذکور کا گوشت یہیں پکانا اور کھانا پکا کر

---

[1] قل لاأملک لنفسی نفعاً وّلاضراً الاماشاء اللّٰہ وفیہ علیٰ ھذا من اظھار العجز مالایخفی (روح المعانی ص ۱۳۶/ ج ۹، سورۂ اعراف آیت: ۱۸۸، مطبوعہ مصطفائی دیوبند)

[2] واول شافع واول مشفع، مسلم شریف ص ۲/۲۴۵، کتاب الفضائل، باب تفضیل النبی ﷺ، شرح فقہ اکبر ص ۱۱۴، مطبوعہ دھلی.

ختم کرنے والوں کو کھانا کھلانا بایں غرض کہ حضرت خضر علیہ السلام فعل مذکورہ پر خوش ہوں اور آئندہ زمین میں نقصان نہ ہونے پاوے اور فعل کرنیوالے مسلمان بھی رہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کوئی شئی بغیر حکم خداوندی کے نہ نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان، دریا کا زمین کو نفع یا نقصان پہنچانا بھی حکم خداوندی کے ماتحت ہے[1]، پس دریا کے نام پر یا دریا کیلئے بکرا ذبح کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ دریا بکرا لے کر خوش ہو جائے گا، اور ہمیں نقصان نہ پہنچائے گا یا حضرت خضر علیہ السلام کے لئے بکرا ذبح کرنا کہ اگر ہم نے بکرا ذبح کر کے اس کا گوشت یہاں پکا کر قرآن شریف ختم کرنیوالوں کو نہ کھلایا تو حضرت خضر علیہ السلام ناراض ہو جائیں گے، اور آئندہ زمین کو نقصان پہنچائینگے اور ایسا کرنے سے وہ خوش ہو جائیں گے، اور زمین کو نقصان نہیں پہنچائیں گے، ناجائز ہے اور ایسا عقیدہ اسلامی عقیدہ نہیں[2]، اس فعل سے بچنا چاہئے اور اس عقیدہ سے توبہ واجب ہے، ہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور التجا کرنا کہ وہ دریا کے نیز ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھیں ضرور نافع اور مستحسن ہے، اس طرح نقصان سے بچنے کیلئے حسب

---

[1] فی حدیث ابن عباس واعلم ان الامة لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشئ لم ینفعوک الا بشئ قد کتبه الله لک ولو اجتمعوا علی ان یضروک بشئ لم یضروک الا بشئ قد کتبه الله علیک، مشکوة شریف ص ۴۵۳/۲، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر، الفصل الثانی، یاسر ندیم دیوبند، مرقاة ص ۹۱/۵، مطبوعه بمبئی.

ترجمہ: ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے اور جان لے کہ اگر پوری امت جمع ہو کر تجھ کو کچھ نفع پہونچانا چاہے تو تجھ کو کچھ بھی نفع نہیں پہونچا سکتی مگر وہ جو خدا تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سب جمع ہو کر تجھ کو کچھ نقصان پہونچانا چاہیں تو کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتے مگر جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔

[2] هر که ذبح کند بنام بتان یابر چاپها یابر دریاها یا بر نهرها وخانه ها، وچشمه ها وما نند آن پس ذبح کننده مشرک است. (مالابد منه ص ۱۴۱، مطبوعه دیوبند، قبیل وصیت نامه الخ، فتاوی عزیزی ص ۵۰/۱، مسئل ذبح جانور بنام غیر الله، مطبوعه رحیمیه دیوبند)

ترجمہ: - جو شخص بتوں کے نام پر، یا دریا کے نام، یا نہروں، یا مکانوں، یا چشموں، یا ان کے مثل کے نام پر ذبح کرے پس وہ ذبح کرنے والا مشرک ہے۔

قدرت خدا کے نام پر خیرات کرنا بھی مفید اور موجب ثواب ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۵/۵۶ھ

دیوان وطن کے شرکیہ اشعار

سوال:۔ اشعار ذیل کے بارے میں کیا حکم ہے؟

کسی کو گر رب کی طلب ہے — وہ دیکھے آپ میں مرأتِ رب ہے
کریں گر ذکر شغل اور فکر تو کیا — خدا کو دیکھنے کا اور ڈھب ہے
خودی ہے آئینہ شانِ خدا کا — خود ہی ہے معنی اور اثبات رب ہے
گزر کر آپ سے اپنے کو دیکھو — نظر آجائے گا حق کیا عجب ہے
خلاصہ ہے یہی علم لدن کا — کہ سب میں رب ہے اور عین عرب ہے
نہیں ہے فرق کچھ احمد احد میں — احد ہے اسم اور احمد لقب ہے
محمد کو خدا کہنا روا ہے — نہیں کہتا ہے وہ جو بے ادب ہے
خدائی ان کا سایہ ہے سراپا — نہ تھا سایہ جو ان کا یہ سبب ہے
وہ خود ہی حاضر و ناظر جہاں میں — اُسے کہتے ہیں عالم غیب کا ہے
طلب دنیا کی ہے نہ آخرت کی — خدا وندا مجھے تیری طلب ہے
یہی ارشاد ہے حضرت وطن کا — نظر کو حق نما ہر شئی میں رب ہے

اشعار مندرجہ بالا مصنفہ کتاب دیوان وطن مولوی سید افتخار شاہ صاحب۔

---

[1] وعن انس قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم ان الصدقة لتطفی غضب الرب وتدفع میتة السوء، مشکوة شریف ص ۱۶۸، باب فضل الصدقة، الفصل الثانی. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ: ۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے، اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Gairullah Se Madad & Tawassul

الجواب حامداً ومصلیاً

ان میں سے بعض اشعار شرکیہ مضامین پر مشتمل ہیں جن کا کہنا پڑھنا سننا جائز نہیں اور اس کا اعتقاد رکھنا شرک ہے[۱]۔ اعاذنا اللّٰہ منه فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

ایصال ثواب اور توسل کی صورتیں

سوال:۔ اولیاء کرام کے بارے میں نذر و نیاز ومنت ومراد کے بارے میں میرے اور میرے والد صاحب کے درمیان ایک قسم کا جھگڑا پیدا ہوگیا ہے، آپ اسے رفع فرمائیں، اور اگر آپ لوگوں نے کوئی کتاب اس بارے میں لکھی ہو تو اس کا نام اور قیمت تحریر فرمائیں، تا کہ اسے منگایا جاسکے، میرے والد کہتے ہیں کہ چونکہ اولیاء کرام اللہ کے دوست، برگزیدہ، نیک بندے ہیں، اس لئے ہم ان کو اپنا وکیل اور سفارشی اللہ کے یہاں بناتے ہیں، اور ان کے وسیلہ اور توسل سے دعا مانگتے ہیں، درگاہوں پر جانا چاہئے، اولیائے کرام کے نام صدقہ وخیرات کرنا اور کسی چیز پر فاتحہ دلوا کر پھر ان کا نام لے کر دعا کرنا کہ اے اللہ جو کچھ صدقہ وخیرات اور تسبیح وتہلیل وکلام پاک پڑھا ہے، اسے تیری نذر کرتا ہوں، قبول فرما، پھر اس کا ثواب بطور تحفہ وہدیہ حضور ﷺ کی خدمت میں اور ان کے وسیلہ سے پھر تمام انبیاء، صحابہ، شہداء اولیاء اور تمام بزرگانِ دین کو اس کا ثواب پہونچاتا ہوں، پھر ولی سے کہتے ہیں کہ اے ولی اللہ

---

[۱] (لاتطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم) فی ادعائهم الالٰهیة وغیرها (ارشاد الساری ص ۴۵۵/۷) بخاری ص ۴۹۰/۱ . کتاب الانبیاء، رقم الحدیث: ۳۳۲۹، مطبوعه اشرفی دیوبند، وذکر الحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیه الصلوٰة والسلام یعلم الغیب (شرح فقه اکبر ص ۱۸۵، الانبیاء لا یعلمون الغیب، مطبوعه رحیمیه دیوبند)

آپ ہمارے لئے دعاء کیجئے ہماری حاجت کو پوری کروائیں، اگر دعا قبول ہوگی تو آپ کے نام سے فاتحہ دیں گے، غریبوں کو کھانا کھلائیں گے اور آپ کے نام سے نفل روزہ رکھیں گے، کیا ایسی باتیں شرک نہیں ہیں؟ ہمارا کہنا ہے کہ زیارت قبور کریں، اور کلام پاک پڑھ کر اور صدقہ خیرات کر کے اس کا جو ثواب ہمیں ملتا ہے ان کو بخش دیں اور پھر اپنے اعمالِ صالحہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کریں، اور حاجت بیان کریں، پھر بھی ہمیں صحیح طریقہ پر نہیں معلوم ہے کہ زیارت کس طرح کریں؟ آداب کیا ہیں؟ اور وہاں جا کر کس طرح ثواب بخشنا چاہئے؟ لہٰذا آپ مطلع فرمائیں، میں نے ''تقویۃ الایمان'' پڑھی جس میں شرک کے خلاف لکھا ہے، اور آج کل میں حقّانی صاحب کی ''شریعت یا جہالت'' پڑھتا ہوں، انہوں نے اس کا مختصر بیان کیا ہے، ان کا وعظ بھی سنتا ہوں، براہِ کرم جواب سے جلد آگاہ فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اولیائے کرام کا درجہ تو بہت بلند ہے، ہر مسلمان کی عزت وحرمت لازم ہے[۱]۔ ایصال ثواب شرعی طریقے پر بلا کسی غیر ثابت شدہ پابندی کے درست اور نافع ہے[۲]۔ زیارت قبور کی بھی ترغیب آئی ہے، اس سے دنیا کی محبت کم اور آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے[۳]۔

---

[۱] فی حدیث عبداللّٰہ بن عمرو مرفوعاً لحرمۃ المومن اعظم عنداللّٰہ.(ابن ماجۃ ص ۲۸۲/ج۲، ابواب الفتن، حرمۃ دم المومن ومالہ، مطبوعہ اشرفی دیوبند)

ترجمہ:-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے البتہ مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک بہت عظیم ہے۔

[۲] للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ (شامی کراچی ص۲۴۳/۲، کتاب الجنائز، مطلب فی القراءۃ للمیت الخ، عالمگیری کوئٹہ ص۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر)

[۳] فی حدیث ابن مسعود مرفوعاً کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا وتذکر الاخرۃ ابن ماجۃ، مشکوٰۃ شریف ص۱۵۴، باب زیارۃ القبور، الفصل الثالث)

ترجمہ:-حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا پس اب تم قبروں کی زیارت کرو اس لئے کہ یہ دنیا میں بے رغبتی پیدا کرتی ہے، اور آخرت کی یاد تازہ کرتی ہے۔

اس طرح دعا کرنا کہ یا اللہ اپنے نیک بندوں کے طفیل ہماری دعا قبول فرمالے، اور ہماری حاجتیں پوری کردے درست ہے[۱] براہِ راست کسی صاحب قبرولی سے کوئی حاجت ومراد طلب کرنا جائز نہیں[۲] ان سے دعاء کرنے کیلئے درخواست کرنا بھی ثابت نہیں[۳] غیر اللہ کے نام پر خیرات کرنا اور صدقہ دینا بھی جائز نہیں[۴] ہاں اللہ کے نام پر دے کر ثواب جس کو چاہے پہنچادے، یہ بھی اختیار ہے کہ ایک کو پہنچادے یا متعدد کو یا سب کو، نماز روزہ وغیرہ عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں، کسی اور کے نام کی نہ نماز جائز ہے، نہ روزہ، البتہ اللہ کیلئے نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر اس کا ثواب جس کو دل چاہے پہنچادے، یہ درست ہے[۵]

قبروں پر چادر چڑھانا، چراغ جلانا، ان کو سجدہ کرنا، ان کا طواف کرنا، قوالی کرنا، ان سے مرادیں مانگنا جائز نہیں[۶] بلکہ مکروہ حرام، شرک کی باتیں ہیں، ثواب پہنچانے کا طریقہ

---

۱ ان التوسل بجاه غير النبى صلى الله عليه وسلم لابأس به ايضاً كالمقطوع بصلاحه وولايته (روح المعانى، ص۱۲۸/ج۶، سورۂ مائده تحت آيت: ۳۵، مطبوعه مصطفائى ديوبند)

۲ منهم من قصد بزيارة قبور الانبياء والصلحاء ان يصلى عند قبورهم ويدعوعند هاويسألهم الحوائج، وهذا لايجوز عند احدٍ من علماء المسلمين (مجمع بحارالانوار ص۲۴۸/ج۲، تحقيق زور، مطبوعه دار الايمان مدينه منوره. فتاویٰ عزيزيه ص۱۲۱/ج۱)

۳ انه (اى طلب الدعاء من الميت) من البدع التى لم يفعلها احد من السلف. (روح المعانى ص۱۲۵/ج۶، سورۂ مائده تحت آيت: ۳۵، مطبوعه مصطفائى ديوبند)

۴ انه نذر لمخلوق ولايجوز لانه عبادة والعبادة لاتكون لمخلوق (البحرالرائق ص۲۹۸/ج۲، قبيل باب الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه)

۵ وفى البحر من صام اوصلّى اوتصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابهاالیهم عنداهل السنة والجماعة كذافى البدائع (شامى كراچى ص۲۴۳/ج۲، باب صلاة الجنازة، مطلب فى القرأة للميت)

۶ مسئلہ سجدہ کردن بسوئے قبور انبیاء واولیاء وطواف گرد قبور کردن و دعا از آنہا خواستن ونذر برائے آنہا قبول کردن حرام است بلکہ چیزہا ازاں بکفر می رساند۔ (مالابدمنه، ص۷۶/) كتاب الجنائز، فصل زيارة قبور، مطبوعہ ہمہ رنگ کتاب گھر دیوبند۔ (باقی ترجمہ وحاشیہ اگلے صفحہ پر)

یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھ کر یا نفل نماز پڑھ کر یا نفل روزہ رکھ کر یا صدقہ دیکر یا نفلی حج کر کے غرض کوئی بھی نیک کام کر کے دعاء کرے کہ یا اللہ اسکا ثواب فلاں کو پہنچادے، بس اس طرح ثواب پہنچ جاتا ہے۔ (ردالمحتار میں یہ موجود ہے[1]) جو چیز غیر اللہ کے نام پر دی جاتی ہے، اسکا لینا اور کھانا جائز نہیں[2]

یہ تفصیل کے ساتھ البحر الرائق، شامی، طحطاوی وغیرہ میں مذکور ہے[3]

قبور کو سجدہ اور طواف ناجائز وحرام ہے، بلکہ ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے، یہ مسئلہ شرح فقہ اکبر، ارشاد الساری، وغیرہ میں ہے[4]

(**حاشیہ صفحہ گذشتہ**) **ترجمہ**:- انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی قبروں کی طرف سجدہ کرنا اور قبروں کے گرد طواف کرنا ان سے دعا چاہنا ان کے لئے نذر قبول کرنا حرام ہے، بلکہ ان میں سے بعض چیزیں کفر تک پہنچا دیتی ہیں۔

تکره الستور على القبور، (شامی کراچی ص۲۳۸/۲، کتاب الجنائز، مطلب فی دفن المیت)

وفی التفسير المظهری لايجوز مايفعله الجهال بقبور الاولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالاعياد ويسمونه عرسا (مظهری ص۶۵/۲، سورهٔ آل عمران تحت آیت ۶۴، مطبوعه رشیدیه کوئٹه)

(**حاشیہ صفحہ ہذا**) [1] وفی شرح اللباب ويقرأ من القرآن ماتيسر من الفاتحة ثم يقول اللّٰهم اوصل ثواب ماقرأناه الى فلان اواليهم (شامی کراچی ص۲۴۳/۲، زيارة القبور، كتاب الجنائز)

[2] کھانے پینے کی چیزیں اور مال بھی تقرب لغیر اللہ کے لئے دینا حرام اور شرک ہے، فتح العزیز ص ۳۳۰، بیان احکام ان جانوروں کا جو بغیر اللہ حلال کئے گئے، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

[3] ومايوخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقرباً اليهم فهو بالاجماع باطل وحرام (البحر الرائق ص۲۹۸/۲، كتاب الصوم، ردالمحتار کراچی ص ۴۳۹/۲، مطلب فی النذر، قبيل باب الاعتكاف، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۷۰، باب مايلزم الوفاء)

[4] والسجدة حرام لغيره سبحانه (شرح فقه اكبر ص ۲۳۰، والسجدة حرام الخ، رحیمیه دیوبند)

''قال البيضاوی لماكانت اليهود والنصاری يسجدون لقبور الانبياء تعظيماً لشانهم ويجعلونها قبلة يتوجهون فی الصلاة نحوها واتخذوها اوثاناً لعنهم النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ومنع المسلمين عن مثل ذلك'' (ارشاد الساری، ص ۴۷۹/ج۳/كتاب الجنائز، باب بناء المسجد على القبر، مطبوعه دارالفكر بيروت)

ایصال ثواب کا طریقہ تفصیل سے اردو میں دیکھنا چاہیں تو ''غم رفتگان'' ایک رسالہ ہے اس میں بھی مسئلہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، اس کے ملنے کا پتہ یہ ہے:۔

مولانا ظہیر الاسلام صاحب بنی گنج ضلع ہردوئی، یوپی، دارالافتاء میں کتابیں فروخت نہیں ہوتیں، والد صاحب کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی خدمت میں شرعی حکم پیش کیا جائے، اور دعا کی جائے کہ حق تعالیٰ صحیح حکم شرعی قبول کرنے کیلئے ان کے دل کو آمادہ فرمادے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۹۴ھ

حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا

سوال:۔ ایک صاحب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے دعا مانگنے کے قطعی متفق نہیں دعا کا طلب کرنا کیسا ہے؟ ان کا کہنا ہے کہ جو کچھ طلب کرنا ہے بس خدا سے طلب کریں، حتی کہ جوتے کا تسمہ وغیرہ، خیر اس سے انکار نہیں، لیکن یہ وسیلہ ضروری نہیں، بغیر وسیلہ کے بھی کام چل جاتا ہے، تو گویا ہم شرک کر رہے ہیں، جو وسیلہ سے طلب کرتے ہیں، یہ ہمیں قطعی پسند نہیں کہ شرک کر کے نعوذ باللہ جہنم خریدیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی شخص حق تعالیٰ سے بغیر وسیلہ کے دعا مانگتا ہے، تو یہ بھی درست ہے، اگر کوئی شخص حق تعالیٰ سے اس طرح دعا مانگتا ہے کہ یا اللہ میری فلاں حاجت حضرت محمد ﷺ کے طفیل میں پوری فرمادے، تو یہ بھی جائز ہے، اسکو شرک کہنا غلط ہے، اس طرح خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنْ رَجُلاً ضَرِيْرَ الْبَصَرِاَتَى النبىَ صلى الله عليه وسلم

فقالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُعَافِيْنِى قَالَ اِنْ شِئْتَ دعوتُ وَاِن شئتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌلَکَ قال فَادْعُه قال فامره ان يتوضأ فَيُحْسِنَ وضُوئَه ويدعوبهذا الدعاء اللّٰهم انى اسئلکَ وَاَتَوَجّهُ اليک بنبيک محمد نبى الرحمة انى وجهتُ بک الىٰ ربى فى حاجتى هذه لتقضى لى اللّٰهم فشَفِّعْهُ فِيَّ۔[1] (ترمذی شریف، ص۱۹۷/ ج۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

توسل بالأحياء والاموات

سوال: -دعاء میں انبیاء، اولیاء اور سلف صالحین کا وسیلہ کن دلائل سے ثابت ہے آں حضرت ﷺ کے صریح قول یا آثار صحابہؓ سے اس کو ثابت کریں کہ دعاؤں میں مردوں کا وسیلہ لینا درست معلوم ہوجائے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پیش کیا جاتا ہے کہ ایک جگہ آپ نے حضرت عباسؓ کے واسطے سے دعا مانگی لیکن اس وقت حضرت

---

[1] قال الترمذی هذاحديث حسن صحيح غريب (ترمذی ص۱۹۷/ ج۲/ ابواب الدعوت، باب فى انتظار الفرج الخ، مطبوعه رشيديه دهلى، واخرجه النسائى واخرجه ايضاً ابن ماجه وابن خزيمة فى صحيحه والحاكم وقال صحيح على شرط الشيخين واخرجه الطبرانى.(ملخصاً تحفة الاحوذى، ص۳۳/ ج۱۰، مطبوعه دار الفكر بيروت، حجة الله البالغة ص۶، ج۲، مطبوعه مصرى)

ترجمہ :-حضرت عثمان بن حنیف ؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دیدے، ارشاد فرمایا اگر تم چاہو میں دعا کردوں اور اگر چاہو صبر کرو، وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اس نے عرض کیا دعاء فرما دیجئے، راوی نے کہا تو آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرے اور اس دعا کے ساتھ دعا کرے، اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی رحمت ﷺ کے واسطہ سے توجہ کرتا ہوں میں آپ کو اپنے رب کی طرف متوجہ کرتا ہوں اپنی اس ضرورت میں تاکہ میری یہ ضرورت پوری کردی جائے ، اے اللہ ان (محمد ﷺ) کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔

عباسؓ موجود تھے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شخصیت تمام خلائق سے بہتر اور بزرگ تر ہے، حضرت عمرؓ نے آنحضرت ﷺ کا وسیلہ چھوڑ کر آپ کے چچا حضرت عباسؓ کا وسیلہ کیوں لیا محض یہ کہنا کافی نہ ہوگا کہ علماء کا عمل اس پر ہے اور جو اس کے خلاف ہیں وہ شاذ ہیں مثلاً علامہ حافظ ابن تیمیہؒ بلکہ تعامل صحابہ اور ارشاد رسول سے اس کا ثبوت ضروری ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

عن عثمان بن حنیف ان رجلاً ضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت وھو خیر لک قال فادعہ فامرہ ان یتوضأ فیحسن وضوءہ ویدعو بھذا الدعاء اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ انی توجھت بک الیٰ ربی فی حاجتی ھذہ لتقضٰی لی اللھم فشفعہ فی ترمذی شریف[۱] ص۱۹۷ ج۲ اس کے بعد وہ نابینا صحیح البصر ہوگئے۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے[۲]۔ اور بیہقیؒ[۳] نے بھی اس کی تصحیح کی ہے طبرانی نے اس کو عمدہ سند کے ساتھ لکھا ہے اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے **بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی ھکذا فی الاصل والظاھر من قبلہ**، حاکم نے اس روایت کو صحیح بتایا ہے[۴] ابن حجر مکی

---

[۱]...... ترمذی شریف ص۱۹۹ ج۲، کتاب الدعوات، باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند،

[۲]...... وقد کشف اللہ عن بصرہ رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح غریب، الترغیب والترھیب ص۴۳۸ ج۱، کتاب النوافل، الترغیب فی صلاۃ الحاجۃ ودعائھا.

[۳]...... وصححہ البیھقی وزاد (فاقام وقدابصر) وروی الطبرانی بسند جید (انہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فی دعائہ، بحق نبیک والا نبیاء الذین من قبلی (حاشیہ العلامۃ ابن حجر الھیثمی علی شرح الایضاح فی مناسک الحج ص۴۵۲)

[۴]...... قال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ (المستدرک ص۷۰۰ ج۱، کتاب الدعاء والتکبیر الخ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

علامہ زرقانی علامہ خلیل علامہ قسطلانی قاضی عیاض سب نے ہی اپنی اپنی کتابوں میں توسل کی اجازت دی ہے۔ اور اس کو جمہور سلف صالحین کا مسلک قرار دیا ہے[۱]۔ شیخ المحققین علامہ ابن ہمامؒ فتح القدیر ص ۳۳۷ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔ **ویسئل الله حاجته متوسلاً الیٰ الله تعالیٰ بحضرة نبيه صلى الله عليه وسلم.**[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سوال بر جواب بالا

سوال:۔ حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ کی جو روایت آپ نے توسّل کے جواز میں پیش فرمائی ہے، یہ تو آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ کا واقعہ ہے، اس سے یہ بات تو ثابت ہوسکتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں توسّل سے دعا کی اجازت دی تھی، سوال آپ کی وفات کے بعد کا ہے، بعض اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل وفاتِ نبوی کے بعد نبی کے توسّل کے بجائے اس وقت کے زندوں سے لینے کا رہا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ صحابہ میں وصال نبوی کے بعد آپ ﷺ کے توسّل کا ذریعہ نہیں رہا، اس سلسلہ میں دو جلیل القدر صحابہ کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عام الرماد کے ہولناک قحط میں مہاجرین وانصار کے

---

[۱]...... وينبغي للزائر ان يكثر من الدعاء والتضرع والاستغاثة والتشفع والتوسل به صلى الله عليه وسلم فجدير الخ (المواهب اللدنيه ص ۳۱۷ ج ۸) كتاب الشفاء ص ۳۵ ج ۲ (فصل فی تعظيم النبیؐ) ممايدل مطلب التوسل به صلى الله عليه وسلم وان ذلک هو سيرة السلف الصالح الانبياء والاولياء وغيرهم مااخرجه الحاكم وصححه الخ (حاشيه العلامة ابن حجر على شرح الايضاح فی مناسک الحج الخ ص ۴۵۱، المهند على المفند ص ۸)

[۲]...... فتح القدير ص ۱۸۱ ج ۳ كتاب الحج، المقصد الثالث فی زيارة قبر النبی، مطبوعه دار الفكر بيروت،

روبرو دعا مانگی تھی، اس کے الفاظ یہ تھے ''انا کنا اذا اجد بنا نتوسل الیک بنبینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا'' اے رب ہم قحط میں مبتلا ہوتے تھے، تو اپنے نبی کا وسیلہ تیرے سامنے پیش کرتے تھے، تو ہمیں سیراب کر دیتا تھا، اب اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ تیرے حضور میں لائے ہیں، پس تو ہم کو سیراب فرما، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عم رسول عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگنا اور اس پر تمام صحابہؓ ومہاجرینؓ، وانصارؓ کا سکوت وتسلیم ورضا اس بات کی کھلی علامت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی توسّل کو صحیح و درست سمجھا۔

(۲) حضرت معاویہ ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا ہے، جب ملک شام میں قحط پڑا تو معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے یزید الاسود کو دعا میں وسیلہ بنایا، انہوں نے کہا ''اللّٰھم انا نستشفع'' (او نتوسّل) یایزید ارفع یدیک فرفع ودعا الناس حتی سقوا الٰہی ہم نیکوکاروں کی سفارش لاتے ہیں، اے یزید اپنے ہاتھ اٹھا، چنانچہ یزید نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی، نیز تمام مسلمانوں نے دعا کی اور پانی برسنے لگا، ان دو جلیل القدر صحابی کے عمل نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان لوگوں میں مردوں کے توسّل کا رواج نہیں تھا بلکہ زندہ نیکوکاروں کے توسّل کا تھا، محقق ابن ہمامؒ اور قاضی عیاضؒ کے حوالہ سے آپ نے جس توسّل کو جائز قرار دیا ہے، اور جنکو جمہور سلف صالحین کا مسلک ٹھہرایا ہے، اس سے کونسا توسل مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ دونوں واقعے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ زندہ سے توسل درست ہے، مردہ کے توسل سے ساکت ہیں، سابق فتویٰ میں بحوالہ طبرانی جو عبارت نقل کی گئی تھی، اس میں انبیاءِ سابقین سے توسل کے بھی الفاظ تھے[۱]۔ نیز فتح القدیر کی جو عبارت نقل کی گئی تھی، اسمیں زائرین

[۱] فقال له (ای لابی بکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل اللّھم انی اسألک بمحمد نبیک وبابراھیم خلیلک وبموسیٰ نجیک وعیسیٰ روحک وکلمتک الی اٰخرالحدیث والحدیث مروی عن عبدالملک بن ھارون بن عنترة عن ابیه عن جده، ...... (باقی حاشیہ صفحہ اگلے صفحہ پر)

کو ہدایت تھی وہ بھی حضرت رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ہی کیلئے ہے[۱] عثمان بن حنیفؓ کی روایت جو کہ ترمذی شریف سے نقل کی تھی وہ واقعہ تو حیات طیبہ کا تھا[۲] مگر انہوں نے بعد وفات بھی ایک شخص کو یہی ترکیب اور دعا بتائی تھی، جس کی ایک ضرورت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے متعلق تھی اور وہ توجہ نہ فرماتے تھے، اس شخص نے اس پر عمل کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ ضرورت پوری فرمادی پھر اس شخص نے عثمان بن حنیفؓ کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے میری سفارش کردی اس پر انہوں نے وہی ترمذی والی روایت سنائی[۳] علامہ زرقانیؒ نے شرح مواہب، ص ۳۱۸/ج ۸/ میں لکھا ہے "واما التوسل به صلى الله عليه وسلم بعدموته فى البرزخ فهواكثرمن ان يحصى اويدرك باستقصاء وفى كتابمصباح الظلام

(بابقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)............رواه رزين فى جامعه وابن الاثيرفى جامع الاصول وابن السنى وابونعيم وابوالشيخ وابوموسىٰ المدينى. (التوسل والوسيلة ص ۸۳/ حديث انى اسئلك بمحمد الخ، مطبوعه المكتب الاسلامى بيروت، الا تحاف ص ۵/۲۶، كتاب الاذكار والدعوات، دعاء ابى بكر الصديق، مطبوعه دارالفكر بيروت) قلت لم اجده فى المعجم الكبير للطبرانى وراجع لتمام الدعاء، الحزب الاعظم للملا على القارى ص ۹۱/منزل۵.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] ويسأل اللّٰه تعالىٰ حاجته متوسلا الى الله بحضرة نبيه عليه الصلوٰة والسلام ......يارسول الله اسألك الشفاعة واتوسل بك الى اللّٰه فى ان اموت مسلماً على ملتك وسنتك. (فتح القدير ص ۱۸۱/۳، كتاب الحج، المقصد الثالث فى زيارة قبر النبى ﷺ، مطبوعه دارالفكر بيروت)

[۲] ترمذى شريف حديث: ۳۵۹۵/ ص ۱۹۷/ ج۲/ ابواب الدعوات، وابن ماجة حديث: ۱۳۸۵/ ص ۹۹/ مستدرك للحاكم حديث: ۱۱۸۰/ص ۴۵۸/ج ۱)

[۳] ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان رضى الله عنه فى حاجة له فكان عثمان لايلتفت له ولا ينظر فى حاجته فلقى ابن حنيف فشكى ذٰلك اليه فقال عثمان بن حنيف ايت الميضاة الى اخر الحديث (المعجم الكبير للطبرانى مااسند عثمان بن حنيف حديث: ۸۳۱۱، ص ۳۱، ج۹، دارالفكر بيروت، الخصائص الكبرىٰ ص ۲/۲۰۱، دعاء رد البصر للاعمى، دارالكتب العلمية بيروت، الترغيب والترهيب ص ۱/۴۳۸، كتاب النوافل، الترغيب فى صلوة الحاجة ودعائها)

فی المستغیثین بخیر الانام للشیخ ابی عبداللّٰہ ابن النعمان طرف من ذٰلک"[۱] کے بعد اپنے واقعات اور تجربات لکھے ہیں، کہ بیماری اور مصیبت کے دفع کرنے میں کیسی تاثیر پائی،[۱] علّامہ آلوسیؒ نے روح المعانی[۲]، ص۲۹۹ / میں توسّل کرنے والوں کے اغلاط پر متنبہ کرنے کے بعد لکھا ہے "وبعد ھذا کلہ انالااریٰ بأساً فی التوسل الی اللّٰہ تعالیٰ بجاہ النبی ﷺ عنداللّٰہ تعالیٰ حیاً ومیتاًاھ (نیز ص۳۰۰ / میں لکھا ہے:۔

"التوسل بجاہ غیرالنبی ﷺ لا بأس بہ ایضاً ان کان المتوسل بجاھہ مماعلم ان لہٗ جاھاعنداللّٰہ تعالیٰ کالمقطوع بصلاحہ وولایتہ" اعمال صالحہ کا توسّل حدیث الغار میں موجود ہے۔[۳]

شخصیت کا توسل آپ کے تحریر کردہ واقعہ نیز عبارت روح المعانی میں ہے۔[۴]

دعاء وشفاعت کا توسّل بھی احادیث میں مصرح ہے[۵]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ولقد کان حصل لی داء اعیادواؤہ الاطباء واقمت بہ سنین فاستغثت بہ ﷺ لیلۃ الثامن والعشرین من جمادی الاولیٰ سنۃ ثلاث وتسعین وثمان مائۃ بمکۃ زادھا اللہ شرفا ومن علی بالعود الیھا، المواھب اللدنیۃ ص۳۱۸/۸.

[۲] (روح المعانی ص۱۲۸ / ج۶ / سورۂ مائدہ تحت آیت: ۳۵، مطبوعہ مصطفائیہ دیوبند)

[۳] بینما ثلاثۃ نفرٍ یَتَمَاشَوْنَ اخذ ھم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فقال بعضھم لبعض، انظروا اعمالا عملتموھا للّٰہ صالحۃ فادعوااللّٰہ بھا لعلہ یفرجھا(بخاری شریف ج۲ / ص۸۸۳ / کتاب الادب باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ)

[۴] ان لفظ التوسل بالشخص والتوجہ الیہ وبہ فیہ اجمال واشتراک بحسب الاصطلاح فمعناہ فی لغۃ الصحابۃ ان یطلب منہ الدعا والشفاعۃ وامافی لغۃ کثیر من الناس فمعناہ ان یسأل اللّٰہ تعالیٰ بذلک ویقسم علیہ ھذا ھومحل النزاع.(روح المعانی،ص۱۲۷ / ج۶، سورۂ مائدہ تحت آیت: ۳۵، مطبوعہ مصطفائیہ دیوبند)

[۵] وجعلہ وسیلۃ بمعنی طلب الدعاء منہ ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

توسل میں ابن تیمیہ کا قول

سوال: ۔جیسا کہ ہم لوگ اہل سنت والجماعت دعا کرتے وقت، حضور ﷺ کے صدقہ وطفیل سے دعا کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں، امام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب الوسیلہ میں خدا کے صفاتی نام کے سوا وسیلہ کو نا جائز قرار دیا ہے، اور دلیل میں حضرت عمرؓ والی حدیث جو کہ حضرت نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے استسقا کی دعا کی تھی، حضور ﷺ کی وفات کے بعد پیش کرتے ہیں، اس دلیل سے دعا کرنا حضور ﷺ کے طفیل سے جائز ہے یا نا جائز، ہم نے سنا ہے کہ ابن تیمیہؒ پر کسی صاحب نے تنقید کی ہے وہ کون صاحب ہیں اور کس مسئلہ پر تنقید کی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اسطرح دعا کرنا کہ یا اللہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے ہمارا فلاں کام کردے، ہمیں گناہوں سے بچالے، ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق دے، اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک شرعاً درست ہے[1]، جب کہ حضور اقدس ﷺ کے چچا کے وسیلہ سے دعا کرنا امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک درست ہے، تو اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک براہ راست حضور اقدس ﷺ کے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............لاشک فی جوازہ ان کان المطلوب منہ حیاً فقد صح انھا قال لعمر رضی اللّٰہ عنہ لما استأذنہ فی العمرۃ لاتنسانایااخی من دعائک وامرہ ایضاً ان یطلب من اویس القرنیؒ ان یستغفرلہ وامر امتہ بطلب الوسیلۃ لہ. (روح المعانی ص۱۲۵/ج۶، سورۂ مائدہ تحت آیت:۳۵، مطبوعہ مصطفائی دیوبند)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] لااری بأسافی التوسل الی اللّٰہ تعالیٰ بجاہ النبی ﷺ عنداللہ تعالیٰ حیاً ومیتاً (روح المعانی ج۶/ ص۱۲۸/ سورۃ المائدۃ تحت آیت۳۵/ مطبوعہ مصطفائیہ دیوبند، وراجع ردالمحتار کراچی ج۶/ص۳۹۷/ کتاب الحظروالاباحۃ.

وسیلہ سے بھی درست ہے، اس مسئلہ پر مستقل رسائل تصنیف کئے گئے ہیں[۱]۔

امام ابن تیمیہؒ پر ان کے معاصرین امام تقی الدین سبکیؒ وغیرہ نے کافی رد کیا ہے، طبقات سبکیؒ میں ایک مستقل رسالہ رد میں ہے[۲]، علامہ یافعیؒ نے مرأۃ الجنان میں متعدد علماء سے سخت تنقید نقل کی ہے[۳]، علامہ ابن مکیؒ نے فتاویٰ حدیثیہ میں رد بلیغ کیا ہے[۴]، ذیل تذکرۃ الحفاظ میں بھی رد شدید مذکور ہے[۵]۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے دعا کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے توسل سے دعا درست نہیں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے سفر کرنے کے لئے امام ابن تیمیہؒ حرام قرار دیتے ہیں[۶]، اس پر امام سبکیؒ نے رسالہ ''شفاء السقام'' لکھا ہے جس میں اس کو مستحسن اور موجب ثواب قرار دیا ہے[۷]، اور بھی بہت سے مسائل ہیں جن میں امام ابن

۱؎ الفجر الصادق فی الرد علی منکری التوسل والکرامات والخوارق (صفحات ۱۲۱) التوسل بالنبی وجهلة الوهابیین ملحقة التوسل بالنبی صفحات/۳۲۶/)

۲؎ راجع طبقات الشافعیة الکبری، ج۹/ص ۳۵/ الی/ج۹/ص ۱۹۱/ تشتمل الرسالة علی ست وخمسین صفحة) تحت احمدبن یحیٰ بن اسماعیل (مطبوعه داراحیاء الکتب العربیة بیروت، طبقات سبکی ص ۱۳۹/۱۰)

۳؎ راجع مرأة الجنان وعبرة الیقظان فی معرفة مایعتبر من حوادث الزمان، للیافعی ص۲۷۸، ج۴)

۴؎ '' راجع فتاویٰ حدیثیه، ص ۱۱۴/ مطلب اعتراض ابن تیمیه'' مطبوعه دارالمعرفة بیروت.

۵؎ ''راجع'' ذیل تذکرة الحفاظ ص ۳۱۶، سبط ابن العجمی'' داراحیاء التراث العربی بیروت.

۶؎ والقول بتحریم السفرالی غیر المساجد الثلاثة وان کان قبر نبینا محمد ﷺ هو قول مالک وجمهوراصحابه وکذالک اکثر اصحاب احمد (فتاویٰ ابن تیمیهؒ ج۲۷/ ص ۲۲۵/ قبیل ماخذ من یقول لم یدخل قبر نبینا فی العموم، ج۲۷/ ص۱۸۷/ ج۲۶/ص۱۵۳/

۷؎ ان الزیارة اذاکانت مندوبة فی حق البعید والسفر شرط لها کان مندوباهذا لم یحصل فیه نزاع بین العلماء (شفاء السقام فی زیارة خیرالانام ص ۱۹/ الباب السادس فی کون السفر الیها قربة ،طبع استنبول.

تیمیہؒ جمہور کے مخالف ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وسیلہ کی تشریح

سوال:۔ (۱) لفظ وسیلہ سے کیا مراد ہے؟ تفسیر ابن کثیر و دیگر تفاسیر میں ہے کہ وسیلہ ایک منزل ہے، جنت میں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے اور اس منزل کے حصول کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مؤذن اذان ختم کر دے تو دعا پڑھنے کے بعد میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ طلب کرو۔

(۲) ایضاً دوسری حدیث کی تشریح درج ہے کہ وسیلہ زندہ سے تو طلب ہوسکتا ہے مرنے کے بعد مرحوم سے وسیلہ طلب نہیں کیا جا سکتا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) الوسیلہ ایک بہت بڑا بلند درجہ ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حق تعالیٰ نے متعین فرمایا ہے جس کے متعلق اذان کے بعد دعا کی ترغیب حدیث میں آئی ہے یہ حدیث مشکوٰۃ شریف[2] اور دیگر کتب صحاح میں موجود ہے[3]۔

---

[1] راجع ذیل تذکرۃ الحفاظ ص ۳۱۶، سبط بن العجمی، داراحیاء التراث العربی بیروت، ومرأۃ الجنان ص ۴/۲۷۸، مثل الجھۃ وحلول الحوادث باللّٰہ تعالیٰ والقدم النوعی فی العالم وتحریم السفرالی الروضۃ الشریفۃ وعدم وقوع الطلقات الثلاث فی مجلس، ومالی ذٰلک،

[2] قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا سمعتم المؤذن فقولوامثل مایقول ثم صلواعلی فانہ من صلی علی صلاۃ صلی اللّٰہ علیہ بھا عشراثم سلوا اللّٰہ لی الوسیلۃ فانھا منزلۃ فی الجنۃ لاینبغی الا لعبد من عباد اللّٰہ وارجو ان اکون انا ھوفمن سأل لی الوسیلۃ حلت علیہ شفاعی. (رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف ج ۱/ص ۶۵/ باب فضل الاذان) (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

(۲) وہ حدیث کہاں ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ وسیلہ زندہ سے تو طلب ہوسکتا ہے مرنے کے بعد مرحوم سے وسیلہ طلب نہیں کیا جاسکتا اس کے الفاظ اور حوالہ تحریر کریں تو غور کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۶/۲/۱۴ھ

التوسّل فی الدعاء

سوال:۔ التوسّل فی الدعاء باسماء الصالحين مثل ان يقال اللّهم اغفرلى ببركة فلان اوبحرمتهٖ اوبوسيلته او بطفيله اوبخاطره وغيرها وان اختلف فى جوازه بل صرح بعضهم باستحبابه وندبه لكنه لم يكن معروفاً فى زمن السلف ولم يدل عليه قرآن ولاحديث ثابت السنة تام الدلالة عليه ومايستدل به من الاحاديث فبعضه ساقط البتة ليس قابلاً للاحتجاج وبعضهٗ لاتتم دلالته على ذٰلک المعنى فاللازم ان يحترز عنه فى الدعاء؟

(حواشی صفحہ گذشتہ)

ترجمہ:- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کو سنو تو کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو اس لئے کہ جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو بلاشبہ وہ جنت میں ایک درجہ ہے اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہونگا جس کسی نے میرے لئے وسیلہ مانگا میری شفاعت اس پر واجب ہوگئی۔

۳؎ مسلم شريف ج ١/ص ١٦٦/ باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه. ابوداؤد شريف ص٧٧/١، كتاب الصلوة، نسائى شريف ص٧٨/١، كتاب الاذان، ترمذى شريف ص ٢٠٢/٢، ابواب المناقب، مكتبه اشرفيه ديوبند.

الجواب حامداً ومصلياً

هذه الطريقة ماكانت رائجة في القرون المشهود لها بالخير رواجاً عاماً[1]. ولكن يمكن ان يقال ان الاصل لها لان الترمذيؒ خرج لها بسنده حديثاً وصححه والطبراني ايضاً وثقه وايضاً مروى في البعض والنسائي والحاكم[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] راجع روح المعاني ص ۱۲۵/ ج ۶/ سورۂ مائده تحت آيت: ۳۵، مطبوعه مصطفائيه ديوبند، وفتاوى عزيزى ص ۹۲/ ج ۱، مطبوعه رحيميه ديوبند)

[2] رواه الترمذي (۳۵۹۵) ص ۱۹۷/ ج ۲/ ابواب الدعوات، باب في انتظار الفرج وغير ذالك، مطبوعه رشيديه دهلي، والطبراني (۸۳۱۱) ص ۳۰/ ج ۹/ وابن ماجة (۱۳۸۵) ص ۹۹/ باب ماجاء في صلوة الحاجة. وابن خزيمة (۱۲۱۹) والنسائي في عمل اليوم والليلة ص ۲۰۴ (۶۶۳) والحاكم (۱۱۸۰) ص ۴۵۸/ ج ۱/ كتاب صلوة التطوع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، راجع المعجم الكبير للطبراني ص ۳۰/ ج ۹، مطبوعه دار الفكر بيروت.

ترجمہ سوال وجواب

سوال:- دعاء میں بزرگوں کے نام سے وسیلہ کرنا مثلاً اس طرح کہنا کہ اے اللہ فلاں کی برکت یا عزت یا وسیلہ یا اس کے طفیل سے یا اس کی خاطر میری مغفرت فرما وغیرہ اگر چہ اس طرح دعا کے جواز میں اختلاف ہے، بلکہ بعض نے اسکے مستحب ہونے کی تصریح کی ہے لیکن یہ سلف کے زمانہ میں معروف ومشہور نہیں تھا اور نہ ہی اس پر قرآن وحدیث کی دلالت ہے جو احادیث استدلال میں پیش کی جاتی ہیں، ان میں سے بعض درجہ اعتبار سے گری ہوئی ہیں اور بعض کی دلالت تام نہیں ہے پس دعا میں اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔؟

جواب:- یہ طریقہ قرون مشہود لہا بالخیر میں (جن زمانوں کے متعلق خیر کی گواہی دی گئی یعنی زمانہ رسالت وزمانہ صحابہ وتابعین) عمومی طور پر رائج نہیں تھا، لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی اصل موجود ہے، اسلئے کہ امام ترمذیؒ نے اپنی سند سے حدیث کی تخریج کی ہے، اور اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور طبرانی نے بھی اس کی توثیق کی ہے، اور بعض دیگر کتب حدیث میں مروی ہے اور امام نسائیؒ امام حاکمؒ نے بھی روایت کی ہے۔

وسیلہ سے دعا

سوال: ۔حقانی صاحب نے اپنے وعظ میں کہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے یا کسی بھی پیغمبر کے وسیلہ سے دعاء نہ مانگنی چاہئے ، بلکہ صرف خدا ہی سے مانگے یہ بات درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کے وسیلے سے اس طرح دعا کرنا کہ یا اللہ فلاں بزرگ یا فلاں نبی کے طفیل ہماری حاجت پوری فرمادے، شرعاً درست ہے۔[1]

حقانی صاحب نے ہدایہ وغیرہ کے حوالہ سے یہ مسئلہ بتایا ہے وہاں دراصل معتزلہ کا رد مقصود ہے۔[2]

جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔[3] اس کا اس مسئلہ سے تعلق نہیں، یہاں وہ صورت نہیں جس کو منع کیا گیا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۹۵ھ

---

[1] لاارى بأسا فى التوسل الى اللّٰه بجاه النبى صلى اللّٰه عليه وسلّم (روح المعانى ص۱۲۸ /ج۶) "ان التوسل بجاه غير النبى صلى اللّٰه عليه وسلّم لابأس به ايضاً (مختصراً روح المعانى ص۱۲۸ /ج۶، سورۂ مائدہ تحت آیت: ۳۵، مطبوعہ مصطفائی دیوبند) عين الهدايه نقلا عن الخلاصة ص ۳۷۲ /ج۷) وقد عدمن آداب الدعا التوسل" (شامی نعمانیہ ۳۹۷ /ج۵، كتاب الحظر و الاباحة، فصل فى البيع)

[2] ويكره ان يقول فى دعائه بحق فلان اوبحق انبيائك ورسلك لانه لاحق للمخلوق على الخالق (هدايه ص۴۷۵ /ج۴، كتاب الكراهية، فصل فى البيع) (حاشیہ:۳/اگلے صفحہ پر)

خاص بزرگ کے توسل سے دعاء

سوال:۔ادھر میں نے تین حسب ذیل اقوال پڑھے ہیں۔

(۱) حضرت مجدد الف ثانیؒ قبروں کو بوسہ دینے سے منع فرماتے ہیں، لیکن اہل قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

(مجدد اعظم، مصنفہ محمد حلیم صاحب، مکتبہ دینیات دہلی، ص ۱۱۱)

(۲) توسّل جو احادیث سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ فلاں مقبول بندے کی برکت سے میری فلاں حاجت پوری فرما۔

(اصلاح الرسوم، مصنفہ حکیم الامت، ص ۱۳۵)

(۳) قبر پر فاتحہ کھڑے ہوکر پڑھنا چاہئے۔(نظام، کانپور، ماہ جنوری ۶۴ء، ص ۳۸)

سوال یہ ہے کہ اگر زید کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہوکر کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھتا ہے اور یہ دعا کرتا ہے اے اللہ میری یہ دعا اپنے اس خاص بندے کے توسّل یا طفیل سے قبول فرما (زید کو یہ یقین ہے کہ اس قبر میں سونے والے بزرگ کی برکت سے دعا ضرور قبول ہوتی ہے) کیا یہ زید کا فعل معہ اعتقاد از روئے شریعت درست ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ بزرگ ایسے ہیں کہ جن کی بزرگی (ولایت) پر دلیل قائم ہے تو اس طرح دعا کی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۳؎ راجع ردالمحتار کراچی کتاب الکراھیة ص۳۹۷/۶، والبحر الرائق کوئٹہ ص۲۰۷/۸، کتاب الکراھیة، فصل فی البیع، وبدائع الصنائع ص۳۰۲/ج۴/ کتاب الاستحسان، ما یکرہ من الدعاء، مطبوعہ زکریا دیوبند، وعین الھدایہ ص۳۵۷/ ج۴. مطبوعہ زکریا دیوبند، اور دیکھئے شریعت یا جہالت ص۴۷۰، وسیلہ، مطبوعہ ربانی بکڈپو دھلی)

بھی گنجائش ہے کہ اے اللہ اپنے اس خاص بندے کے طفیل یا توسل سے میری دعا قبول فرما، لیکن مناسب واحوط یہ ہے کہ تخصیص نہ کرے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک نعت میں توسل

سوال:۔ ایک نعت جس کے شعر میں حضور ﷺ کی مدح ہے بعدہٗ اپنے اپنے بھائیوں کے لئے کچھ عرض ہے، اس قسم کے اشعار پڑھنا خلافِ سنت ہے، یا کسی کو لکھ کر بھیجنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں؟

اشعار

نور سے تیرے سب ہوئے پیدا .... آپ ہیں فخر شاہ و گدا
یا رسول اللہ ﷺ وقت نزع آنا .... وقت کٹھن ہے وقت نزع آنا
پھر سن لے سیّاں ہماری .... اتنا رہے خیال رہے اتنی بھرم شرم
دل تھرتھرائے وقت نزع آنا .... محشر کے روز دوڑ کے دامن تھام لینا
کیوں نہ چھوڑوں سیّاں ہماری .... کیجئے سب کی دعا قبول سب ملکر کہیں آمین

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی اکرم ﷺ کے توسل سے دعا کرنا تو ثابت ہے[2]۔ اس کے علاوہ اس قسم کے

---

[1] ان التوسل بجاه غير النبي صلى الله عليه وسلّم لابأس به ايضاً ان كان المتوسل بجاهه مماعلم ان لهٗ جاهاً عندالله تعالىٰ كالمقطوع بصلاحه وولايته واما من لاقطع فى حقه بذلك فلايتوسل بجاهه. (روح المعانى ص ۱۲۹/ج۶/ سورۂ مائده تحت آيت:۳۵، مطبوعه مصطفائيه ديوبند، المدخل ص ۲۵۴/ج۱، التوسل بالنبى ﷺ، مطبوعه مصر)

[2] فى حديث انس بن مالك فقال .... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اشعار قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں کسی صاحب نے پڑھے ہوں میری نظر سے نہیں گذرے اور یہ اشعار تو اشعار نہیں، نہ قافیہ صحیح نہ ردیف درست نہ وزن، خدا جانے ان کو اشعار کیسے کہہ دیا گیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دار العلوم دیوبند ۵/۱۰/۸۸ھ

not found.

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

(یعنی عمر رضی اللّٰہ عنہ) اللّٰھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فتسقینا (بخاری شریف ص۱۳۷/ج۱، باب سوال الناس الامام الاستسقاء الخ، ابواب الاستسقاء، مطبوعہ اشرفی دیوبند)

"فی حدیث عثمان بن حنیف" اللّٰھم انی اسألک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمة (ترمذی ص۱۹۷/ج۲، کتاب الدعوات، مطبوعہ مکتبہ بلال دیوبند)

ترجمہ: -حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (دعا کرتے ہوئے) کہا اے اللہ بیشک ہم تیری طرف اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ لاتے تھے اور تو ہم کو سیراب کر دیا کرتا تھا (بارش برسا دیا کرتا تھا)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی حضرت محمد نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ لاتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پنجم

علم غیب، حاضر وناظر، نور وبشر

کیا اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے

سوال:۔زید کہتا ہے کہ معراج شریف میں حضرت نبی کریم ﷺ نو بار تشریف لے گئے اور ہر بار پانچ وقت کی نماز معاف ہوئی، اگر اللہ تعالیٰ عالم الغیب تھا تو پہلی ہی بار میں سب معاف کر دیتا، اس معنی کر کے اگر رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں، تو اللہ تعالیٰ بھی عالم الغیب نہیں ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

معراج کا واقعہ ایک ہی دفعہ پیش آیا ہے[1]، اور اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے بار بار جا کر درخواست کرنے، اور ہر درخواست پر معاف کرنے کی نوبت آئی

[1] والصواب الذی علیہ ائمة النقل ان الاسراء کان مرة واحدة (زاد المعاد ص۳۸/ج۳. باب الاسرء والمعراج، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، تفسیر ابن کثیر، ص۳/۳۸. سورة الاسراء، مطبوعہ تجاریہ مکہ مکرمہ.

ہے[۱] اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا نص قطعی سے ثابت ہے[۲] اس کا انکار نص قطعی کا انکار ہے، جو کہ موجب کفر ہے[۳]۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے عالم الغیب ہونے کی خود نفی فرمائی ہے[۴] اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنے علم غیب کی نفی کر دیں "**قل لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ و لا اعلم الغیب**[۵]" فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

عقیدۂ علم غیب

سوال: ۔ زید کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کل علم غیب آنحضرت ﷺ کو عطا

۱؎ بخاری ص ۵۱/۱، کتاب الصلوۃ، باب کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء، مکتبہ اشرفی دیوبند، مسلم ۹۱/۱، مطبوعہ سعد دیوبند.

۲؎ هوا اللّٰه الذی لااله الاهوعالم الغیب والشهادة. سورة حشر آیت ۲۲.

ترجمہ: ۔ وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا۔

۳؎ اذاانکر الرجل اٰیة من القرآن اوتسخر باٰیة من القرآن وفی الخزانة اوعاب کفر (عالمگیری، ج۲/ص۲۶۶/ کتاب السیر، احکام المرتدین.

۴؎ فی حدیث ربیع بنت معوذ وفینا نبی یعلم مافی غدٍ فقال دعی هذا (بخاری شریف ج۲، ص۷۷۳، باب ضرب الدف فی النکاح، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۱/ انما انکر علیها ماذکر من الاطراء حیث اطلق علم الغیب لهٗ وهو صفة تختص باللّٰه تعالیٰ، (فتح الباری ص: ۱۷۵، ج: ۹، کتاب النکاح، باب ضرب الدف فی النکاح والولیمة، مطبوعہ یوسفی دیوبند)

۵؎ سورۂ انعام الآیة: ۵۰/ آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں (بیان القرآن)

فرما دیا تھا، اور اب بھی آپ مخلوق کے ہر حال ظاہر و باطن، خیر و شر سے بخوبی واقف ہیں، یہاں تک کہ مچھر کے پر ہلانے تک کا بھی آپ کو علم ہو جاتا ہے، اور تیز بارش کے قطرے اور ریت کے دانے درختوں کے پتے وغیرہ کا علم رسول اللہ ﷺ کو بالتفصیل عطا ہوا ہے، قیامت تک رسول اللہ ﷺ کو خبر ہے فلاں فلاں چیزیں پیدا ہوں گی۔

اور ہر ایک کی آواز وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں خود سن لیتے ہیں، پس یہ عقیدہ کیسا ہے؟ اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مذہب احناف اور کتب معتبرہ حنفیہ کی رو سے مسلمان رہا یا کافر ومشرک ہو گیا؟ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کافر ہو گیا تو اسکے نکاح کی تجدید کی جائے، یا وہی نکاح بحال رہے گا؟ بینوا توجروا.

الجواب حامداً ومصلیا

یہ عقیدہ مشرکانہ ہے، جمیع جزئیات کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں۔

''بالجملة فالعلم بالغیب امر تفرد به سبحانه وتعالیٰ ولهٰذا ذکر فی الفتاویٰ ان قول القائل عند روية هالة القمر ای دائرته یکون مطرا فادعیٰ علم الغیب لابعلامته کفر وذکر الحنفية تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الااللّٰه کذافی المسایرة انتهیٰ ملخصا شرح فقه اکبر[1] من تزوج بشهادة اللّٰه ورسولهٗ یکفر لانه یظن ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم یعلم الغیب انتهیٰ[2]''

[1] ملخصاً شرح فقه اکبر ص۱۸۵ . مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[2] (تزوج بشهادة اللّٰه ورسوله لم یجزبل قیل یکفر) لانه اعتقدان رسول اللّٰه ﷺ عالم الغیب (ردالمحتار ص۲۷/۳، کتاب النکاح، مطبوعه کراچی، فتاویٰ خانیه علی الهندیه ص۵۷۶/۳، کتاب السیر، باب مایکون کفراً من المسلم الخ، فتاویٰ هندیة ص۲۶۶/۳، الباب التاسع فی احکام المرتدین)

لہذا ایسا عقیدہ رکھنے والے کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے[۱]، اور اس سے قبل اس کی امامت درست نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

علم غیب

سوال:۔ ایک شخص کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل علم غیب آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا تھا، اور اب بھی آپ حاضر وناظر وعالم **بجمیع الاشیاء** ہیں، اور وہ برسرِ اجلاس اپنے خطبۂ جمعہ ووعظ وتقریر میں بیان کرتا ہے کہ یہی عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے، اس کے خلاف جس کا عقیدہ ہے وہ گمراہ ہے، اس کے پیچھے نماز درست نہیں، اور کہتا ہے کہ جن آیات قرآن مجید سے علم غیب کی نفی کی ہے وہ منسوخ ہیں، اور جو آیت سورۂ قل اوحی میں ہے:۔ **عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الامن ارتضی من رسول الأیة**[۳] یہ سب کی ناسخ ہے، اب عرض یہ ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کو غیب داں نہ جانے، ہر وقت حاضر وعالم **بجمیع الاشیاء** نہ مانے، کیونکہ یہ مخصوص ہے رب العزت کیساتھ اسکو وہ شخص وہابی کہتا ہوا اور نماز اسکے پیچھے ناجائز کہتا ہو، اور جن آیات قرآن مجید سے علم غیب لغیر اللہ کی نفی کی گئی ہے ان سب کو منسوخ کہتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ ایسے عقائد رکھنے والا مذہب احناف اور کتب معتبرہ حنفیہ کی رو سے مسلمان ہے یا کافر ومشرک ہوگیا؟

۱۔ ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک وتجدید النکاح بینه وبین امرأته الخ، عالمگیری کوئٹه ص ۲/۲۸۳، الباب التاسع فی احکام المرتدین، قبیل باب البغاة، شامی کراچی ص ۴/۲۳۰، کتاب المرتد، قبیل مطلب فی حکم من شتم دین مسلم.

۲۔ وشروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة: الاسلام فلا تصح امامة منکر البعث الخ، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۳۳، باب الامامة، مطبوعه مصری.

۳۔ سورة الجن آیت:۲۷.

الجواب حامداً ومصلیاً

علم غیب کلی طریق پر کہ کوئی ذرہ مخفی نہ رہے بلکہ ہرشئی ہروقت سامنے ہوذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، ہرجگہ حاضر وناظر اور ہرشی سے باخبر ہونا اسی کی صفت خاصہ ہے، کوئی ولی یا نبی یا فرشتہ اس صفت میں شریک نہیں ،لہٰذا کسی اور کو اس صفت میں شریک اعتقاد رکھنا شرک ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ذات وصفات باری تعالیٰ کا علم تمام مخلوقات میں حضور ﷺ کو سب سے زیادہ عطا ہوا ہے[۱]، انبیاء کرام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی کبھی بعض اشیاء مغیبہ کا علم وحی کے ذریعہ سے عطا فرمادیتے ہیں، مگر وہ جزئی ہے کلی نہیں، حنفیہ کی معتبر ومشہور کتاب شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں:۔ **ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ماعلمهم اللّٰه تعالیٰ احیاناً وذکر الحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللّٰه، کذافی المسایرہ اھ شرح فقہ اکبر** ص ۱۸۵[۲]، یہ استدلال کہ سورۂ جن کی آیت ناسخ ہے، تو یہ بات ایسا شخص کہہ سکتا ہے، جس کو فہم قرآن شریف اور علم ناسخ ومنسوخ سے کوئی دور کا تعلق نہ ہو، اس وجہ سے کہ سورۂ جن مکی ہے اور بعض مدنی سورتوں میں حضور ﷺ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے، مثلاً سورہ احزاب مدنی ہے اس میں ارشاد ہے:۔

"یَسْـئَـلُکَ النَّـاسُ عَنِ السَّـاعَةِ قُـلْ اِنَّـمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَایُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَاعَةَ تَکُوْنُ قَرِیْباً"[۳]

---

[۱] **قول النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم انااعلمکم باللّٰه.** آنحضرت کا ارشاد عالی ہے میں اللہ تعالیٰ کو تم سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ (**بخاری شریف ص ۷/ ج ۱، کتاب الایمان، مطبوعہ اشرفی دیوبند**)

[۲] **شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵، کتبخانہ رحیمیہ دیوبند، الانبیاء لا یعلمون الغیب، شرح عقائد ص ۱۷۰، مبحث تصدیق الکاھن الخ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.**

[۳] سورۂ احزاب آیت: ۶۳.

لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اسکی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے، اور آپکو اسکی کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہوجائے۔ (بیان القرآن)

مستدل کے نزدیک آیت ناسخہ تو پہلے نازل ہوئی اور منسوخہ بعد میں۔

دوسری یہ کہ نسخ عقائد میں نہیں ہوتا، احکام میں ہوتا ہے، اور یہ مسئلہ باب عقائد سے ہے، پھر یہاں نسخ کا کیا محل ہے[1]، نیز علم "بجمیع الاشیاء" کے متعلق مستدل تاریخ اور وقت کی تعیین کرے کہ کب عطا ہوا ہے، جو بھی تاریخ بتائے گا، ہم اسکے بعد کے واقعات بتلائیں گے، کہ جن میں علم غیب کی نفی کی گئی ہے، یہاں تک کہ مرض وفات[2] بلکہ میدان حشر، حوض کوثر[3]، شفاعت[4] کے واقعات میں بھی علم بجمیع الاشیاء کی نفی ہے۔

---

[1] والنسخ انما یعترض الاوامر والنواهی دون الاخبار (تفسیر مظهری ص ۱۰۴/ج ۱، مطبوعه رشیدیه کوئٹه) ولایقع النسخ الافی الامر والنهی (اتقان ص ۲۱ ج ۲)

[2] فی حدیث عائشة" ثقل رسول الله ﷺ فقال اصلی الناس قلنا لا فاغمی علیه ثم افاق فقال اصلی الناس فقلنا لافاغمی ثم افاق فقال اصلی الناس فقلنا لاهم ینتظرونک. (سنن دارمی ص۲۸۷/۱، مسند احمد ص ۲۵۱/۶، مطبوعه دارالفکر بیروت)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں ہے (مرض الوفات کے بیان میں) رسول اللہ ﷺ کی بیماری سخت ہوگئی ارشاد فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا نہیں! پھر آنحضرت ﷺ پر بیہوشی طاری ہوگئی، پھر افاقہ ہوا، پھر ارشاد فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا نہیں! پھر بیہوشی طاری ہوگئی، پھر افاقہ ہوگیا، پھر ارشاد فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا نہیں! وہ آپ کے منتظر ہیں۔ بار بار دریافت کرنا علم غیب کلی کے ہوتے ہوئے کیسے ممکن ہے۔

[3] فی حدیث سهل بن سعد مرفوعاً لیردن علی اقوام اعرفهم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی فیقال انک لاتدری مااحدثوابعدک فاقول سحقاً سحقا لمن غیر بعدی متفق علیه. (اس کا ترجمہ پیچھے گذر چکا ہے) (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۸/ ج ۲، باب الحوض، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[4] وعنه (عن انس) قال قال رسول الله ﷺ اذاکان یوم القیامة ماج الناس بعضهم فی بعض فاستأذن علی ربی فیوذن لی ویلهمنی ...... (باقی حاشیہ وترجمہ اگلے صفحہ پر)

جب عقیدہ مسئولہ کا حال معلوم ہو گیا کہ یہ شرک ہے تو اسکا بطلان خود بخود واضح ہو گیا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود حسن گنگوہی غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۰/۶۱ھ

جواب صحیح ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ سعید احمد غفرلہٗ سہارنپور

صحیح عبداللطیف ۲۵/شوال ۶۱ھ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

علم غیب

سوال: ۔ ایک شخص عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم کلی عطا کیا تھا، حتی کہ اس کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ تمام امور جو کہ دنیا میں ہیں اور جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے حتی کہ دوزخی جو دوزخ میں داخل ہونگے، بہشتی جو بہشت میں داخل ہونگے اور یہ بھی کہتا ہے کہ حضور ﷺ درختوں کے پتے اور ریت کے ذرے ان تمام کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح کہ اپنی کفِ مبارک کو دیکھتے ہیں، ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

(۲) ایک اور شخص عقیدہ رکھتا ہے، کہ حضور ﷺ نعوذ باللہ کچھ نہیں جانتے تھے، اور بکمال درشتی دعوی کرتا ہے، کہ حضور ﷺ کو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہیں تھی، اسکا کیا حکم ہے؟

(۳) اگر یہ دونوں ایک دوسرے کو کافر کہیں تو کیا حکم ہے؟ آیا ان کے پیچھے نماز جائز

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

..........محامد احمده بها لاتحضرني الأن فاحمده بتلك المحامد الخ متفق عليه، مشكوٰة شريف ج ۲/ص ۴۸۹/ باب الحوض والشفاعة. مطبوعه ياسرنديم ديوبند،

ترجمہ: ۔حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ بعض بعض میں گتھم گتھا ہونگیں، پس میں اپنے رب سے اجازت طلب کرونگا، مجھ کو اجازت دیدی جائیگی، اور مجھ کو حمد کے کلمات کا الہام کیا جائیگا، جن کے ذریعہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرونگا، وہ کلمات مجھ کو اس وقت مستحضر نہیں، پس میں ان کلمات کے ساتھ حمد کرونگا۔

ہے یا نہیں؟

(۴) صاف عقیدہ جو کہ افراط وتفریط سے مبرا ہو تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ایجاب کلی کا دعویٰ یعنی حضور ﷺ کو جمیع مغیبات کا علم تھا، باری تعالیٰ کے اور آپ کے علوم کماً مساوی تھے، فرق صرف ذاتی اور عطائی کا تھا غلط اور خلاف نصوص ہے، سلبِ کلی کا دعویٰ یعنی یہ کہ آپ ﷺ کو کسی غیب کا علم عطا نہیں ہوا، یہ بھی غلط ہے اور خلاف نصوص ہے، اول کی تردید کے لئے سلبِ جزئی کافی ہے[۱] ثانی کی تردید کیلئے ایجاب جزئی کافی ہے[۲] چنانچہ دونوں سلبِ جزئی وایجاب جزئی کے شواہد کثیرہ نصوص قرآنیہ وروایات حدیثیہ میں موجود ہیں، کتب عقائد میں بھی ہر دو کی تصریح کی گئی ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ[۳] قُلْ لَايَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ[۴] قُلْ لَااَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَااَعْلَمُ الْغَيْبَ[۵] وَلَوْكُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ[۶]

---

۱ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوگی۔(تیسرا لمنطق ص ۳۰ قطبی ۱۳۲)

۲ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوگی۔(تیسیر المنطق ص ۳۱، قطبی ۱۳۲)

۳ (سورۃ انعام آیت ۵۹) **ترجمہ**:- اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے۔(بیان القرآن)

۴ سورۃ نمل الآیۃ ۶۵، (**ترجمہ**) آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے (بیان القرآن)

۵ سورۃ انعام الایۃ ۵۰، (**ترجمہ**) آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں، اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں (بیان القرآن)

۶ سورۂ اعراف الایۃ ۱۸۸، (**ترجمہ**) اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے منافع حاصل کرلیا کرتا (بیان القرآن)

ان آیات میں علم غیب کی صراحۃً وقصداً نفی کی گئی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علی الاطلاق (بلا تصریح جزئی علم غیب کو ثابت کرنا شرک یا موہم شرک ہے، اور علم غیب کو ثابت کرنا تو صریح شرک وکفر ہے، واقعۂ افک[۱]، بیر معونہ[۲]، عقد[۳]، تابیر نخل[۴] سے بھی علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔

وفینا نبی یعلم مافی غدٍ[۵] کومنع فرمانا، حدیث جبرئیل[۶] اور حوض کوثر جب آپ بعض کی

---

[۱] فی حدیث عائشة الطویل فدعا رسول اللّٰہ ﷺ علی بن ابی طالب و اسامة بن زید حین استلبث الوحی یستامرهما فی فراق اهله. (بخاری شریف ۲/۶۹۷. کتاب التفسیر، باب ان الذین جاؤا بالافک الآیة. مطبوعه اشرفی دیوبند،

[۲] عن انس قال بعث النبی ﷺ اقواماً من بنی سلیم الی بنی عامر فی سبعین رجلاً اذا اومَؤا الی رجل منهم فطعنه فانفذهٗ ثم مالوا علی بقیة اصحابه فقتلوهم الارجلا اعرج فاخبر جبرئیل النبی ﷺ انهم قد لقوا ربهم فرضی عنهم وارضاهم الحدیث(بخاری ۳۹۳/۱ کتاب الجهاد، مطبوعه اشرفی دیوبند)

[۳] فی حدیث القاسم عن عائشة زوج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم قالت فخرجنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی بعض اسفاره حتی اذاکنا بالبیداء اوبذات الجیش انقطع عقد لی فاقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم علیٰ التماسه واقام الناس معه قالت فبعثنا البعیر الذی کنت علیه فاصبنا العقد تحته(بخاری شریف ۴۸/۱ کتاب التیمم، مطبوعه اشرفی دیوبند)
واقعہ عقد سے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اگر علم غیب ہوتا تو پھر ہار کے گم ہونے کا یہ واقعہ پیش نہ آتا، آپ فوراً بتادیتے کہ ہار تو اونٹ کے نیچے موجود ہے۱۲۔

[۴] عن انس ان النبی ﷺ مر بقوم یلقحون (وفی روایة هم یابرون النخل) فقال لولم تفعلوا لصلح قال فخرج شیصاً فمر بهم فقال مالنخلکم قالوا قلت کذا کذا قال انتم اعلم بامر دنیاکم (مسلم شریف ۲۶۴/ ج ۲، مطبوعه مکتبه مکتبه بلال دیوبند، کتاب الفضائل، باب فضل النظر الیه ﷺ الخ)

[۵] فی حدیث الربیع بنت معوذ بن عفراء اذقالت احداهُن وفینا نبی یعلم مافی غدٍ،فقال دعی هذه وقولی بالذی کنت تقولین(رواهُ البخاری ص۷۷۳ج۲. کتاب النکاح، باب ضرب الدف فی النکاح، مشکوٰة ،ص ۲۷۱ ج۲، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) (حاشیہ:۶/ اگلے صفحہ پر)

سفارش فرمائیں گے،اور جواب ملے گا''انک لاتدری مااحدثوا بعدک[۱] اور سجدۂ شفاعت میں ایسی حمد فرمائیں گے،جس کا علم ابھی عطا نہیں ہوا[۲] وغیرہ وغیرہ سب شواہد ہیں ،اور جزئی علم غیب کا ثبوت (جو کہ نقیض ہے سلب کلی کی) اتنا کثرت سے ہے کہ شاید کوئی علم حدیث اور آپ کی سیرت سے ادنیٰ سی مناسبت رکھنے والا بھی انکار نہیں کریگا حتی کہ انہیں جزئیات کثیرہ کی وجہ سے ایک فریق کو ایجاب کلی کے دعویٰ کا سہارا مل گیا۔

''اعلم ان الا نبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الاماعلمهم اللّٰه احیانا وذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی ﷺ یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الااللّٰه۔ شرح فقہ اکبر،ص ۱۸۵۔[۳]

صحیح عقیدہ اہل سنت والجماعت کا یہ ہے کہ خدائے قدوس کی ذات وصفات ومرضیات کا علم جس قدر آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا اس قدر کسی مخلوق کو عطا نہیں[۴] ہوا،اور یہی علم موجب

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۶؎ وفی حدیث عمر بن الخطاب قال فاخبرنی عن الساعة قال ماالمسئول عنها باعلم من السائل الحدیث متفق علیه .(مشکوٰة ص ۱۱، کتاب الایمان، یاسر ندیم دیوبند)

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ فی حدیث سهل بن سعد فاقول انهم منی فیقال انک لاتدری مااحدثوا بعدک الحدیث متفق علیه) مشکوٰة شریف ،ص ۴۸۸ ج ۲، باب الحوض والشفاعة)

ترجمہ:- بے شک آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا ایجاد کیا۔

۲؎ وفی حدیث انس قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذاکان یوم القیامة ماج الناس بعضهم فی بعض فاستأذن علی ربی فیوذن لی ویلهمنی محامد لاتحضرنی الاٰن فاحمده بتلک المحامد متفق علیه (مشکوٰة شریف ،ص ۴۸۹ ج ۲، باب الحوض والشفاعة)

۳؎ شرح فقه اکبر ص ۱۸۵، مطبوعه رحیمیه دیوبند، الانبیاء لا یعلمون الغیب.

۴؎ (قول النبی ﷺ انااعلمکم باللّٰه)ان النبی ﷺ منه فی اعلی الدرجات والعلم باللّٰه یتناول مابصفاته وما باحکامه ومایتعلق بذالک(فتح الباری ،ص ۱۰۰ ج ۱، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ انا اعلم الخ، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکة المکرمه)

قرب وکمال ہے تاہم باری تعالیٰ کا علم آپ کے علم سے بہت زیادہ اور غیر متناہی ہے رہا درختوں کے پتوں اور ریت کے ذروں اور پانی کے قطروں کا علم نہ آپ کو عطا ہوا، اور نہ یہ موجب کمال وقرب ہے کہ جس سے آپ کے کمال میں کوئی نقص پیدا ہو، ابتداءً آپ کو اپنے خاتمہ کا علم نہیں تھا، جس پر "**ومـاادری مایفعل بی ولابکم**"[1] فرمایا گیا اور پھر **لیغفرلک اللّٰہ مـاتقدم من ذنبک وماتأخر**[2] کے ذریعہ اس کا آپ کو علم عطا کر دیا گیا، بعض مفسرین نے کہا کہ عدم علم دنیا کے اعتبار سے ہے کہ کس شی کا حکم ہو کس شئی سے ممانعت ہو اور وفات کس صورت سے ہو بطور شہادت ہو یا اور طرح اور لوگ اتباع کریں یا نہ کریں وغیرہ وغیرہ، باقی آخرت کے متعلق آپ کو جنتی ہونے کا علم قطعی حاصل تھا اسی کو ابن جریر وغیرہ نے قابل اعتماد قرار دیا ہے[3] اس مسئلہ پر مستقل رسائل بھی تصنیف ہوئے ہیں۔ فقط سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳؍رمضان المبارک ۶۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ۴؍رمضان المبارک ۶۶ھ

۱؎ سورۂ احقاف آیت ۹، (**ترجمہ**) اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا، اور نہ تمہارے ساتھ۔ (بیان القرآن)

۲؎ سورۂ فتح آیت ۲، (**ترجمہ**) تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے (بیان القرآن)

۳؎ قولہ تعالیٰ "ومادری مایفعل بی ولابکم" قال علی بن ابی طلحه عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما فی هذه الایة نزل بعدها" لیغفرلک اللّٰه ماتقدم من ذنبک وماتأخر وهکذا قال عکرمة والحسن وقتادة انها منسوخة بقوله تعالیٰ لیغفرلک اللّٰه ماتقدم من ذنبک وماتاخر (تفسیر ابن کثیر ص۲۳۷ ج۴، مطبوعه مکه مکرمه) وقال الضحاک ومادری مایفعل بی ولابکم ای ماادری بماذا اومرو بما ذا انهی بعد هذا وقال ابوبکر الهذلی عن الحسن البصری فی قوله تعالیٰ ومادری مایفعل بی ولابکم قال امافی الآخرة فمعاذ اللّٰه وقد علم انه فی الجنة ولکن قال ما ادری مایفعل بی ولابکم فی ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

علم غیب

سوال: ۔علم الغیب صفة مختصة باللّٰہ تعالیٰ لیس لاحد من المخلوق نبیاً کان اوولیاً اوملکاً مقرباً ذاتیا کان ذٰلک العلم اوعطائیا کلیاً اوجزئیا فالقائل بہ لغیرہٖ تعالیٰ مشرک باللّٰہ تعالیٰ فی صفة العلم خارج عن دائرة الاسلام ام لا؟

الجواب حامداًومصلیاً

العلم بالغیب امرتفردبہ سبحانہ تعالیٰ ولاسبیل الیہ للعباد الاباعلام منہ اوالھام بطریق المعجزة اوالکرامة اوارشاد الی الاستدلال بالا مارات فیما یمکن فیہ ذٰلک[۱] والانبیاء علیھم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الاماعلمھم اللّٰہ تعالیٰ احیاناً ذکرالحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتقادان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضة قولہ تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الااللّٰہ وقولہ تعالیٰ قل لااقول لکم عندی خزائن اللّٰہ ولااعلم الغیب .کذا فی المسایرة، شرح الفقہ الاکبر[۲]۔فقط سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودگنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............الدنیا اخرج کما اخرجت الانبیاء علیھم الصلاة والسلام من قبلی؟ ام اقتل کما قتلت الانبیاء من قبلی ومااادری ایخسف بکم اوترمون بالحجارة ؟ وھذا القول ھوالذی عول علیہ ابن جریر وانہ لایجوز غیرہٗ ولاشک ان ھذا ھو اللائق بہ صلی ﷺ فانہ بالنسبة الی الاٰخرة جازم انہ یصیر الی الجنة ھوومن اتبعہٗ (تفسیرابن کثیر ص۲۳۸ ج۴، مطبوعہ مکة المکرمہ، روح المعانی ص۷ ج۲۶، سورة احقاف، مطبوعہ مصطفائیہ دیوبند)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] شرح عقائد ص۱۷۰، مبحث تصدیق الکاھن الخ. طبع یاسر ندیم دیوبند،

[۲] شرح فقہ اکبر ص۱۸۵، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند. (ترجمہ سوال وجواب اگلے صفحہ پر)

علم غیب

سوال:۔ بعض کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو مفاتیح غیبیہ کا جو سورہ لقمان کے آخر میں ہیں علم دیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کے عمل جانتے ہیں نرہے یا مادہ ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ قول بالکل غلط ہے بہت سی روایات اور آیات اس کی تکذیب کرتی ہیں، **وعن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مفاتیح الغیب خمس وتلاھذہ الاٰیة وعن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ من ادعیٰ علم ھٰذہ الخمسة فقد کذب الیٰ قولہ ھٰذہ العلوم الخمسة لایعلمھا الا اللّٰہ.** تفسیر مدارک[۱] **وقال فی تفسیر تلک الاٰیة، فاراد**

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ سوال**:- علم غیب ایسی صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، مخلوق میں سے کسی کیلئے وہ نبی ہو یا ولی ہو یا مقرب فرشتہ ہو ثابت نہیں وہ علم ذاتی ہو یا عطائی، کلی ہو یا جزئی غیر اللہ کے لئے اس کا قائل اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفت علم میں شریک کرنے والا ہے، دائرۂ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟

ترجمہ جواب:-علم غیب ایسی صفت ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے بندوں کیلئے اس تک کوئی سبیل نہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے یا الہام فرمانے کے ذریعہ بطریق معجزہ یا کرامت، یا ان نشانات کے ساتھ استدلال کی طرف رہنمائی کرکے جن چیزوں میں یہ ممکن ہے، انبیاء علیہم السلام بھی مغیبات میں سے کچھ نہیں جانتے، مگر وہ چیزیں جن کی اللہ تعالیٰ نے ان کو احیاناً خبر دیدی، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب جاننے کے اعتقاد رکھنے سے حنفیہ نے تکفیر کی صراحت کی ہے، اللہ تعالیٰ کے قول "**قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ** اور **قل لااقول لکم عندی خزائن اللہ ولااعلم الغیب**" کے معارض ہونے کی وجہ سے۔ (**کذافی المسایرة شرح فقه اکبر**)

(**حاشیہ صفحہ ھذا**) [۱] **تفسیر مدارک للنسفی ص ۲/۲۸۶، الجزء الثالث، دارالفکر بیروت، سورة لقمان، قرطبی ص ۷/۷۶، الجزء الرابع عشر، سورۂ لقمان تحت آیت: ۳۴، دارالفکر بیروت، روح المعانی ص ۱۲/۱۶۱، الجزء الحادی والعشرون، دارالفکر بیروت.**

انـہ هـو المتوصل الیٰ المغیبات وحدہ لایتوصل الیھاغیرہ[۱] وقـال تعالیٰ قل لااقول لکم عندی خزائن اللّٰہ ولااعلم الغیب[۲]. الآیۃ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

علم غیب

سوال:۔ نبی اکرم ﷺ کو کائنات کے علم غیب کا قائل ہونا یا مولوی احمد رضا خاں کا یہ اعتقاد رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جوشخص علم غیب کلی نبی اکرم ﷺ کے لئے ثابت مانتا ہے وہ شخص مشرک ہے، فقہاء اور علماء عقائد نے اس کی تکفیر کی ہے۔

اس کا ایسا عقیدہ نصوص صریحہ کے معارض ہے "وذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قُلْ لَایَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہَ کذافی المسایرۃ[۳]" (شرح فقہ اکبر ص[۴]۱۸۵)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/۷/۶۴ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/رجب ۶۴ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/رجب ۶۴ھ

---

۱ تفسیر مدارک التنزیل ص۵ ۱۱/ الجزء الثانی، سورۃ الانعام، مطبوعہ دارالفکر بیروت،

۲ سورۃ الانعام آیت: ۵۰، **ترجمہ**:- اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں (بیان القرآن)

۳ مسایرۃ ص ۱۲۹ (طبع مصر)

۴ شرح فقہ اکبر ص۱۸۵، الانبیاء لا یعلمون الغیب، مطبوعہ دھلی، شرح عقائد ص ۱۷۰، مبحث فی تصدیق الکاھن. مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند،

علم غیب کلی عطائی

سوال: ۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہاں کہیں قرآن شریف میں نفی علم غیب کی ہے وہ ذاتی کی ہے عطائی کی نہیں، خدا تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم غیب ہے اور عطاء بھی تمام ذرّہ ذرّہ کا ہے جو آپ ہماری حرکات وسکنات کو دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں ایسے معتقد کا کیا حکم ہے اسکے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ قول بلا سند ہے[1]، نصوص میں کہیں اس کی تصریح نہیں[2] من ادعیٰ فعلیہ البیان

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۴/۵۵ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب جاننا

سوال: ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غیب کی بہت چیزوں کا علم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے عطا فرمایا ہے مثلاً

---

[1] ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہیکہ اسپر عقیدہ کیا جاوے؟ بدون ثبوت شرعی کے اسپر عقیدہ درست بھی نہیں (براھین قاطعہ ص ۵۶، ۵۷، طبع امدادیہ دیوبند، الجنة لاھل السنة ص ۱۲۵، مطبوعہ دھلی)

[2] **تنبیہ:** -ایسا معتقد مبتدع ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔مستفاد (شامی ج ۱/ ۵۶۰/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام، مطبوعہ نعمانیہ)

احوال قبر، احوال حشر، جنت دوزخ وغیرہ، لیکن ان چیزوں کے علم کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب نہیں کہا جائیگا، یہ شان صرف حق تعالیٰ کی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضور ﷺ کے علم غیب کے سلسلہ میں دیوبندی بریلوی کا اختلاف

سوال:۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا کیا تھا، حضور ﷺ علم غیب کو جانتے تھے، حضور ﷺ کو علم غیب ذاتی ہے یا عطائی؟ بریلوی اور دیوبندی میں اس کے متعلق کیا اختلاف ہے اور کیوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سید الاولین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو خالق کائنات جل شانہٗ نے شان نبوت کے لائق اپنی ذات وصفات اور امور اخروی سے متعلق اتنے علوم عطا فرمائے کہ دیگر تمام انبیاء وملائکہ اور تمام جن وبشر کے علوم کی حیثیت ان کے سامنے ایسی ہے جیسے بحر ناپیدا کنار کے سامنے ایک قطرہ کی ہوتی ہے[2]۔

---

[1] فالعلم بالغيب امر تفرد به سبحانه (شرح فقه اكبر، ص ۱۸۵، مطبوعه مجتبائی دهلی)

[2] ان سيدنا رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم اعلم الخلق قاطبة بالعلوم المتعلقة بالذات والصفات والتشريعات من الاحكام العملية والحكم النظرية والحقائق الحقة والاسرار الخفية وغيرها من العلوم مالم يصل الى سرادقات ساحته احد من الخلائق لاملك مقرب ولانبی مرسل (المهند على المفند ۲۵/ طبع ديوبند، راجع الخصائص الكبرىٰ ص ۱۸۵/ ج ۲، باب اختصاصه ﷺ بانه اول النبيين الخ، مطبوعه بيروت لبنان، ۱۹۳/ ج ۲، باب اختصاصه ﷺ بالنصر بالرعب الخ)

اور یہ حق تعالیٰ کے عطا فرمانے سے ہے، حق تعالیٰ کا علم ذاتی ہے، اور اسکے علم کے سامنے تمام مخلوقات کے علوم ایک قطرہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے[۱] کیونکہ حق تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے، اور سب کے علوم کثرت کے باوجود متناہی ہیں، حضرات اکابر دیوبند کا یہی مسلک ہے، بریلی کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے[۲]، حضرت نبی اکرم ﷺ کو حضرات علماءِ دیوبند بھی عالم الغیب کہنے سے روکتے ہیں، مولانا احمد رضا خانصاحب نے بھی لکھا ہے کہ کسی مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہے[۳]، کیونکہ کتب شرعیہ میں عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی ہو اور وہ صرف اللہ پاک ہے، اور کوئی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عالم الغیب اور افضل البشر کی تشریح

سوال: ۔ موریشش کے بدعتی ماحول سے تو آپ واقف ہیں، دیوبندیت کے خلاف بدعتی عالم ہمیشہ ابھارتے رہتے ہیں، ہم ناچیز اس کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں، کہ ہمارے بزرگوں کے خلاف زبان نہ کھولیں، اس میں کسی حد تک کامیابی ہے اور انشاء اللہ زیادہ کی امید بھی ہے، دعا سے مدد فرمائیں۔

۱۹۶۸ء میں نصاریٰ اور مسلمانوں میں فساد ہوا تھا، حالات نازک تھے، ہم سب مولوی

۱؎ راجع حديث ابن عباس في قصة موسى وخضر مرفوعاً: قال السيوطي: اخرج البخاري ومسلم والترمذي والنسائي فقال والله ماعلمي وعلمك في جنب علم الله الا كمااخذ الطير منقاره من البحر (الدرالمنثور ص ۴۱۲/۵، الجزء الخامس عشر، سورة كهف، دارالفكر بيروت، ابن كثير ص ۱۵۸/۳، سورة الكهف، مكتبه تجاريه مصطفى الباز مكه)

۲؎ خالص الاعتقاد ص ۲۳، بحوالہ مطالعۂ بریلویت ص ۳۵۵/۱، عالم الغیب کا اطلاق، دارالمعارف لاہور، محاضرات درردرضاخانیت ص ۵، جز ۳، مغیبات کے جاننے کی چار قسمیں، مکتبہ دارالعلوم دیوبند،

۳؎ الامن والعلى ص ۳۵۵/۱، بحواله مطالعهٔ بريلويت ص ۳۵۵/۱، عالم الغيب كا اطلاق، مطبوعه دارالمعارف لاهور،

جمع ہوئے تھے کہ ہم اپنے اختلاف کو ایک طرف رکھیں اور اتفاق کے ساتھ رہیں، جو اختلافی مسائل ہیں ان پر دستخط کر کے لوگوں کو خبر دار کیا جائے، کہ آپ لوگ بھی اتفاق کرلیں، اور اتحاد سے رہیں تا کہ دوسری قوموں پر اچھا اثر ہو، اور ایسا ہوا بھی، اس میں عجلت میں ایک مبہم عبارت پر ہم نے دستخط کر دیئے اور اس پر اتفاق کیا کہ جب تک اس مبہم عبارت کو صاف نہ کیا جائے عوام کے قابل نہ بنایا جائے، اور شائع نہ کیا جائے، اختلافی مسائل میں تین مسائل سامنے تھے۔

❁ حضور ﷺ عالم الغیب ہیں یا نہیں؟ تو سب نے اس پر اتفاق کیا تھا کہ عالم الغیب تو اللہ پاک ہی ہے، ہاں بذریعۂ وحی بہت سی غیب کی باتوں کا علم حضور ﷺ کو اللہ پاک نے دیا تھا۔

❁ اسی طرح حاضر وناظر تو اللہ پاک ہی ہے ہاں اللہ پاک اپنے حکم اور قدرت سے رسولِ پاک ﷺ کو جب اور جہاں پہونچانا چاہے اور جو دکھلانا چاہے اپنی قدرت سے پہونچا اور دکھلا سکتا ہے۔

❁ اسی طرح حضور ﷺ سید البشر ہمارے جیسے نہیں یعنی شرف وکمالات میں ہمارے جیسے نہیں آپ نبی اور رسول خاتم النبیین ؐ ہیں۔

بدعتی عالم نے کہا کہ ہم ایک مختصر عبارت لکھ کر دستخط کرلیں، چنانچہ اس نے جو عبارت لکھی وہ یہ ہے "**عالم الغیب باعلام اللّٰہ**"، حاضر وناظر بقدرۃ اللہ" سید البشر افضل البشر ہمارے جیسے نہیں، پھر جو عبارت لکھی وہ مبہم تھی، تو میں نے دستخط کرنے سے انکار کردیا کہ اب تک جو زبانی تشریحات ہوئی ہیں، وہ عوام کے سمجھنے کے قابل چونکہ نہیں ہیں اس لئے میں دستخط بھی نہیں کرتا ہوں۔

۷۲ء میں بدعتی جامع مسجد میں امام کو مستعفی کردیا، وہ پاکستان چلا گیا، ۱۹۶۸ء کی یہ عبارت جسے شائع نہ کرنے پر اتفاق تھا، چند دن ہوئے کسی غیر ذمہ دار نے شائع کردیا۔

عالم الغیب باعلام اللہ ماننا

سوال:۔عالم الغیب تو ذات باری تعالیٰ ہی ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے، ہر جگہ حاضر وناظر اللہ پاک ہی ہے، بنص قرآن وحدیث حضور ﷺ بشر ہیں مگر آپ ﷺ نبی اور رسول اللہ وخاتم النبین ہیں، کمالات میں آپ جیسا کوئی بشر نہیں، عالم الغیب، حاضر وناظر اور رسول اللہ ﷺ کے بشر ہونے کے متعلق یہی ہمارے عقیدے ہیں، ہم نے اس پرچہ میں عالم الغیب حضور ﷺ کو نہیں کہا ہے، بلکہ عالم الغیب باعلام اللہ کہا ہے، اور ہمارا مطلب اس وقت یہی تھا کہ بذریعۂ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے بہت سی غیب کی باتوں کا علم دیا حاضر وناظر نہیں کہا، بلکہ حاضر وناظر بقدرۃ اللہ، ہمارا مطلب یہ تھا کہ اللہ پاک اپنی قدرتِ کاملہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں پہونچانا چاہے وہاں پہونچادے اور جو دکھلانا چاہے دکھلادے اللہ پاک اس پر قادر ہے، اس پرچہ میں ہے کہ سید البشر افضل البشر ہمارے جیسے نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور خاتم النبین کمالات میں آپ ﷺ جیسا کوئی بشر نہیں، ہم پرچہ بازی سے دور رہنا چاہتے ہیں، اور اس وقت تک نہیں نکالیں گے جب تک ہمیں مجبور نہ کیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (**فداہ روحی وروح ابی وامی**) تمام عالم سے افضل ہیں[1]، اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنے کمالات تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تقسیم فرمائے ہیں، وہ تمام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں[2]۔ اپنی ذات وصفات

---

[1] ان افضل المخلوقات فی الدنیا والآخرۃ ھو سیدنا محمد ﷺ، الکوکب الازھر شرح الفقہ الاکبر ص ۱۲۲۔ (حاشیہ نمبر:۲/اگلے صفحہ پر)

کا علم جو کہ شانِ نبوت کے لائق ہے، جتنا نبی ﷺ کو عطا فرمایا کسی کو نہیں[۱] دیا۔ غیب کی بہت سی چیزیں جنت، دوزخ، عرش، کرسی، لوحِ محفوظ، میزان، صراط، حشر، نشر، برزخ وغیرہ آپ نے امت کے سامنے بیان فرمائی ہیں[۲]، اس کے باوجود اللہ پاک کا علم اس سے بھی زیادہ ہے کہ کوئی ذرہ اس سے مخفی نہیں۔

"**لایعزب عنه مثقال ذرة الایة**[۳]"، پس کلی علم تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اس اعتبار سے اسی کو عالم غیب فرمایا گیا، اور حاضر وناظر بھی اسی کی شان ہے، اس کے علاوہ نہ کسی کو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ قال العلماء ماأوتی نبی معجزة ولا فضيلة الاولنبينا صلى الله عليه وسلم نظيرها واعظم منها. (الخصائص الكبرىٰ ص ۱/۲۷۹. ذکر موازاة الانبياء بفضائلهم بفضائل نبيناعلیہ السلام، مطبوعه بيروت لبنان، تفسير مظهرى ص ۱/۳۵۴، تحت قوله تعالىٰ: ورفع بعضهم درجٰت الآية، سورة البقرة آيت:۲۵۳، مطبوعه نعمانيه ديوبند)

(حاشیہ صفحہ هذا) ۱؎ (قول النبى صلى الله عليه وسلم انااعلمكم بالله) ان النبى ﷺ منه فى اعلى الدرجات والعلم بالله يتناول مابصفاته وماباحكامه ومايتعلق بذالك، (فتح البارى ص ۱۰۰، ج ۱، كتاب الايمان، باب قول النبى ﷺ انا اعلمكم بالله، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه)

۲؎ راجع باب صفة الجنة ص ۲/۴۹۵، مشكوٰة المصابيح، طبع ياسرنديم، (ومجمع الزوائد ص ۳۱۷، ج ۱۰/ طبع دارالفكر بيروت) باب صفة النار، مشكوٰة ص ۲/۵۰۲، مجمع الزوائد، ص ۵۰۷، ج ۱۰، وراجع لبيان العرش باب بدء الخلق وذكر الانبياءعليهم السلام (مشكوٰة ص ۵۰۹، ج ۲) وراجع لبيان الكرسى باب الحوض والشفاعة ص ۲/۴۹۳ مشكوٰة وتفسير ابن كثير ص ۲۳۱، ج ۱، مظهرى ص ۳۵۹، ج ۱، وراجع للوح المحفوظ باب بدء الخلق، ص ۲/۵۰۶، مشكوٰة، وراجع للميزان باب الحوض ص ۲/۴۹۰ مشكوٰة، ومجمع الزوائد ص ۱۰/۶۵۰، كتاب البعث وراجع للحشر والنشرباب الحشر ص ۲/۴۸۲، مشكوٰة ومجمع الزوائد ۱۰/۶۰۹ كتاب البعث وراجع لاحوالِ البرزخ باب اثبات عذاب القبر ۱/۲۵ مشكوٰة شريف، ومجمع الزوائد ص ۳/۱۶۸، مطبوعه دارالفكر بيروت،

۳؎ سورۂ سبا الاية ۳/ (**ترجمه**) اس سے ذرہ برابر بھی غائب نہیں (بیان القرآن)

علم غیب ہے نہ کوئی حاضر وناظر ہے، اسی لئے کسی کو عالم الغیب نہیں کہا جاتا، قرآن کریم میں ہے "**عندهٗ مفاتح الغيب لايعلمها الاهو الاية**"[۱]

نیز ارشاد ہے **قل لااقول لكم عندي خزائن الله ولااعلم الغيب**[۲] نیز اشاد ہے **وقل لايعلم من في السمٰوٰت والارض الغيب الا الله**[۳] نیز ارشاد ہے: **لوكنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير**[۴] ان آیات میں علم غیب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص فرمایا گیا ہے اور حضور اکرم ﷺ کو حکم ہوا ہے کہ آپ فرمادیں کہ مجھے علم غیب حاصل نہیں، مطلب یہ ہے کہ جس طرح دیکھنے کی قوت دی گئی ہے کہ جب چاہا اس سے کام لے لیا، اور بولنے چلنے کی قوت دی گئی ہے، اسی طرح کوئی قوت غیب پر مطلع ہونے کی نہیں دی گئی کہ جب اور جس چیز کو دل چاہے معلوم کرلیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اجازت پر موقوف ہے کہ اس نے جب چاہا اور جس چیز کے متعلق چاہا، علم عطا فرمادیا، نہ چاہا نہ عطا فرمایا، چنانچہ بہت سے واقعات احادیث میں موجود ہیں، مثلاً حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی جس کی وجہ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اذیت اور پریشانی ہوئی، اس سلسلہ میں آپ دوسروں سے مشورہ بھی فرماتے رہے، اور بہت رنجیدہ اور غمگین رہے، اس سلسلہ میں کافی عرصہ گذر گیا مگر آپ کو کسی طرح اطمینان نہ ہوا، حتی کہ جب وحی نازل ہوئی تب اصل حقیقت کھلی اور اطمینان ہوا اگر کلی علم غیب حاصل تھا اور آپ ہر جگہ حاضر وناظر تھے، تو اتنی پریشانی کیوں ہوئی شروع ہی میں فرمادیتے یہ

---

۱ سورۂ انعام الاية ۵۹/ (**ترجمه**) اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے (بیان القرآن)

۲ سورۂ انعام الاية ۵۰ (**ترجمه**) آپ کہدیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں۔

۳ سورۂ نمل الاية ۶۵ (**ترجمه**) آپ کہدیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں کوئی بھی غیب کی باتیں نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے۔ (بیان القرآن)

۴ سورۂ اعراف الاية ۱۸۸ (**ترجمه**) اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے منافع حاصل کرلیا کرتا۔

سب غلط ہے[۱]، اور مثلاً سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک ہار تھا وہ گم ہوگیا، اس کو تلاش کیا گیا سب قافلہ اس کی وجہ سے پریشان ہوا، پھر دیر بعد جب اونٹ کو اٹھایا گیا تو اس کے نیچے ملا، اگر علم غیب کلی تھا اور آپ ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو شروع میں کیوں نہ فرمادیا کہ وہ اونٹ کے نیچے ہے[۲] اور مثلاً کسی نے آکر کہا کہ تبلیغ کے لئے کچھ آدمی ہمارے یہاں بھیج دیجئے ان کی ذمہ داری بھی لی گئی اور ۷۰ رصحابہؓ کو آپ نے بھیجدیا، ان کو وہاں لیجاکر شہید کردیا گیا، کیونکہ ان کو تبلیغ کے نام پر قتل کیلئے بلایا گیا تھا، جس کا آپ کو صدمہ ہوا تھا، اگر علم غیب کلی تھا تو آپ نے ان کے ساتھ کیوں بھیجا تھا جس پر بعد میں صدمہ ہوا[۳]، اور مثلاً اخیر مرض

---

۱ فی حدیث عائشة الطویل "فدعا رسول اللّٰہ ﷺ علی ابن ابی طالب واسامة بن زید حین استلبث الوحی یستامرھما فی فراق اھلہ (بخاری ص ۶۹۶/۲/ کتاب التفسیر، طبع اشرفی دیوبند)

ترجمہ :- حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طویل حدیث میں ہے، رسول ﷺ اللہ نے حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا جب وحی میں تاخیر ہوئی تاکہ ان سے اپنی اہل کی جدائی کے سلسلہ میں مشورہ کریں۔

۲ فی حدیث القاسم عن عائشة زوج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالت فخر جنامع رسول اللّٰہ ﷺ فی بعض اسفارہ حتی اذا کنا بالبیداء اوبذات الجیش انقطع عقد لی فاقام رسول اللّٰہ ﷺ علی التماسہ واقام الناس معہ...... قالت فبعثنا البعیر الذی کنت علیہ فاصبنا العقد تحتہ (بخاری ۴۸/۱ کتاب التیمم، مطبوعہ اشرفی دیوبند)

ترجمہ :- حضرت عائشہ صدیقہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت قاسمؒ نقل کرتے ہیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم کسی سفر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب ہم ذات الجیش میں پہنچے میرا ہار گرگیا، پس رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش کیلئے ٹھہر گئے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار ہوتی تھی، تو ہم کو اسکے نیچے وہ ہار مل گیا۔

۳ عن انس قال بعث النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اقواماً من بنی سلیم الی بنی عامر فی سبعین رجلا اذا اومؤا الی رجل منھم فطعنہ فانفذہٗ ثم مالوا علی بقیة اصحابہ فقتلوھم الا رجلا اعرج فاخبر جبریل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انھم قد لقوا ربھم فرضی عنھم وارضاھم الحدیث (بخاری ۳۹۳، ج ۱ کتاب الجهاد، باب من ینکب او یطعن فی سبیل اللّٰہ، طبع اشرفی دیوبند) (ترجمہ اگلے صفحہ پر)

الوفات میں دریافت فرمایا کیا لوگوں نے مسجد میں نماز پڑھ لی؟ عرض کیا گیا آپ کا انتظار کررہے ہیں، ابھی جماعت نہیں ہوئی، ارشاد فرمایا مجھے وضو کراؤ، اس سے کمزوری ہوکر غشی طاری ہوگئی، پھر افاقہ پانے پر دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ عرض کیا گیا انتظار کررہے ہیں! دوتین دفعہ ایسا ہی ہوا، پھر فرمایا کہ اچھا ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھادیں، اگر علم غیب کلّی تھا تو بار بار کیوں دریافت فرمایا؟[۱] اور مثلاً حدیث پاک میں ہے آپ ﷺ حوضِ کوثر پر ہوں گے، کچھ لوگ اس طرف آئیں گے، مگر پھر ان کا رخ دوزخ کی طرف کردیا جائیگا، ان کو دیکھ کر آپ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ تو میرے آدمی ہیں انہیں کہاں لیجاتے ہو، جواب دیا جائے گا کہ آپ کو علم نہیں کہ انہوں نے کیا بدعتیں ایجاد کی ہیں۔ تب ارشاد فرمائیں گے کہ لیجاؤ انہیں ذلیل کرکے پھر ان کو جہنم میں ڈھکیل دیا جائیگا، اگر آپ ﷺ کو علم غیب کلی تھا اور آپ ﷺ ہر جگہ

(ترجمہ صفحہ گذشتہ)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے بنوسلیم کی طرف ستر آدمیوں کو بھیجا جب وہ ان میں سے ایک شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے نیزہ مارا پس وہ اس کو پار کر گیا، پھر وہ ان کے بقیہ ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک لنگڑے شخص کے علاوہ سب کو قتل کردیا، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نبی اکرم ﷺ کو خبر دی کہ وہ سب شہید ہوگئے، اور اللہ ان سب سے راضی ہوگیا، اور ان سب کو خوش کردیا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] وفی حدیث عائشة "ثقل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اصلی الناس قلنا لا فاغمی علیه ثم افاق فقال اصلی الناس فقلنا لا...... فاغمی علیه ثم افاق فقال اصلی الناس فقلنا لاهم ینتظرونک الخ، (سنن دارمی ۱/۲۸۷، طبع دار الکتب العلمیة، مسند احمد ۶/۲۵۱ ملخصاً. مطبوعه دار الفکر بیروت.

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کا مرض زیادہ سخت ہوگیا، ارشاد فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا نہیں! پھر بیہوشی ہوگئی، پھر جب افاقہ ہوا، ارشاد فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کہا نہیں! پھر بیہوشی طاری ہوگئی، پھر جب افاقہ ہوا ارشاد فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا نہیں، وہ آپ کے منتظر ہیں!

حاضر وناظر تھے تو آپ کو کیوں خبر نہ ہوئی[۱] غرض بے شمار واقعات ہیں۔

الحاصل نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کلی علم غیب مان کر ہر جگہ حاضر وناظر ماننا اور آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنا قرآن کریم کے بھی خلاف ہے، حدیث شریف کے بھی خلاف ہے، اجماع سلف صالحین کے بھی خلاف ہے اسلئے اس عقیدہ سے توبہ کرنا لازم ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ // //

تنبیہ:۔مندرجہ بالا جواب لکھا جاچکا تھا، اس کے بعد دارالعلوم میں بعض ان حضرات کا خط پہنچا، جنہوں نے اس معاہدہ پر دستخط کئے ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ علم غیب کلی اور ہر جگہ ہروقت حاضر وناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے، جس میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی مخلوق کو نہ عالم الغیب کہا

---

۱ فی حدیث سهل بن سعد مرفوعاً لتردن علی اقوام اعرفهم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی فیقال انک لاتدری مااحدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی متفق علیه (مشکوٰة ۲/۴۸۸، باب الحوض والشفاعة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے میرے پاس کچھ لوگ آئینگے میں ان کو پہچانونگا وہ مجھے پہچانیں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ کردی جائیگی، میں کہونگا یہ تو میرے اصحاب ہیں کہا جائیگا آپ نہیں جانتے، آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا (بدعات) ایجاد کیں پس میں کہونگا دوری ہو دوری ہوا یسے لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے بعد (دین میں) تبدیلی کرلی۔

۲ اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الاما اعلمهم الله احیانا وذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی الله علیه وسلّم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا الله .کذافی المسایرة (شرح فقه اکبر ص ۱۸۵، مطبوعه مجتبائی دهلی)

جا سکتا ہے نہ حاضر وناظر، معاہدہ پر دستخط کر کے ہم نے صرف اتنی بات سے اتفاق کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو مغیباتِ کثیرہ پر مطلع فرمایا ہے، اور اس کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ آپ کی روحِ پاک کو جہاں اور جس وقت چاہے پہونچادے، اور یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صفات وکمالات کے لحاظ سے ہم جیسے بشر نہیں ہیں بلکہ سید البشر اور افضل البشر ہیں، اور ہم نے معاہدہ کی مجلس میں بھی یہ وضاحت کردی تھی، اور اس کے بعد ہماری طرف سے بار بار یہ وضاحت کی جا چکی ہے، ان دستخط کرنیوالے حضرات کی اس وضاحت کے بعد یہ تو معلوم ہوجاتا ہے کہ ان حضرات کا عقیدہ فاسد نہیں ہے، بلکہ وہی عقیدہ ہے جو جماعتِ حقہ اہل سنت والجماعت کا ہے، لیکن ان حضرات نے ایسی مبہم تحریر پر دستخط کرنے میں غلطی کی ہے، اللہ پاک معاف فرمائے، اسکی وجہ بھی یہ تھی، کہ اس وقت مسلمانوں پر جو یورش تھی اس سے تحفظ اس میں ملحوظ تھا، جس کا وہاں کے سب حضرات کو علم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا حضور ﷺ نائب مطلق مالک ومختار ہیں؟

سوال: ۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نائب مطلق ہیں، تمام جہان حضور ﷺ کے تحت تصرف کردیا گیا، جو چاہیں کریں، جس سے جو چاہیں لیں، جسے چاہیں دیں، تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہاں ان کا محکوم ہے، اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں، جو انہیں مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ہے تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے، ملکوت السمٰوات والارض حضور ﷺ کے زیر فرمان ہیں جنات ونار کی کنجیاں دست اقدس ﷺ میں دیدی گئیں، رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ کے دربار سے تقسیم ہوتی ہے، دنیا آخرت حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی عطا کا ایک حصہ ہے، احکام شرعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے، جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس پر جو چاہیں حلال کر دیں، اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔

(بہارِ شریعت حصہ اول، ص۲۲)

(۲) جتنے فضائل وکمالات خزانۂ قدرت میں ہیں سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے۔ (ملفوظات خانصاحب حصہ دوم، ص۳۹)

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات خانصاحب حصہ اول، ص۱۸۸)

(۴) انبیاء علیہم السلام کو معجزات وادراک مغیبات ظاہری جوارح سماع، بصر کیطرح باطنی بخشے ہیں، جب چاہیں خرقِ عادت فرمالیں، مغیبات کو معلوم فرمالیں، چاہیں نہ فرمائیں۔ (الامن والعلی مصنفۂ خانصاحب بریلوی، ص۲۰۹)

مذکورہ بالا چار نمبروں کی تحریر جو مع حوالہ کتب لکھی گئی ہے، معلوم کرنے پر بریلوی حضرات ان عبارات کی تفصیل کرتے ہیں کہ "اطاع اللّٰہ، اطاع الرسول" کے تحت یہ نظریہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے امت کو ملا ہے، آپ ﷺ کے کل فرمان باذن اللہ ہیں، آپ نے ذاتی کوئی حکم نافذ نہیں فرمایا، بلکہ خالصتاً ہر حکم ربی امت کو دیا بایں ہمہ عشق ومحبت رسول میں یہ تحریر کیا ہے، ورنہ ہر چیز کا رب ہی مالک ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا عبارات سے جو ظاہر ہے اور جو تفصیل ان کی نقل کی گئی، زید امام اسی گروپ کی تائید میں ہے، اور نظریہ دیوبند سے مناسبت بھی نہیں رکھتا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر نماز پڑھ لی تو اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نقل کردہ عبارات کے خلاف بھی خانصاحب بریلوی کی کتابوں میں موجود ہے "الامن

والعلیٰ" میں غیر اللہ کو عالم الغیب کہنا منع لکھا ہے، ایک مقام پر یہ بھی لکھتے ہیں کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ یا خدائے پاک کے سوا کسی کیلئے بھی علم غیب ذاتی کا ایک ذرہ بھی تسلیم کرے وہ ایمان سے خارج ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ علم محیط (یعنی علم کلی) صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے، غیر خدا کیلئے علم غیب ماننا درست نہیں، بہر حال آپ کے تحریر کردہ عقائد جو شخص اپنائے ہوئے ہو، اس کو امام بنانا جائز نہیں[1]، آپ صحیح العقیدہ شخص کے پیچھے نماز پڑھیں، اگر کچھ عملی غلطیاں ہوں تو اس کی وجہ سے آپ اعادہ کرتے ہوں تو آپ نفس جماعت کی فضیلت حاصل کرلیں گے، خانصاحب بریلوی کا تو اہم عقیدہ یہ ہے کہ علماء حق جن کے نام بھی تحریر کئے ہیں وہ کافر ہیں، جو ان کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے، جس کی وجہ سے اس شخص کا نکاح بھی باقی نہیں رہا، اولاد ولدالزنا ہے، ایسے عقائد والے کی امامت کی کیا گنجائش ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۸/۲۷ھ

حضرت پیران پیرؒ کے متعلق علم غیب

سوال:۔ حضرت پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھنا اور چند قدم پیر صاحب کی طرف چلنا اور اعتقاد رکھنا کہ پیر صاحب دیکھ رہے ہیں ایسے اعتقاد والے کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ عقیدہ کفر وشرک ہے۔ **ویکفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم** ....

---

[1] اما اذا ادى اليه (الكفر) فلا كلام فى عدم جواز الصلوة خلفه، شرح عقائد ص ۱۶۰، مبحث تجويز الصلاة، خلف كل بر وفاجر الخ، مطبوعه مكتبه تهانوى ديوبند، حلبى كبيرى ص ۵۱۴، فصل فى الامامة، سهيل اكيڈمى لاهور.

مجمع الانہر[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۴/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۴/۵۵ھ

ایک شخص کا بعض مغیبات کی خبر دینا

سوال: ۔ایک شخص نے ایک بچہ کے متعلق کہا کہ صرف دو ماہ زندہ رہے گا اور وہ واقعی دو ماہ کے بعد ختم ہوگیا، ایک لڑکی کے متعلق کہا کہ تو اپنے بیٹے کا آرام نہیں دیکھ سکتی، اور پانچ ماہ کے بعد تم ختم ہوجاؤ گی، وہ بھی پانچ ماہ کے بعد ختم ہوگئی، میری عورت کے بارے میں کہا کہ تمہارے اوپر سات جھٹکے آئیں گے، یا تم پہلے جھٹکے میں ختم ہوجاؤ گی، یا پانچویں میں اب میری عورت پر پانچ جھٹکے آچکے ہیں، ہم پریشان ہیں، شریعت مطہرہ میں اس مسئلے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس قسم کی باتیں بتا کر مخلوق کو پریشانی میں ڈالنا بہت ہی غلط طریقہ ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے متعلق ایسا نہیں فرمایا کسی کی موت کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں[۲]۔ قرائن یا کسی کشف سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ شرعی حجت نہیں، آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہئے،

---

[۱] مجمع الانہر ص ۵۰۴/ج۲/ کتاب السیر، ثم ان الفاظ الکفر انواع، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، وفی البزازیۃ من قال ارواح المشائخ حاضرۃ یکفر (بزازیہ علی الھندیۃ ص ۳۲۶/ ج۳/ کتاب السیر، الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ، البحر الرائق ص ۱۲۴/ ج۵. باب احکام المرتدین، مطبوعہ کوئٹہ.

[۲] العلم بالغیب امر تفرد بہ سبحانہ ولاسبیل الیہ للعباد الاباعلام منہ .(شرح فقہ اکبر ص۱۸۵، الانبیاء لا یعلمون الغیب، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، روح المعانی ص۱۶۸/ ۱۲، الجزء الحادی والعشرون، سورۂ لقمان تحت آیت: ۳۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

یہ بھی ممکن ہے کہ آئندہ کو جھٹکا ہی نہ آئے یہ بھی ممکن ہے کہ مدت دراز کے بعد بالکل اخیر میں آئے، جتنی عمر اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمادی ہے، اس میں کمی زیادتی نہیں ہوسکتی، بس یہی ایمان اطمینان بخش ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۹۴ھ

کیا شیطان کا علم حضور ﷺ کے علم سے زیادہ ہے؟

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ شیطان کا علم زیادہ ہے حضور اکرم ﷺ کے علم سے، اور بکر کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زیادہ ہے، ان دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شیطان ملعون کی کیا حیثیت ہے کہ اس کے علم کو زیادہ کہا جائے، جبکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی وہ شان ہے جو کہ پہلے گزر چکی ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جنتری کی پیشین گوئیاں

سوال:۔ یہ تاریخوں کی چھوٹی چھوٹی جنتریاں جس میں پیشین گوئیاں لکھی رہتی ہیں،

---

[۱] وکل شئی عنده باجل مسمی الحدیث ان کل من مات قدانقضی اجله المسمی فمحال تقدمه اوتاخره عنه فاذا علمتم هذاکله فاصبر و اواحتسبو امانزل بکم ۔ (شرح نووی علی صحیح مسلم ،ص ۳۰۱/ ج ۱ ، کتاب الجنائز ، مطبوعه بلال دیو بند)

[۲] ان النبی علیه السلام اعلم الخلق علی الاطلاق وقد افتی مشائخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیه السلام (المهند ص ۲۵/ ملخصاً، السوال التاسع عشر، مطبوعه دهلی)

اس کا دیکھنا اعتقاد رکھنا کیسا ہے؟ اور بنانے والا کیسا ہے؟ اور یہ کس بزرگ نے کیا ؟ اور جو کرتے رہتے ہیں ان پر یہ حکم عائد نہیں ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ان میں بعض چیزیں حساب سے متعلق ہیں (شرعی نہیں) جیسے ریلوے کے ٹائم ٹیبل کو دیکھ کر کوئی بتائے کہ فلاں گاڑی فلاں اسٹیشن پر اتنے بجے پہنچے گی بعض چیزیں صرف عوام کو مائل کرنے کے لئے ہیں، غرض شرعی طریقہ سے ان پر اعتماد ویقین نہیں کیا جاسکتا نہ اس مقصد کے لئے دیکھا جاتا ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۲۹/۹۱ھ

حفظ الایمان کی عبارت پر غلط فہمی کا ازالہ

سوال:۔ مرسلہ استفتاء ارسالِ خدمت ہے، یہ قدیم سوالات واعتراضات ہیں، بہترین اور مدلل جوابات دیئے جاچکے ہیں، آپ مہربانی فرما کر خوشخط اور بہترین مدلل تحریر کردیں اور جواب اطمینان بخش رہے، تاکہ موقعہ پر اس کے ذریعہ سے لوگوں کو مطمئن کیا جاسکے، مکمل کرکے دفتر مرکز میں ارسال کردیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بارہا سوال آیا اور جواب لکھا گیا، بلکہ حفظ الایمان کی متعدد شروح لکھی گئیں، بسط البنان،

---

[1] ان الغیب ماغاب عن الحواس والعلم الضروری والعلم الاستدلالی الی ان قال واما ما علم بحاسة او ضرورة او دلیل فلیس بغیب ولا کفر فی دعواه الخ، نبراس ص ۳۴۳، مبحث تصدیق الکاهن الخ، مطبوعه امدادیه ملتان.

توضیح البیان، تکمیل العرفان، الجنة لاهل السنة، اور السحاب المدرار وغیرہ میں بڑی تفصیل سے اس پر کلام کیا گیا ہے[۱] مگر ایک خاص شق کے تحت بریلوی طبقہ کی طرف سے آئے دن اشتہارات ورسائل کی بھر مار رہی ہے جیسے تقریر کی بھر مار رہتی ہے، اب چونکہ عوام کا بڑا طبقہ ان کے قابو سے باہر جارہا ہے، اور اصل مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کررہا ہے اسلئے انکے بڑے لوگوں کو بہت فکر اور تشویش لاحق ہورہی ہے، دارالعلوم دیوبند سے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے ذمہ دارانہ حیثیت سے تازہ کتاب شائع کی ہے، جس میں پانچ کتابوں کے متعلق اشکالات اور غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا ہے اس کے نمبر ۴: پر حفظ الایمان سے متعلق بھی غلط فہمی کو واضح کرکے صاف کیا گیا ہے، آپ چاہیں تو اسکے اس حصہ کو اخبار یا اشتہار کی شکل میں شائع فرمادیں اسکے چھپنے کے انتظار میں آپکے جوابات میں تاخیر ہوگئی، دیگر مقامات سے بھی بعینہٖ یہی سوال آیا تھا، اسکا جواب فوراً تحریر کردیا گیا تھا۔ اس کتاب کا نام ''مسلک علماءِ دیوبند سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ اور مخلصانہ دعوت'' ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت تھانویؒ پر الزام تراشی

سوال:۔ زید متقی وپرہیزگار عابد وزاہد ہے صوم وصلوٰۃ کا سختی سے پابند ہے، حنفی اور قادری ہے، علماءِ دین کا احترام کرتا ہے، اسے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے گہری عقیدت ہے، وہ ان کے اسم گرامی کو حکیم الامت کے لقب سے شروع کرتا ہے، اور بعد میں رحمۃ اللہ علیہ

---

[۱] بسط البنان مولفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، توضیح البیان فی حفظ الایمان مولفہ مولانا مرتضی حسن چاندپوریؒ، الجنة لاهل السنة مولفہ مولانامفتی عبدالغنی خاں صاحب پٹیالوی، ''السحاب المدرار فی توضیح اقوا ل الاخیار مولفہ مولانا سید مرتضی حسن چاندپوری، مطبع قاسمی دیوبند، تکمیل العرفان.

کہتا ہے، ایک مقامی مولوی صاحب جو اپنے نام کے ساتھ خود کو مفتیٔ اعظم مدھیہ پردیش لکھتے ہیں وہ فرماتے ہیں:۔

''اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضوان اللہ تعالیٰ عنہ نے اشرف علی پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے، لہٰذا وہ کافر ہے اور اسکے نام کیساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنے والا بھی کافر ہے، اس لئے کہ اشرف علی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں اور جانوروں کے مثل کہا ہے'' انتہی بلفظہ براہِ کرم جواب مفصل تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ العزیز بہت بڑے عالم متبع سنت، شیخ طریقت بزرگ تھے، انہوں نے ہرگز ہرگز حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں اور جانوروں کے مثل نہیں فرمایا ہے۔

چنانچہ اس کتاب میں جس پر بریلوی حضرات نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، یہ عبارت موجود ہے، نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہوگئے[1] غور کا مقام ہے کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام علوم نبوت کو حاصل مانا، اور صراحۃً تحریر فرمادیا مگر یہ بریلوی حضرات ایسے بہتان تراش رہے ہیں، اس مسئلہ اور عبارت پر متعدد کتابیں تفصیل کیساتھ لکھی گئیں، بسط البنان، توضیح البیان، تکمیل العرفان، وغیرہ چونکہ بریلوی حضرات نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب تسلیم کیا اور لکھا ہے انکے مذہب پر دو شقیں پیدا ہوتی ہیں، ایک شق پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ شانہٗ کے علم کے برابر قرار پاتا تھا جو کہ شرک ہے، دوسری شق پر حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی تنقیص وتوہین ہوتی تھی، اسلئے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

[1] حفظ الایمان مع بسط البنان ۹/ اشرفیہ،

نے ارشاد فرمایا کہ عالم الغیب کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر جائز نہیں، کیونکہ نہ شرک کی گنجائش ہے نہ حضرت رسول مقبول سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی توہین وتنقیص کی گنجائش ہے، یہ دونوں چیزیں اسلام کے خلاف ہیں، لہٰذا حضرت امام المرسلین سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا درست نہیں ہے، بریلوی حضرات علم اور دلائل کی روشنی میں اسکا رد نہیں کرسکے، اور بات کو بگاڑ کر عوام کو مشتعل کرنے کیلئے یہ عنوان اختیار کیا اور کفر کا فتویٰ دیا ہے، **هداهم الله تعالىٰ الىٰ صراط مستقيم.** واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

حضرت پیران پیر کے ایک مصرعہ کا مطلب

سوال:۔ قصیدۂ غوثیہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مشہور ہے اس میں ایک شعر کے معنی تقریباً یہ ہیں:۔

کہ جو دنیا کے اوپر مہینے اور دن آتے ہیں وہ اول میرے پاس آتے ہیں، اور اپنی برائی بھلائی سے مطلع کرتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے کیا قصیدہ واقعی حضرت کا کلام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قصیدۂ غوثیہ میں یہ شعر ضرور موجود ہے، اگر اس قصیدہ کا انتساب شیخؒ کی طرف صحیح ہوتو بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں شیخ اپنے کشف کو بیان فرمارہے ہیں، کہ جس زمانہ میں خیر اور برکت ہے، اللہ تعالیٰ اس کا علم مجھے کرادیتے ہیں، اور جس زمانہ میں شر اور فساد ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ بتادیتے ہیں، یعنی جب لوگ اعمال صالحہ کرتے ہیں، تو اس کا بھی علم ہوتا ہے، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے، اور جب لوگ معصیت زیادہ کرتے ہیں تو

اس کا بھی علم ہوجاتا ہے، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غصہ ہوتا ہے، اور یہ دونوں چیزیں بسا اوقات بزرگوں کو منکشف ہوجاتی ہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۱۰/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مظاہر علوم سہارنپور

ہاتھ دکھلا کر مستقبل معلوم کرنا ناجائز ہے

سوال:۔ کیا مستقبل کا حال جاننے کے لئے اس فن کے کسی ماہر کو ہاتھ دکھلانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ناجائز ہے، جس کا عقیدہ پہلے سے خراب ہو اس کو عقیدہ صحیح کرکے توبہ کرنا لازم ہے، جس کا عقیدہ پہلے سے خراب نہ ہو بلکہ تجربہ کے لئے دکھلاتا ہو اس کے لئے بھی اجازت نہیں، کیونکہ خود اس کے عقیدہ کے خراب ہونے کا خطرہ ہے، اور فاسد العقیدہ لوگوں کے لئے فسادِ عقیدہ کی اس سے تائید ہوگی[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] الفراسة مكاشفة النفس ومعاينة الغيب وهى من مقامات اصل الايمان (شرح فقه اكبر ص۷۹، مطبوعه رحيميه ديوبند) هو (اى الكشف) الا طلاع على ماوراء الحجاب من المعانى الغيبية والامور الحقيقية وجوداً وشهوداً (كتاب التعريفات للجرجانى ص ۱۸۰/ مطبوعه مكتبه فقيه الامت، وهو (اى معنى الفراسة) ما يوقعه اللّٰه فى قلوب اوليائه فيعلمون احوال بعضٍ بنوع من الكرامات واصابة الظن والحدس (مجمع بحار الانوار للشيخ الفتنى ص ۱۲۱/۴، مطبوعه دار الايمان مدينه منوره)

[۲] عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال من اتى عرافافسأله عن شئى لم تقبل له صلوٰة اربعين ليلة (مسلم ص ۲۳۳/ج ۲/، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة واتيان الكهان، مطبوعه مكتبه بلال ديوبند، مشكوٰة ص ۳۹۳/ج ۲، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

زمانہ کو بُرا کہنا

سوال: ۔لوگوں کی زبان زد ہے کہ زمانہ ایسا آ گیا، ویسا آ گیا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمانہ میں ہوں، گو کہنے والے زمانہ سے مراد وقت لیتے ہیں، اس کے معاملہ میں فرمائیے کہ کیا لفظ استعمال کریں؟ اور ان کی نیت میں خرابی نہیں ہے، مذکورہ سوال میں وعید ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زمانہ کو خود مؤثر بالذات اعتقاد کرنا غلط ہے[1] اگر وقت کو ظرف تصور کرتے ہوئے مثلاً اس طرح کہے کہ حضور اکرم ﷺ کے مبارک زمانہ میں خیر غالب تھی، رفتہ رفتہ بعد میں خیر کم ہوتی گئی، اور شر بڑھتا گیا، تو صحیح ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۱/۹۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......باب الکھانۃ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) ان اتیان العرافین کبیرۃ (المفھم ص ۶۳۵ / ج۵، باب الرقیٰ والطب، باب النھی عن الکھانۃ، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

''من کان یزعم انه یعرف الامور بمقد مات اسباب یستد ل بھا علیٰ مواقعھا من کلام من یسأله اوفعله اوحاله وھذا یخصونه باسم العراف'' (مرقاۃ ص ۵۲۷ / ج ۴، کتاب الآداب، باب الکھانۃ، مطبوعه اصح المطابع بمبئی، شامی کراچی ص ۴۵ / ۱، مطلب فی الکھانۃ)

ترجمہ :۔حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی کاہن ونجومی وغیرہ کے پاس آئے، اور اس سے کسی چیز کا سوال کرے اس کی چالیس یوم کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] من سبه بکونه فاعلھا عادسبّه الیّ لانی اناالفاعل لھا. (مرقاۃ ص ۸۳ / ج ۱، کتاب الایمان، الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع بمبئی)

[2] انماالدھر زمان جعل ظرفاً لمواقع الامور. (مرقاۃ ص ۸۳ / ج ۱ کتاب الایمان، الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع بمبئی، تفسیر روح المعانی ص ۱۵۳ / ۲۵، سورۃ الجاثیۃ آیت: ۲۵، مطبوعه مصطفائی دیوبند)

حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ

سوال: ۔زید کا اعتقاد ہے کہ اللہ نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کو وہ تصرف عطا فرمایا ہے کہ عالم میں جہاں چاہیں اور جس وقت چاہیں باذن اللہ تشریف فرما ہوجائیں، اس بنیاد پر زید نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میں حضور اقدس ﷺ کو حاضر وناظر مانتا ہوں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ زید کے پیچھے نماز جائز نہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید مسلمان ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک حضرت رسول مقبول ﷺ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے جو کسی کو نہیں ملا، اللہ پاک جہاں چاہے، اور جب چاہے آنحضرت ﷺ کو پہنچادے، اور جس چیز پر چاہے مطلع فرمادے[۱]۔

اس اعتبار سے حاضر وناظر آپ ﷺ کی صفت نہیں بنے گی، حاضر وناظر وہ ہے جو ہر جگہ ہر وقت ہر شئے کے حق میں حاضر وناظر ہو، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے[۲]۔

زید نے جو تاویل کی ہے اس تاویل کے اعتبار سے خدائے پاک کی دوسری صفات بھی دوسروں کے لئے ثابت کی جاسکتی ہیں، جس میں عقائد کے فساد کا قوی خدشہ ہے، تاویل

۱؎ ووطئه مكاناما وطئه نبى مرسل ولاملك مقرب (الخصائص الكبرىٰ ص ۱۸۵/۲، باب اختصاصه ﷺ بانه اول النبيين، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

۲؎ ان اللّٰه كان على كل شئى شهيدا (سوره نساء آيت ۳۳) **ترجمہ:** -بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہے۔(از بیان القرآن)

انه بكل شئٍ بصير (سورۂ ملك الاية ۱۹) **ترجمہ:** -بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

صراح میں ہے شہید حاضر وگواہ ص ۱۳۴، بصیر بینا، دیکھنے والا یعنی ناظر ص ۱۶۰۔ ہمچو اعتقاد کہ حضرات انبیاء واولیاء ہر وقت حاضر وناظر اند وبہمہ حال برنداء ما مطلع میشوند، اگر چہ از بعید باشد شرک است چہ ایں صفت از مخلصات حق جل جلالہ است کسے را در آں شرکت نیست الخ، مجموعۃ الفتاویٰ ص ۳۲۸/۱، مطبوعہ یوسفی لکھنؤ،

مذکور کے اعتبار سے زید پر کفر وارتداد کا حکم نہ لگایا جائے، مگر اس اطلاق کو موجب ضلال کہا جائیگا، زید کو اس سے باز آنا لازم ہے[1] جب تک وہ باز نہ آئے اس کو امام نہ بنایا جائے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۸/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ // // //

عقیدہ حاضر وناظر

سوال: ۔زید کہتا ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ جانے اس کو قتل کردو، اس کے گھر میں آگ لگادو، اور اس کے بال بچوں کو بھی قتل کردو اگر تم مارے گئے تو شہید ہوگے، کیا ایسا کہنا درست ہے؟

الجواب حامداً مصلیاً

دریافت کرنے کی ضرورت ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ کس دلیل پر مبنی ہے، حالانکہ حدیث شریف میں آیا ہے ''سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ''[2] اور قرآن کریم میں ہے۔

---

[1] یہ اعتقاد فاسد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا) منجر بکفر ہے اور اس سے توبہ کرنا لازم ہے۔ (ملخصا فتاویٰ خلیلیہ ص ۲۶۴/ ج ۱، طبع سھارنپور) استشہاد میں مذکور ہے
''لوتزوج بشهادة اللّٰه ورسوله لاينعقد النكاح ويكفر لاعتقاده ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يعلم الغيب. (البحر الرائق ص ۸۸/ ج ۳/ كتاب النكاح، مطبوعه كوئٹه)

[2] وعن عبداللّٰه بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم سباب المسلم فسوق وقتاله كفر متفق عليه (مشكوٰة ص ۴۱۱، ياسر نديم ديوبند، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، ترمذى شريف ص ۲/۹۲، باب ماجاء سباب المسلم فسوق الخ، مسلم شريف ص ۵۸/۱، باب بيان قول النبى ﷺ سباب المسلم فسوق، مطبوعه بلال ديوبند)
(ترجمہ) مسلمان کو گالی دینا فسق و گناہ ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔۱۲

''وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُتَعَمِّداً فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ''۔[1]

قتل مؤمن کی سزا جہنم ہے اور بچوں کا قتل تو جہاد میں بھی منع کیا گیا ہے، اگرچہ وہ بڑے سے بڑے کافر کا بچہ ہو[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر وناظر ہے؟

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور اس کا عقیدہ بھی رکھتا ہے، اور قرآن شریف میں جو آیت کے معنی بتائے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، جواب میں بکر کہتا ہے کہ یہ جو عقیدہ عوام میں رائج ہے، معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہر جگہ حاضر ہے، موجود ہے، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ علیم وخبیر ہے، زید اور بکر دونوں میں سے کون صحیح عقیدہ پر ہے؟ اور صحیح عقیدہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کوئی جسم ہے جو ہر جگہ موجود ہے جیسے مثلاً کوئی آدمی ہو مکان کے مختلف کمروں میں آئے جائے، ایک کمرے میں تو دوسرے کمرے میں نہیں، اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ایک جسم ہے پاک ناپاک ہر جگہ موجود ہے، یہ عقیدہ غلط ہے وہ جسم وجسمیات سے بالاتر ہے، البتہ اپنے علم وقدرت کے اعتبار

[1] سورۂ نساء الاية ۹۳/ (**ترجمہ**) اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ (بیان القرآن)

[2] وعن عبد الله بن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل النساء والصبيان. (متفق عليه، مشكوٰة شريف ص ۳۴۲/ باب القتال فى الجهاد، مطبوعه ياسرنديم ديوبند)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔

سے وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے، کوئی شئی کوئی جگہ اسکے علم وقدرت سے باہر نہیں، شرح فقہ اکبر میں اس کی تصریح موجود ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۱۴۰۰ھ

حاضر وناظر اور مقلب القلوب وغیرہ

سوال: ۔زید کہتا ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر اور مقلب القلوب ہیں اور ملک اور ملکوت کا مشاہدہ فرمارہے ہیں، اور امت کے احوال وافعال، حرکات وسکنات دلوں کے خطرات سے آگاہ ہیں، اپنی امت کو دیکھتے ہیں، ان کی نیت ارادے اور دل کی باتوں سے واقف ہیں، دین پر چلنے والے کے رتبہ سے، اچھے برے کاموں، اخلاص ونفاق سے واقف ہیں، اس کا دین اور ایمان کس درجہ کا ہے؟ (کیا یہ قول صحیح ہے؟)

زید اپنے قول کی تائید میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ نیز معتبر علماء ومشاہیر کے اقوال معہ حوالہ کتب ذیل پیش کرتا ہے۔

الف: ۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ از کتاب اقرب السبل عبارت فارسی ”باچندیں اختلاف وکثرتِ مذاہب کہ درعلمائے امت ہست یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست“ کہ آنحضرت ﷺ بحقیقت حیات بےشائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی است وبراعمال

---

[1] فالله تعالیٰ اعلم بجميع الموجودات لايعزب عن علمه ...... مثقال ذرة في العلويات والسفليات وانه تعالیٰ يعلم الجهر والسر ومايكون اخفى منه من المغيبات الخ شرح فقه اكبر ص ۱۸/ (وفي موضع آخر) ولايكون في الدنيا ولافي الآخرة شئی جميعها الا بمشيته وعلمه وقضائه الخ، شرح فقه اكبر ص ۴۹/ (مطبوعه مجتبائی دهلی)

امت حاضر وناظر است وطالبانِ حقیقت راومتوجہان آنحضرت رامفیض ومربی [1]

ب: ۔آیت شریفہ یایھاالنبی انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً.

ترجمہ:-اے غیب کی خبر دینے والے نبی ہم نے تم کو حاضر وناظر خوشخبری دینے والا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا شاہد کے تین معنی حاضر وناظر گواہ اور یہ کہ ہر تقدیر پر حضور حاضر وناظر ہیں

ج: آیت کریمہ قرآنیہ "وجئنا بک علیٰ ھؤلاء شھیداً ویکون الرسول علیکم شھیدا" اس سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی ہیں۔

د: ۔تفسیر روح البیان مصری جلد دوم، ص ۲۴۸ رمیں اسی آیت کریمہ کے تحت درج ہے کہ "شھادۃ الرسول علیھم اطلاعہ علی رتبۃ کل متدین بدینہ وحقیقتہ التی ھو علیھا من دینہ وحجابہ الذی ھو بہ محجوب عن کمال دینہ فھو یعرف ذنوبھم وحقیقۃ ایمانھم واعمالھم وحسناتھم وسیآتھم واخلاصھم ونفاقھم وغیر ذٰلک بنور الحق" [2]

ہ: ۔تفسیر فتح العزیز میں اس آیت کریمہ کے تحت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بالکل یہی تفسیر کی ہے "ویکون الرسول علیکم شھیداً وباشد رسول شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت برمرتبہ متدین بدین خود کہ درکدام درجہ از دین من رسیدہ است وحقیقت ایمان اوچیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس اومی شناسد گناہان شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال نیک وبدشمارا واخلاص ونفاق شمارا ولہذا شہادت او

---

[1] **ترجمہ**:-اتنے اختلاف اور کثرت مذاہب کے باوجود جو کہ علماء امت میں ہے اس مسئلہ میں کسی ایک شخص کا بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت حیات کے ساتھ بے شائبہ مجاز وتوہم، تاویل، دائم وباقی ہیں، اور طالبان حقیقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچانے والے اور تربیت کرنیوالے ہیں۔

[2] روح البیان ج ۱ رص ۲۴۸ ر الجزء الثانی، سورہ بقرہ آیت ۱۴۳ ر طبع دار الفکر بیروت.

در دنیا وآخرت بحکم شرع درحق امت مقبول وواجب العمل است۔[۱]

و:۔ امام ابن الحاج مدخل میں[۲] اور امام قسطلانی مواہب لدنیہ جلد دوم، ص ۳۸۷ ر میں فرماتے ہیں ''وقدقال علماء نالافرق بین موته وحیاته علیه السلام وفی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونیّاتِهِمُ وعزائمهم وخواطرهم وذٰلک جلی لاخفاء ''یعنی ہمارے علماء نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور وفات میں کوئی فرق نہیں، اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات ونیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں، اور یہ بالکل ظاہر ہے، ان تصریحات اور انکے علاوہ بہت سی کتابوں کی تصریحات سے حضور ﷺ کا حاضر وناظر ہونا واضح وروشن ہے، اور مقلب القلوب ہونے کی قدرت اللہ عزوجل نے بخشی ہے۔

ز:۔ جو حضور ﷺ کو حاضر وناظر نہیں جانتا اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، ایسا امام ضرور امامت سے معزول کرنے کے قابل ہے۔

ح:۔ صحیح عقائد کے لئے بہارِ شریعت جلد اول یا کتاب العقائد مصنفہ مولانا نعیم الدین صدر الافاضلؒ کی ملاحظہ کی جائے۔

کیا زید کا پیش کردہ ثبوت مندرجہ بالا اس کے قول کی تائید اور تصدیق کے لئے کافی ہے، اور قابل تسلیم وصحیح ہے، اور آخری آئٹم میں جو کتاب بہارِ شریعت وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ

۱؎ ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی، ص ۲۹۶ ر سورۂ بقرہ، مطبوعہ حیدری،

اور رہوں گے تمہارے رسول گواہ اسلئے کہ وہ نور نبوت کے ذریعہ اپنے دین کو اختیار کرنے والے کے مرتبہ پر مطلع ہیں کہ میرے دین کے کونسے مرتبہ پر پہنچا ہوا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے، اور کونسا حجاب ہے کہ اس کی وجہ سے وہ ترقی محجوب بنا ہوا ہے، پس وہ تمہارے گناہوں اور تمہارے ایمان کے درجات اور تمہارے نیک وبد اعمال اور تمہارے اخلاص ونفاق کو پہچانتے ہیں اس لئے ان کی شہادت دنیا وآخرت میں بحکم شریعت امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔

۲؎ المدخل لابن الحاج، ج ۱ ر ص ۲۵۹ ر زیارۃ سیدالمرسلین، مطبوعہ مصر،

حنفی عقیدہ کے مطابق صحیح ہے یا نہیں؟

بکر ایک مسجد میں امام ہے، اور حنفی المسلک ہے، وہ زید کے قول اور پیش کردہ ثبوت کو صحیح تسلیم نہیں کرتا، اور کہتا ہے کہ جو صفات باری تعالیٰ عز اسمہٗ جل جلالہ کی ذات کے لئے خاص ہیں، مثلاً ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہونا، حاضر وناظر اور مقلب القلوب ہونا، ارادے اور نیتوں کا جاننا وغیرہ اگر بعینہٖ یہی صفات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مانی جائیں، پھر معبود اور عبد، خالق ومخلوق میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اگر پیغمبر علیہ السلام کو مقلب القلوب یعنی قلب بدلنے کی قدرت ثابت کی جاتی ہے تو کفار ومشرکین مکہ مثلاً ابوجہل، ابولہب، اُبی ابن خلف وغیرہ دشمنانِ اسلام اور خصوصاً خواجہ ابوطالب جیسے شفیق ومہربان چچا کے دل کو پھیرنے میں کیا امر مانع رہا ہے۔

بہرحال اس عقیدے کی بناء پر امام صاحب کو زید کے ہم خیال لوگوں نے امامت سے الگ کر دیا کہ وہ حضور کو حاضر وناظر مقلب القلوب نہیں جانتا ہے۔

عقیدے کی کیا تعریف ہے؟ اور مسلمان کو کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

الجواب حامداً مصلیاً

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے خود ہی دعا کیا کرتے تھے ”**یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک** الحدیث۔[1]

امت کے جو احوال حضور اقدس ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتا دیئے وہ معلوم ہو گئے،

---

[1] عن انسؓ کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یکثران یقول یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک، رواہ احمد والترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲، باب الایمان بالقدر، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے فرمایا کرتے تھے، اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر جما دے۔

جو نہیں بتائے نہیں معلوم ہوئے[۱]۔

قرآن کریم میں بہت سی چیزیں ایسی مذکور ہیں جن کے متعلق بتایا گیا کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، حضور اکرم ﷺ کو ان کا علم نہیں تھا، اور بھی کسی کو علم نہیں۔

''يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَرَبِّى لَايُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَااِلَّاهُوْ[۲]. وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهَااِلَّاهُوْ[۳]. اَلْاٰيَةُ،

قُلْ لَااَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَااَعْلَمُ الْغَيْبَ[۴]. وَلَوْكُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ[۵] وَمَاكُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَااَدْرِىْ مَايُفْعَلُ بِىْ وَلَابِكُمْ[۶].

صحاح کی حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ تم لوگ اپنا مقدمہ میرے پاس لاتے ہو بعض لوگ اپنا دعویٰ ثابت کرنے میں بہت ماہر لسان ہوتے ہیں، یاد رکھو کہ اگر اس کی باتوں سے متأثر ہو کر اس کے دعویٰ کو سچا سمجھ کر میں نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا اور واقعۃً اس کا حق

---

[۱] ان الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام لم يعلموا المغيبات من الاشياء الاماعلمهم الله تعالىٰ احياناً. (شرح فقه اكبر، ص ۱۸۵، مطبوعه مجتبائى دهلى)

[۲] سورة الاعراف آيت:۱۸۷، **ترجمہ**:- آپ سے یہ لوگ قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں، کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کریگا (بیان القرآن)

[۳] سورة انعام الاية، ۵۹ (**ترجمہ**) اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے (بیان القرآن)۔

[۴] سورة انعام الاية ۵۰، (**ترجمہ**) آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں (بیان القرآن)

[۵] سورة الاعراف الاية ۱۸۸، (**ترجمہ**) اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا۔ (بیان القرآن)

[۶] سورة الاحقاف الاية ۹/ (**ترجمہ**) میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاویگا اور نہ تمہارے ساتھ (بیان القرآن)

نہیں تھا، تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے، جو اس کو دے رہا ہوں[۱] غرض بے شمار احادیث وواقعات سے علم کلی کی نفی ہوتی ہے۔

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے ''من اعتقد تسویة علم اللّٰه تعالیٰ ورسوله یکفر اجماعاً''اھ[۲] موضوعات کبیر، ص۹۹۔

صحیح بخاری شریف میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو حضور اکرم ﷺ نے قرآن سنانے کے لئے ارشاد فرمایا انہوں نے سورۂ نساء شروع کی، جب اس آیت پر پہنچے ''فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا''[۳] تو ارشاد فرمایا بس کرو، اور مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اس پر شروح حدیث میں لکھا ہے کہ جس چیز کو نہیں دیکھا اس پر شہادت دینے کی دشواری کی بناء پر آنسو جاری ہو گئے[۴]۔

---

[۱] ''عن ام سلمة ان رسول اللّٰه ﷺ قال انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم یکون الحن بحجته من بعض فاقضی له علی نحو مااسمع منه فمن قضیت له بشئی من حق اخیه فلایاخذنه فانما اقطع له قطعة من النار متفق علیه'' (مشکوٰة ص۳۲۷، باب الاقضیة والشهادات، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، بخاری شریف ص ۱/۳۳۲، کتاب المظالم والقصاص، باب اثم من خاصم فی باطل الخ، مطبوعه اشرفی دیوبند)

[۲] موضوعات کبیر ص ۱۲۲/ کراچی، فصل ومنها مخالفة الحدیث،

[۳] فی حدیث عبداللّٰه قال قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اقرأ علی فقرأت علیه سورة النساء حتی بلغت فکیف اذاجئنا من کل امة بشهید وجئنا بک علی هولاء شهیداً قال امسک فاذا عیناه تذرفان (بخاری شریف ص ۶۵۹/ ج۲/ کتاب التفسیر، باب فکیف اذا جئنا الخ، مطبوعه اشرفی دیوبند، سورۂ نساء آیت: ۴۱)

[۴] فبکی حتی ضرب لحیاه ووجنتاه فقال یارب هذا شهدت علی من انابین ظهریه فکیف علی من لم ارهٗ (عمدة القاری ص ۱۰/۶۰، جزء۲۰، دارالفکر بیروت، فتح الباری ص ۱۲۲/ ج۱۰، کتاب فضائل القرآن، باب البکاء عند قراء ة القرآن، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه)

تابیر نخل کی حدیث میں صاف صاف مذکور ہے "انتم اعلم بامورِ دنیاکم"[۱]

"واقعہ افک" "بیر معونہ" "فقد عقد"[۲]

حدیث حوض" لاتدری مااحدثوا بعدک"[۳] حدیث شفاعت وغیرہ وغیرہ صحاح میں مذکور ہیں، شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵ر میں[۴] "وبالجملة فالعلم بالغيب امر تفرد به سبحانهٗ تعالیٰ ولا سبيل اليه للعباد الاباعلام منه والهام بطريق المعجزة اوالكرامة اوالارشاد الى الاستدلال بالامارات فيما يمكن فيه ذلک ثم اعلم ان الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام لم يعلمو المغيبات من الاشياء الاماعلمهم اللّٰه تعالىٰ احياناً وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبى عليه الصلوٰة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالىٰ قل لايعلم من فى السمٰوٰت والارض الغيب الااللّٰه كذافى المسايرة.

جو چیز قرآن کریم، صحیح احادیث، اجماع، علم الکلام والعقائد سے صاف صاف ثابت ہو وہ اصل ہے، پھر اگر کسی مسلمہ بزرگ کے کلام میں کوئی چیز اس کے خلاف منقول ہو اور نقل کی سند بھی معتبر ہو تو اس میں تاویل کر کے اس کے لئے ایسا محمل تجویز کیا جائیگا، جو قرآن کریم، حدیث شریف، اجماع، تصریحات متکلمین کے خلاف نہیں، نہ یہ کہ اس کی وجہ سے قرآن کریم وحدیث

---

[۱] مسلم شريف ص ۲۶۴/۲، كتاب الفضائل، باب وجوب امتثال ما قاله شرعا الخ. مطبوعه رشيديه دهلى، **ترجمہ**:-تم اپنے دنیوی امور کو زیادہ جانتے ہو۔

[۲] "واقعۂ افک، بخارى شريف ج ۲/ص ۲۹۶/ حديث افک" (بخارى شريف ۲ج ص ۵۸۷/ كتاب المغازى، باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة، (بخارى شريف ج ۱/ ص ۴۸/ كتاب التيمم، واقعه فقد عقد. مطبوعه اشرفى ديوبند،

[۳] مشكوة شريف ص ۴۸۸، باب الحوض والشفاعة، مطبوعه دارالكتاب ديوبند، **ترجمہ**:-آپ کو ان باتوں کا علم نہیں ہے جوانہوں نے آپ کے بعد دین میں پیدا کر لی تھیں۔

[۴] شرح فقه اكبر ص ۱۸۵، مطبوعه مجتبائى دهلى.

شریف میں تاویل کی جائے، یا ترک کیا جائے، اگر کسی مسلمہ بزرگ کا کلام نہ ہو یا نقل کی سند ہی معتبر نہ ہو تو تاویل کی بھی حاجت نہیں، ویسے ہی وہ نا قابل التفات ہے، (از الف تاح) میں کوئی ایسی شئی نہیں جو قطعیات کے معارض ہو سکے، جس کی وجہ سے قطعیات میں تاویل کی جائے، بلکہ ان (الف تاح) میں سے بعض چیزیں غلط ہیں، بعض چیزیں بالکل ہی پایۂ اعتبار سے ساقط و نا قابل التفات ہیں، بعض محل تاویل ہیں۔

۞ بکر کا عقیدہ صحیح ہے، قرآن کریم، حدیث شریف، اجماع، تصریحات متکلمین کے موافق ہے، اس کو امامت سے علیحدہ کرنا ظلم اور ناجائز ہے، اس کے بالمقابل زید کا عقیدہ غلط ہے، اس کو خود اپنی ہی فکر لازم ہے، چاہئے کہ اپنا عقیدہ صحیح کرے۔

۞ عقیدہ وہ بنیادی یقین ہے جس پر نجات مرتب ہوتی ہے، اور اس کے ترک سے نجات سے محرومی ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اصاب من اجاب ہذا الجواب، بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

حاضر وناظر کا عقیدہ رکھنا

سوال:۔ سورۂ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم ﷺ کا ادب سکھایا ہے کہ دیوار کے باہر سے مت پکارو نہ ان سے سلام وکلام میں آواز بلند کرو جب باہر تشریف لائیں تب سلام وکلام کرو وغیرہ وغیرہ یہ سب دنیا کی زندگی کے واسطے بتایا اور اب بھی وہی حکم ہے، کیونکہ میلاد میں زور سے سلام پڑھتے ہیں، اور سینکڑوں کوس سے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سب ادب ہمیشہ کے لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں

ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس آکر صلوٰۃ وسلام مجھ پر بھیجتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے وہ ملائکہ کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے[1]، آواز بلند کرکے پڑھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ خود حضور ﷺ یہاں حاضر وناظر ہیں اور بلا واسطہ سنتے ہیں یہ عقیدہ غلط ہے اور اس سے توبہ لازم ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند

شاہد کا ترجمہ حاضر ناظر

سوال:۔ زید کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں، اور دلیل میں آیت "وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا شَاھِداً وَّمُبَشِّراً وَّنَذِیْراً" پیش کرتے ہوئے شاہد کا ترجمہ "حاضر وناظر بنا کر بھیجا" کرتا ہے سوال یہ ہے کہ کیا اس لفظ کا اطلاق آپ ﷺ پر درست ہے، حاضر وناظر اگر باری تعالیٰ کی صفت مختصہ ہو تو براہِ کرم کتب حدیث وفقہ وعقائد میں صفحہ کے حوالہ سے اس کی نشاندہی فرمائی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

حاضر کا ترجمہ ہر جگہ موجود اور ناظر کا ترجمہ ہر ایک کو دیکھنے والا، اس معنی کے اعتبار سے یہ اللہ تعالیٰ کی صفت مختصہ ہے، یعنی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں، وہ سب کو دیکھتا اور جانتا ہے

---

[1] عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیَّ عند قبری سمعتہ ومن صلی علیَّ نائیا ابلغتہ. مشکوۃ شریف ص۸۷، باب الصلوۃ علی النبی ﷺ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

[2] عالم الغیب والشہادۃ وھو الحکیم الخبیر (سورۂ انعام الایۃ ۷۳، **ترجمہ**:- وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہری چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔ (بیان القرآن)

"لَایَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِیْ السَّمٰوٰاتِ وَلَافِی الْاَرْضِ[۱]. یَعْلَمُ السِرَّ وَاَخْفٰی[۲]. عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ[۳]. بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ[۴]. بِکُلِّ شَیْئٍ مُحِیْطٌ[۵] وغیرہ بکثرت نصوص قرآنیہ موجود ہیں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض آیات میں صاف حکم ہے، کہ آپ اپنے متعلق علم غیب کی نفی کا اعلان کردیں "قُلْ لَااَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِی خَزَائِن اللّٰہِ وَلَااَعلَمُ الْغَیْبَ[۶]"، بعض آیات میں علم غیب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔

بطریق حصر "وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَایَعْلَمُهَااِلَّاهُوَ[۷]"، بعض آیات میں بعض چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص قرار دیا گیا ہے۔

"لَایُجَلِّیهَا لِوَقْتِهَااِلَّاهُوَ"[۸] بعض آیات میں بعض خاص چیزوں کے علم کی حضرت رسول اکرم ﷺ سے نفی کی گئی ہے "وَمَاعَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ[۹]" وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ

---

۱ سورۂ سبا الآیۃ ۳/ **ترجمہ**:- اس سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں نہ زمین میں (بیان القرآن)

۲ سورۂ طہ الآیۃ ۷/

ترجمہ:- وہ چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے بھی زیادہ خفی بات کو جانتا ہے (بیان القرآن)

۳ سورۂ آل عمران الآیۃ ۱۵۴/ **ترجمہ**:- (اللہ تعالیٰ) باطن کی باتوں کو جانتے ہیں۔

۴ سورۂ بقرہ الآیۃ: ۲۸۲/ **ترجمہ**:- (اللہ تعالیٰ) چیزوں کو جاننے والے ہیں۔

۵ سورہ حم سجدہ الآیۃ: ۵۴/ **ترجمہ**:- (وہ) ہر چیز کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔

۶ سورۂ انعام الآیۃ: ۵۹/

ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں، اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں۔

۷ سورۂ انعام الآیۃ: ۵۹/ **ترجمہ**:- اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے۔

۸ سورۂ اعراف الآیۃ: ۱۸۷/ **ترجمہ**:- اس کے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کریگا۔

۹ سورۂ یس الآیۃ: ۶۹/ **ترجمہ**:- اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا۔

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَاتَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ[1] رُسُلاً قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ[2] قُلْ مَاكُنْتُ بِدْعاً مِنَ الرُّسُلِ وَمَاأَدْرِيْ مَايُفْعَلُ بِيْ وَلَابِكُمْ[3] بعض آیات میں علم غیب سے ناواقف ہونے پر بعض امور بطور شرط وجزاء مذکور ہیں "وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَامَسَّنِيَ السُّوْءُ"[4] پھر بطور ایجاب جمیع علوم غیبیہ کا حاوی تسلیم کرنا ان نصوص کے خلاف ہے، احادیث تو بے شمار ہیں جن سے ایجاب کلی کی نفی ہوتی ہے، بلکہ حدیث میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں حوضِ کوثر پر ہونگا اور کچھ لوگوں کولایا جائیگا، مگر پھر وہ میری نظر سے اوجھل ہوجائیں گے، میں کہونگا کہ یہ تو میرے آدمی ہیں، جواب ملے گا "لاتدری مااحدثوابعدک" آپ کومعلوم نہیں کہ یہ کن بدعات میں مبتلا ہوگئے تھے، تو میں کہونگا کہ ایسے لوگوں کو آگ میں ڈھکیل دو کہ جنہوں نے دین میں تبدیلی کردی[5] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] سورۂ توبہ الآیۃ: ۱۰۱/
ترجمہ: اور کچھ مدینے والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق کی حد کمال پر پہنچے ہوئے ہیں آپ ان کونہیں جانتے، ان کوہم جانتے ہیں۔

[2] سورۂ نساء الآیۃ: ۱۶۴/ **ترجمہ**: اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جن کا حال اسکے قبل ہم آپ سے بیان کرچکے ہیں اور ایسے پیغمبروں کو جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔

[3] سورۂ احقاف الآیۃ: ۹/ **ترجمہ**: آپ کہدیجئے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاویگا اور نہ تمہارے ساتھ۔

[4] سورۂ اعراف الآیۃ: ۱۸۸/ **ترجمہ**: اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کرلیا کرتا، اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوئی۔ (بیان القرآن)

[5] فی حدیث سهل بن سعد مرفوعاً ليردن على اقوام اعرفهم ويعرفونني ثم يحال بيني وبينهم فاقول انهم مني فيقال انك لاتدري مااحدثوا بعدك فاقول سحقا سحقا لمن غيربعدي متفق عليه (مشكوٰة شريف ،ص ۴۸۸/باب الحوض، مطبوعه دار الكتاب ديوبند)

ایک شعر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب

سوال:۔ ذرا چہرے سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار ٹک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ[1]
یہ شعر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جو شعر لکھا ہے وہ اس طرح نہیں پڑھنا چاہئے، اس سے بچنا بھی لازم ہے[2]
فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

یارسول اللہ کہنا

سوال:۔ یارسول اللہ کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگرعقیدہ ہوکہ ہرجگہ حاضرو ناظر ہیں تو شرک ہے[3] البتہ روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر یارسول اللہ کہنا درست ہے[4] واللہ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] کلیات امدادیه میں رساله گلزار معرفت صفحه۲.
[2] "بعقیدۂ عالم الغیب" شرک ہیں اور مجامع میں منع ہیں کہ عوام کے عقیدہ کو فاسد کرتے ہیں، لہٰذا مکروہ ہوویںگے۔(فتاویٰ رشیدیه ص ۱۰۳/ دهلی)
[3] وفی التوشیح منهم الذین یدعون الانبیاء والاولیاء عند الحوائج والمصائب باعتقاد ان ارواحهم حاضرة تسمع النداء وتعلم ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی ہیں نور بھی ہیں

سوال: ۔کلام پاک کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بشر کا لفظ بھی آیا ہے، اور نور کا لفظ بھی آیا ہے ''قُلْ اِنَّمَا اَنَابَشَرٌ مِثْلُکُمْ اَلْاٰیَة قَدْجَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَ کِتَابٌ مُّبِیْـــــن ؟ ان دونوں آیتوں کا مطلب کیا ہے، واضح طور پر لکھیں، اگر ہم حضور ﷺ کو صرف نور مان لیں اور بشر نہ مانیں یا بشر مانیں نور نہ مانیں اور خدا کو ہر جگہ حاضر وناظر نہ سمجھنا اور حضور کو سمجھنا کیسا ہے، اور نور سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے بشر قرار دیا، اور بشریت کے اعلان کا حکم فرمایا[1]، تو پھر آپ کو بشر نہ ماننا خدائے قہار کا مقابلہ کرنا ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا ہے، جب کہ قرآن کریم کو بھی نور فرمایا گیا اس کا مطلب خود قرآن شریف میں موجود ہے:۔

قدجاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین یھدی بہ اللّٰہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الیٰ النور باذنہ ویھدیھم الیٰ صراط مستقیم[2] ای ینجیھم من المھالک ویوضح لھم ابین المسالک فیصرف عنھم المحذور ویحصل لھم

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............الحوائج وذلک شرک قبیح وجھل صریح. (الجنة لاھل السنة، ص ۳۰، مطبوعہ دھلی)

[۴] یقول فی موقفہ السلام علیک یارسول اللّٰہ (فتح القدیر ص ۱۸۱ /ج۳/ کتاب الحج، باب التمتع، کراچی، فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیَّ الآیة، سورة الکھف آیت: ۱۱۰، سورۂ حم السجدة آیت: ۶،

[۲] سورۂ مائدہ آیت: ۱۶،

الامور وینفی عنهم الضلالة ویرشدهم الی اقوم حالة. (تفسیر ابن کثیر[۱] ص ۳۴ ج ۲)

یعنی آپ کی ہدایت پر عمل کرنے سے آدمی بادیۂ ضلالت کی تاریکیوں سے نکل کر سبیل الرشاد اور صراطِ مستقیم کی روشنی میں آجاتا ہے، پھر نافرمانی کی مہلکات سے بچ کر اطاعت کے جادۂ مستقیم پر گامزن ہو کر سخط وغضب کے مظہر جہنم سے نجات پاتا اور رحمت ورضوان کے مظہر جنت میں دخول کی سعادت حاصل کرتا ہے، حضور اکرم ﷺ کے نور ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ صفات بشری، کھانے، پینے، سونے، جاگنے، بیٹھنے، لیٹنے، خرید وفروخت، جنگ وصلح، نکاح وطلاق، بیماری وصحت وغیرہ امور سے بے نیاز اور بری تھے، کفار کہا کرتے تھے:۔

''مالهذا الرسول یأکل الطعام ویمشی فی الاسواق الآیة''[۲]

یہ کیسے رسول ہیں کہ کھانا کھاتے ہیں، اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں، البتہ بشر ہونے کے باوجود اللہ پاک نے آپ کو بہت سی خصوصیات سے نوازا، اپنا حبیب وخلیل بنایا تمام پیغمبروں کا سید بنایا، قرآن کریم آپ پر نازل فرمایا، ہر قسم کے گناہوں سے آپ کو معصوم رکھا، آپ کے صحابہ اور اہل بیت کو وہ درجہ دیا کہ پیغمبروں کے بعد کسی کو نہیں ملا، اپنی رضا اور نجات کو آپ کے اتباع میں منحصر کر دیا[۳]، حتی کہ:۔

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ص۵۵/۲، سورۂ مائدہ آیت: ۱۵، طبع مکہ مکرمہ، مدارک التنزیل ص۲۷۶/۱، الجزء الاول، دارالفکر بیروت، روح المعانی ص۹۷/۶، سورة المائدة، طبع مصطفائی دیوبند،

ترجمہ:-تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی اور ایک کتاب واضح کہ اسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو کہ رضاء حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں اور ان کو اپنی توفیق سے تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتے ہیں اور ان کو راہِ راست پر قائم رکھتے ہیں۔

[۲] سورۂ فرقان الآیة۷

(**ترجمہ**) اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ (بیان القرآن)

[۳] قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله الآیة سورۂ آل عمران آیت ۳۱،

ترجمہ:-آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو لوگ میری اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (از بیان القرآن)

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہر جگہ حاضر وناظر ہونا خداوند تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے **عالم الغیب والشھادۃ**[1] صرف وہی ایک ذات ہے اور یہ صفت اس کی ذاتی صفت ہے، جس کو کوئی چھین نہیں سکتا۔ جو شخص اس کی اس صفت کی نفی کرتا ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر وناظر سمجھتا ہے وہ غلطی پر ہے، اور اس کا یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے[2]۔

"قل لااقول لکم عندی خزائن اللّٰہ ولااعلم الغیب الآیۃ"[3] آپ کہدیجئے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزائن اللہ ہیں اور نہ میں عالم الغیب ہوں، صحیح بخاری شریف میں بھی اس پر انکار فرمایا گیا ہے[4]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ جامع العلوم کانپور

بشریت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال:۔ حسب ذیل آیتوں کا شانِ نزول کیا ہے "قل انما انابشرٌ مثلکم یوحیٰ الی"

---

[1] سورۂ حشر آیت: ۲۲.

[2] الذین یدعون الانبیاء والاولیاء عند الحوائج والمصائب باعتقاد ان ارواحھم حاضرۃ تسمع النداء وتعلم الحوائج وذلک شرک قبیح وجھل صریح (الجنۃ لاھل السنۃ ۳۰، بحث نداء استمدادی، مطبوعہ دھلی)

[3] سورۂ انعام الآیۃ ۵۰/ **ترجمہ**:- آپ کہد یجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خداتعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں (بیان القرآن)

[4] وفی حدیث الربیع بنت مُعَوِّذ مرفوعاً اذ قالت احدیھن "وفینا نبی یعلم مافی غدٍ" فقال دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین(رواہ البخاری ص ۷۷۳/۲/ باب ضرب الدف فی النکاح، طبع اشرفی دیوبند، مشکوۃ ص ۲۷۱، طبع یاسرندیم) "وانما انکر علیھا ماذکر من الاطراء حیث اطلق علم الغیب لہٗ وھی صفۃ تختص باللّٰہ تعالی"(فتح الباری ص ۲۵۵/۱۰، طبع نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ)

الجواب حامداً ومصلیاً

منکرین کہتے تھے کہ جو شخص بشر ہو وہ رسول کیسے ہوسکتا ہے، کیونکہ بشر تو حوائج ضروریہ میں مبتلا رہتا ہے، رسول کو ان سے پاک ہونا چاہئے، اس کی تردید کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ''قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحىٰ اِلَى'' [1]

کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں بشر ہوں میرے ساتھ بھی حوائج ہیں، کسی اور نوع کا فرد نہیں ہوں (نہ جن ہوں نہ فرشتہ) بات اتنی ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا صرف ایک ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

حضور اکرم ﷺ کو نور بھی دیا گیا

سوال:۔ ''قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین'' کا شانِ نزول کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہودی لوگ اپنی کتاب کی کچھ باتیں چھپاتے تھے، اور کچھ ظاہر کرتے تھے، اس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور آپ ﷺ کو نورِ نبوت کے ذریعہ وہ چیز خوب ظاہر ہوگئی، اسی کو اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی طرف سے حضور ﷺ کو کتاب (قرآن مجید) عطا ہوئی اور نورِ نبوت بھی عطا ہوا، جس سے یہود کی دسیسہ کاریاں آپ [2]

---

[1] سورۂ کہف الآیۃ ۱۱۰/

ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے کہ میں تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس (یہ) وحی آتی ہے (بیان القرآن)

[2] تنبیہ یتوسع فی مفهوم سبب النزول حسب ماذکر الشاہ ولی اللہؒ فی الفوز الکبیر ص ۱۸/ ثم لیراجع اضواء البیان ص ۳۵۶/ ج۳/ فقد ذکر الشنقیطی فیه مایقرب مماذکر فی الجواب ۱۲. مطبوعه دار الفکر بیرت،

پر ظاہر ہوگئیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضور اکرم ا کے اختیارات از بہارِ شریعت

سوال:۔ بہارِ شریعت حصہ اول، ص۲۲ رحضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں، تمام جہاں حضور ﷺ کے تحت تصرف کردیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے وہ چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں، تمام ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے، ملکوت السمٰوات والارض حضور ﷺ کے زیر فرمان رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، دنیا وآخرت حضور ﷺ کے عطا کا ایک حصہ ہے، احکام تشریعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کردیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمائیں، اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کریں، اور جو قرض چاہیں معاف کردیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ عظیم الشان عقیدہ بلانص کیسے تسلیم کیا جاوے خاص کر جب کہ نصوص اس کے بالکل خلاف موجود ہوں۔ ملاحظہ ہو:۔

---

[1] هذاالنبی قد یبین لکم کثیراً من الاحکام والآیات التی کنتم تخفونها عن العوام فقد روی ان هذه نزلت حینما کتمواحکم الزانی المحصن واقسم النبی ﷺ علی حبرهم ابن صوریا وناشده اللّٰه ابن صوریاحتی اعترف به وقدانکر واغیرذلک من بشارة النبی ووصفه فبینه القرآن لهم. (التفسیر الواضح ص ۱۴/ج۶، القرآن ومایخفیه اهل الکتاب، مطبوعه بیروت، روح المعانی ص۹۷/۶، مطبوعه مصطفائی دیوبند، سورۂ مائده آیت: ۱۵، احکام القرآن للقرطبی ص۷۸/۳، الجز ۶، مطبوعه دارالفکر بیروت)

"قل لااملک الخ[1] الاية عن ابی هريرةؓ قال لما نزلت انذرعشير تک الخ دعا النبی عليه السلام قريشاً الیٰ اٰخرالحديث[2] بمشکوٰة ،ص ۴۶٠/ ليس لک من الامرشئٌ الاٰية[3] قل لااقول لکم عندی الاٰية[4] "

عقائدِ مذکورہ کے ثبوت میں مصنف نے کچھ دلائل بھی پیش کئے ہیں، یا نہیں میں نے بہارِ شریعت کا کبھی مطالعہ نہیں کیا، کسی جگہ سے دستیاب نہیں ہوئی، بریلی سے منگائی تھی وہاں سے جواب نہیں آیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ
مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

۱؎ سورۂ اعراف الآية:۱۸۸

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی جتنا خداتعالیٰ نے چاہا ہو (بیان القرآن)

وراجع سورة الجن الآية: ۲۱

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا (بیان القرآن)

۲؎ راجع الفصل الاول من باب الانذار والتحذير فيه " فانی لااملک لکم من اللّٰه شيئاً ولااغنی عنکم من اللّٰه شيئاً (مشکوٰة شريف ص: ۴۶٠/ ج: ۲، باب الانذار والتحذير، مطبوعه دارالکتاب ديوبند)

۳؎ سورة ال عمران الآية: ۱۲۸

(ترجمہ) تیرا اختیار کچھ نہیں یا ان کو توبہ دیوے خداتعالیٰ یا ان کو عذاب کرے۔ (ترجمہ شیخ الہند) آپ کو کوئی دخل نہیں الخ (بیان القرآن)

۴؎ سورۂ انعام الآية: ۵٠

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خداتعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں۔ (بیان القرآن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ششم

﴿رسالت، نبوت، ختم نبوت، تجدید دین﴾

نبوت تشریعی وغیر تشریعی

سوال:-(۱) صاحب شریعت کس نبی کو کہتے ہیں اس کی تعریف کیا ہے؟

(۲) غیر تشریعی نبی کس کو کہتے ہیں اس کی تعریف کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جس کی شریعت مستقل ہو۔

(۲) جو دوسرے نبی کے تابع ہو[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] یستفاد من فصوص الحکم ص ۱۴۰/ فلانبی بعده مشرعاً اومشرعاً له ولارسول وهوالمشرع (هداية الممترى ص۸۷/ تقابلی مطالعه)

ختم نبوت ذاتی

سوال:۔ حضرت مولانا مدنیؒ کی کتاب ''الشہاب الثاقب'' ص۸۷؍ میں یہ عبارت ہے ''پس بنظر اس کے وصف اصلی اور کمال ذاتی کے ممکن ہوگا، کہ کوئی نبی اس کے بعد آوے اگرچہ یہ ممکن کسی وجہ خارجی سے ممتنع ہوگیا ہو'' یہ وہی مطلب اس عبارت کا ہے جو، ص۱۴؍ میں مجدد بریلوی نے نقل کی ہے، کہ اگر فرض کیا جائے، وجود کسی نبی کا بعد آپ کے ہو تو آپ کی خاتمیت پر خلل نہ ہوگا الیٰ آخرہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک اثر کی تشریح کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے ایک معنی تو وہی ہیں، جو سب کے ذہنوں میں موجود ہیں، یعنی یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد تشریف لائے، یہ مطلب بھی درست ہے اور اس پر ہمارا عقیدہ ہے جیسا کہ خود حضرت نانوتویؒ نے اپنی کتاب جوابات محذورات عشر میں جگہ جگہ تحریر فرمایا ہے، کہ ختم نبوت اپنا دین وایمان ہے، لیکن اس کے علاوہ ایک اور معنی بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور مرتبہ کے لحاظ سے بھی خاتم النبیین ہیں، اور آپ کی ذات تمام انبیاء کیلئے خاتم ہے، اور مطلب اس وقت میں بھی صادق ہے، جب کہ آپ جملہ انبیاء کے آخر میں تشریف لائے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اب اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ باطل ہے، اور اگر بالفرض آپ سے پہلے حتی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے تشریف لاتے تب بھی آپ اپنے مرتبہ کے لحاظ سے خاتم النبیین ہی ہو کر تشریف لاتے، اور اگر چند انبیاء کے بعد چند

انبیاء سے پہلے تشریف لاتے جب بھی آپ مرتبہ کے اعتبار سے خاتم النبیین ہی ہوتے ۔[1]

الحاصل آپ کا یہ عہدہ اور مقام ہر حال میں آپ کیلئے حاصل ہے، یہی مطلب الشہاب الثاقب کی عبارت کا ہے[2]، اب اگر کوئی اپنی باطن کی خرابی اور کج فہمی سے مطلب بگاڑ کر بیان کرے تو خود اس کا مطلب ہوگا، حضرت نانوتویؒ یا حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ ہرگز مطلب نہیں، اس بگڑے ہوئے مطلب کو ان بزرگوں کی طرف منسوب کرنا افتراء اور بہتان ہے، اور اس بگڑے ہوئے مطلب پر جو شرعی حکم عائد ہوگا، وہ خود اس بگاڑنے والے پر ہوگا، نہ کہ ان بزرگوں پر۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۶/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۶/۸۸ھ

حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر اشکال اور اسکا جواب

سوال: ۔ بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، لہٰذا اب کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا، لیکن اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ قادر مطلق ہے اور اس نے جس طرح پہلے انبیاء بھیجے اب بھی انکے بھیجنے پر قادر ہے، پھر اب وہ نبی کیوں نہیں بھیجے گا، براہِ کرم اس اشکال کو دور فرما دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ قادر مطلق ہے تو اس کو کون مجبور کر سکتا ہے کہ وہ ضرور نبی بھیجے کسی کو مطالبہ کا حق نہیں اس نے اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور خاتم النبیین قرار دیا ہے، اسلئے وہ

[1] دیکھئے: تحذیر الناس ص ۳/ مطبوعہ خیر خواہ پریس سہارنپور)

[2] چونکہ یہ (خاتم النبیین) صفت مدح کی ہے، اسلئے ایسے معنی لینے چاہئیں کہ جس سے فضیلت اعلیٰ درجہ کی ثابت ہو اور خاتمیت زمانی بھی قائم رہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۲۵۶/ مطبوعہ ارشاد المسلمین لاہور)

قادرِ مطلق ہونے کے باوجود اب کسی نبی کو پیدا نہیں فرمائے گا۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تعداد انبیاء علیہم السلام

سوال: ۔ کتنے انبیاء کل اس دنیا میں آئے، صحیح تعداد معلوم نہ ہوسکی، اگر صحیح تعداد کی تصدیق کسی کتاب سے ثابت ہے تو اس کتاب کا نام وحوالہ تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی آیت قرآنیہ میں تعداد مذکور نہیں بعض روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ سوالاکھ کے قریب آئے، قطعیت کے ساتھ عدد کو متعین نہیں کیا جاسکتا، شرح فقہ اکبر[۲] شرح مقاصد[۳]، شرح عقائد[۴]، مرقاۃ[۵] شرح مشکوٰۃ، وغیرہ سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۲/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۲/۸۹ھ

---

[۱] لان اخباره تعالىٰ بوقوع الشئ او عدم وقوعه لا ينفى القدرة عليه ولا يخرجه من الامكان الذاتى لامتناع الانقلاب وانما ينفى عدم وقوعه او وقوعه فيصير ممتنعا بالغير واللازم للممكن ان لا يلزم من فرض وقوعه نظرا الى ذاته محال واما بالنظر الى امتناعه بالغير فقد يستلزم الممتنع بالذات كاستلزام عدم المعلول الاول عدم الجواب الخ، روح المعانى ص ۱/۲۱۴، سورۂ بقره آیت: ۶، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۲] سئل عن عدد الانبياء فقال مائة الف واربعة وعشرون الفاً وفى رواية مائتا الف واربعة وعشرون الفا الا ان الاولىٰ ان لا يقتصر على عدد فيهم، شرح فقه اكبر ص ۶۸، مطبوعه ديوبند، عدد الانبياء، ومرقات ص ۵/۳۵۶، باب بدء الخلق وذكر الانبياء الخ، الفصل الثالث.

[۳] شرح مقاصد ص ۳/۳۱۴، المقصد السادس فى السمعيات، فصل فى النبوة، دارالكتب العلمية بيروت، (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

نبیوں کی تعداد کتنی ہے؟

سوال: دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک کتنے نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کا شمار قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چند انبیاء کے نام قرآن وحدیث میں آئے ہیں، بعض روایات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا عدد بتلایا گیا ہے، جیسا کہ ملا علی قاریؒ وغیرہ نے تحریر فرمایا ہے[1]۔ بغیر گنتی کی تعیین کے جسکو بھی اللہ پاک نے نبی بنا کر بھیجا ہے، اسپر ایمان لانا ضروری ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴؍۷؍۱۳۹۹ھ

(حواشی صفحہ گذشتہ) ۴ شرح عقائد ص۱۳۸، اول الانبیاء آدم علیہ السلام الخ وراجع شرح المواقف ص۱۹۸/۲،

۵ عن ابی امامة قال ابوذر قلت یارسول اللّٰہ کم وفاء عدة الانبیاء؟ قال مائة الف واربعة وعشرون الفاً الرسل من ذٰلک ثلاث مائة وخمسة عشر، جمّا غفیراً (مرقاة ج ۱/ص۵۷/ کتاب الایمان، مطبوعه اصح المطابع)

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ وعن الامام احمدعن ابی امامة قال ابوذر قلت یارسول اللّٰہ کم وفاء عدة الانبیاء؟ قال مائة الف واربعة وعشرون الفاً (مرقاة ص۵۰/ج ۱، کتاب الایمان، شرح عقائد ص۱۳۸/ اول الانبیاء آدم علیه السلام، مطبوعه تهانوی دیوبند، شرح فقه اکبر ص۶۸، عدد الانبیاء، مطبوعه دیوبند)

ترجمہ: - حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کی تعداد کیا ہے، ارشاد فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔

۲ فیجب الایمان بالانبیاء والرسل مجملاً من غیر حصر فی عدد لئلا یخرج احد منهم ولا یدخل احد من غیرهم فیهم الخ، مرقات ص۵/۳۵۶، باب بدء الخلق وذکر الانبیاء، الفصل الثالث، مطبوعه بمبئی.

کیا گرو نانک کو کوئی کتاب ملی ہے؟

سوال: ۔ پنڈت گرو نانک کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آیا اس کو کوئی مرتبہ اسلام کی رو سے حاصل ہے یا نہیں؟ اور اس کو کوئی کتاب بھی ملی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خدائے پاک کی طرف سے کتاب رسول کو ملتی ہے، گرو نانک کا وجود ایسے وقت میں ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا تھا[1] لہٰذا وہاں کتاب کا سوال بے محل ہے، سکھ لوگ اس کو اپنا مقتدا مانتے ہیں، اور اس کی تعلیمات سے توحید کو بھی ثابت کرتے ہیں اور بھی بعض ایسی چیزیں بتلاتے ہیں جن کی اسلام نے تعلیم دی ہے، بعض کتابوں میں اس کا مسلمان ہونا بھی لکھا ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۴/۹۲ھ

---

[1] فی حدیث جابر مرفوعاً قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء علیہم السلام (مسلم شریف ص ۲۴۸ / ج ۲ / کتاب الفضائل، بخاری شریف ص ۱/۵۰۱، کتاب المناقب، باب المناقب، باب ختم النبیین، مطبوعہ دیوبند)

ترجمہ: – حضرت جابرؓ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پس میں وہ اینٹ کی جگہ ہوں کہ میں نے آ کر انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کو ختم کر دیا۔

[2] ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ شاہ نانک جنکو سکھ لوگ بہت مانتے ہیں حضرت بابا فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں چونکہ اہل جذب سے تھے اس وجہ سے انکی حالت مشتبہ ہوگئی (تذکرۃ الرشید ص ۲۳۲ / ج ۲) تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (اردو دائرۃ معارف اسلامیہ ص ۸۷ / ج ۲۲، مطبوعہ لاہور) باباجی موحد تھے بت پرستی کے خلاف تھے، اور انسانی مساوات پر یقین رکھتے تھے (ایضاً)

ہندوستان میں کون پیغمبر آئے؟ اور مردوں کو جلانے کا کس نے حکم دیا؟

سوال:۔ ہندوؤں میں مردہ جلانے کی رسم کب سے شروع ہوئی ہے؟ اللہ کے حکم کے مطابق اس قوم وملت میں پیغمبر آئے یا نہیں؟ کسی پیغمبر نے مردہ جلانے کی ہدایت نہیں کی ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ہندوستان میں سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے "سبحة المرجان" میں اس کا ذکر موجود ہے[1] انہوں نے مردہ جلانے کا حکم نہیں دیا، بلکہ ان کے بیٹے کو دفن کرنے کا طریقہ بتایا گیا جیسا کہ قرآن پاک پارہ ٦ رسورۂ مائدہ میں ہے[2] اور کسی پیغمبر نے جلانے کا حکم دیا ہو، یہ بھی کسی کتاب میں نہیں دیکھا، احادیث میں ایک آدمی کا ذکر ملتا

---

[1] اول مااهبط اللّٰه اٰدم الی ارض الهند (سبحة المرجان فی اٰثار هندوستان ص٧) وعن الحسن قال اهبط اٰدم بالهند وقال السدی نزل اٰدم بالهند ونزل معه بالحجر الاسود وبقبضة من ورق الجنة فبثهٔ فی الهند فنبتت شجرة الطیب هناک (البدایة والنهایة ص ١٨١/ج ١) باب خلق آدم علیه السلام، الجز الاول، مطبوعه نزار مصطفیٰ الباز مکه مکرمه. تاریخ ابن جریر للطبری ص ١/٨٠، القول فی موضع الذی الخ، مطبوعه مؤسسة العلمی، تاریخ طبری اردو ص١٠٨/١، مطبوعه کراچی)

[2] فبعث اللّٰه غراباً یبحث فی الارض لیریه کیف یواری سوأة اخیه الی اخرها سوره مائدة الآیة: ٣١.

ترجمہ:- پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا بھیجا کہ وہ زمین کھودتا تھا تاکہ وہ اس کو تعلیم کردے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طریقہ سے چھپاوے۔ (بیان القرآن)

ہے جس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ اس کی لاش کو جلا کر راکھ کو پانی میں بہادیا جائے، یا ہوا میں اڑادیا جائے، تاکہ اللہ تعالیٰ عذاب نہ دے سکے، اسکی وصیت کو پورا کیا گیا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب راکھ جمع ہوگئی، اور پھر وہ آدمی بنا کر سامنے لایا گیا، اور اس سے بازپُرس کی گئی کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ تیرے عذاب سے ڈر کر کیا، تو ہوسکتا ہے کہ جولوگ مردوں کو جلاتے ہیں وہ بھی اسی نظریہ سے جلاتے ہوں[1]۔ حدیث پاک میں ہے کہ آگ کا عذاب دینا تو آگ کے خالق ہی کا حق ہے، اور کسی کا حق نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۸۸/۸/۸ھ

---

[1] عن ابی سعید عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان رجلاً کان قبلکم رغسہ اللّٰہ مالا فقال لبنیہ لماحضر ای اب کنت لکم قالوا خیراب قال انی لم اعمل خیراً قط فاذامت فاحرقونی ثم اسحقونی ثم ذرونی فی یوم عاصف ففعلوا فجمعہٗ اللّٰہ عزوجل فقال ماحملک؟ قال مخافتک فتلقاہ رحمۃ (بخاری ص ۴۹۵/ج ۱/ کتاب الانبیاء، باب، بعد باب قول اللّٰہ عزوجل: ام حسبت ان اصحاب الکھف الخ، مطبوعہ اشرفی دیوبند)

ترجمہ:-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت مال عطا فرمایا تھا، جب اس کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میں تمہارا کیسا باپ ہوں؟ انہوں نے جواب دیا آپ بہترین باپ ہیں! اس نے کہا میں نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا، جب میرا انتقال ہوجائے تو مجھ کو جلادینا، پھر ہڈیوں کو پیس دینا، پھر سخت ہوا چلنے کے دن میں میری راکھ کو اڑادینا، انہوں نے ایسا ہی کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جمع کیا اور اس سے فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا تیرے خوف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کردیا، اور اس پر رحم کردیا گیا۔

[2] فی حدیث حمزۃ الاسلمی مرفوعاً فقال ان وجدتم فلاناً فاقتلوہٗ ولاتحرقوہ فانہ لایعذب بالنار الارب النار (ابوداؤد ص ۳۶۲، باب فی کراھیۃ حرق العد وبالنار، مطبوعہ اشرفی دیوبند)

ترجمہ:-حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اگر تم فلاں شخص کو پاؤ تو اس کو قتل کردینا، اور اس کو جلانا نہیں اس لئے آگ کے مالک کے علاوہ اور کسی کو آگ کا عذاب دینے کا حق نہیں۔

رام لچھمن وغیرہ

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ رام لچھمن ہوسکتا ہے کہ اپنے زمانہ میں پیغمبر ہوں، لوگوں نے ان کی تعلیم کو خراب کر کے بدنام کر دیا ہے، اس لئے ان کو برا نہیں کہنا چاہئے، زید اپنے قول کی تصدیق اللہ کے فرمان سے پکڑتا ہے کہ (اللہ نے دنیا کے ہر گوشہ میں اپنا پیغمبر بھیجا ہے) ہوسکتا ہے کہ یہ ہی رام لچھمن ہندوستان میں پیغمبر بن کر آئے ہوں، دریافت طلب امر یہ ہیکہ یہ بات کہاں تک صحیح ہے، اور شخص مذکور پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہونا چاہئے؟

نیز زید یہ بھی کہتا ہے کہ کسی کافر کو کافر مت کہو، ہوسکتا ہے کہ وہ کسی وقت ایمان لے آوے، تو کیا تقویٰ اس میں ہے، کہ جس کی زندگی کفر میں گزر رہی ہو اور تمام افعال کفریہ ہو رہے ہوں، تو ان کو کافر نہ کہا جائے، کیا یہ اللہ ورسول کی مخالفت ہوئی یا نہیں؟ جسے اللہ ورسول نے کافر کہد یا تو اسے کافر کہنے میں کیا حرج ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب تک دلیل شرعی سے ثبوت نہ ہو کسی کی پیغمبری کا یقین کرنا درست نہیں[۱]، بلا وجہ کسی کو برا کہنا بھی درست نہیں، لہٰذا سکوت ہی احوط ہے، جسکا کفر دلیل شرعی سے ثابت ہو وہ کافر ہی ہے اس کو کافر ہی کہا جائے گا، مسلمان نہیں کہا جا سکتا، اگر حق تعالیٰ اسلام کی توفیق دیدے تو اس کو مسلمان کہا جائیگا، اس کی مثالیں دور اول میں بھی موجود ہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] پس کسانے کہ شری کرشن را نبی می دانند خاطی ہستند، چہ بر نبوت شری کرشن دلیلے در ادلۂ شرعیہ موجود نیست، و ہمچنیں حال دیگر پیشوایان واوتار ھنود ہست۔ (کفایت المفتی ص ۹۹/ ج ۱/ کتاب العقائد، انبیاء علیهم السلام، تعلیم الاسلام ص ۱۲/ ج ۴، مطبوعه دهلی)

ترجمہ:۔ پس جو لوگ شری کرشن کو نبی جانتے ہیں خطا کار ہیں اس لئے کہ شری کرشن کی نبوت پر کوئی دلیل ادلۂ شرعیہ میں موجود نہیں، یہی حال ہنود کے دیگر اوتار اور پیشواؤں کا بھی ہے۔ (حاشیہ نمبر: ۲/ اگلے صفحہ پر)

کرشن جی کے متعلق عقیدہ

سوال:۔ کرشن جی کو نبی بتلانا اور مسلمانوں کا ان پر ایمان ہے لکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح کسی نبی ثابت النبوۃ کی نبوت کا انکار جائز نہیں اسی طرح کسی غیر ثابت النبوۃ کی نبوت کا اقرار بھی جائز نہیں، بعض انبیاء علیہم السلام کے نام قرآن کریم وحدیث شریف میں آئے ہیں، (ان میں کرشن جی کا نام نہیں) ان کے علاوہ کسی معین شخص کی نبوت پر ایمان کی تعلیم اسلام نے نہیں دی، بلکہ اجمالی طور پر ایمان کا حکم ہے[۱]، اس طرح کہ جس قدر انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ان تمام پر ہمارا ایمان ہے، کرشن جی کی نبوت اور بزرگی کا کوئی پختہ ثبوت موجود نہیں، کرشن جی کو نبی کہنا بے دلیل اور بے ثبوت ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کرشن جی کی تعلیم صحیح تھی اور ان کے افعال انبیاء علیہم السلام کے افعال کی طرح جادۂ نبوت کے موافق تھے تو ممکن ہے کہ وہ نبی ہوں لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ نبی تھے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ عن ابن عباس رضی اللہ عنهما عن النبی ﷺ قال اللهم اعز الاسلام بابی جهل بن هشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی ﷺ فاسلم ثم صلی فی المسجد ظاهرا، مشكوة شریف ص۵۵۷، باب مناقب عمر رضی اللہ عنه، یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ :۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ اسلام کو عزت عطا فرما ابوجہل بن ہشام یا عمر بن الخطابؓ کے ذریعہ پس عمرؓ صبح اٹھے اور حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا پھر مسجد میں علی الاعلان نماز ادا فرمائی۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) ۱؎ فیجب الایمان بالانبیاء والرسل مجملا من غیر حصر لئلا یخرج احد منهم ولا یدخل احد من غیرهم فیهم الخ، مرقات ص۵/۳۵۶، باب بدء الخلق وذکر الانبیاء، الفصل الثالث، شرح فقه اکبر ص۶۸، عدد الانبیاء، مطبوعه دیوبند، شرح عقائد ص۱۳۸، اول الانبیاء آدم علیه السلام.

۲؎ کفایت المفتی ج ۱/ص۸۷/ کتاب العقائد، انبیاء علیهم السلام، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رام کرشن کے متعلق کیا عقیدہ رکھے

سوال:۔رام کرشن اپنے وقت کے کیا تھے؟ اور اب مسلمانوں کو ان پر کیسا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۵/۹۲ھ

رام کرشن کو برا کہنا

سوال:۔رام کرشن کو برا کہنا یا برا سمجھنا چاہئے یا نہیں؟ اور ان کو برا سمجھنے والے اور برا نہ سمجھنے والے کا عندالشرع کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

قیامت کے دن ان کے متعلق سوال نہیں ہوگا، بلا وجہ کسی کو بھی برا کہنا برا ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......تعلیم الاسلام ص ۴/۱۲، مطبوعہ دهلی، و لاتعین عدداً لئلا یدخل فیهم من لیس منهم او یخرج منهم من هو منهم، شرح فقه اکبر ص ۱۴، مطبوعه رحیمیه دیوبند)

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ مطلب یہ ہے کہ سکوت کریں۔

۲ لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی (مشکوٰة شریف ص ۴۱۳/ باب حفظ اللسان، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:-مومن نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا، نہ زبان دراز۔

مہاتما بدھ اور رام چندر جی کیا نبی تھے؟

لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ سے استدلال

سوال:۔ خدا تعالیٰ نے تمام روئے زمین کے لئے مختلف اوقات وازمنہ میں ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجد یئے ہیں جو "لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" سے ثابت ہے، اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ ایک لاکھ ۲۴/ ہزار پیغمبر بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے آئے ہیں، جو سب مسلمان اور اسلام کی تعلیم سے آراستہ تھے، اور سبھوں نے خدا کی وحدانیت کی تعلیم دی ہے، قرآن میں صرف عرب کی زمین کے چند پیغمبروں کے نام ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد یا عبرانی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، باقی ان عظیم ہستیوں کے نام نہیں ہیں، مہاتما گوتم بدھ کو ہندوستان، چین، اور جاپان کے کروڑوں لوگ پیغمبر تسلیم کرتے ہیں، اسی طرح کرشن جی، اور رام چندر جی کو بھی کروڑوں لوگ اپنی زندگی کے پیرو یا پیغمبر مانتے ہیں، کیا ایک مسلمان "لکل قوم ھاد" کے فصیح وبلیغ اور معنی خیز جملے کے تحت شک کی بناء پر کرشن جی یا مہاتما گوتم بدھ کو پیغمبر کہہ سکتا ہے؟ اور ان کی تعظیم وتکریم کے لئے حضرت مہاتما بدھ یا حضرت کرشن جی کہتے ہیں، ایک مسلمان کے لئے کوئی قباحت تو نہیں ہے؟ جبکہ ایک دوسرے عالم نے ان دونوں ہستیوں کے ساتھ حضرت کا لفظ لگانا مکروہ اور خلاف شریعت قرار دیا ہے، ہم آپ سے ملتجی ہیں کہ اس کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جن انبیاء علیہم السلام کے نام نصوص میں آ گئے ہیں ان پر علی التعیین ایمان لانا لازم ہے[1]، اور

[1] واما المبعوثون فالایمان بهم واجب ومن ثبت شرعا تعیینه منهم وجب الایمان بعینه ومن لم یثبت تعیینه کفی الایمان به اجمالا، مسامره ص ۲۲۵، الایمان بالمبعوثین واجب، مکتبة تجاریه مصر.

کسی ایسے شخص کے متعلق نبوت کا اعتراف کرنا جس کا نام نصوص میں نہیں ہے۔ نہ لازم ہے نہ درست، البتہ کسی کو برا کہنا بھی بغیر دلیل کے درست نہیں "لکل قوم هادٍ" سے استدلال تام نہیں، کیونکہ اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ خبر ثانی ہے، مبتدا کی پوری آیت ہے "انما انت منذر ولکل قوم هاد" حضرت نبی اکرم ﷺ کو خطاب ہے کہ آپ ڈرانے والے ہیں، اور ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہیں[1]۔

علاوہ ازیں ہادی کا لفظ نبی کے ساتھ مخصوص نہیں، غیر نبی پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے اور نبی سے بلکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی بھی کی گئی ہے "انک لا تهدی من[2] احببت" (آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے) (بیان القرآن) انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو جو لوگ پہونچاتے ہیں، وہ بھی ایک قسم کی ہدایت دیتے ہیں، کرشن اور گوتم بدھ اور رام چندر وغیرہ کے صحیح حالات ہمارے علم میں نہیں، تاریخ میں رطب ویابس سب کچھ ہے جو کہ مفید یقین نہیں، اس لئے کف اللسان چاہئے۔[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۷/۹/۱۳۹۹ھ

---

[1] ان (هاد) عطف علی (منذر) و(لكل قوم) متعلق له قدم عليه للفاصلة وفی ذلک دليل علی عموم رسالته وشمول دعوته (روح المعانی ص۱۰۸/ ج۱۳/ سورۂ رعد تحت آیت:۸، مطبوعه مصطفائیه دیوبند، البحر المحيط ص۳۶۷/ ج۵/ مطبوعه دار احياء التراث العربی بيروت، مظهری ص۲۱۷/ ج۵، مطبوعه رشيديه كوئٹه)

[2] سورۂ قصص آیت: ۵۶.

[3] اوتاران ورشیان کہ در ہندوستان آمدند حالات ایشاں با سانید معتبرہ مایان رانرسیدہ وحالات کہ در کتب ہنود یافتہ می شود قابل اعتماد نیست (کفایت المفتی ص۹۸/ ج۱، کتاب العقائد، انبياء عليهم السلام، مطبوعه دهلی)

ترجمہ: -اوتار اور رشیان جو کہ ہندوستان آئے ہیں ان کے حالات معتبر اسانید سے ہم کو نہیں پہنچے اور ہنود کی کتابوں میں جو حالات پائے جاتے ہیں وہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔

معصوم کون لوگ ہیں؟

سوال: ۔معصوم کی تعریف میں کون کون آتے ہیں، ان سے برے فعل کا ہونا ممکن ہے یا محال؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، ملائکہ اور معصوم بچے سب معصوم میں داخل ہیں[1]۔ ان سے برے فعل کا صدور جو موجب عذاب ہو ممتنع بالغیر ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم

کوئی غیر نبی بھی معصوم ہے؟

سوال: ۔معصوم کا لفظ سوائے انبیاء علیہم السلام کی ذات پاک کے اور کسی کے لئے بولنا

---

[1] (الف) اجمع المسلمون علی عصمة الانبیاء من الفواحش والکبائر الموبقات (کتاب الشفا للقاضی عیاض ص ۱۲۶ / ج ۲ / القسم الثالث، فصل فی عصمة الانبیاء من الفواحش الخ، مطبوعه مؤسسة الکتب الثقافیة بیروت، شرح عقائد ص ۱۳۹ / اول الانبیاء آدم علیه السلام، مطبوعه تھانوی دیوبند، تفسیر کبیر ص ۳۰۲ / ج ۱، مطبوعه تھانوی دیوبند)

(ب) والصواب عصمة جمیعهم (ای الملائکة) وتنزیه نصابهم الرفیع (شفا، ص ۱۵۵ / ج ۲، فصل فی القول فی عصمة الملائکة، مطبوعه مؤسسة الکتب الثقافیة بیروت)

(ج) وراجع حدیث علی ان القلم رفع عن ثلاثة عن المجنون حتی یفیق وعن الصبی حتی یدرک وعن النائم حتی یستیقظ. (بخاری شریف ص ۷۹۴ / ۲ / کتاب الطلاق، باب الطلاق فی الاغلاق، مشکوة شریف ص ۲۸۴ / ۲، باب الخلع والطلاق، الفصل الثانی، طبع یاسر ندیم دیوبند)

[2] والمسأله تصورها کالممتنع (شفا ص ۱۲۹ / ج ۲، فصل فی عصمتهم قبل النبوة، مطبوعه مؤسسة الکتب الثقافیة بیروت)

وکہنا جائز ہے یا نہیں؟ یا معصوم کا لفظ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے عام طور پر لوگ چھوٹے بچوں کو معصوم کہتے ہیں، کتنی عمر تک کے بچے معصوم کہلانے کے مستحق ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بچوں کو بھی معصوم کہنا درست ہے جب تک وہ بالغ نہ ہوں۔ (فقط واللہ اعلم)

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبد اللطیف

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی عیب نہیں

سوال:۔ جس طرح اللہ پاک اور بے عیب ہے ایسے ہی ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پاک اور بے عیب ہیں، یا ان کے اندر کوئی عیب ہے؟ یعنی حضور ﷺ کے اندر کوئی عیب ہے یا نہیں؟ اور روز حشر میں ان کا حساب لیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس قدر صفات مؤدت کسی محبوب ومقبول کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں، وہ سب ہی حضرت اقدس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے، اور کوئی عیب آپ میں

---

[1] (فی سورۃ الکہف) نفسا زکیۃ ای طاھرۃ من الذنوب فان البالغ قلما یزکومن الذنوب (روح المعانی ص ۳۳۸/ج۱۵ / سورۂ کہف تحت آیت: ۷۴، مطبوعہ مصطفائی دیوبند، وراجع تفسیر الرازی ص ۵۰۴ / ج۵/ مطبوعہ دارالفکر بیروت، وحدیث علی فی المشکوٰۃ ص ۲۸۴ / باب الخلع والطلاق، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

موجود نہیں تھا [1]

آپ ﷺ سے کیا حساب لیا جاتا آپ ﷺ کی شفاعت سے دوسروں کا حساب معاف ہوگا اور مختلف قسم کی سہولتیں ملیں گی [2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۶/۷/۹۵ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان

سوال: بعض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نسیان نہیں ہوا جو شخص رسول اللہ ﷺ کو نسیان ثابت کردے، اس نے رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین کی، گویا کہ رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتا اور نیز کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو علم سحر (جادو) تمام کا تمام دیا گیا تھا، مگر آپ نے عمل سحر نہیں کیا، کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث شریف میں آتا ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس طرح تم بھولتے ہو میں

---

[1] راجع کتاب الشفاء ۵۳/ج ۱/شرح الشفا ص ۱۵۰/۱، فصل ان قلت اکرمک اللہ تعالیٰ لا خفاء علی القطع بالجملة، مطبوعه مصر، وقال حسان یمدح النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم خلقت مبرأ من کل عیب کانک خلقت کماتشاء. (نفحة العرب، ص ۲۴۳)

[2] راجع الحدیث الطویل عن انس "فیقال یامحمد ارفع رأسک وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع الحدیث متفق علیه. (مشکوٰة شریف ص ۴۸۸، باب الحوض والشفاعة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ: -حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے، پس کہا جائیگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اُٹھایئے اور کہئے آپ کی بات سنی جائیگی، اور سوال کیجئے آپ کو دیا جائیگا، اور شفاعت (شفارش) کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

بھی بھولتا ہوں[1] اتنی بات ضرور ہے کہ دینی امور میں آپ سے بھول نہیں ہوتی تھی، اگر کبھی اتفاقیہ بھول ہوئی ہے تو فوراً آپ کو متنبہ کر دیا گیا[2]

سحر سے بچنا واجب ہے، اور ساحر کے متعلق فقہاء نے کلام کیا ہے کہ اگر اس کے سحر میں کفر ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے[3]

اور حضور ﷺ کو علم قرآن دیا گیا تھا، کہ اس کے ذریعہ سے سحر کو بھی دفع فرمایا تھا[4] علم سحر نہیں دیا گیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۴/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۴/۵۵ھ

---

[1] فی حدیث عبداللّٰہ بن مسعود مرفوعاً انسی کما تنسون. متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۹۲/ ج ۱/ باب السھو، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۵۸/۱، کتاب الصلوۃ، باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان، مطبوعہ دیوبند)

[2] واما السھو فی الاقوال البلاغیۃ فاجمعوا علی منعہ کما اجمعوا علی امتناع تعمدہ ومنھا ان فیہ جواز النسیان فی الافعال علی الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام. واتفقوا علی انھم لایقرون علیہ بل یعلمھم اللّٰہ تعالیٰ بہ وقال الاکثرون شرطہ تنبیھہ (ﷺ) علی الفورای متصلا بالحادثۃ (عمدۃ القاری، ص ۱۳۹/ ج ۴/ باب التوجہ نحو القبلۃ، مطبوعہ دار الفکر بیروت)
وشذت طائفۃ فقالت لایجوز علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم السھو وھذا الحدیث یرد علیھم (عمدۃ القاری ص ۱۳۸/ ج ۴/ فتح الباری ص ۶۳/ ج ۲، کتاب الصلاۃ، باب التوجہ نحو القبلۃ، مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ)

[3] تعلمہ وتعلیمہ حرام (شامی کراچی ص ۴۴/۱، مطلب فی التنجیم والرمل) ثم السحر الذی ھو کفر یقتل علیہ الذکور لاالاناث (روح المعانی ص ۳۳۹/۱، ادارۃ الطباعۃ المصطفائیہ دیوبند، مظھری ص ۹۹/۱، ص ۱۰۵/۱، مطبوعہ ندوۃ المصنفین دھلی، تحت قولہ تعالیٰ ولکن الشیطان کفروا یعلمون الناس السحر) وراجع رد المحتار ص ۲۴۰/۴، مطلب فی الساحر، باب المرتد)

[4] ان الذی تولی السحر لبیدبن الاعصم وبناتہ فمرض النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فنزل جبریل بالمعوذتین فقام کانما نشط من عقال. (تفسیر روح المعانی ص ۲۸۳/ ج ۳۰، ادارۃ الطباعۃ المصطفائیہ دیوبند)

تمام امت مسلمہ کو حضور اکرم ﷺ کے برابر سمجھنا

سوال: ۔ایک شخص جو کہ اپنے کو تمام امت مسلمہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے برابر تو سبھی لوگ ہو سکتے ہیں، اور پیشاب کرنے کے بعد صرف پانی سے طہارت کر لیتا ہے، تو ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ نفس مخلوق خدا اور بشر ہونے میں برابر سمجھتا ہے تو یہ عقیدہ درست ہے اور قرآن پاک، حدیث پاک سے ثابت ہے[۱] اگر وہ درجۂ قرب وفضیلت میں برابر سمجھتا ہے، تو اس کو توبہ لازم ہے، پیغمبر کے برابر کوئی امتی نہیں ہوسکتا اور حضرت نبی اکرم ﷺ کے برابر تو کوئی پیغمبر بھی نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ کوئی امتی برابری کا دعوی کرے[۲] استغفر اللہ اگر کوئی شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہے تو وہ ہرگز ہرگز امامت کے لائق نہیں۔

جو شخص پیشاب کے بعد ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء نہیں کرتا بلکہ فوراً پانی سے دھو لیتا ہے، تو ظن غالب یہ ہے کہ اس کا کپڑا ناپاک رہتا ہے، آج کل ڈاکٹروں اور طبیبوں کا تجربہ

---

[۱] انما انا بشر مثلکم، سورۂ کھف الآیۃ: ۱۱۰۔

ترجمہ: ۔میں تو تمہیں جیسا ایک بشر ہوں، (بیان القرآن) الا ایھا الناس انما انا بشر الحدیث رواہ مسلم، (مشکوٰۃ ص ۵۶۸/ باب مناقب اھل البیت، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

[۲] لا یبلغ ولی درجۃ الانبیاء (شرح عقائد ص ۱۶۴، مکتبہ تھانوی دیوبند) "فی القرب الی اللّٰہ سبحانہ تعالیٰ (نبراس ص ۳۳۵/ مکتبہ امدادیہ ملتان، وافضل الانبیاء محمد علیہ السلام (شرح عقائد ص ۱۴۰/ مکتبہ تھانوی دیوبند، قولہ علیہ السلام ان اللّٰہ فضلنی علی الانبیاء رواہ الترمذی (النبراس، ص ۲۸۶، مطبوعہ امدادیہ ملتان)

یہ ہے کہ پیشاب کے بعد عامۃً قطرہ ضرور آتا ہے، اس لئے ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے[۱]
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کے برابر ہے

سوال:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بڑے بھائی کے برابر ہے، وہ کس طرح سے ممکن ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث پاک میں ارشاد ہے ''انا سید ولد آدم ولا فخر[۲]''، حضرت نبی اکرم ﷺ کا مرتبہ اللہ پاک کے نزدیک اتنا بلند ہے کہ نہ کوئی فرشتہ اس کو پا سکتا ہے، نہ کوئی پیغمبر[۳] پھر بڑے بھائی کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ البتہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بلند مرتبہ کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھائی فرمایا ہے[۴]، اور امت کو بھی بھائی فرمایا ہے، جیسا کہ احادیث میں موجود ہے[۵]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مدار تجربہ پر ہے کہ آج کل عام طور پر ضعف مثانہ کی شکایت ہے اور پیشاب کے بعد قطرہ ضرور آتا ہے، جس کا جب جی چاہے تجربہ کر کے دیکھے، اسی بناء پر غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنے والے کے لئے میں کہا کرتا ہوں کہ نماز لوٹائے کیونکہ غیر مقلد ڈھیلے سے استنجاء نہیں سکھاتے پس جب قطرہ سے پاجامہ کا رومال نجس ہوگیا تو امام کی ہی نماز نہیں ہوئی تو مقتدی کی کیا ہوگی۔ (ملخصاً تذکرۃ الرشید ص ۱۷۵/ ج ۱)

[۲] انا سید ولد آدم ولا فخر (عن جابر) کنز العمال ج ۱۱/ ص ۴۳۴، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

ترجمہ:۔ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں۔ (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کا ہے؟

سوال:۔انسان آپس میں بھائی ہیں، جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے،سواس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے،اور مالک سب کا اللہ ہے، بندگی اسی کی ہونی چاہئے،اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء انبیاء،امام،امام زادہ، پیر، یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، وہ سب انسان ہی ہیں،اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں،مگران کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے،ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے،ہم ان کے چھوٹے ہیں،سوان کی تعظیم ان کی سی کرنی چاہئے، نہ کہ خدا کی سی،تمام انسان اللہ کے بندے بےشک ہیں،لیکن سب کے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ ووطئه مكاناً ماوطئه نبي مرسل ولاملک مقرب (الخصائص الكبرى ص۱۸۵، ج۲، باب اختصاص النبي ﷺ بانه اول النبيين خلقا وتقدم نبوته، دارالكتب العلمية بيروت)

۴؎ عن عمر بن الخطاب قال استأذنت النبي صلى الله عليه وسلم في العمرة فاذن لي وقال اشركنا يااخي في دعائک ولاتنسنا ......رواه ابوداؤد ج۱/ص۲۱۰/ كتاب الصلاة باب الدعاء، والترمذي ج۲/ ص۱۹۵/ ابواب الدعوات، احاديث شتى من ابواب الدعوات، مطبوعه رشيديه دهلي، (مشكوٰة شريف ص۱۹۵/ باب الدعوات) وكذافي حديث البراء مرفوعاً "وقال لزيدانت اخونا ومولانا متفق عليه (مشكوٰة شريف،ص۲۹۳/ باب بلوغ الصغير وحضانته في الصغر)

ترجمہ:۔حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دیدی اور فرمایا اے میرے بھائی اپنی دعا میں مجھے بھی شامل کرلینا بھول نہ جانا۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید سے فرمایا تو میرا بھائی ہے اور میرا مولیٰ ہے)

۵؎ في حديث ابي هريرة مرفوعاً قال انتم اصحابي واخواننا الذين لم يأتو بعد رواه مسلم (مشكوٰة شريف ص۴۰/ باب الطهارة، مطبوعه دارالكتاب ديوبند) وراجع للبسط الجنة لاهل السنة ص۸۸، مطبوعه دهلي)

ترجمہ:۔حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی (دنیا میں) نہیں آئے۔

سب بڑے بھائی کی طرح ہیں، حتی کہ رسول اللہ ﷺ بھی اور مقیس علیہ حدیث ہے۔

''عن عائشةؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان فی نفر من المھاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہٗ فقال اصحابہ یارسول اللّٰہ تسجدلک البھائم والشجر فنحن احق ان نسجدلک فقال اعبد واربکم واکرموا اخاکم'' المسند للامام احمد بن حنبل ج ٦ / ص ٧٦ / اور عقائد علماء دیو بند (مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، ص ۱۴۱ /) میں ہے جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے، جتنی بڑے بھائی کی چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے، تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے، ان میں کون ٹھیک ہے، خلاصہ واضح مع الدلائل شافی جواب فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آپنے عقائد علماء دیو بند کا تو حوالہ دیا مگر اس سے پہلے جو عبارت نقل کی اس کا حوالہ نہیں دیا کہ کس کتاب سے نقل کی ہے، یا تو وہ کتاب یہاں بھیج دیجئے تا کہ پوری کتاب دیکھ کر معلوم ہو سکے کہ اسمیں اتنی ہی بات مذکور ہے، یا اس سے زائد بھی ہے، جس سے یہ بات بھی صاف ہو جائے اگر وہ کتاب آپکے پاس نہ ہو یا بھیجنا مناسب نہ سمجھیں تو اس کا حوالہ مع صفحہ دیجئے، اور اگر آپ ''تقویۃ الایمان'' پوری دیکھ لیں تو امید ہے انشاء اللہ آپ کا خلجان رفع ہو جائیگا، نفس مخلوق ہونے میں اگر برابر کا درجہ ہو اور فضائل وصفات میں تفاوت ہو تو یہ بھی کوئی خلجان کی بات نہیں، اللہ پاک نے حضرت نبی اکرم ﷺ کو اتنے علوم اور فضائل عطا فرمائے کہ کسی مخلوق کو وہ نہیں ملے، اسکے باوجود ان کو عبد ہی کہا جائیگا، معبود نہیں قرار دیا جائیگا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

---

[1] تقویۃ الایمان، ص ۶۳ / ۴ / مطبوعہ دارالکتاب دیوبند باب نصیحۃ المسلمین.

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Risalat, Nabuwat, Khatm Nabuwat

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بھائی کا درجہ دینا

سوال:۔کیا یہ صحیح ہے کہ اگر محنت کریں تو اولیاء انبیاء کے درجہ کو پہنچ سکتے ہیں، بعض صاحبان نے تو پیغمبران صاحبان علیہم السلام کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں، اس سے زائد اور کوئی فضیلت نہیں، خصوصاً سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں، کیا ایسا کہنا صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو مولانا فرماتے ہیں:۔

ہمسری با انبیاء برداشتند .... اولیاء را ہمچو خود پند اشتند

جب انبیاء صاحبانؑ کی شان بعید از قیاس ہے تو ان کا مقابلہ کرنے والا گمراہ ہے یا کافر وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے حضرت محمد ﷺ کے پرتو عکس سے دوزخ، جنت، حور وغلماں، آسمان وزمین اور کل کائنات پیدا کی گئی ہے، کوئی نماز یا اوراد بغیر درود شریف کے مقبول نہیں، پھر ان کا مقابلہ کرنا یا مثل انکے اپنے کو سمجھنا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کوئی امتی کسی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا[1] ولایت کے اونچے مقامات پر پہنچنا بعید نہیں، مگر جو حضرات پہنچتے ہیں وہ دعویٰ نہیں کرتے، اور تکبر نہیں کرتے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ صرف بھائی کے درجہ میں ہیں، اس سے زیادہ ان کی کوئی فضیلت نہیں یہ غلط ہے، انبیاء علیہم السلام کی شان میں توہین اور گستاخی کرنا کفر ہے[2]

بلا تحقیق کسی کی طرف کوئی غلط عقیدہ منسوب کرنا درست نہیں تہمت ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لایبلغ ولی درجة الانبیاء (شرح عقائد ص ۱٦۴، مکتبہ تھانوی دیوبند) (حاشیہ:۲/ اگلے صفحہ پر)

حضور ﷺ کو ابا جان اور حضرت عائشہؓ کو امی جان کہنا

سوال: ۔ایک خطیب صاحب اپنی تقریر میں یا اپنی گفتگو کے اندر جب بھی حضورؐ وحضرت عائشہؓ کا تذکرہ کرتے ہیں تو ازراہ غلبۂ محبت حضور ﷺ کا نام ''ابا جان محمد ﷺ'' اور ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں، تمام امتِ مسلمہ کے روحانی باپ وماں ہیں، اس لئے ہم ان کو ماں باپ کے لفظوں سے صراحۃً تعبیر بھی کر سکتے ہیں، پوچھنا یہ ہے، ایسا کرنا بدعت میں شامل ہوگا یا نہیں؟ عام لوگ اگر اس عمل پر اصرار کریں تو کیا حکم ہے؟

بظاہر ایک دو کے ایسا کرنے سے کوئی خرابی نظر نہیں آتی، ہاں کلام اس صورت میں ہے، جب عام لوگ اصرار کریں، ہر ایک کا تفصیلی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خالی ابا جان اور امی جان نہیں کہنا چاہئے، حضرت عائشہؓ کو ام المومنین کہنا سلف سے منقول ہے ''وازواجه امهاتهم[۱] الخ امی جان اور ابا جان ہر دو کی شانِ اقدس سے بہت کم درجہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[۲] ایما رجل مسلم سب رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم اوكذبه اوعابه اوتنقصه فقد كفر بالله تعالىٰ (كتاب الخراج ص ۲۹، اكفار الملحدين ص ۵۴/ مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، مالابدمنه ص ۱۳۴/ شامی ص ۲۳۲/ج ۴/ مطبوعه دار الفكر بيروت، كتاب الجهاد، فصل في الجزية، مطلب مهم في حكم ساب الانبياء)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] سورة الاحزاب الاية: ۶ **(ترجمہ)** اور آپ کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں (بیان القرآن)
عن ام سلمةؓ انها قالت انا ام الرجال منكم والنساء(روح المعاني ص ۱۵۱/ج ۲۱، تحت قوله تعالىٰ وازوجه امهاتهم، مكتبه ادارة الطباعة المصطفائيه ديوبند)

کا لفظ ہے، ابا جان کہنے میں بظاہر نص قرآنی "ماکان محمدابا احد من رجالکم[۱] لایة" سے بھی تعارض ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۵/۹۰ھ

تشہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور

سوال:۔التحیات میں ''السلام علیک ایھا النبی'' سے صوفیاء حضرات استدلال کرتے ہیں، کہ نماز پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ضروری ہے کیا یہ صحیح ہے، ان الفاظ کی وجہ اور شان نزول کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز کے معنی پر دھیان رکھ کر اور سمجھ کر پڑھنا چاہئے اس لئے تصور بھی آئے گا[۲]، معراج میں تین چیزیں التحیات، الصلوات، الطیبات بارگاہِ خداوندی میں پیش کئے، تو وہاں سے جواب

---

[۱] سورة الاحزا ب الآیة: ۴۰

(ترجمہ) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (بیان القرآن)

''واستد ل بعض الشافعية بهذه الآية على انه لايجوز ان يقال للنبى عليه الصلوٰة والسلام ابوالمومنين حكاه صاحب الروضة ثم قال ونص الشافعى عليه الرحمة على انه يجوز ان يقال له صلى الله عليه وسلّم ابوالمومنين اى فى الحرمة ونحوها(روح المعانى ص ۳۱/ج۲۲، مكتبه ادارة الطباعة المصطفائيه ديوبند، تحت قوله تعالىٰ ما كان محمد الخ)

[۲] وقيل الخشوع فى الصلوة هو جمع الهمة لها والاعراض عما سواه والتدبر فيما يجرى على لسان من القراءة والذكر الخ، التفسير المظهرى ص ۶/۳۶۲، سورۂ مومنون آیت: ۲، مکتبه رشیدیه کوئٹه.

واحضر فى قلبك النبى ﷺ وشخصه الكريم فقل سلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته الخ، احياء العلوم الدين ص ۱/۱۵۱، كتاب الصلوة، بيان الدواء النافع فى حضور القلب، مطبوعه بمصر.

میں تین چیزیں سلام، رحمۃ، برکات، عطا ہوئیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

کیا نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا ایہام شرک ہے

سوال:۔ جو شخص حضور ﷺ کو انسان نہ سمجھے وہ کون ہے کیا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آجائے تو وہ کتے اور خنزیر سے بھی بدتر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بالقصد حضور اکرم ﷺ کا تصور نماز میں اس طرح جمانا کہ بالکل آپ ہی کی طرف دھیان رہے کسی دوسری چیز کا خیال دل میں نہ آئے، قطعاً منع ہے، بلکہ ایہام شرک ہے، کیونکہ اس صورت میں نماز اللہ تعالیٰ کی نہ رہے گی کیونکہ سجدہ وغیرہ سب کچھ حضرت نبی اکرم ﷺ کیلئے ہوگا، اور اس کا موہم شرک ہونا ظاہر ہے۔

اور اگر خنزیر وغیرہ کا تصور آئے گا تو حقیر وذلیل ہوکر آئے گا، اس کی کوئی تعظیم دل میں نہ ہوگی، لہٰذا شرک کا شائبہ نہیں، بخلاف حضور اقدس ﷺ کے تصور کے کہ وہاں تعظیم ملحوظ ہوتی

[1] "ليلة المعراج" لما اثنى على الله بثلاثة اشياء رد الله عليه فى مقابلها ثلاثة اشياء السلام بمقابلة التحيات والرحمة بمقابلة الصلوات والبركة بمقابلة الطيبات (عناية شرح هداية على الفتح ص ۳۱۴/ ج ۱/ باب صفة الصلوٰة، مطبوعه دارالفكر بيروت، طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۲۳۰، قبيل باب الامامة، مطبوعه مصرى)

ہے، جس میں شرک کا قوی اندیشہ ہے[1]

اور جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان نہیں مانتا وہ نص قطعی "انما انا بشر مثلکم" کا منکر ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۸/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم ۴/رمضان ۵۶ھ

کیا نماز میں حضرت رسول ﷺ اکرم کا خیال آنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے؟

سوال: ۔ ہمارے یہاں دیوبندی مولویوں کو بدنام کر رکھا ہے ان کا کہنا ہے کہ دیوبندی کہتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ معمولی انسان تھے، ان کا خیال نماز کے اندر آجاوے تو نماز بالکل نہیں ہوتی، اس وجہ سے بدنام کر رکھا ہے آپ اس کا ضرور فتویٰ بھیجیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ اللہ پاک کے سب سے زیادہ اور سب سے مقرب رسول ہیں، جو کمالات اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں، وہ مجموعی طور پر

---

[1] وصرف ہمت بسوئی شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم واجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ خر کہ نہ آنقدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم بلکہ مہان ومحقر می بود وایں تعظیم واجلال غیر کہ در نماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک می کشد الخ۔ (راجع للبسط الجنه لاهل السنة، ص ۹۳، مطبوعه دهلی)

[2] سورۂ کهف الآیة: ۱۱۰/ (**ترجمہ**) آپ کہہ دیجئے میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں (بیان القرآن)

کسی نبی یا فرشتہ کو نہیں ملے[۱] آپ ﷺ سب پیغمبروں کے سید ہیں[۲]، سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہیں[۳] ذات اور صفات سے متعلق شانِ نبوت کے موافق جس قدر علوم آپ کو عطا ہوئے کسی کو بھی نہیں ملے، نہ کوئی آپ کے درجہ کو پہنچا نہ پہنچ سکتا ہے[۴] جو شخص اس کے خلاف علماء دیوبند کی طرف کوئی بات منسوب کرتا ہے، وہ غلط کہتا اور بہتان باندھتا ہے، نماز کو سمجھ سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے، جب نماز میں قرآن پاک کی وہ آیات پڑھے گا، جن میں نامِ مبارک موجود ہے، جیسے محمد رسول اللہ الایۃ تو معنی پر دھیان کرنے کیلئے تصور مبارک ضرور آئے گا، اور جب تشہد پڑھے گا تب بھی تصور آئے گا[۵] پھر کہنا کہ خیال آنے سے نماز نہیں ہوتی اور اس کو علماءِ دیوبند کی طرف منسوب کرنا بہتان ہے، جس سے علماءِ دیوبند بری ہیں[۶]۔ واللہ علی مانقول وکیل[۷]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۳/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

---

۱ ووطئه مكاناً ماوطئه نبی مرسل ولاملک مقرب (خصائص کبریٰ، ص ۱۸۵/ ج ۲، باب اختصاصه ﷺ بانه اول النبيين خلقا، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،

۲ اناسيدالمرسلين اذابعثوا (عن ام كرز ومامن الناس من احدٍ الا وهوتحت لوائى يوم القيامة ينتظر الفرج وانا بيدى لواء الحمد (عن عبادة بن الصامت) (كنز العمال ص ۴۳۴/ ۱۱ مطبوعه بيروت)

۳ وفی حديث ابی سعيد مرفوعاً بيدى لواء ولافخرومامن نبی يومئذ ادم فمن سواه الا تحت لوائى (ترمذی ۲۰۲/ ج ۲/ ابواب المناقب) مشكوٰة ص ۵۱۳/ ج ۲/ مسند احمد طبرانی وابويعلی (مجمع الزوائد ص ۶۷۵/ ج ۱۰، مطبوعه دارالفكر بيروت)

۴ قول النبی صلی اللّٰہ عليه وسلم انااعلمكم باللّٰہ (بخاری ص ۷/ ۱، كتاب الايمان، والعلم باللّٰہ يتناول مابصفاته وماباحكامه ومايتعلق بذٰلک (فتح الباری ص ۱۰۰/ ۱، مطبوعه بيروت)

۵ واحضر فی قلبک النبیﷺ وشخصه الكريم فقل سلام عليک ايها النبی ورحمة اللّٰہ وبركاته الخ، احياء علوم الدين ص ۱۵۱/ ۱، كتاب الصلوة، بيان الدواء النافع فی حضور القلب، مطبوعه مصر.

۶ مذکورہ بہتان کی مفصل تردید کیلئے مراجعت کی جائے، (الجنة لاهل السنة ص ۹۲، مطبوعه دهلی)

۷ اور ہم جو بات کہہ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا گواہ ہے۔

کیا حضور ﷺ کا نماز میں خیال آنا باعث فضیلت ہے

سوال:۔محبوب دوعالم ﷺ کا خیال اقدس نماز میں آجانے سے نماز کی افضلیت میں اضافہ ہوتا ہے یا کہ نقص پیدا ہوتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نماز کو سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے، جو نماز سمجھ کر پڑھی جائے وہ بہت افضل ہے، اس نماز سے جو بغیر سمجھے پڑھی جائے، جب نماز میں نام مبارک آئیگا جیسے محمد رسول اللہ وغیرہ تو معنی سمجھنے کیلئے خیال بھی آئیگا، اسی طرح جب تشہد پڑھا جائیگا اسپر **السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبر کاته** پڑھتے وقت بھی خیال آئیگا،[1] اسی طرح درود شریف میں بھی خیال آئیگا تو ایسی نماز یقیناً افضل ہے، اس نماز سے جس میں نہ مطلب سمجھا جائے نہ خیال ہی آئے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۲۴/۶/۸۷ھ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ

سوال:۔حضور پرنور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے یا نہیں، آیت پاک ’’**لقد جاء کم من الله نور و کتاب مبین**‘‘ میں نور سے کیا مراد ہے، نیز حدیث میں ہے ’’کل نبی مستجاب‘‘ اور حضور نے دعا فرمائی تھی، ’’**اللھم اجعل فی قلبی نورا الخ**‘‘ جس سے

---

[1] واحضر فی قلبک النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وشخصه الکریم وقل سلام علیک أیھاالنبی ورحمة اللّٰه وبرکاته الخ احیاء علوم الدین، ج ۱/ص ۱۵۱/ کتاب اسرار الصلوٰۃ، بیان تفصیل ماینبغی ان یحضر فی القب الخ. مطبوعه مصر،

معلوم ہوتا ہے، کہ حضور کی دعا قبول ہوئی اور آپ سراپا نور ہوئے، جب آپ نور ہوئے تو نور کا سایہ بھی نہ ہونا چاہئے، لہٰذا حضور کا سایہ نہ تھا کیا ایسا ہی ہے اگر نہیں تو مسئلہ کی وضاحت فرمایئے اور مدلل فرما کر مشکور فرمایئے، نیز مکمل حوالہ بھی، و الا جر عند اللہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں ایک نام نور بھی ہے، صرح بہ ابن القیمؒ وغیرہ[۱] نبی اکرم ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی تصریح شفائے[۲]، قاضی عیاض، خصائص کبریٰ[۳]، فتح العزیز[۴]، مدارج النبوۃ[۵] وغیرہ بہت سی کتابوں میں ہے، ان حضرات نے وہی استدلال کیا ہے، جو کہ سائل نے لکھا ہے، مگر کوئی روایت مرفوع پیش نہیں کر سکے جیسا کہ دیگر معجزات کے متعلق مرفوع روایات موجود ہیں، البتہ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں ام المومنین حضرت زینبؓ کا

---

۱ وقد جاءت من القابه صلی اللّٰہ علیه وسلم وسماته فی القرآن عدة کثیرة سوی ماذکرناه کالنور والسراج المنیر (کتاب الشفا للقاضی عیاض ص ۱۷۹/۱، فصل فی اسمائه ﷺ، بیروت) ونور از اسماء شریف اوست (مدارج النبوة ص ۱۱۰/۱، للشیخ عبدالحق دهلوی، باب پنجم در ذکر فضائل، مکتبه نوریه رضویه سکهر پاکستان)

۲ وماذکر من انه کان لاظل لشخصه فی شمس ولاقمر لانه کان نوراً (کتاب الشفاء ج ۱/ص ۲۷۳/ فصل، ۳۶۶/ الآیات عندمولده)

۳ اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لم یکن یری لهٗ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع من خصائصه ان ظلهٗ کان لایقع علی الارض (الخصائص الکبری ص ۶۸/۱، باب الآیة فی انه ﷺ لم یکن یری له ظل، دارالکتب العلمیة بیروت.

۴ "وسایه ایشان برزمین نمی افتاد (فتح العزیز ص ۲۲۱/ جزء عم سوره والضحی)

ترجمہ:۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

۵ "ونبود مر آنحضرت را سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر رواه الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول، وعجب است ازیں بزرگاں کہ ذکر نکردند چراغ را ونور یکے از اسماء آنحضرت است ونور را سایہ نمی باشد (مدارج النبوة ص ۲۱/۱، بیان سایه، مکتبه نوریه رضویه سکهر پاکستان)

ایک واقعہ نقل کیا ہے، اس میں حضور ﷺ کا دوپہر کے وقت تشریف لانا اور آپ کا سایۂ مبارک ہونا صاف صاف مذکور ہے ''قالت بینما انا یوماً بنصف النہار اذ انا بظل رسول اللّٰہ ﷺ مقبل الخ مسند احمد ج۵/ ص ۱۳۲/''[۱]

نیز حضرت انس[۲] ابن مالکؓ کی ایک روایت حادی الارواح الیٰ بلاد الافراح جلد اول باب اول ص۴۲/ میں ہے جس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک کو خود ملاحظہ فرمانا منقول ہے، ''لقد رأیت ظلی'' یہ دونوں روایتیں مرفوع ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] ''عن عائشة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان فی سفر له فاعتل بعیر لصفیة وفی ابل زینب فضل فقال لها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان بعیرا لصفیة اعتل فلو انک اعطیتها بعیراً من ابلک فقالت انااعطی تلک الیهودیة قال فترکها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذاالحجة والمحرم شهرین اوثلاثة لایاتیها قالت حتی یئست منه وحولت سریری قالت فبینما انا یوماً بنصف النهار اذا انابظل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقبل (مسند احمد ج۶/ ص ۱۳۲) وفی طریق اٰخرله ''حتی رفعت سریرها وظنت انه لایرضی عنها قالت فاذا انابظله یوماً بنصف النهار فدخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاعادت سریرها'' (مسند احمد ج۶/ ص ۲۶۱/ بیروت)

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ بیمار ہوگیا، حضرت زینب کے پاس ایک سے زائد اونٹ تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے کہا کہ صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہوگیا ہے، اگر تم اپنا ایک اونٹ صفیہ کو دیدو تو (کتنا اچھا ہے) حضرت زینب نے کہا کہ میں دونگی اس یہودیہ کو اونٹ! راوی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (اس کہنے کی بناپر) دو یا تین مہینے چھوڑے رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس نہیں آتے تھے، زینبؓ کہتی ہیں کہ میں حضورؐ سے مایوس ہوگئی، اور اپنی چارپائی الگ کردی، حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن دوپہر کی بات ہے کہ میں اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کو آتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔

[۲] عن انس بن مالک قال صلی اللّٰہ بنارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذات یوم صلاة الصبح فمد یده ثم اخرها فلما سلم قیل له .... (باقی حاشیہ وترجمہ اگلے صفحہ پر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پاک ہے

سوال:۔ایک عالم نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پیشاب کیا اور صحابیؓ کو پھینک دینے کیلئے دیا، وہ دوسری جگہ پر جا کر اس کو پی گئے، جب واپس آئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ پھینک دیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ پی گیا، میرے پیٹ میں درد تھا وہ ٹھیک ہو گیا، اس پر آپ ﷺ مسکرائے اور کہا کہ اب درد نہیں ہوگا، اس بناء پر چند سامعین نے رقعہ دیا کہ آپ نے روایت غلط بیان کی، اگر اس قسم کی روایت

(**حاشیہ گذشتہ صفحہ**)..........یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لقد صنعت فی صلاتک شیئاً لم تصنعه فی غیرها قال انی رایت الجنة. فرایت فیها دالیة قطوفها دانیة حبها کالدباء فاردت ان اتناول منها فاوحی الی ان استاخر فاستأخرت ثم رایت النارفیما بینی وبینکم حتی لقد رایت ظلی وظلکم فاومات الیکم ان استاخروا فاوحی الیّ اقرهم فانک اسلمت واسلموا وهاجرت وهاجرواوجاهدت وجاهدوا فلم ارلی علیکم فضلا الابالنبوة (حادی الارواح الی بلاد الافراح ص ۴۲/۱، مع اعلام الموقعین طبع مصر، حادی الارواح ص ۲۲/ الباب الاول فی بیان وجود الجنة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

ترجمہ :۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی (نماز کے دوران) اپنا ہاتھ آگے بڑھایا پھر پیچھے کیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے (آج نماز) میں ایسا کام کیا جو کبھی کسی اور نماز میں نہیں کیا، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت دیکھی اور جنت میں میں نے انگور کی بیل دیکھی جس کے میوے جھکے ہوئے تھے، جن کا دانہ کدو کی طرح تھا، میں نے چاہا کہ ان میووٴں میں سے کچھ میوے لے لوں تو میرے پاس یہ وحی آئی کہ پیچھے ہوجاؤ، پس میں پیچھے ہو گیا، میں نے تمہاری طرف اشارہ کیا کہ پیچھے ہوجاؤ، پھر میں نے تمہارے اور اپنے درمیان جہنم دیکھی یہاں تک کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا، تو میرے پاس وحی آئی کہ ان کو برقرار رکھو، اس لئے کہ آپ بھی اسلام لے آئے اور یہ بھی اسلام لے آئے، آپ نے بھی ہجرت کی، اور انہوں نے بھی ہجرت کی، آپ نے بھی جہاد کیا، انہوں نے بھی جہاد کیا، میں نے نبوت کے سوا کوئی فضیلت تم پر نہیں دیکھی۔

غیر مسلم کو مل جائے، تو وہ اسلام پر سخت اعتراض کر سکتے ہیں کہ ہم کو گائے کا پیشاب پینے پر کیوں برا کہا جائے، اس پر مولوی صاحب نے جواب دیا کہ یہ روایت شفا شریف میں ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ شفاء شریف کس کی تصنیف ہے؟ اس روایت کا درجہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی کریم ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ طاہر اطہر مزکی تھے، آپ ﷺ کی کوئی چیز نجس نہیں[1]، نہ دوسرے آدمیوں کو آپ ﷺ پر قیاس کیا جا سکتا ہے، جو روایت آپ نے سوال میں نقل کی ہے وہ شفاء میں موجود ہے[2]، یہ کتاب قاضی عیاض رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اور معتبر ہے

---

[1] انه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم لم يكن منه شئى يكره ولاغير طيب اى فان النجاسة للاستقذار وكراهة القلوب ولم يكن منه صلى اللّٰه عليه وسلم شئى مكروه عند الطباع السليمة (نسيم الرياض شرح شفاء، ص ۳۵۵/ج ۱/طبع مصر)

[2] وقد روى نحو من هذا عنه فى امرأة شربت بوله فقال لها لن تشتكى وجع بطنك ابداً وحديث هذه المرأة التى شربت بوله صحيح الزم الدارقطنى مسلماً والبخارى اخرجه فى الصحيح وقيل هى ام ايمن وكانت تخدم النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، قالت وكان لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قدح من عيد ان يوضع تحت سريره يبول فيه من الليل فبال فيه ليلة ثم افتقده فلم يجد فيه شئياً سأل بركة عنه فقالت قمت وانا عطشانة فشربته وانا لااعلم (كتاب الشفاء ص:۵۸ ، ج: ۱/ فصل فى نظافة جسمه، موسسة الكتب بيروت) وراجع للرواية مستدرك الحاكم ص:۶۳ ج:۴، ومجمع الزوائد ص: ۲۷۱/ ج:۸/ والمعجم الكبير للطبرانى ص: ۸۹/ ج:۲۵/ مااسندت ام ايمن، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت، كتاب الشفاء ص ۵۹/ج ۱، فصل فى نظافة جسمه، اقول راجع مافى الشفاء ومافى الاستفتاء فانه مختلف، ۱۲،

(فى هذه الاحاديث دلالة على طهارة بوله ودمه صلى اللّٰه عليه وسلّم) لانه لم يامر واحد ا منهم بغسل ولانها ه عن عوده قاله عياض (قال النووى فى شرح المهذب واستدل من قال بطهارتها بالحديثين المعروفين (شرح الزرقانى على المواهب اللدنية ، ص۲۳۳/۴، مطبوعه دارالمعرفة بيروت) وراجع نسيم الرياض شرح الشفا ص۳۵۵/۱ ، .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اسی طرح زرقانی شرح مواہب لدنیہ اردو شرح شفاء اور شامی درمختار وغیرہ میں بھی ہے، البتہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازخود اس کی اجازت کسی کو مرحمت نہیں فرمائی، کسی نے غلبۂ محبت وعقیدت کی بناء پر ایسا کرلیا تو اس کو مجرم ومستحق سزا قرار نہیں دیا بلکہ درد سے شفاء کی بشارت دی، جو اعتراض غیرمسلموں سے آپ نقل کررہے ہیں، ذرا غور کریں تو اس کا جواب ظاہر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۲/۸/۹۰ھ

"ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کا مطلب

سوال:۔ گذارش یہ ہے کہ آج ایک قادیانی نے میرے ایمان میں شک ڈالدیا انہوں نے وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق کئی آیتوں سے استدلال کرکے وفات ثابت کرنے کی کوشش کی، دیگر آیتوں پر تو میں نے کوئی خاص توجہ نہیں دی، مگر ایک آیت ایسی پیش کرنے کی وجہ سے میں شک میں پڑ گیا ہوں اور وہ آیت یہ ہے "وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَاتِيُ مِنُ بَعُدِي اِسُمُهُ اَحُمَدُ" اس کا استدلال یہ ہے کہ اس میں بعدی سے مراد میری وفات کے بعد ہے، اگر بعدی سے مراد لیا جائے کہ میرے آسمان پر جانے کے بعد تو اس میں آسمان کا لفظ موجود نہیں ہے، اور اگر یہ مراد لیا جاوے کہ میرے پیچھے آئے گا، تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ حضرت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ).........صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله صلى اللّٰه عليه وسلم وسائر فضلاته وبه قال ابوحنيفة كمانقله في المواهب اللدنية عن شرح البخاري للعيني وصرح به البيري في شرح الاشباه وقال الحافظ ابن حجر تظافرت الادلة على ذلك وعدالائمة ذلك من خصائصه صلى الله عليه وسلّم (شامی کراچی ص ۳۱۸/۱، باب الانجاس، مطلب فی طهارة بولة صلى الله عليه وسلم، وراجع امدادالفتاویٰ ص ۱۲۹/۱، کتاب الطهارة.

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں پر چلے گئے ہیں، لہٰذا مہربانی فرما کر تحریر فرمائیں کہ ان کے ضمیر کے مطابق اس کے کیا معنی ہوں گے، جواب تحریر کرتے وقت لا نبی بعدی میں جو بعدی کا لفظ آیا ہے، اسکے معنی بھی سامنے رکھ کر جواب دیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

''من بعدی'' کا ہمیشہ یہی مطلب نہیں ہوتا کہ میرے مرجانے کے بعد، باپ کہیں سفر میں جاتا ہے، تو نصیحت کر جاتا ہے کہ میرے بعد ایسا کرنا ہے، یہ مطلب نہیں کہ مرے مرنے کے بعد، استاذ کچھ دیر کے لئے مدرسہ سے باہر جاتا ہے، تو طلباء سے کہتا ہے کہ میرے بعد شرارت نہ کرنا، ایک ضلع میں ایک کلکٹر ہے، اس کا تبادلہ تجویز ہے، اس کو بتایا نہیں گیا کہ تبادلہ کہاں ہوگا، وہ اپنے ماتحتوں سے کہتا ہے کہ میرے بعد کلکٹر فلاں شخص ہوگا، اس کے ساتھ معاملہ کرنا (یہ اس کو معلوم ہو چکا ہے کہ فلاں شخص آئے گا) تو اس کا بھی یہ مطلب نہیں ہوتا کہ موجودہ کلکٹر کے مرنے کے بعد دوسرا کلکٹر آئے گا، اگر بالفرض اس کو یہ معلوم بھی ہو کہ اس کا تبادلہ کہاں ہوگا، تو یہ ضروری نہیں کہ ماتحتوں کو اپنے تبادلہ کا مقام بتادے، مقصد اس کلکٹر کا یہ ہے کہ میں اس وقت اس ضلع میں تعینات ہوں، میری تعیناتی یہاں سے ختم ہونے پر دوسرا کلکٹر آئے گا، اس کی تعیناتی ختم خواہ دوسرے ضلع میں منتقل ہو کر ہو، خواہ ریٹائر ہو کر ہو، خواہ کسی اور طرح ہو، کوئی معمولی سمجھ والا بھی یہ نہیں سمجھتا ہے کہ کلکٹر صاحب اپنے مرنے کے بعد کیلئے یہ ہدایت دے رہے ہیں۔

حضرت عیسی علیہ السلام کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت میری لائی ہوئی کتاب انجیل پر عمل ہے، اور اس پر عمل کرانے کے لئے میں بحیثیت رسول متعین ہوں، لیکن میں خاتم النبیین نہیں ہوں، میرے لائے ہوئے احکام ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے علم میں ایک حیات مقرر ہے، اس کے ختم ہونے پر دوسرے رسول آئیں گے، جن کا نام مبارک احمد ہے، ان پر ایمان لانا

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Risalat, Nabuwat, Khatm Nabuwat

ضروری ہے، ان کی تشریف آوری پر ان کے لائے ہوئے احکام پر عمل کرنا ہی ذریعۂ نجات ہوگا، اس وقت میرے لائے ہوئے احکام پر عمل نہیں ہوگا، بلکہ وہ منسوخ ہوجائیں گے[۱] ہوسکتا ہے کہ اس وقت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ بتایا ہی نہ گیا ہو کہ ان کو آسمان پر اٹھایا جائے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو تو علم ہو لیکن اپنے ماتحتوں پر اظہار نہ فرمایا ہو، پھر جبکہ قرآن پاک میں صاف صاف موجود ہے "**وما قتلوہ یقینا بل رفعه اللّٰه الیه**"[۲] یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا ہے، یہاں سے رفع سے مراد رفع جسمانی ہے نہ کہ رفع درجات[۳] اس لئے کہ یہود جس چیز کو قتل کرنا چاہتے تھے، وہ جسم ہی تھا اس کی نفی کی گئی ہے، اس کا رفع بتلایا گیا ہے، اس لئے لفظ بل لایا گیا ہے، درجات کا قتل کرنا نہ یہود کے ذہن میں تھا، نہ بس میں پھر "**وما قتلوہ یقیناً**" کے بعد "**رفعه اللّٰه الیه**" فرمانے سے ان کی تردید اور ان کے غلط عقیدہ کا ابطال کیسے ممکن ہے، نیز احادیث صحیحہ سے رفع جسمانی ثابت ہے[۴] اور تمام امت کا اس پر............

۱؎ ملاحظہ ہو بیان القرآن ج ۱۲ / ص ۲ / سورہ صف تحت قوله تعالیٰ انی رسول اللّٰه الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراة ومبشراً برسول یاتی من بعد اسمه احمد، سورہ صف آیت: ۶،

۲؎ سورة النساء آیت: ۱۵۷–۱۵۸ / **ترجمہ:**– اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خداتعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ (بیان القرآن)

۳؎ وهذا الشقی ذهب فی کتابه ازالة الاوهام وغیره ان المرادبه رفع روحه علیه السلام الیٰ مقعد الصدق وآواه الی السماء فالقمه علماء الاسلام حجراً فی فیه بأن الذی أراد الیهود قتله وصلبه هوشخصه وجسده علیه السلام فهو الذی رفع الخ عقیدة الاسلام ص ۷۴ / (مصنفه علامه انورشاه کشمیری) مطبع ڈابھیل، فصل فی قوله تعالیٰ ورافعک الی.

۴؎ اخرج ابن جریر بسند صحیح عن کعب قال لما رأی عیسی قلة من اتبعه وکثرة من کذبه شکاذٰلک الی اللّٰه فاوحی اللّٰه الیه انی متوفیک ورافعک الی وانی سأبعثک علی الاعور الدجال فتقتله ثم تعیش بعد ذٰلک اربعا وعشرین سنة ثم امیتک میتة الحی، الحدیث، درمنثور، ج۲/ ص ۲۲۵ / (مطبع دار الفکر بیروت) سورۂ آل عمران تحت آیت: ۵۵ /.

اجماع ہے[۱]، جس کے مقابلہ میں قادیانی کی تاویلات رکیکہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہیں، حدیث پاک میں "لانبــی بعــدی[۲]"، ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم خاتم الرسل ﷺ پر وحی آجانے کے بعد جبکہ آپ کی تعیناتی ہوگئی تو کوئی نبی نہیں آئیگا، آپ ﷺ کی تعیناتی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگی، مستقل تعیناتی ہونے کی حیثیت سے اپنے لائے ہوئے احکام انجیل پر عمل کرانے کے لئے تشریف نہیں لائیں گے[۳]، اس تشریح کے ذریعہ اس شخص کی نبوت بھی باطل ہوگئی جس نے حضور اکرم ﷺ کی حیات میں وفات سے قبل ہی دعویٰ نبوت کیا جیسے اسود عنسی "من بعدی" کی ایک نظیر قرآن کریم سے اور پیش کرتا ہوں " بئسـما خلفتمونی من بعدی[۴]"، یہاں موت کے معنی کا امکان ہی نہیں، اس کے بعد غور طلب امر یہ ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق اجتماعی عقیدہ[۵]، کو غلط قرار دینے پر آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا مدار ہے، اس دعویٰ اور دلیل میں ربط کیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہرحال بشر ہیں، ایک روز ان کو بھی موت آئے گی، تو کیا ان کی موت سے اس وقت کے تمام لوگ نبی ہو جائیں گے، یا جس وقت مرزا کے نزدیک موت آئی تھی، اس وقت کے سب لوگ نبی بن گئے تھے،

---

[۱] قال ابن عطية واجمعت الامة على ماتضمنه الحديث المتواتر أن عيسىٰ في السماء حي وانه ينزل في آخر الزمان الخ البحر المحيط ج۲/ص۴۷۳/ (مطبوعه بيروت لبنان) تحت قوله تعالىٰ اذقال الله ياعيسىٰ انى متوفيك الآية، سوره آل عمران تحت آيت: ۵۵/

[۲] ابوداؤد شريف، ج۲/ص ۵۸۴/ مطبوعه رشيديه دهلى، اول كتاب الفتن.

ترجمہ:- میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

[۳] ومحمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مبعوث الىٰ جميع الثقلين فرسالته عامة للجن والانس في كل زمان الىٰ قوله واذا نزل عيسىٰ ابن مريم عليه السلام فانما يحكم بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم عقيدة الاسلام، ص۱۹۸/ (مطبوعه ڈابهيل)

[۴] سورۂ اعراف آيت ۱۵۰/ **ترجمہ**:- تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی (از بیان القرآن)

[۵] كمامر البحر المحيط ج۲/ص۴۷۳/ مطبوعه بيروت لبنان، سورۂ آل عمران تحت آيت: ۵۵/

مرزا کی نبوت کو ان کی وفات سے تعلق کیا ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو فوراً مرزا کی نبوت تسلیم کر لی جاوے، ایک اصولی چیز بھی ذہن میں رکھیں وہ یہ کہ قرآن پاک کا صحیح مطلب وہ ہے جو کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے سمجھا اور صحابہ نے سمجھا اور جس مطلب کو نہ نبی اکرم ﷺ نے سمجھا نہ صحابہ کرامؓ نے سمجھا، نہ انہوں نے کسی کو سمجھایا بلکہ سب کے خلاف ہے تو وہ درحقیقت قرآن پاک کا مطلب نہیں ہے، بلکہ خود اس کے نفس کا تراشیدہ مطلب ہے، جو شیطان مضل کے مشورہ سے تجویز کیا گیا ہے، اس کو خدائے پاک اور قرآن کی طرف منسوب کرنا غلط ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۵/۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۵/۸۶ھ

ذات وصفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید

سوال:۔آقاء دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات علم اور شان میں ادنیٰ ترین نقص کے معتقد اور تنقیص کرنے اور کہنے والے کیلئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آقاء دوعالم سید الاولین والآخرین امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات مقدسہ، صفات مبارکہ علم اعلیٰ کے اعتبار سے خدائے پاک کے نزدیک ہر مخلوق سے بلند، محبوب، مقرب

[1] والغرض انک تطلب تفسير القرآن من القرآن فان لم تجده فمن السنة واذا لم تجد التفسير في القرآن ولافي السنة رجعنا ذٰلک الیٰ اقوال الصحابة فانهم ادریٰ بذٰلک الیٰ قوله فاما تفسير القرآن بمجرد الرأی فحرام الخ ،مقدمه مختصر تفسير ابن کثير ج ۱ / ص ۱۲-۱۳ / (مطبوعه دارالفکر بيروت)

ہیں [۱]

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے دستِ مبارک میں لواء الحمد ہوگا [۲]

لیلۃ المعراج میں مقام ادنیٰ وقاب قوسین آپ کے ساتھ مخصوص ہے [۳]

''الوسیلہ'' شفاعت کبریٰ آپ کا حق ہے [۴] (وغیرہ وغیرہ) فداہ امی و ابی (صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰۃ دائمۃ ابداً ذات، صفات، علم، شان میں تنقیص کو ایمان برداشت نہیں کرسکتا، مسئلہ چونکہ ایمانیات سے متعلق ہے اس لئے کسی خاص شخص پر خاص وجہ سے حکم لگانا بھی آسان نہیں [۵] جب تک شرعی دلائل سے تنقیح تام نہ ہوجائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۰/۹۲ھ

---

[۱] ووطئه مکانا ماوطئه نبی مرسل ولاملک مقرب (الخصائص الکبری، ص ۱۸۵/ج ۲، باب اختصاصه صلی اللہ علیہ وسلم بانه اول النبیین، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[۲] بیدی لواء الحمد ولافخر آدم فمن دونه تحت لوائی ولافخر (مسند احمد ص ۲۸۱/۱/ مسند عبد الله ابن عباس، مطبوعه دارالفکر بیروت، الخصائص الکبریٰ ص ۲۲۴، ج ۲، باب اختصاصه صلی اللہ علیہ وسلم بالمقام المحمود الخ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[۳] اختصاصه صلی اللّٰه علیه وسلّم بانه اوّل النبیین وبالاسراء والعلوالی قاب قوسین (الخصائص الکبریٰ ص ۱۸۵/۲/ باب اختصاصه صلی اللہ علیہ وسلم بانه اول النبیین، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، وراجع روح المعانی ص ۵۲/۲۷، سورۂ نجم، مطبوعه مصطفائیه دیوبند)

[۴] اختصاصه صلی اللّٰه علیه وسلم بالمقام المحمود وبالشفاعة العظمی فی فصل القضاء (الخصائص الکبریٰ ص ۲۱۸/ج ۲، باب اختصاصه صلی اللہ علیہ وسلم بالمقام المحمود، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[۵] الکفر شئی عظیم فلااجعل المومن کافراً متی وجدت روایة انه لایکفره (البحرالرائق ص ۱۲۵/ ج ۵، باب احکام المرتدین، مطبوعه کوئٹه)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تبلیغی جماعت میں شامل ہونگے

سوال: تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں اکابر علماء کے بیانات سننے کا اتفاق ہوا، امت محمدیہ کی فضیلت میں انہوں نے بیان کیا کہ انبیاء سابقین میں سے بعض نے امت محمدیہ میں شامل ہونے کی تمنا کی تھی، چنانچہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو کر تشریف لائیں گے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ نے بھی اپنی تصنیف کتاب ''داڑھی کا وجوب'' ص ۲۹/ (مطبوعہ ۱۳۹۶ھ میں اس طرح تحریر فرمایا ہے، مدعیان اسلام بتلائیں کہ وہ کیا قدر کر رہے ہیں، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کے امتی بن کر قبل قیامت یہی حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے، اور اسی طرح پورے برما کے تبلیغی بیانات میں کہا جاتا ہے، لہٰذا کہنا کہ قبل قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو کر تشریف لائیں گے شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہودیوں کے ارادۂ بد سے بچانے کے لئے زندہ آسمان پر اٹھالیا، اور پھر صدیوں بعد حضرت سید الانبیاء محمد ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور اپنی دعوت قوم کے سامنے پیش کی، جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں موجود نہیں تھے، آسمان پر تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہدایت کیلئے حضرت نبی اکرم ﷺ تشریف لائے، اس اعتبار سے ان کو حضور اکرم ﷺ کا امتی نہیں کہا جاتا، البتہ حضرت عیسیٰ نے دعا کی تھی امت محمدیہ میں شامل ہونے کی، ان کی دعا کو اس طرح قبول کیا گیا کہ وہ اخیر زمانہ میں جب کہ ان کی نبوت اور تشریع کا زمانہ نہیں ہوگا، بلکہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی

نبوت اور تشریع کا زمانہ ہوگا، آسمان سے نازل ہوں گے اور حضرت نبی اکرم ﷺ کے خلیفہ کی حیثیت سے آپ کی شریعت کے مطابق حکم فرمائیں گے، اور عمل کریں گے، اس اعتبار سے گویا وہ حضور اکرم ﷺ کی امت میں شامل ہوں گے، مگر ان کی نبوت سلب نہیں ہوگی، وہ محفوظ ہوگی، اور حکم شرع محمدی پر کرینگے، حضرت مولانا اقدس محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث قدس سرہٗ کا مقصد یہ نہیں کہ انکی نبوت سلب ہوجائے گی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۵/۱۴۰۰ھ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول نبی ہونگے یا امتی

سوال:۔ (۱) کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اس دعویٰ کی تصدیق کرنے والا مومن ہے یا کافر؟

(۲) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ اٹھایا گیا، اگر اٹھایا گیا ہے تو آپ قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے، اگر ہاں تو بحیثیت امتی کے یا نبی کے؟

نوٹ:۔ جوابات قرآنی دلائل سے دیئے جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قرآن کریم میں مذکور ہے ”ما كان محمد اباأحدمن رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبين الاية[2]“، لہٰذا جو شخص آپکے

[1] والحاصل ان امامكم منكم دون عيسىٰ فانه بمنزلة الخليفة وقيل فيه دليل على ان عيسى عليه الصلاة والسلام لايكون من امة محمدصلى الله عليه وسلم بل مقررا لملته ومعيناً لامته عليهما الصلاة والسلام مرقاة شرح مشكوٰة ج۵/ص ۲۲۲/ باب نزول عيسىٰ عليه الصلاة والسلام، الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع ممبئی.

[2] سورة احزاب الآية: ۴۰/ **ترجمہ**:۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔

بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ شخص نص قرآنی کا منکر ہے، اور قرآن شریف کی کسی آیت کا انکار بھی کفر ہے[1]، یہی حال اس شخص کا ہے جو ایسے مدعیٔ نبوت پر ایمان لائے اور اسکی تصدیق کرے[2]۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے ''**وماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ الآیۃ**[3]'' اور قرب قیامت آپ نزول فرمائیں گے، احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے، اور آپ اس وقت اپنی نبوت کی دعوت نہیں دیں گے، بلکہ حضور ﷺ کی ملت کی دعوت دیں گے، اور خود ان کی نبوت بھی مسلوب نہیں ہوگی، بلکہ وہ محفوظ رہے گی، ''**اخرج الطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی البعث بسند جید عن عبداللّٰہ بن مغفلؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبث الدجال فیکم ماشاء اللّٰہ ثم ینزل عیسیٰ ابن مریم مصدقاً بمحمد وعلیٰ ملتہ اماماً مھدیا وحکماً عدلاً فیقتل الدجال اھ**''

''**ان عیسیٰ علیہ السلام مع بقائہ علیٰ نبوتہ معدود فی امۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وداخل فی زمرۃ الصحابۃؓ فانہ اجتمع بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو حی مومنابہ ومصدقاوکان اجتماعہ بہ مرات فی غیر لیلۃ الاسراء من جملتھا بمکۃ روی ابن عدی فی الکامل عن انسؓ قال بینا نحن مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذ رأینا برداً ویداوقلنا یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ماھذا البرد الذی رأینا والیدقال قد رأیتموہ قلنا نعم قال ذٰلک عیسیٰ ابن مریم سلّم عَلَیَّ.**

---

[1] ودعویٰ النبوۃ بعدنبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبرص ۲۰۲، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

[2] وکذٰلک نکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا ،ای فی زمنہ اوادعی نبوۃ احد بعدہ اومن ادعی النبوۃ لنفسہ بعد نبینا صلّی اللّٰہ علیہ وسلم (اکفار الملحدین ص۵۷، مطبوعہ مجلس علمی ڈابھیل)

[3] نساء الآیۃ: ۱۵۷/ **ترجمہ**: - اورانہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ (بیان القرآن)

"انمایحکم عیسیٰ بشریعة نبینا صلی اللّٰہ علیه وسلم بالقرآن والسنة، عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الا ان ابن مریم لیس بینی وبینه نبی ولارسول الا انه خلیفتی فی امتی من بعدی"

"قال الذهبی فی تجرید الصحابة عیسیٰ ابن مریم علیه السلام نبی وصحابی فانه رأی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فهو اٰخر الصحابةؓ موتاہ" (الحاوی[1] للفتاویٰ)

اس مسئلہ پر علماءِ حق کے مستقل رسائل شائع شدہ ہیں، علامہ سیوطیؒ کا ایک رسالہ ہے "کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیه السلام" علامہ سبکیؒ کا ایک رسالہ ہے مولانا انورشاہ صاحب کشمیریؒ کا بھی ایک رسالہ ہے، عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام، نیز شروح حدیث بذل المجہود[2]، فتح الباری[3]، عینی[4] وغیرہ میں بھی اس کی تصریح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ گنگوہی معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۳/رج ۱/۱۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۴/رج ۱/۱۷ھ

---

[1] الحاوی للفتاویٰ ج۲/ ص ۱۶۱/ مطبوعه دارالفکر بیروت ص۱۸۸، ۱۹۵، ج۲، کتاب البعث، کتاب الاعلام بحکم عیسی علیه السلام.

[2] عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لیس بینی وبینه یعنی عیسیٰ علیه السلام نبی وانه نازل ای من السماء الی الارض لقتل الدجال (بذل المجهود ج۵/ص۱۱۳/ کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، مطبوعه رشیدیه سهارنپور)

[3] "والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا والمعنی انه ینزل حاکماً بهذه الشریعة فان هذه الشریعة باقیة لاتنسخ بل یکون عیسی حاکمامن حکام هذه الامة" (فتح الباری ص ۶/۳۵۶، کتاب احادیث الانبیاء، نزول عیسیٰ علیه السلام، طبع یوسفی دیوبند)

[4] لاینزل بشریعة متجددة بل ینزل علی شریعة نبینا محمد صلی الله علیه وسلم ویکون من اتباعه (عمدة القاری للعینی ج۱۶ ص ۴۰/ کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ علیه السلام، مطبوعه دارالفکر بیروت)

بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی حیثیت

سوال: ۔حضرت عیسی علیہ السلام جب آسمان سے تشریف لائیں گے، تو کیا وہ اس وقت بھی نبی رہیں گے، اوران پر وحی آئے گی، یا وہ نبوت سے معزول ہوکر آئینگے؟

ایضاً

جب حضرت عیسی علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ تابع شریعت محمدیہ ہونگے ، یاصاحب شریعت نبی ہونگے؟ اگر وہ تابع شریعت محمدیہ ہونگے ، تو شرعی احکام یعنی قرآن کریم میں درج شدہ اوامر ونواہی اور سنت رسولِ کریم ﷺ کا علم انہیں کیونکر حاصل ہوگا اگر زبان عربی اورشریعت کے احکام کسی مولوی صاحب سے پڑھیں تو یہ امر ایک نبی کی شان کے خلاف نظر آتا ہے، اور پڑھیں بھی تو کس فرقہ کے مولوی سے؟

تمام اسلامی فرقوں کا آپس میں اختلاف ہے، حتی کہ ایک دوسرے کو کافر کہنے سے دریغ نہیں کرتے ، اگر اس دنیا میں وہ وحی کے ذریعہ شریعت اسلامی کے احکام حاصل کریں، جس طرح ہمارے حضور اکرم ﷺ حاصل کیا کرتے تھے، یعنی وحی سے یا پردہ کے پیچھے سے یا فرشتہ کی وساطت سے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے، **"ما کان لبشر ان یکلمہ اللّٰہ الاوحیاً اومن وراء حجاب اویرسل رسولاً فیوحی باذنہ مایشاء انہ علی حکیم وکذٰلک اوحینا الیک روحاً من امرنا"** (سُورۂ شوریٰ پ۲۵ رکوع ۵) تو اس صورت میں وہ بھی ایک صاحب شریعت نبی بن جائیں گے، یا اگر آسمان پر بھی شریعت کے احکام کا علم حاصل کریں، تو بھی بشر ہونے کے لحاظ سے مندرجہ بالا انہی تین صورتوں سے حاصل کریں گے، پس شریعت کے احکام یعنی اوامر ونواہی براہِ راست بذریعہ وحی حاصل کرنے کی وجہ سے صاحب شریعت نبی بن جائیں گے، حالانکہ ہمارے نبی ﷺ آخری شریعت والے نبی

ہیں، اس اشکال کا تفصیلی جواب دیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کی نبوت سلب نہیں ہوگی، بلکہ وہ محفوظ رہے گی، اور وہ احکام اپنی سابقہ محفوظ نبوت کے تحت جاری نہیں فرمائیں گے، جو ان کی امت کے ساتھ مخصوص تھے، بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق جاری فرمائیں گے[۱]۔

ممکن ہے کہ عین وقت پر شریعت محمدیہ کے متعلق ان کو بذریعہ وحی علم ہو جائے، یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت اقدس ﷺ سے علم حاصل کریں، کیونکہ قبر اطہر میں ہی ہیں، یا روح عیسوی روحِ محمدی سے مستفیض ہو جائے، یہ بھی ممکن ہے کہ خود انجیل میں اس شریعت کے احکام کا علم ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں کی ملاقات جب ہوئی اس وقت علم حاصل کرلیا ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ براہِ راست قرآن کریم سے ان کو علم حاصل ہو جائے:۔

"ثم علمه باحكام شرعنا امابعلمها من القرآن فقط اذلم يفرط فيه من شئى انما احتجنا الى غيرنا لقصورنا وقدكانت احكام نبينا صلى الله عليه وسلم كلها ماخوذة من القرآن ومن ثم قال الشافعیؒ كل ماحكم به النبى صلى الله عليه وسلم، فهو ممافهمه من القرآن فلايبعد ان عيسى صلى الله عليه وسلم يكون كذٰلك اوبرواية السنة عن نبينا صلى الله عليه وسلم اخرج ابن عدى عن انس بيننا نحن مع رسول اللهﷺ اذرأينا برداً ويداً فقلنا يارسول الله صلى ا لله عليه وسلم ماهذالبرد الذى رأينا واليدقال قدرأيتموه قلنا نعم قال ذٰلك عيسى بن مريم سلم علیّ وفى رواية ابن عساكر عنه كنت اطوف مع النبى صلى الله عليه وسلم حول الكعبة اذرأيته

[۱] لكنه يتابع محمدا عليه السلام لان شريعته قد نسخت فلا يكون اليه وحى ونصب الاحكام، بل يكون خليفة رسول الله عليه السلام، شرح عقائد ص۱۳۸، قبيل افضل الانبياء الخ، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، نبراس ص۱۸۰، مطبوعه امداديه ملتان.

صافح شیئاً ولم اره قلنا یارسول اللّٰہرأیناک صافحت شیئا ولانراه قال ذٰلک اخی عیسی بن مریم انتظرته حتی قضیٰ طوافه فسلمت علیه وحینئذ فلامانع انه حینئذ تلقی عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم احکام شریعته المخالفة لشریعة الانجیل لعلمه انه سینزل وانه یحتاج لذلک فاخذ ها منه بلا واسطة وفی حدیث ابن عساکر الا ان ابن مریم لیس بینی وبینه نبی ولارسول الا انه خلیفة فی امتی من بعدی وقد صرح السبکی بانه یحکم بشریعة نبیناﷺ بالقرآن والسنة امابکونه یتلقاها من نبیناﷺ شفاها بعد نزوله من قبره ویؤیدهٗ حدیث ابی یعلیٰ والذی نفسی بیدی لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لئن قام علی قبری وقال یامحمدلاجیبنه اما بکونه تعالیٰ اوحاهاالیه فی کتابه الانجیل اوغیره الی قوله،یوحی الیه وحی حقیقی کمافی حدیث مسلم وغیره عن النواس بن سمعان وفی روایة صحیحة فبینماهو کذٰلک اذاوحی الیه یاعیسی انی قداخرجت عبادًا لی لایدلاحد بقتالهم حول عبادی الی الطور وذلک الوحی علیٰ لسان جبریل (الیٰ قولہ) وعیسی نبی کریم باق علی نبوته ورسالته (الیٰ آخر ماقال[۱]) (فتاویٰ حدیثیہ، ص۱۲۸/مصری)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ مظاہرعلوم سہارنپور

نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت تواتر سے

سوال: ۔نزول عیسیٰ علیہ السلام بوقت قیامت کیا آیت قرآنیہ سے ثابت ہے، اگر ثابت

[۱] (ملخصاً فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۸۰ / مطلب فی حکم عیسیٰ بشرعِ نبینا، طبع دارالفکر بیروت، روح المعانی ص ۵۰-۱۲/۵۷، جزء۲۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت، سورۂ احزاب تحت آیت: ۴۱، ۴۳)

ہے تو کس آیت سے؟ اگر نہیں ثابت ہے اس پر تواتر ہے یا اجماع ہے یا نہیں، اس کا انکار باعث کفر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اکثر مفسرین نے آیت قرآنی " وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً"، میں ضمیر کو حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع قرار دے کر اس سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام مراد لیا ہے[1]، چنانچہ بخاری شریف کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے:۔

"عن ابن شهاب ان سعيد بن المسيب سمع اباهريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ والذى نفسى بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الحرب ويفيض المال حتى لايقبله احدحتى تكون السجدة الواحدة خيرمن الدنيا ومافيها ثم يقول ابوهريرة واقرؤاان شئتم وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً"[2]

---

[1] والظاهر ان الضميرين فى به وموته عائدان على عيسى وهو سياق الكلام الخ، البحر المحيط ص ۳/۳۹۲، سورۂ النساء آیت: ۱۵۹، مطبوعه داراحياء التراث العربى، احكام القرآن للقرطبى ص ۳/۳۷۴، جزء۵، مطبوعه دارالفكر بيروت، طيبى ص ۱۰/۱۴۹، باب نزول عيسى عليه السلام، مطبوعه زكريا ديوبند.

[2] (بخارى ص ۴۹۰/ج ۱/ باب نزول عيسى بن مريم كتاب الانبياء، **ترجمه**:- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، عنقریب ابن مریم حاکم عادل بنکر تم میں نازل ہوں گے، صلیب کو توڑ دینگے، لڑائی ختم کر دینگے، اور مال اتنا بہائینگے کہ کوئی اس کو قبول نہ کریگا، حتی کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے زیادہ بہتر ہوگا، پھر ابو ہریرہؓ فرمانے لگے، اور پڑھ لو اگر چاہو "وان من اہل الکتاب الایۃ" اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہ رہیگا، مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کریگا، اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دینگے۔

اورآیت قرآنی "وَاِنَّهُ لَعَلَمٌ لِلسَاعَةِ فَلَاتَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِی هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْم"[۱] کی ایک قراءت لَعَلَمٌ لِلسَاعَةِ (بفتح اللام) ہے یعنی نزول عیسی علیہ السلام کی علامات قیامت میں سے ہے "قال مجاهد وَاِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِلسَاعَةِ ایٌّ اٰیة لِلسَاعة خُرُوج عیسیٰ بن مریم علیهما السلام قبل یوم القیامة وهکذا روی عن ابی هریرة وابن عباس وابی العالیة وابی مالک وعکرمة والحسن وقتادة وضحاک وغیرهم (عقیدۃ الاسلام[۲]

نیز احادیث متواترہ سے بھی نزول عیسی علیہ السلام ثابت ہے، چنانچہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اس کی صراحت کی ہے "وانه سینزل قبل یوم القیامة کمادلت علیه الاحادیث المتواترة التی سنوردها ان شاء اللّٰه قریباً"[۳] (تفسیر ابن کثیر مع البغوی، ص۱۴/ ج۲)

اس مسئلہ سے متعلق بہت سے رسائل چھپ چکے ہیں، مثلاً التصریح بما تواترفی نزول المسیح، عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسی علیہ السلام وغیرہ کا مطالعہ کرلیا جائے۔

عقیدہ نزول عیسی علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے، اس کا انکار کفر ہے، اور اس کی تاویل کرنا زیغ وضلال اور کفر والحاد ہے "فالایمان بها واجب والانکار عنها کفر والتاویل فیها زیغ وضلال والحاد (نزل اهل الاسلام فی نزولِ عیسیٰ علیه السلام، مقدمہ عقیدۃ[۴] الاسلام، ص۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ // // //

---

[۱] سورۂ زخرف الآیة: ۶۱ (**ترجمہ**) وہ قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں، تو تم لوگ اس میں شک مت کرو، اور تم لوگ میری اتباع کرو، یہ سیدھا راستہ ہے۔ (بیان القرآن)

[۲] عقیدۃ الاسلام ص ۴۶، فصل فی انعقاد المشیئة الازلیة بنزوله، طبع المجلس العلمی ڈابھیل)

[۳] تفسیر ابن کثیر ص ۸۷۸/ ج ۱/، سورۂ نساء آیت: ۱۵۹، طبع بیروت.

[۴] مقدمہ عقیدۃ الاسلام ص ۳۳، مطبوعہ مجلس علمی ڈابھیل،

رفع عیسیٰ علیہ السلام

سوال: ۔حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق ایک مسلمان کا عقیدہ کیا یہ ہونا چاہئے کہ وہ زندہ مع جسم وروح آسمان پر اٹھالئے گئے یا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ ان کی روح اٹھائی گئی؟ یا وہ مع جسم وروح اُٹھالئے گئے ہم کہہ نہیں سکتے اس لئے کہ قرآن میں اس کی صراحت نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہود کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کو قتل کیا گیا ہے، سولی پر چڑھا دیا گیا ہے، ان کی صرف روح اٹھائی گئی، نصاریٰ کا بھی بڑا فرقہ یہی کہتا ہے، قرآن کریم نے اس کی تردید کی ہے **"وماقتلوه يقينا بل رفعه الله اليه الأية"**[۱]

روح مع جسم کے اٹھانے کے عقیدہ کو مودودی صاحب نے عقیدہ باطل (الوہیت مسیح) کا موجب لکھا ہے[۲]، قادیانی نے بھی رفع جسمانی کا انکار کیا ہے، علمائے حق نے قادیانی کی تردید میں کتابیں لکھیں ہیں، چنانچہ حضرت مولانا انورشاہ صاحب کشمیریؒ کی کتاب **"التصريح بما تواتر فی نزول المسيح"**، میں تفصیلی دلائل موجود ہیں[۳]۔

قرآن کریم میں اس کی بھی صراحت نہیں کہ نمازِ فجر کی دو رکعت ہیں، ظہر، عصر، عشاء کی

---

[۱] سورۂ نساء الآية: ۱۵۷/ **ترجمہ**:-اورانہوں نے انکو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ (بیان القرآن)

[۲] عیسائیوں میں مسیح علیہ السلام کے جسم وروح کے سمیت اٹھائے جانے کا عقیدہ پہلے سے موجود تھا اوران اسباب میں سے تھا کہ جنکی بناء پر ایک بہت بڑا گروہ الوہیت مسیح کا قائل ہوا ہے (تفہیم القرآن) سورۂ نسا،ص ۴۲۰/ج ۱، مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند دہلی۔

[۳] **وهذاالشقی ذهب فی كتابه "ازالة الاوهام" وغيره ان المراد به رفع روحه عليه السلام الى مقعد الصدق واواه الى السماء كماذهب اليه فی حمامة البشری (عقيدة الاسلام ص ۷۴/ ۱/ ج۲/ رسائل كشميری)**

چار رکعت ہیں، مغرب کی تین رکعت ہیں، ان رکعات کا انکار وہی کرسکتا ہے، جو قرآن کریم کو بلا واسطہ احادیث سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، مودودی صاحب کا رجحان یہی ہے، پھر جو کچھ سمجھتے ہیں اسکی تائید میں کبھی حدیث کو پیش کرتے ہیں، اور کبھی حدیث کی تردید کر دیتے ہیں، غرض اپنا فہم انکے نزدیک اصل ہے، اسی کی تلقین اپنی کتب میں متفرق جگہ کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸؍۲؍۹۴ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ   //   //   //

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں

سوال:۔ کیا قرآن کریم سے حضرت عیسی علیہ السلام کا چوتھے آسمان پر مجسم اٹھایا جانا ثابت ہے، اور پھر زمین پر اترنا، اگر یہ صحیح ہے تو پھر وہ آیت نقل فرمادیں۔

ہمارے یہاں مسلمانوں میں یہ جھگڑا چل رہا ہے، کہ حضرت عیسی علیہ السلام وفات شدہ ہیں یا باحیات از روئے قرآن، درست کیا ہے؟

زید کہتا ہے کہ توفی باب تفعل سے ہے اور اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام ذی روح ہیں اور مفعول ہیں ایسی صورت میں توفی کے معنی سوائے قبض روح کے اور کچھ نہیں ہوتے اس کے خلاف قرآن سے کوئی مثال دیجئے؟

زید کہتا ہے کہ قرآن مجید، احادیث، تفاسیر اور محاورۂ عرب کی رو سے لفظ رفع جب بھی اللہ کی طرف یا کسی انسان کی نسبت بولا جائے گا، تو اس کے معنی ہمیشہ بلندی درجات اور قرب روحانی کے ہوتے ہیں۔

گزارش یہ ہے کہ کلام عرب سے کوئی ایسی مثال دیں کہ لفظ رفع کا فاعل اللہ تعالیٰ مذکور ہو اور کوئی ذی روح اسکا مفعول ہو اور رفع کے معنی جسم سمیت آسمان پر اٹھالینے کے ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جواب سے پہلے اولاً بطور تمہید ایک بات ذہن نشین کرلیں، اس کے بعد سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

اصالۃً ہدایت کا سرچشمہ قرآن کریم ہے "ھدیً للناس"[۱] لیکن اس میں عموماً بنیادی اصول دینی امور کو بطور ضابطہ کلیہ مختصراً بیان کیا گیا ہے، تفصیلات وتشریحات کا بیان کرنا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہے "لتبین للناس مانزل الیھم"[۲]

مثال:-(۱) قرآن پاک میں ہے، "اقیموا الصلوۃ"[۳] (نماز قائم کرو) اس کی پوری تفصیل کہ کس نماز میں کتنی رکعات ہیں، یا کس رکعت کے بعد قعدہ ہے، یا کس رکعت میں صرف الحمدُ پڑھی جاتی ہے، کس میں آہستہ سے قراءت کی جاتی ہے، اور کس میں آواز سے اور کس میں سورۃ ملائی جاتی ہے، وغیرہ وغیرہ حتی کہ کس نماز کے وقت کی ابتدا کب سے ہے انتہا کہاں پر ہے، اس سب کا براہ راست قرآن کریم سے بغیر حدیث کی مدد کے سمجھنا دشوار ہے، اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

مثال:-(۲) "وَآتُوا الزَّکوٰۃ"[۴] (اور زکوٰۃ ادا کرو) اس کی تفصیل کہ چاندی کی کتنی مقدار میں زکوٰۃ لازم ہے، سونے کی کتنی مقدار میں، بکری، گائے، اونٹ وغیرہ کی کس حساب سے، زمین کی پیداوار میں کس حساب سے، یہ سب احادیث سے معلوم ہوئی، قرآن کریم میں اسکا ذکر نہیں۔

---

۱ سورۂ بقرہ الآیۃ: ۱۸۵) (قرآن پاک) لوگوں کیلئے ہدایت ہے۔

۲ سورۂ نحل الآیۃ: ۴۴، **ترجمہ**:-تاکہ جومضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں انکو آپ ان سے ظاہر کردیں۔(بیان القرآن)

۳ سورۂ بقرہ آیت: ۴۳.

۴ ایضاً

مثال:- (۳) "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ"[۱] (اور لوگوں کے ذمہ اللہ کے گھر کا حج کرنا لازم ہے) اس کی تفصیل کہ طواف کا کیا طریقہ ہے، کتنے چکر ہیں، عرفات، مزدلفہ، منیٰ، رمیٔ جمار وغیرہ کے مسائل کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے حدیث شریف کی روشنی حاصل کرنا ضروری ہے، حدیث سے بے نیاز ہو کر قرآن شریف کو صحیح طور پر سمجھنا ناممکن ہے، امت کو حکم ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بیان فرمودہ تفصیلات کے تحت قرآن شریف سے ہدایت حاصل کریں، اسی سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ کی اطاعت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہی اطاعت ہے "وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ"[۲] (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی) اس لئے کہ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى"[۳] قرآن کریم عربی میں نازل ہوا، تفصیل وتشریح بھی وحی ہی کے ذریعہ ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عربی زبان اور محاورات کو خوب سمجھتے تھے، ان کی مادری زبان تھی، مگر یہ نہیں فرمایا کہ جس طرح تمہاری سمجھ میں قرآن آئے، اس طرح نماز پڑھا کرو، بلکہ ارشاد ہے "صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ"، بخاری شریف[۴] ص۸۸، یعنی جس طرح تم مجھ کو (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو) نماز پڑھتا دیکھو اسی طرح نماز پڑھو۔

الحاصل یہ سمجھنا غلط ہے، کہ ہر چیز کی پوری تفصیل وتشریح قرآن پاک میں ہے، حدیث کی ضرورت نہیں، اور یہ مطالبہ قابل تسلیم نہیں کہ ہر چیز کو صرف قرآن کریم سے ثابت کیا

---

[۱] سورۂ آل عمران آیت ۹۷.

[۲] سورۂ نساء آیت: ۸۰.

[۳] سورۂ نجم آیت: ۳، ۴، **ترجمہ**:- اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں، ان کا ارشاد نری وحی ہے، جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ (بیان القرآن)

[۴] بخاری شریف ص ۸۸/ ۱، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعة، مطبوعہ اشرفی بکڈپو دیوبند.

جائے، اور حدیث کی طرف التفات نہ کیا جائے، اور یہ بات کہ جو چیز پوری تفصیل کے ساتھ قرآن کریم میں مذکور نہ ہو اور احادیث سے ثابت ہو، وہ قابل تسلیم نہیں، صحیح نہیں بالکل غلط ہے، ورنہ صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، اور اس طرح بے شمار دینی امور کا بھی انکار کرنا پڑیگا، اس بنیادی تمہید کے بعد آپ کے سوالات کا جواب عرض ہے۔

(۱) قرآن کریم میں رفع مسیح علیہ السلام کا مختصراً تذکرہ ہے[۱]، جیسے کہ ''آتوا الزکوٰۃ'' میں زکوٰۃ کا تذکرہ ہے، باقی تفصیلات احادیث کے سپرد ہیں، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر اترنا بڑی تفصیل کے ساتھ احادیث میں مذکور ہے اور یہ احادیث درجۂ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں جیساکہ حافظ ابن حجرؒ نے ''فتح الباری شرح صحیح البخاری'' میں اسکی تشریح فرمائی ہے۔[۲]

نیز حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں تصریح کی ہے۔[۳]

نیز حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں لکھا ہے[۴]۔ ''اما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علیٰ انه رفع ببدنه'' حافظ ابن کثیر نے دس صفحات میں وہ احادیث جمع کی ہیں، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ مع جسم عنصری آسمان پر موجود ہونا اور قرب

---

[۱] وماقتلوه یقینا بل رفعه الله الآیة، سورۂ نساء آیت:۱۵۷۔

[۲] تواترت الاخبار بان المهدی من هذه الامة وان عیسی یصلی خلفه. (فتح الباری ص۳۵۸/ ج۶/ مکتبه یوسفی دیوبند، مطبوعه نزار مصطفی احمد الباز مکه مکرمه، ص ۱۶۹/ ۷، کتاب احادیث الانبیاء، نزول عیسیٰ ابن مریم)

[۳] ثم انه رفعه الیه وانه باق حی وانه سینزل قبل یوم القیامة کمادلت علیه الاحادیث المتواترة التی سنوردها ان شاء اللّٰه قریباً (تفسیر ابن کثیر ص۸۷۸/ ج۱، سورۂ نساء آیت:۱۵۵، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه)

[۴] وقال فی تلخیص الحبیر من کتاب الطلاق: وامارفع عیسی الی اخره (عقیدة الاسلام ص۴۶/ مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، تلخیص الحبیر ص۳۱۹/ ج۲، ص۱۲۴۶/ ۴، حدیث ص۱۶۰۷، کتاب الطلاق، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه)

قیامت میں ان کا اترنا مذکور ہے[۱]۔

دونوں چیزیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مع جسم عنصری کے زندہ اٹھایا جانا اور قرب قیامت کے زمین پر اترنا، اجماعی، اتفاقی، قطعی، ہیں ان میں اختلاف نہیں، گذشتہ صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اس اجماعی عقیدہ کی مخالفت کی ہے، اور تیرہ سو سال کے اجماعی عقیدہ کو غلط کہا ہے جس کی تردید میں مستقل کتابیں تصنیف کر کے دلائل جمع کر دیئے گئے۔

(۲) ان کا اٹھایا جانا قرآن کریم میں ہے تشریح احادیث میں ہے، جیسا کہ جواب نمبر ا میں گزرا، اس کے خلاف عقیدہ رکھنا غلط ہے۔

(۳) زید کا لفظ توفی کے متعلق یہ دعویٰ کہاں سے ماخوذ ہے، اسکے بالمقابل یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک میں جہاں لفظ توفی باب تفعل سے آئے اور اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور معین شخص (عیسیٰ) مفعول ہیں تو اسکے معنی جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھا لینے کے ہوں گے، اسکے خلاف کوئی ثابت ہی نہیں کر سکتا تو کیا زید کے پاس اسکے خلاف کا ثبوت ہے۔

علاوہ ازیں جب کہ زندہ جسم عنصری کے ساتھ خاص طریقہ سے آسمان پر اٹھا لینے کا واقعہ بطور معجزہ وخرق عادت صرف ایک دفعہ ایک شخص کے ساتھ پیش آیا ہے، تو پھر اس کی نظیریں تلاش کرنا یا نظیروں کا مطالبہ کرنا بے محل ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معراج جسمانی ہوئی ہے اس کی شان جداگانہ ہے۔

قرآن کریم میں ہے ''اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا''[۲] آیت پاک میں اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور ذی روح مفعول ہے۔

---

[۱] راجع التفسیر لابن کثیر ج ۱/ص ۸۷۹/ الی...... ج ۱/ص ۸۸۷، سورۂ نساء آیت: ۱۵۵، طبع بیروت.

[۲] سورۂ زمر آیت: ۴۲، اللہ ہی قبض کرتا ہے، جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی کہ جن کی موت نہیں آئی ان کے سونے کے وقت ۱۲ (بیان القرآن)

کیا یہاں بھی یتوفی موت کے معنی میں ہے، اور نوم کی حالت میں روح قبض ہو جاتی ہے، اور کیا سونے والے پر میت کے احکام، نماز جنازہ، تدفین، عدت زوجہ، تقسیم میراث وغیرہ سب جاری ہوں گے، یہاں تک لفظ توفی کے متعلق زید کے مخصوص نظریہ کا جواب تھا، اب اصل وضع ''محاورات عرب'' استعمال کی روشنی میں اس کی حقیقت عرض ہے، (و، ف، ی،) وفی، یفی، وفاء، ثلاثی مجرد، اوفی، یوفی، ایفاء، باب افعال سے، توفی، یتوفی، توفیاً، تفعل سے استوفیٰ، استیفاءً، استفعال سے ''وفّی یوفی، توفیةً'' تفعیل سے، سب طرح یہ لفظ مستعمل ہے، اس کے معنی ہیں پورا کرنا، پورا لینا، پورا وصول کرنا، پورا دینا، اسی سے ہے ''وفی بعهده یفی وفاء'' وعدہ پورا کرنا عرب بولتے ہیں، جیسے ''کیل وافٍ'' (پورا پیمانہ) ''اوفیت الکیل والوزن'' میں نے ناپ تول پورا کر دیا، یعنی کچھ کمی نہیں کی، قرآن پاک میں ہے ''وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ''[1] یعنی جب تم کسی کے لئے تول کرو تو پورا پورا کیل کر کے دو ''اَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ''[2] تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا، یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ،[3] نذر پوری کرتے ہیں ''وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ''[4] ہر ایک نے جو کچھ (دنیا میں) کیا یا عمل کیا اس کو پورا دے دیا جائیگا ''اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ''[5] تم کو بلا شبہ تمہارا اجر پورا کر دیا جائیگا، ''وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ''[6] جو کچھ تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو تم کو (اس کا پورا اجر دیا جائیگا) ''فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ''[7] اس کا حساب پورا پورا کیا ''اِنِّی

[1] سورۃ الاسراء آیت: ۳۵.
[2] سورۃ البقرۃ آیت: ۴۰.
[3] سورۂ دھر آیت: ۷.
[4] سورۂ آل عمران آیت: ۲۵.
[5] سورۂ آل عمران آیت: ۱۸۵.
[6] سورۂ انفال آیت: ۶۰.
[7] سورۂ النور آیت: ۳۹.

مُتَوَفِّیکَ[1] میں تجھ کو پورا پورا لے لونگا۔[2]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن قتل کے درپے تھے اور منصوبہ بنا رہے تھے، تو اللہ پاک نے فرمایا کہ میں تجھ کو پورا پورا لے لونگا، ان دشمنوں کو تجھ پر قتل کے لئے قابو نہیں دونگا، یہ چیز بطور تسلی کے فرمائی گئی ہے، اور تسلی کی صورت یہی ہے کہ دشمن قتل کرنے یا سولی دینے میں نا کام رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا اور دشمن اشتباہ میں رہے، اس کو فرمایا ہے ''وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَفَعَهُ اللّٰه''[3] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں نے بالیقین قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی طرف اٹھالیا، اگر توفی سے مراد یہاں موت لی جائے تو اس میں تسلی کی کونسی بات ہے اس وقت تو مطلب یہ ہوجائیگا، کہ یہ لوگ آپ کو قتل نہیں کریں گے، بلکہ میں آپ کو موت دوں گا، موت سے تسلی کیا ہوسکتی ہے، علاوہ ازیں اگر وہ دشمنی میں قتل کردیتے تو یہ چیز باعث ترقیٔ درجات ہوتی، شہید کا درجہ بہت بلند ہے، حضورِ اکرم ﷺ نے شہادت کی تمنا کا ذکر خاص انداز میں فرمایا ہے، درجہ بلند سے بچا کر عام موت کا وعدہ خاص اہمیت نہیں رکھتا، پھر یہ کہ لفظ موت یا اماتت سے کیوں تعبیر نہیں کیا، توفی میں کیا نکتہ ہے، ''تُوفِّیَ'' کے اصل معنی موت کے نہیں، ہاں کبھی موت کا مفہوم اس میں پیدا ہوجاتا ہے، وہ اس طرح بولتے ہیں (فلان توفی عمرہ) '' فلاں شخص نے اپنی عمر پوری کرلی، جب عمر پوری کرلی تو موت آہی جائے گی آیت

---

[1] سورۂ آل عمران آیت: ۵۵.

[2] هذاالتفصيل مذكور فى المفردات فى غريب القرآن للامام راغب الاصفهانى (مفردات ص ۵۵۰ / سورة النساء الآية: ۱۸۵ /)

[3] سورۂ نساء آیت: ۱۵۷، ۱۵۸، ومعنى قوله تعالىٰ انى متوفيك، اى متمم عمرك فحينئذٍ اتوفاك فلا اترك حتى يقتلوك بل انا رافعك الى سمائى ومقربك بملائكتى واصونك عن ان يتمكنوا من قتلك الخ، تفسير كبير ص۴۵۷ / ۲، سورۂ آل عمران آیت: ۵۵، مطبوعه دارالفكر بيروت، روح المعانى ص۲۸۵ / ۳، سورۂ آل عمران آیت: ۵۵، مطبوعه دارالفكر بيروت، تفسير مدارک ص۱۶۰ / ۱. سورۂ آل عمران آیت: ۵۵، مطبوعه دارالفكر بيروت،

"انــی متـو فیک" کا مفہوم یہ بھی ہے کہ تیری عمر پوری کرونگا، اور ان کی اسکیم فیل ہوجائے گی، اس کی صورت یہ ہے کہ جتنی عمر ہے پوری ہوگی جیسا کہ احادیث میں تفصیل مذکور ہے، یہاں تک کہ جب اس وقت انتقال ہوگا، تو قبر کی جگہ بھی بتادی گئی ہے، کہ حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے قریب ایک قبر کی جگہ باقی ہے، وہاں دفن ہوں گے، حضرت عیسیٰ کے مجموعی حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے، کہ نزول کے بعد شادی کریں گے[1]

اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہوچکی ہے وہ آسمان پر زندہ موجود نہیں اور قریب قیامت زمین پر نہیں اتریں گے، تو وہ اجماعی عقیدہ کا منکر ہے، قرآن پاک کی آیات کا منکر ہے، اور احادیث متواتر کا منکر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مقام محمود

سوال:۔ مقام محمود کے بارے میں مختصر تشریح فرمادیں، کیا وہ جنت میں ہے یا میدان

---

[1] عـن عبـد الـلّـه بن عمرو قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ینزل عیسی ابن مریمؑ الی الارض فیتـزوج ویـولـد لـه ویـمـکـث خـمـساً واربعین سنة ثم یموت فید فن معی فی قبری. الـحـدیث (مشکوٰۃ ص ۴۸۰/ ج ۲/ بــاب نـزول عیسـی عـلیــه السّـلام، تفسیر ابن کثیر ص ۸۸۹/ ج ۱، سورۂ نساء آیت: ۱۵۵، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین کی طرف اتریںگے، شادی کرینگے اور ان کے اولاد ہوگی، اور ۴۵/ برس زمین میں ٹھہرینگے، پھر وفات پائینگے، اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔

''وسیـأتـی فـی فضائل سید المرسلین عن عبداللّٰه بن سلام بروایة الترمذی عنه قال مکتوب فی التوراة صـفة مـحـمـد وعیسی بن مریم یدفن معه قال ابوداؤد وقدبقی فی البیت موضع قبر'' (مرقاۃ ص ۲۲۳/ ج ۵، قبیل باب قرب الساعة، مطبوعه بمبئی)

حشر میں؟ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا خصوصیت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

میدان حشر میں پیشی کے لئے شفاعت کی اجازت خاص طور پر دی جائیگی وہ مقام محمود ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۱/۸۸ھ

قرآن پاک میں نبیوں کیلئے جو الفاظ آئے ہیں، انکا مفہوم

سوال:۔ (۱) کیا ان آیات مقدسہ میں اللہ عزوجل نے جو الفاظ فرمائے ہیں کیا وہ واقعی عظمت رسالت کی سبکساری، عصمت نبوت کی درماندگی، یا انبیاء علیہم السلام کی کفار ومشرکین کے سامنے اہانت، پامالی اور بے وزنی ظاہر کرنے کے لئے فرمائے گئے ہیں، یا پھر ان ہی لفظوں کو بطور اظہار عظمت رسالت ونبوت فرما کر مرسلین کے صادق المصدوق ومقام محمود کے مکیں ہونے کی شہادت کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے:۔

(۱) "ولو اشركوا لحبط عنهم ما كانوا يعملون" (۲) ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين الخ (اسی طرح دیگر آیات مقدسہ)

(۲) کیا ان دعاؤں میں ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو الفاظ ادا فرمائے ہیں اور

[۱] والمراد بذلك المقام الشفاعة العظمىٰ فى فصل القضاء. (روح المعانى ص ۱۴۰/ج۱۵، سورۂ بنى اسرائيل تحت آيت: ۷۹، مطبوعه مصطفائيه ديوبند، احكام القرآن للقرطبى ص ۲۰۱/۱۰، سورۂ بنى اسرائيل آيت: ۷۹، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، تفسير ابن كثير ص ۹۰/۳، مكتبه التجاريه مكة المكرمة)

جن جن باتوں سے بچنے اور جس جس نیکی کی زیادتی کے لئے فرمایا ہے، کیا نعوذ باللہ ذات رسالت مآب ﷺ میں حقیقتاً ان باتوں کی کمی بیشی تھی، پھر جیسے ''انـی ذلیـل''وغیرہ فرمایا ہے، تو کیا حقیقی طور پر حضورا کرم ﷺ نے اپنی ذاتِ مقدسہ کو کما حقہ ان الفاظ سے متصف تصور فرما کر بطور شہادت ان کا اظہار فرمایا ہے، یا ہم گنہگاروں کو دعا کرنے کے طور پر طریقے اور سلیقے سکھلائے۔

(۱) ''اللّٰھم انی اعوذبک من عذاب الکفر والفقر ومن عذاب القبر''

(۲) ''اللھم انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی ''

(۳) ''فذللنی فی اعین الناس فعظمنی ومن سئی الاخلاق فجنبنی ''

(۴) ''الـلّٰھـم اجعـلنی صبوراً واجعلنی شکوراً واجعلنی فی عینی صغیراً وفی اعین الناس کبیراً ''اسی قبیل کی دیگر دعائیں؟

ہم نے بامعنی قرآن مجید سے اس آیت مقدمہ کا مطلب ومفہوم یہی سمجھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار ومشرکین کے اعتراض اور شکوک وشبہات کو رفع کرنے کے لئے اور اپنے مرسلین کی عظمت ورفعت کی شہادت کے طور پر فرماتے ہیں، کہ ہمارے یہ نبی من وعن تمہارے رب کی باتیں تمہیں سناتے ہیں، اس میں ذرہ برابر ہیر پھیر نہیں کرتے، نہ وہ غبی ہیں نہ خائن کہ کمی بیشی کرتے، اس لئے تم ان کی ہر بات کو وحی سمجھو، یقین رکھو کہ یہ تمہارے رب ہی کی طرف سے ہے وہ اس لئے کہ ہمارا خیال ہے کہ اس میں لفظ اگر شرط ہے، اگر ایسا کرتے تو ہم ایسا کرتے مگر نہ نبی نے ایسا کیا نہ کر سکتے ہیں، اس لئے کہ ہمارے قریب ان کا وہ مقام ہے، جس کو ہم ہی جانتے ہیں، اور اس لفظ شرط ''اگر'' نے ہمارے نفس خیال کے تحت اس آیت کی بڑی وضاحت کے ہمراہ تشریح وتفصیل ظاہر کر دی ہے، کیونکہ شرط کے ٹوٹنے پر مشروط کا مقام بھی بدل جاتا ہے، جیسے جرم ثابت ہو تو سزا واجب ہے، ورنہ باعزت بری ہے یا پھر جیسے ''اِنَّـهٗ کَـانَ ظَـلـومـاً جھولاً'' میں ظلوم وجھول ہی تحسین وتعریف کے مظہر وضامن بن کر رہ گئے ہیں، یعنی بارِ امانت

اٹھانے پر بطور سرزنش، تادیب واظہار ناراضگی کے ظلوم وجہول نہیں فرمایا گیا، بلکہ بڑائی اور حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ اس کی نادانی وناسمجھی نے بھی اتنا بڑا کام کیا کہ جس بارِ امانت کو زمین وآسمان نہ اٹھا سکے، اس نادان وکمزور نے اٹھالیا۔

مزید دعائیں ان دعاؤں کے سلسلہ میں ہم آج بھی اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ شرک، کفر، فسق، فجور، گناہ، بڑائی، کبر، نخوت، غرور، خودرائی، بےصبری، ناشکری وغیرہم قسم کی مقہورانہ خصلتیں، معتوبانہ عادتیں ایسی ہیں، جن کے ملعونانہ مردودانہ جراثیم ہم ہی میں پیدا ہوسکتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کی حیات طیبہ ان معذوبانہ مغضوبانہ خبائث سے ہمیشہ منزہ ومبرہ رہی ہے، اور ایسی کہ سہواً بھی اس کا سایہ اُسوۂ مرسلین پر نہ پڑسکا، نہ پڑسکتا تھا، اس لئے ہمیں اس بات پر یقین ہے نہ صرف یہ کہ نبی معصوم ہوتا ہے، بلکہ معصوم صرف نبی ہی ہوتا ہے، پھر یہ کہ حالات ہمارے ہی مؤید نظر آرہے ہیں، یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ اس قدر اور بے اندازہ عطا فرمایا تھا، کہ پوری دنیا بھی اس کا اندازہ نہیں لگاسکتی، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ کے سامنے ہی بعض امتیوں کو جنت کی بشارت دیدی گئی، فتوحات کے دروازے کھول دیئے گئے، تخت وتاج قدموں پر آکر گرے، پھر اس صورت حال کے پیش نظر عذاب قبر، کفر، فقر، ذلت وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لہٰذا ان دعاؤں کے الفاظ صحیح رخ پر براہِ راست رسالت ونبوت کے منصب ومقام کی طرف کس طرح ہوسکتا ہے، اس لئے بالیقین رب ارحم الراحمین نے ہمیں اپنے نبی کے ذریعہ دعا مانگنے کے طریقے سکھلائے، تاکہ ہماری تمام تر ذلتوں اور روسیاہیوں کے بعد بھی ہم پر فضل وکرم، عطاء وبخشش عفو ودرگذر کے باب کھل سکیں، لیکن ہمارے بعض بزرگ ہمارے خیال کی قطعی نفی کررہے ہیں، اور اس امر پر بضد ہیں، کہ ان آیات کا رخ براہِ راست مقام رسالت کی طرف اس انداز واحوال سے ہے جس سے اہانت سبکی کا اظہار واضح اور ظاہر ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

خدائے جل وعلا نے جس مادے سے انسان کے اعضاء کو پیدا کیا، اس کے قلب کو اس سے لطیف مادے سے پیدا کیا، اس وجہ سے قلب میں لطافت زیادہ ہوتی ہے، اور جس مادے سے عامۂ مومنین کے قلوب بنائے جاتے ہیں، خواص واولیاء کے اجسام اس مادے سے بنتے ہیں، تو ان کے قلوب اور زیادہ لطیف مادے سے بنتے ہیں، جن میں الہامات ومعارف کے برداشت کی قابلیت ہوتی ہے، اور جس مادے سے خواص واولیاء کے قلوب بنتے ہیں، اس مادے سے انبیاء علیہم السلام کے اجسام طیبہ بنتے ہیں، تو ان کے قلوب اور زیادہ لطیف ہوتے ہیں، جن میں وحیٔ الٰہی اور نزولِ ملائکہ کی برداشت ہوتی ہے، اور جس مادے سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قلوب بنے اس مادے سے سید الانبیاء مرکز نبوت امام المرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر تیار ہوا، تو آپ ﷺ کا جسد اطہر اور زیادہ لطیف مادے سے بنا جس میں معراج ''او ادنی وقاب قوسین'' اور رویت کے برداشت کی طاقت تھی، وہاں حیات طیبہ نور ہی نور ہے، شک وہم معصیت کی ظلمت کی مجال نہیں کہ وہاں تک پہنچ سکے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دعا پڑھی ''یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْب ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ''[1]، وغیرہ تو صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کو ہم پر کچھ ڈر ہے بدل جانے کا جس کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خود بھی ان دعاؤں کا محمل یہی قرار دیا کہ تعلیمات

---

[1] عن انس قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یکثر ان یقول یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک فقلت یانبی اللّٰہ اٰمنابک وبماجئت بہ فھل تخاف علینا قال نعم الحدیث رواہ الترمذی وابن ماجۃ (مشکوٰۃشریف، ج ۱ /ص ۲۲ /الایمان بالقدر)

ترجمہ: -حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات بہت فرمایا کرتے تھے، اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ، میں نے کہا اے اللہ کے نبی ہم آپ کے ساتھ اور اس چیز کے ساتھ جسے آپ لائے ہیں ایمان لائے، کیا آپؐ ہم پر ڈرتے ہیں؟ فرمایا ہاں!

امت کے لئے ہیں جہاں "لَئِنْ اَشْرَکْتَ" وغیرہ ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے دوسرے آدمیوں کو خطاب ہے، نیز نہ ماننے والوں کو تہدید ہے[۱] کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ آیاتِ قرآنیہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم از خود بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیتے ہیں، یہ بات نہیں کیونکہ جو شخص ایسا کرے گا، "لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ"[۲]، نیز منطقی قاعدہ سے مقدم اور تالی کے درمیان تالی کا تحقق لازم نہیں، صرف علامت بتانا مقصود ہوتا ہے، کہ اگر فلاں چیز ہو تو اس پر فلاں چیز مرتب ہوگی، جیسے "لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" کہ اگر تعدد الٰہ ہوگا تو اس پر فساد مرتب ہوگا، حالانکہ نفس الامر میں تعداد الہۃ محال ہے[۳] نیز تنبیہ کرنا مقصود ہے، کہ کوئی شخص اپنے اعمال صالحہ پر مغرور نہ ہو، بلکہ ہر شخص اپنے آپ کو اللہ جل جلالہٗ کے سامنے حقیر اور ذلیل سمجھے حدیث قدسی میں ہے "الکبریاء ردائی[۴]"، دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا، اس کو جہنم کی آگ میں جلا کر جب تک سارا تکبر ختم نہیں کر دیا جائیگا،

---

[۱] (لئن اشرکت) کلام علی سبیل الفرض والمراد به تهييج الرسل واقناط الكفرة والاشعار علی حکم الامة (بیضاوی ج۵/ ص۷۶/ مطبوعه دارالفکر بیروت، مظهری اردو ج۱۰/ص۱۹۲/ سورۂ زمر تحت آیت: ۶۵، مطبوعه کراچی.

[۲] سوره الحاقة آیت ۴۶/

ترجمہ:-تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے۔

[۳] ان قوله لئن اشرکت قضية شرطية والقضية الشرطية لايلزم من صدقها صدق جزأيها .... قال اللّٰه تعالیٰ لو كان فيهما اٰلهة الا اللّٰه لفسدتا ولم يلزم من هذا صدق القول بان فيهما اٰلهة وبانهما قد فسدتا (تفسیر کبیر ج۷/ ص ۲۶۹/ ملخصاً، مطبوعه دارالفکر بیروت، سورۂ انبیاء آیت: ۲۲)

[۴] وفی حديث ابی هريرة مرفوعاً رواه مسلم (مشکوٰة شریف ج۲/ ص۴۳۳/ باب الغضب والكبر. **ترجمہ**:-بڑائی میری چادر ہے۔

وہ جنت میں جانے کا اہل نہیں ہوگا[۱] امید ہے کہ آپ کے اشکالات کی تشفی کے لئے یہ مضمون کافی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۳۹۹/۲/۱۱ھ

کسی دیو کے نبی کی شکل وصورت اختیار کرنیکا عقیدہ

سوال:۔ جو انگشتری کے دیو کے پاس چلے جانے کا اور نبی اللہ کی شکل وصورت کو دیو وغیرہ کے اختیار کرنے کا قائل ہو شرعاً اس کی کیا سزا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ عقیدہ لغو اور غلط ہے، اس کو اپنے اس عقیدہ سے توبہ لازم ہے، علماء اسلام نے تصریح کی ہے کہ کوئی شیطان کسی نبی کی شکل میں نہیں آسکتا[۲]۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خود احادیث میں موجود ہے کہ شیطان آپ کی شکل نہیں بنا سکتا[۳]۔

---

۱ فی حدیث ابن مسعود مرفوعاً لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من کبر رواه مسلم (مشکوٰة ج ۲ / ص ۴۳۳) باب الغضب والکبر، الفصل الاوّل.

ترجمہ:۔ جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا۔

۲ ولاینبغی لعاقل ان یعتقد صحة مافیها وکیف یجوز تمثل الشیطان بصورة نبی حتی یلتبس امره عند الناس ویعتقدوا ان ذٰلک المتصور هو النبی (روح المعانی ص ۱۹۹ / ج ۲۳ / مطبوعه مصطفائیه دیوبند، سورۂ ص تحت آیت: ۳۴.

تفسیر کبیر ص ۱۹۵ / ج ۷ / مطبوعه درالفکر بیروت، ویستحیل عقلا وجود بعض ماذکر وه کتمثل الشیطان بصورة نبی. (البحر المحیط ص ۳۹۷ / ج ۷، دار احیاء التراث العربی لبنان)

۳ فی حدیث ابی هریرة مرفوعا ولایتمثل الشیطان بی متفق علیه (مشکوٰة ص ۳۹۴ / ج ۲، کتاب الرؤیا، کمااستحال ان یتصور الشیطان فی صورته فی الیقظة (مرقاة ص ۵۳۹ / ج ۴، کتاب الرؤیا، مطبوعه اصح المطابع بمبئی)

اور محققین ومفسرین نے جمیع انبیاء کے متعلق تحریر کیا ہے کہ شیطان کو قدرت نہیں دی گئی کہ کسی نبی کی صورت میں آسکے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غالب کا ایک شعر

سوال:۔ زید نے ایک شادی کی تقریب میں اپنے دوست کو تأثرات پیش کئے جو نثر میں اس نے لکھے تھے، اوران تأثرات میں تمثیلی طور پر غالب کا یہ شعر:۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بڑے بے آبرو ہوکر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

لکھدیا ہے بکر کو یہ اعتراض ہوا کہ اس شعر کو پڑھ کر نعوذ باللہ زید نے حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کی ہے، یہ بات بکر نے بھری محفل میں کہی ،نتیجہ یہ ہوا کہ محفل کے بہت سے افراد زید کی طرف سے مشکوک ہوگئے، وہ بھی یہ سمجھنے لگے کہ زید نے نعوذ باللہ توہین کی ہے ،جب کہ زید برابر ان سے یہ کہہ رہا ہے کہ میرے خیال وگمان میں بھی ان کی توہین کرنا مقصود نہ تھی، یہ برسوں کا پٹا ہوا شعر ہے صرف تمثیل کے طور پر لکھ دیا ہے، آپ مہربانی فرما کر شرعی پوزیشن سے آگاہ کریں کہ کیا اس شعر کے پڑھنے سے نعوذ باللہ آدم علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے، یا نہیں؟

کیا اس شعر غالب

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بڑے بے آبرو ہوکر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

---

[1] ولایتمثل الشیطان بہ وکذلک جمیع الانبیاء والملائکۃ علیھم السلام. (شرح السنة، ص ۱۶۲/ ۷، کتاب الرؤیا، باب تأویل رؤیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام، مطبوعه مصطفی احمد الباز مکه مکرمه، راجع الزرقانی علی المواھب ص ۲۸۸/ ۵، ومنھا من رآه فی المنام فقد رآه حقاً، مطبوعه دارالمعرفة بیروت)

کا پڑھنا نعوذ باللہ ان کی توہین کے برابر ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ پاک نے اپنا خلیفہ اور ابوالبشر (تمام انسانوں کے باپ) بنایا اور جنت کی نعمتوں میں رکھا، پھر ایک واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے زمین پر ان کو بھیجد یا بظاہر یہ واقعہ بہت ہی عبرت کا ہے شاعر کا مقصد یہ ہے کہ ہم محبوب کے نزدیک خاص عزت کے مستحق تھے، جس طرح آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاص عزت کے مستحق تھے، مگر وہ عزت سے بیگانہ ہوکر (نعوذ باللہ) جنت سے نکلے ہم اس سے زیادہ بے آبرو ہوکر تیرے کوچہ سے نکلے، یہ انتہائی گستاخی اور حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی ہے[1]، بسا اوقات شعراء اس قسم کی گستاخی کر جاتے ہیں، خدائے پاک ان کو ہدایت دے ایسے شعر کو پڑھنا بھی بہت برا ہے، ہرگز نہیں پڑھنا چاہئے، اگرچہ اپنا عقیدہ صاف ہو[2]۔ فقط والسلام واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تخلیق بنی آدم علیہ السلام پر اشکالات

سوال:۔ کٹنگ اخبار منسلک ہے، مجھے اتنی قرآن پاک کی معلومات نہیں، اسلئے آپ کی عنایت کی ضرورت ہے، پورے عالم اسلام کے علماء کو چیلنج کیا ہے، ایک انسان نے اور ہر عالم اور مفتی اور مولانا مولوی جو بھی ہوں سب کو اس پرچہ کا جواب دینا بہت ضروری ہے۔

---

[1] وقتل نبی والاستخفاف به ...... قلت: ویظهر من هذا ان ما کان دلیل الاستخفاف، ویکره به وان لم یقصد الاستخفاف ...... لان قصد الاستخفاف مناف للتصدیق (درمختار ص ۲۲۲/۴، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطبوعه کراچی.

[2] فی هذه الآیة (لاتقولوا راعنا) دلیلان احدهما علی تجنب الالفاظ المحتملة التی فیها التعریض للتنقیص والغض (قرطبی، ص ۵۶/ج ۲، مطبوعه دارالفکر بیروت)

مذہب کو اگر موجودہ زمانہ کی روشنی میں پیش نہیں کیا گیا تو اس کے نتائج کیا ہوں گے

ایک صاحب نے کہا کہ مذہب کی بنیاد ہی خوف پر ہے، ساری چیزیں اس خوف کے گرد گھومتی رہتی ہیں، اللہ بھی اپنی توحید کا اقرار خوف ہی کے ذریعہ کراتا ہے، یعنی اگر تم مجھے نہیں مانو گے تو تمہیں دوزخ میں ڈالدونگا، اللہ نے قیامت کا دن رکھا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس دن سب اعمال تولے جائیں گے، لیکن اس دن کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ نہایت خوفناک ہے، اللہ کہتا ہے کہ میں تمہاری عبادتوں کا محتاج نہیں ہوں، اگر وہ انسانوں سے بے نیاز ہے، تو پھر انسانوں کو بنایا کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس کو چاہتا ہوں ہدایت دیتا ہوں، اور جس کو چاہتا ہوں گمراہ کرتا ہوں، اگر اللہ کو ان کی ضرورت نہیں تو پھر لاکھوں رسولوں کو بھیجا کیوں؟ انہوں نے بار بار کیوں ڈرایا؟ فرشتوں کی طرح ان کو غلام بنالیتا، تو اس قسم کے ڈروں کی کیا ضرورت تھی؟ سزا کیلئے دوزخ کیوں بنائی؟ اللہ میاں کہتے ہیں کہ میں بڑا رحیم وکریم ہوں، پھر لاکھوں انسانوں کو دوزخ میں ڈالنا کیا رحیمی اور کریمی ہے (نعوذ باللہ) اور اس قسم کے سیکڑوں اعتراضات ہیں، مثلاً انسان کو پیدا کیوں کیا؟ فرشتوں کو کیسے معلوم ہوا کہ انسان پیدا ہوگا، اللہ اس کو جنت میں رکھے گا، وہاں شیطان بہکائے گا، پھر اللہ سزا کے طور پر آدم علیہ السلام وحوّا کو زمین پر پھینک دیگا، آدم علیہ السلام کی اولاد ہوگی، یہ قتل وخوں ریزی کرے گی، کیا یہ انصاف ہے کہ شیطان کے دام میں پھنسادے اور قیامت کے دن دوزخ میں ڈالدے، غرض ایسے ہی سوالات کئے گئے، میں سنتا رہا اور آپ کو سنا رہا ہوں، کیا ان سوالات کا مولوی صاحب کے پاس جواب ہے جس کو نوجوان قبول کرسکیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سوالات آج ان نوجوانوں کے دماغ میں نئے پیدا نہیں ہوئے بلکہ بہت پرانے ہیں اور ان پر صدیاں گزر چکی ہیں، تفسیر کبیر، بیضاوی وغیرہ میں موجود ہیں۔

علماء اسلام نے اردو میں بھی ان کو تفصیل سے لکھ کر جوابات دیئے ہیں، تفسیر حقانی، تفسیر بیان القرآن[1]، وغیرہ میں مذکور ہیں۔

اکسیر فی اثبات التقدیر، شفاء المرتاب، اشرف الجواب، اسلام اور سائنس وغیرہ مستقل کتابیں بھی اس قسم کے شبہات واعتراضات کیلئے عرصہ ہوا شائع ہوچکی ہیں، اگر یہ نوجوان طبقہ نہ ان کتابوں کو دیکھے نہ علماءِ محققین کے پاس جاکر جوابات حاصل کرے نہ علومِ اسلامیہ کو پڑھے نہ اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھے نہ اہل تحقیق کے وعظ سنے نہ انکے جلسوں میں جائے، بلکہ ان اعتراضات کو اپنی زندگی کا مشغلہ بنالے اور ان سے تفریح لیتا رہے، تو پھر وہ خود ہی ذمہ دار ہے، آپ نے چونکہ پہلے کبھی یہ سوالات نہیں سنے تھے، اور آپکو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ گہرا تعلق عطا فرمایا ہے، اسلئے آپ کو یہ سوالات اجنبی معلوم ہوئے اور قلب میں کلفت محسوس ہوئی، اللہ پاک آپکے تعلق اسلام اور جذبۂ خیر میں ترقی وپختگی عطا فرمائے، آمین۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/۹۰ھ

حضرت داؤد علیہ السلام سے متعلق ایک عقیدہ

سوال:۔ ایک شخص حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان دراصل اس بات میں تھا کہ ایک دن عبادت کے لئے انہوں نے اس طرح خاص کرلیا تھا کہ اس دن وہ مخلوق سے بے تعلق ہوجاتے تھے، ایک صوفی مرتاض کی ایسی گوشہ نشینی اور ترک علائق کو تو پسندیدہ کہا جاسکتا ہے، لیکن ایک خلیفۂ وقت اور مسلمانوں کے سیاسی امیر کے لئے گوشہ نشینی اور وہ پورے ایک دن کے لئے کسی طرح موزوں نہیں کہی جاسکتی، تو

[1] تفسیر کبیر ص ۲۵۴/ ج ۱/، مطبوعہ دارالفکر بیروت، تفسیر بیضاوی ص ۶۰/ ج ۱/ تفسیر حقانی ص ۹۲/ پارہ الم، تفسیر بیان القرآن ص ۱۸/ ج ۱)

ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے اگر وہ زندہ ہے تو خود اس سے دریافت کیا جائے، اگر زندہ نہیں تو اس نے جس کتاب میں اپنا یہ عقیدہ لکھا ہے وہ کتاب یہاں بھیجدی جائے، یا اس کتاب کا نام مطبع صفحہ لکھ دیں، تا کہ اس کو دیکھ کر جواب لکھا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۲/۴/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۲/۴/۱۴۰۱ھ

اخوان حضرت یوسف علیہ السلام پر طعن

سوال: ۔حضرت یوسف علیہ السلام کے اخوان پر طعن زنی کیسی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کی توبہ نص قطعی سے ثابت ہے[1]۔ اور توبہ کے بعد خطائے سابق کیوجہ سے عار دلانا یا طعن کرنا جائز نہیں[2]۔ خاص کر جب کہ ایک جماعت.............

---

[1] قالوا یابانا استغفر لناذنوبنااناکنا خٰطئین. قال سوف استغفرلکم ربی انه هوالغفور الرحیم. سورۂ یوسف الآیة: ۹۸ . فاوحی اللّٰه الیه قدغفرت لک ولهم اجمعین (تفسیر کبیر ص ۱۶۵/۵، مطبوعه دارالفکر بیروت) **ترجمہ**:۔سب بیٹوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے، ہم بیشک خطاوار تھے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کرونگا بیشک وہ غفور رحیم ہے۔ (بیان القرآن)

[2] عن معاذ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم من عیر اخاه بذنب لم یمت حتی یعمله یعنی من ذنب قدتاب منه رواه الترمذی (مشکوٰة ،ص ۴۱۴، باب حفظ اللسان والغیبة الخ) **ترجمہ**:۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کسی گناہ پر عار دلائے وہ اس کو کئے بغیر نہیں رہے گا، مراد ایسا گناہ ہے جس سے وہ شخص توبہ کر چکا ہے۔

.........انکی نبوت کی بھی قائل ہے[۱]۔ والبسط فی مفاتیح الغیب۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۱/۵۹ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۹/۱/۵۹ھ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں

سوال:۔ ایک شخص تاریخی واقعات پر نظر کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان حق اور ناحق کا فیصلہ کرتا ہو تو یہ فیصلہ درست ہے یا نہیں؟ اگر ایک کو حق دوسرے کو ناحق کہتا ہو تو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناحق کہنے کا حق ہے تو پھر اس حدیث کا کیا جواب ہوگا ''مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ''

الجواب حامداً ومصلیاً

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب واجب الاحترام ہیں، کسی کی شان میں گستاخی وتوہین جائز نہیں ان کے مشاجرات میں کف لسان کا حکم ہے[۲]۔ گواتنی بات صحیح ہے کہ انمیں بعض افضل ہیں بعض سے، لیکن کسی کے متعلق بھی یہ کہنا درست نہیں کہ وہ ضلالت پر تھے[۳]، جو شخص صحابہ کرام رضوان اللہ

[۱] وقد اختلف الناس فی نبوتهم وهومشهور(تفسیر کبیر ص۱۶۵/۵/ سورۂ یوسف آیت:۹۸، دارالفکر بیروت، وذلک یقتضی ان یکون جملة اولاد یعقوب انبیاء ورسلاً(مفاتیح الغیب المعروف بالتفسیر الکبیر ص۱۰۵/۵، دارالفکر بیروت، تفسیر قرطبی ص۵/۸۹، جزء۹، سورۂ یوسف آیت:۱۰)

[۲] ویکف عن ذکر الصحابة الابخیر (شرح عقائد ص۱۶۱، قبیل مبحث یجب الکف عن الطعن فی الصحابة، مطبوعه دیوبند) ولانذکر الصحابة الابخیر ذهب جمهور العلماء الی ان الصحابة کلهم عدول (شرح فقه اکبر ص۸۵، قبیل سب الشیخین، مطبوعه مجتبائی دهلی)

[۳] قال ابومنصور البغدادی: اصحابنا مجمعون علی ان افضلهم الخلفاء الاربعة علی الترتیب المذکور ثم تمام العشرة ثم اهل بدر ثم احد ثم بیعة الرضوان ومن له مزیة من اهل العقبتین من الانصار الخ، مرقاة ص۱۵۷/۵، باب مناقب الصحابة، مطبوعه بمبئی.

تعالیٰ علیہم اجمعین کو سب وشتم کرے اسپر لعنت وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۷/۹۲ھ

مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سوال: ۔مدح صحابہ شرعی حیثیت سے فرض ہے، واجب ہے، یا سنت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مدح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قرآن وحدیث میں کثرت سے موجود ہے، اور ہر جمعہ کو منبر پر چڑھ کر خطیب مدح صحابہ کرتا ہے، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے لکھا ہے کہ یہ شعار اہل سنت والجماعت میں سے ہے[۲] اگر اس کی رکاوٹ کی جاوے گی تو اس کا کرنا ضروری ہوگا[۳]

لیکن موقعہ اور محل اور نوعیت کی رعایت بہرحال ضروری ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

---

[۱] والا حادیث فی هذه الباب کثیرة ففی الحدیث من سب اصحابی فعلیه لعنة اللّٰه و الملائکة والناس اجمعین رواه الطبرانی وقال ان شرار امتی اجرؤهم علیٰ اصحابی رواه ابن عدی وقال اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة اللّٰه علیٰ شرکم رواه الخطیب وقال لعن اللّٰه من سب اصحابی رواه الطبرانی (النبراس شرح عقائد ،ص ۳۲۹، مکتبه امدادیه ملتان)

[۲] ذکر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اگرچہ از شرائط خطبہ نیست ولیکن از شعائر اہل سنت است شکر اللہ تعالیٰ سعیہم ترک نکند، (مکتوبات امام ربانی ص ۷۲/۲ ، مکتوب ۱۵ ، دهلی)

[۳] واذاکان ذکر الخلفاء الراشدین هوالذی یحصل به المقاصد المأموربها عند مثل هذه الاحوال کان هذا ممایومربه فی مثل هذه الاحوال ...... (الی قوله) کماان عسکر المسلمین والکفار اذاکان لهولاء شعار ولهولاء شعار وجب اظهار شعار الاسلام دون شعار الکفر فی مثل تلک الحالة هذا واجب فی کل زمان ومکان (منهاج السنة ص ۱۵۰/۲، مطبعه کبری امیریه مصر)

انبیاء سابقین علیہم السلام کے اصحاب کا احترام

سوال:۔انبیاء سابقین کے اصحاب کا احترام واکرام ہمارے فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے احترام واکرام کے مثل ہم پر ضروری ہے یا کوئی کمی بیشی کا فرق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فرق ہے "**والحاصل ان افضل الناس بعد الانبیاء علیہم السلام ابوبکر الصدیقؓ ثم عمر ابن الخطابؓ ثم عثمان ابن عفانؓ ثم علی ابن ابی طالبؓ** اھ (شرح فقہ اکبر[1] ص ۷۴/) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

D:\INPAGE24\A010.TIF not found.

---

[1] شرح فقہ اکبر ص ۷۴، بیان خلافۃ ابی بکر، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، شرح عقائد ص ۱۴۸، مبحث افضل البشر بعد نبینا ابو بکر الخ،

ترجمہ:- حاصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں، پھر حضرت عثمانؓ، پھر حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہفتم

﴿معجزہ وکرامات﴾

کرامت

سوال: ۔کرامت کسے کہتے ہیں کیاہر ولی کامل سے کرامت کا ظاہر ہونا ضروری ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جوامر خارق عادت کسی صالح متبع سنت امتی سے صادر ہووہ کرامت ہے، ہر ولی کامل سے حسی کرامت کا صادر ہونا ضروری نہیں، البتہ اس میں استقامت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے، جس کو عرفاء نے فوق الکرامۃ فرمایا ہے[۱] بعض اولیاء کاملین سے یہ تمنا منقول ہے کہ کاش ان سے کوئی کرامت صادر نہ ہوتی، بسااوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی بلند مقام صوفی سے کرامت ظاہر

---

[۱] الکرامة خارق للعادة الا انها غیر مقرونة بالتحدی وهو کرامة للولی (شرح فقه اکبر ص ۹۵) وقد قالوا الاستقامة خیر من الف کرامة. (شرح فقه اکبر، ص ۱۹۸، مطبوعه مجتبائی دهلی)

نہیں ہوتی اور ایسے شخص سے کرامت ظاہر ہوتی ہے جس کا مقام فروتر ہوتا ہے ارشاد الطالبین[1]، ص۱۲/ پر یہ بحث تفصیل سے مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلو دیوبند

شعبدہ، کرامت، معجزہ، میں فرق

سوال:۔ ایک شخص شعبدہ بازیاں کرتا ہے اس کو کرامات اور معجزات کہتا ہے اور تمام شعبدوں کو شریعت اسلامیہ میں منسوب کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ جو حالات رات کو ہوتے ہیں وہ تمام اور آئندہ ہونیوالے تمام واقعات مجھ پر ظاہر اور روشن ہیں، میرے قبضہ میں جن یا مؤکل ہیں یہ مجھے سب خبریں پہنچا دیتے ہیں، اور جس کو ٹخنوں یا گھٹنوں میں درد ہو وہ اس کے پاس جاتے ہیں، اور وہ شخص کہتا کہ تم کو گنڈے ہیں میں ابھی نکالتا ہوں، چنانچہ سوا گیارہ روپے فیس لیکر تختہ دیوار کو لیکر یا صحن کو کھدوا کر ایک ٹکڑا ٹین کا نکالتا اور کہتا ہے کہ اس میں جو بت کاغذ پر لپٹا ہوا ہے اس کو دریا میں پھینکدو اور تم اچھے ہو جاؤ گے، اور بعضے پوچھتے ہیں کہ میرا لڑکا بیمار ہے، سر کو نہیں اٹھاتا آنکھیں نہیں کھولتا اس کی نسبت پختہ خبر دیویں کہ اس کو کیا ہو گیا ہے تو ان کو یا تو کتاب کھول کر اس کی بیماری کیوجہ بتائی جاتی ہے، اور اس کے صحت پانے کا دن بتایا جاتا ہے، یا ایک سفید کاغذ کا ٹکڑا دیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ اس کو آگ کے اوپر رکھدیں جو واقعات ہوں گے جنات اس پر لکھ جائیں گے، جس کو آگ پر رکھنے سے مضمون واضح ہو جاتا ہے، کہ یہ

---

[1] شیخ ابن عربی بعضے جا نوشتہ است کہ بعضے اولیاء کہ از آنہا کرامات بسیار ظاہر شدہ وقت رحلت آرزو کردہ اند کہ کاش کہ از ما اینقدر کرامت ظاہر نمی شد وصاحب عوارف گفتہ کہ حق تعالیٰ بعضے مردم را خوارق میدہد و دیگر آزاں خوارق نمی دہد وآنہا افضل باشند از صاحب خوارق (ارشاد الطالبین ص ۱۳ / مطبوعہ مجتبائی)

ترجمہ:۔ شیخ ابن عربیؒ نے بعض جگہ لکھا ہے کہ بعض اولیاء سے، بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں، انہوں نے وقت رحلت آرزو کی کہ ہم سے کاش اسقدر کرامات ظاہر نہ ہوتیں، صاحب عوارف نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے بعض لوگوں کو کرامات عطا فرمائیں بعض کو عطا نہیں فرمائیں اور وہ صاحب کرامات سے افضل ہیں۔

فلاں دن مر جائے گا یا اچھا ہو جائے گا، وہ چوتھے حصہ سر کا مسح بھی اس وجہ سے کہ اس کے سر پر بال نہیں گنجا ہے چھوڑ دے اور نماز خود بھی پڑھے، اور امامت بھی کرے، اور اپنے اردگرد لکیر کھینچ کر کچھ افسوں پڑھتے پڑھتے خود کو مانند بیہوش کے کر دیتا ہے، اور مخاطب کو کہتا ہے کہ دیکھ اور پوچھ کیا پوچھتا ہے اور اس حالت میں بے تیل چراغ جلانا اور کچھ چیزوں کا چھت سے گرانا اور گم شدہ چیزوں اور پیٹ کے حمل سے مطلع کرنا اور خلاف مرضی حاکم کے فیصلہ کرانے کا مدعی ہونا اور کیا حکم ہے ان لوگوں کے حق میں جو اس کے بھائی ہوں، ان باتوں پر یقین و عمل کریں اور اس کو اولیاء اللہ سمجھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غیب کا تمام علم خدا کے سوا کسی کو نہیں جو اس کا مدعی ہے وہ نص قطعی کا منکر ہے، نہ ایسا دعویٰ کرنا جائز ہے نہ خدا کے سواء کسی کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے[۱]۔ سوال میں جو مذکور ہے وہ بہت معمولی بات ہے، بہت چھوٹے چھوٹے آدمی بلکہ غیر مسلم ایسا کر لیتے ہیں، ان چیزوں کو کرامات یا معجزات سے کوئی تعلق نہیں[۲]، کرامات! اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہیں، اور

---

[۱] وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير لمن اعتقد ان النبی عليه الصلوٰة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالىٰ قل لا يعلم من فی السمٰوات والارض الغيب الا الله كذافی المسايرة (شرح فقه اكبر ص۱۸۵، الانبياء لا يعلمون الغيب، مطبوعه مجتبائی دهلی، شامی كراچی ص۴/۳۴۳، باب المرتد، مطلب فی دعوی علم الغيب)

[۲] من اظهر الله على يديه ممن ليس بنبی كرامات وخوارق للعادات فليس ذالک دالا على ولايته، تفسير ابن كثير ص۱/۱۱۹، سورۂ بقره تحت آيت: ۳۴، مطبوعه مكتبه التجارية مصطفى احمد الباز مكة المكرمة، ومما يجب ان يعلم ان من واظب على الرياضات الشاقة ظهرت عنه الخوارق ولو كان كافرا وهذا امتحان شديد لضعفاء المسلمين وسبب لضلالهم الخ، نبراس شرح شرح عقائد ص۲۹۵، كرمات الاولياء حق، مطبوعه ملتان، شرح فقه اكبر ص۷۹، الفراسة ثلثة انواع. مطبوعه مجتبائی دهلی.

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Mojizat & Kramat

معجزہ، انبیاء علیہم السلام سے[1] نبوت ختم ہوچکی ہے، اب قیامت تک کوئی بھی نبی نہیں آئیگا، اور جو شخص نبوت کا دعویٰ کریگا، وہ کافر[2] ہوگا۔ کرامات اولیاء سے صادر ہوتی ہے، اور کوئی شخص بلا اتباع شریعت ولی نہیں بن سکتا۔[3]

لہٰذا شخص مذکور کے افعال نہ معجزہ ہیں نہ کرامت، ممکن ہے محنت مشقت کے بعد بعض جنات کو تابع کرلیا ہو سو یہ کوئی مقبولیت کی علامت نہیں ہے، بسا اوقات جنات تابع کرنے کیلئے ناجائز افعال کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے، اگر کوئی ناجائز فعل نہ بھی کیا ہو تب بھی خود جنات کا تابع کرنا محل کلام ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شخص شعبدات کرتا ہو، جیسا کہ عام بازاری آدمی تماشہ دکھانے کیلئے شعبدات کرتے اور اپنا پیٹ پالتے ہیں[4]۔

چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے[5]، خواہ بال ہوں یا نہ ہوں، جو شخص مسح نہیں کرتا وہ بلا وضو نماز پڑھتا ہے، لہٰذا ایسے شخص کی امامت قطعاً ناجائز ہے، جو شخص اس کے پیچھے نماز پڑھیگا اس کی

[1] ان الامر الخارق للعادة بالنسبة الى النبی ﷺ معجزة سواء ظهر من قبله او من قبل آحاد امته وبالنسبة الى الولی کرامة لخلوه لمن دعوی النبوة شامی کراچی ص ۳/۵۵۱، فصل فی ثبوت النسب، مطلب کرامات الاولیاء، شرح فقه اکبر ص ۹۵، مطبوعه دهلی، شرح عقائد ص ۱۴۷، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] دعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع، (شرح فقه اکبر ص: ۲۰۲، مطبوعه مجتبائی دهلی)

[3] الولی هو العارف المواظب علی الطاعات المجتنب من السیئات. (شرح فقه اکبر، ص ۹۵، مطبوعه مجتبائی دهلی)

[4] سحر، شعبدہ بازی و دست چالاکی ست...... وجہ قبیح سحر ہمین است کہ منجر بکفر وشرک واعتقاد تاثیر کواکب وارواح مدبرہ یا ارواح خبیثہ شیاطین میگردد وموقوف بر التجا الی غیر اللہ وانہماک در دیدن اسباب (تفسیر عزیزی سورۂ بقره ص ۱/۵۰۴، مطبوعه حیدری)

[5] والمفروض فی مسح الرأس مقدار الناصية وهو ربع الرأس (هداية ص ۱۷/ ج ۱، کتاب الطهارة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Mojizat & Kramat

نماز نہیں ہوگی۔[1]

الحاصل:۔احوال مذکورہ نہ نبی کے احوال ہیں کہ ان کو معجزہ کہا جائے نہ ولی کے احوال ہیں کہ ان کو کرامت کہا جائے، بلکہ ایک بازاری شعبدہ باز کے احوال ہیں جو شرعاً بالکل نا قابل اعتبار ہیں،اس شخص کو عالم غیب جان کر اس سے علاج کرانا ہرگز درست نہیں، البتہ جیسا کہ دوسرے اطباء یا ڈاکٹروں سے علاج کرایا جاتا ہے اسی طرح علاج وغیرہ کرانا درست ہے،بشرطیکہ اس علاج میں کوئی خلاف شرع فعل نہ کرنا پڑے اور کوئی عقیدہ بھی خلاف شرع نہ ہو۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۲/۵۴ھ

صحیح:۔عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/صفر ۱۳۵۴ھ

غیر پابند شریعت سے اگر خرق عادت صادر ہو تو بھی پرہیز چاہئے

سوال:۔کیا اس طریقہ پر مجمع لگانا کہ جو نہ تو کبھی ہوا ہو اور نہ اس کا ثبوت قرون اولیٰ سے ملتا ہو،اور ایسا آدمی جو کہ شریعت کا پابند بھی نہ ہو، وضع قطع بھی اس کی خلافِ سنت ہو، اور دین کی اس کو کوئی معلومات بھی نہیں ہے،مگر اس نے ایسے طریقہ پر لوگوں کو جمع کرنا اور پھونکنا شروع کر دیا ہے جس سے بہت سے مسلمانوں کے عقائد بھی خراب ہو رہے ہیں، اور پھر اس بات کی بھی تعیین نہیں ہے، کہ وہ کیا پڑھتا ہے؟ اب ایسی صورت میں ایسے لوگوں کے پاس جانا ان سے عقائد سیکھنا کیسا ہے؟ کیا ایسے لوگوں سے احتراز کرنا چاہئے؟ اور مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟ کیا کسی فاسق کو دینی چیز میں بڑھنا یا اس کی کسی طرح تائید کرنا ٹھیک ہے اس کا کوئی ایسا معقول جواب دیں تا کہ ہم مسلمانوں کو سکون ہو۔

---

[1] واما اذا علم قبل الاقتداء ان الامام جنب او محدث فلا یجوز الاقتداء الخ، تاتارخانیہ ص ۱/۴۳۸، الفصل السادس من احق بالامامۃ، مطبوعہ کراچی.

الجواب حامداً ومصلیاً

کلام اللہ شریف اور حدیث پاک کی دعا پڑھ کر دم کرنا دفع مرض اور حفاظت کے لئے شرعاً درست اور قرون اولیٰ سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس میں تاثیر بھی رکھی ہے[1] لیکن خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت کا یہاں تیقن کے ساتھ کچھ پتہ نہیں، ہاں جو شخص جس قدر زیادہ عقائد حقہ، اخلاقِ فاضلہ، اعمالِ صالحہ اور اخلاق واتباع سنت کے ساتھ متصف ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ اسی قدر عظیم المرتبت ہوگا، اس لحاظ سے آدمی کو دیکھنے کی ضرورت ہے، جو شخص متبع سنت اور پابند شریعت نہ ہو اگر خرق عادت چیز ظاہر بھی ہو جائے، تب بھی اس سے دور رہنے کی ضرورت ہے، خاص کر جب عقائد خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو بہت احتیاط لازم ہے، خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۱/۹۲ھ

معارف قرآن کا الہام

سوال: ۔کسی مسلمان بزرگ پر قرآنِ کریم میں بیان شدہ کسی امر ونہی کا بذریعہ الہام یا

---

[1] وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين وعن القشيري انه مرض له ولد ايس من حياته فرأى الله تعالىٰ فى منامه فشكى له سبحانه ذلك فقال له اجمع آيات الشفاء واقرأ ها عليه او اكتبها فى اناء واسقه فيه مامحيت به ففعل فشفا الله تعالىٰ، روح المعانى ص ۲۱۰/۹، الجزء الخامس عشر، سورۂ اسراء، آیت: ۸۱. مطبوعه مكتبه نزار مصطفى الباز مكة المكرمه،

[2] فمالايكون مقروناً بالايمان والعمل الصالح يكون استدراجاً وهذا امتحان شديد لضعفاء المسلمين وسبب لضلالهم وسوء اعتقادهم بالشرائع فليحفظ المومن ايمانه عن هذه الأفة (النبراس شرح شرح عقائد ص ۲۹۵، مطبوعه امداديه ملتان، كرامات الاولياء حق، شرح فقه اكبر ص ۹۷، ۹۸، الفراسة ثلثة انواع، مطبوعه رحيميه ديوبند)

کشف اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکیداً دوبارہ ظاہر فرمانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، اس کے معارف کا کسی بزرگ کے قلب پر بغیر استاذ سے پڑھے منکشف ہوجانا، آج بھی ممکن بلکہ واقع ہے[1] لیکن قرآن پاک کی کسی آیت کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ یہ وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے، اس کا حق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو نہیں پہنچتا، جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے وہ غلط دعویٰ کرتا ہے، اس کے لئے شریعت میں بہت سخت حکم ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مظاہر علوم سہارنپور

شق صدر اور معراج

سوال:۔ جو شخص حضرت نبی اکرم ﷺ کے شق صدر کو باطل کہتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی معراج جسمانی کو خواب وخیال سمجھتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

---

[1] سئل بعض العارفين عن الفراسة ما هى فقال ارواح تتقلب فى الملكوت فتشرف على معانى الغيوب فتنطق عن اسرار الحق نطق شاهدة وعيان وقال ابو عثمان المغربى العارف تضئ له انوار العلم فيصير بها عجائب الغيب الخ، فيض القدير ص ۱۴۳ / ۱، رقم الحديث (۱۵۱) مطبوعه دارالفكر بيروت، شرح عقائد ص ۲۲، الهام ليس من اسباب المعرفة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] ومن هذا النمط من اعرض عن الفقه والسنن فيقول وقع فى خاطرى كذا اواخبر نى قلبى كذا وهذا القول زندقة وكفر (ملخصا قرطبى ،ص ۳۶/ ج ۴/الجزء السابع،سورة الانعام) تحت آيت ۹۳/مطبوعه دارالفكر بيروت.

الجواب حامداً مصلیاً!

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے تفسیر فتح العزیز[۱]، تفسیر الم نشرح، ص۲۷۵ / ج ۲/ میں ہے کہ چار مرتبہ شق صدر ہوا ہے، ابن حبان، حاکم، ابونعیم، ابن عساکر، عبداللہ بن احمد وغیرہم کی روایاتِ صحیحہ کو استدلال میں پیش کیا ہے لہٰذا اس کا انکار ناواقفیت یا عناد پر مبنی ہے۔

معراج جسمانی مسجد اقصیٰ تک بحالت یقظہ نص قطعی سے ثابت ہے اس کا انکار کفر ہے، اور سماءِ دنیا تک خبر مشہور سے ثابت ہے، اس کا منکر مضل اور مبتدع ہے اور سماءِ دنیا سے آگے جنت وعرش وغیرہ تک خبرِ واحد سے ثابت ہے اس کا منکر فاسق ہے۔ **في عقائد[۲] النسفي والمعراج لرسول الله صلى الله عليه وسلم في اليقظة بشخصه الىٰ السماء ثم الىٰ ما شاء الله تعالىٰ من العلىٰ حق قال التفتازاني تحت قوله حق اى ثابتبالخبر المشهور حتى ان منكره يكون مبتدعاً الى ان قال فقوله في اليقظة اشارة الى الردعلى من زعم ان المعراج كان في المنام الى ان قال وقوله بشخصه اشارة الى الردعلى من زعم انه كان للروح فقط الىٰ ان قال وقوله الىٰ السماء اشارة الى الردعلىٰ من زعم ان المعراج في اليقظة لم يكن الا الىٰ بيت المقدس علىٰ مانطق به الكتاب وقوله ثم الىٰ ماشاء الله اشارة الىٰ اختلاف اقوال السلف فقيل الىٰ الجنة وقيل الىٰ العرش وقيل فوق العرش الىٰ طرف العالم فالاسراء وهو من المسجد الحرام الىٰ بيت المقدس قطعي ثبت بالكتاب والمعراج من الارض الىٰ**

---

۱ شرح صدر معنوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درعالم غیب قرار یافت درعالمِ حس بچہار مرتبہ صورت گرفت۔ (تفسير عزيزى ص ۲۳۲/ كتب خانه رحيميه)

۲ شرح عقائد نسفی ص۱۴۳–۱۴۴، مبحث المعراج لرسول الله صلى الله عليه وسلم.

السماء مشهور و من السماء الیٰ الجنة او الیٰ العرش او غیر ذلک اٰحاد شرح عقائد نسفی ص ۱۰۴ . قال اهل السنة باجمعهم ان المعراج الی المسجد الاقصیٰ قطعی ثابت بالکتاب والی سماء الدنیا ثابت بالخبر المشهور والیٰ مافوقه من السمٰوات ثابت بالاٰحاد فمنکر الاوّل کافر البتة ومنکر الثانی مبتدع ومنکر الثالث فاسق ۔(تفسیرات احمدیہ[۱]، ص ۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱/۵۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ ٫٫ ۴/صفر ۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف

حضرت خواجہ اجمیریؒ کا تالاب خشک کرا دینا

سوال: ۔ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے چند مریدوں کے ساتھ ایک بڑے تالاب ''اناساگر'' کے کنارے تشریف فرما تھے، وہاں کے مسلمان اپنے جانوروں اور حوائج ضروریہ میں اس تالاب کا پانی استعمال کرتے تھے، مسلمانوں کا یہ فعل مشرکان اجمیر کو ناپسندیدہ تھا، انہوں نے مسلمانوں کو اس پانی کے استعمال سے روکا، اوران پر سختیاں شروع کیں، حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے ایک مرید کو ایک لوٹا دیا، اور حکم دیا کہ جاؤ اور ''اناساگر'' سے بسم اللہ پڑھ کر اس لوٹے میں پانی بھرو؟ مرید نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لوٹے کو پانی سے بھر لیا، تالاب کا تمام پانی لوٹے میں آ گیا، اور تالاب خشک ہو گیا؟

---

[۱] تفسیرات احمدیہ ص ۳۲۸/ تحت سبحان الذی اسریٰ، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

میں نے یہ واقعہ کسی کتاب میں نہیں پڑھا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت خواجہ اجمیریؒ کا چور کو قطب بنا دینا

سوال:۔ حضرت غوث پاکؒ کے دربار میں ایک چور چوری کے ارادہ سے داخل ہوا، مگر وہ چوری کرتے ہوئے گرفتار ہوگیا، جب اسے حضرت غوث پاک کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ میرے دربار سے کوئی شخص خالی ہاتھ نہیں گیا ہے، اس لئے جا تجھے شہر قطب کی جگہ مقرر کیا جاتا ہے، یہ سن کر تمام حاضرین مجلس دم بخود رہ گئے، یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بزرگ حضرات اکثر اپنے ستانے والوں پر احسان کیا کرتے ہیں، کسی عامی چور کا دم کا دم میں توبہ کرکے اصلاح پذیر ہوجانا بعید نہیں، حق تعالیٰ مقلب القلوب ہیں، جب چاہیں کسی ذلیل کو عزت کا تاج پہنا دیں، اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے، اس قسم کے واقعات دنیا میں بکثرت پیش آتے ہیں ممکن ہے کہ واقعہ مسئولہ بھی پیش آیا ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ملاحظہ ہو سوانح حضرت خواجہ غریب نواز ص ۵۶، مولفہ محمد اجمل خان ایم اے، مطبوعہ دائرہ بہادر گنج الہ آباد، ۱۹۳۵ء اگر یہ واقعہ نفس الامر میں پیش آیا تو کرامات اولیاء کے باب سے ہے اور اولیاء کی کرامات برحق ہیں، کرامات الاولیاء حق، شرح عقائد نسفی ص ۱۴۴، مبحث کرامات الاولیاء حق، مطبوعہ دیوبند.

کیا عبدالقادر جیلانیؒ کا نام لینے سے بال گھٹ جاتے ہیں

سوال:۔ مسلمان کہتے ہیں کہ عبدالقادر جیلانی کا نام لینے سے الٹے بال گھٹ جاتے ہیں، اگر لاکھ مرتبہ نام لیا جائے، تو بال ترشوانے کی ضرورت نہیں پڑے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہمارا یہ عقیدہ نہیں، اگر کسی نے ہماری طرف اسکو منسوب کیا ہے تو غلط منسوب کیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا بڑے پیر صاحبؒ اور شمس تبریزؒ نے مردوں کو زندہ کیا

سوال:۔ کیا یہ بات صحیح ہے کہ بڑے پیر صاحب اور شمس تبریزؒ نے مردے زندہ کئے ہیں؟ کیا بزرگوں سے ایسی کرامات ثابت ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

میں نے کسی مستند کتاب میں یہ نہیں دیکھا کہ بڑے پیر صاحبؒ اور حضرت شمس تبریزؒ نے مردوں کو زندہ کیا ہے، اللہ پاک نے حضرت عیسی علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا[۱] اور بھی کسی کے ذریعہ کسی مردہ کو زندہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں، لیکن کوئی شخص خود کسی مردہ کو زندہ نہیں کرسکتا[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۴/۹۱ھ

---

[۱] واحی الموتی باذن اللہ (سورۂ ال عمران الآیۃ: ۴۹)

ترجمہ:- اور زندہ کردیتاہوں مردوں کو خدا کے حکم سے۔(بیان القرآن)(حاشیہ نمبر:۲/اگلے صفحہ پر)

حضرت پیران پیر کی طرف جھوٹ کی نسبت

سوال:۔ایک بریلوی مولوی صاحب نے بیان کیا کہ ایک بڑھیا کا خاندان دریا میں غرق ہوگیا تھا، پیران پیر نے دعا کی وہ سب زندہ ہوگئے، اور کشتی صحیح سلامت کنارے آلگی، یہ واقعہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ واقعہ من گھڑت اور بالکل جھوٹ غلط ہے، اور اتنے بڑے بزرگ پر جھوٹ بہتان باندھنا تو بہت ہی بدبختی ہے، اللہ پاک ہدایت دے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بڑے پیر صاحب کا ملک الموت سے ارواح کو چھین کر زندہ کردینا

سوال:۔ایک عورت کا شوہر مرگیا وہ عورت رورہی تھی اتنے میں بڑے پیر صاحب نے دریافت کیا؟ اس نے کہا کہ میرا شوہر مرگیا، اس کو تسلی دے کر وہ چوتھے آسمان پر گئے، ملک الموت کو پکڑا اور ایک روح مانگی اس فرشتے نے نہیں دیا، تو ملک الموت سے وہ زنبیل بڑے پیر صاحب نے چھین لی اور تمام روحیں زمین پر چھوڑ دیں، تو سب کے سب زندہ ہوگئے، یہ کہاں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] ان الاحیاء لیس من جنس الافعال البشریۃ (مظھری ص ۵۲/ ج ۲، سورۂ آل عمران تحت آیت: ۴۹، مکتبہ رشیہ کوئٹہ پاکستان)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] یہ کرامت بھی افتراء کی ہوئی ہے کہ بارہ برس کے بعد کشتی مع براُت ڈوبی ہوئی نکالی سواس کی بھی کچھ اصل نہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲/ ج ۳، مطبوعہ قدیم)

تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ واقعہ بھی سراسر جھوٹ ہے جس طرح دوسرے مذہب کے لوگ اپنے بزرگوں کی طرف جھوٹے قصے منسوب کرتے ہیں، تو مسلمانوں نے بھی ایسی ہی صورت اختیار کرلی ہے[1] انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ // //

حضرت غوث اعظمؒ کی مجلس میں حضور ﷺ کی تشریف آوری

سوال:- ''الفتح الربانی'' کتاب سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظِ حسنہ ہیں، لیکن دیباچہ میں حضرت مولانا عاشق الٰہی مرحوم لکھتے ہیں، ان کی مجلس وعظ میں صلحاء وملائکہ کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبات کی روحانی شرکت ہوتی تھی، اور کبھی کبھی روح پر فتوحِ سید ولد آدم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا نزول اجلال بھی تربیت وتائید کی غرض سے ہوا کرتا تھا، ایسا ہی مضمون بریلوی علماء کی کتاب ''حدائق بخشش، ص ۷/ز'' پر یہ شعر تحریر ہے۔

ولی کیا رسل آئیں خود حضور ﷺ آئیں

وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

ان دونوں عبارتوں میں کیا فرق ہے؟

---

[1] جناب شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ولی کامل فی زعمنا ہیں صاحب کرامات ہیں، مگر عوام کالانعام جہلاء لوگوں نے ہزار ہا حکایات اکاذیب گھڑ رکھی ہیں، منجملہ ان کے جو سوال میں درج ہیں ایسے عقیدۂ شرکیہ بدعیہ سے توبہ کرنی چاہئے ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ملخصاً ص ۱۲ / ج ۳، مطبوعہ قدیم)

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں عبارت میں فرق بالکل صاف وظاہر ہے، حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ یہ تشریف آوری تائید وتربیت کیلئے ہے[1]، حدائق بخشش کا حاصل یہ ہے کہ تشریف آوری استفادہ کیلئے ہے، حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم عالیہ وحی الٰہی سے حاصل ہیں، اور اولین آخرین سب مجموعہ کے علوم بھی ذات مقدسہ ﷺ کے برابر نہیں، تو پھر استفادہ کیلئے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس میں آنے کا مطلب تو یہ ہوگا، جو علوم اس مجلس میں حاصل ہوتے ہیں، وہ حضور اکرم ﷺ کو حاصل نہیں تھے، یہ تنقیص ہے ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فوقیت ہے حضرت قطب جیلانی قدس سرہٗ کی، اس کو کب حضرت جیلانی نور اللہ مرقدہٗ برداشت کر سکتے ہیں، نہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی وروح ابی وامی) کا کوئی ادنیٰ خادم برداشت کر سکتا ہے؟ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/۹۲ھ

بزرگ کی پھونک کا اثر

سوال:۔ یہاں پر ٹھیرالونامی ایک گاؤں ہے یہاں پر بیلم بابونامی ایک شخص کو کسی کامل بزرگ نے کچھ آیاتِ قرآنی عطا فرمائی ہے، اور دریافت کرنے پر وہ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کے ساتویں پارے کی وہ آیتیں ہیں جسے پڑھ کر وہ ہوا میں پھونک مارتے ہیں جس کا اثر ایک میل تک اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے پانی بھرے ہوئے برتنوں میں پہنچ جاتا ہے، اور ان کی بتائی ہوئی ترکیب کے موافق اس پانی کو استعمال کرنے سے ہزاروں خلقِ خدا نے

[1] هل يمكن الآن الاجتماع بالنبی ﷺ فی اليقظة والتلقی منه؟ فاجاب بقوله: نعم يمكن ذلک فقد صرح بان ذالک من كرامات الاولياء الخ، الفتاوی الحديثية ص۲۹۷، مطلب يمكن الاجتماع بالنبی ﷺ الخ، مطبوعه دارالمعرفة بيروت.

فائدہ اٹھایا ہے، اور بیماریوں سے نجات حاصل کی ہے، اب سوال یہ ہے کہ ایک شخص داڑھی نہ رکھتا ہو مگر نمازی ہو یا بے نمازی ہو اور اسے کسی کامل بزرگ کی طرف سے کوئی آیات قرآنی یا اسماءِ حسنیٰ میں سے کوئی اسم عطا کیا گیا ہو، اور وہ ان آیات یا اسماءِ حسنیٰ کو پڑھ کر پانی پر پھونک مار دیتا ہو تو ایسا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے پانی سے فائدہ ہوسکتا ہے یا نہیں اور پھونک کا اثر اتنی دور پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آیات قرآنی اور اسماءِ حسنیٰ کا اثر یقیناً حق ہے[۱]، بسا اوقات پڑھنے والے کی زبان کی وجہ سے ان کا اثر ظاہر نہیں ہوتا، بسا اوقات ایسے شخص کے پڑھنے سے بھی اثر ظاہر ہوجاتا ہے جو بظاہر بزرگ معلوم نہیں ہوتا، پھونک کا اثر اللہ تعالیٰ کی مدد سے بہت دور تک پہنچ سکتا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۲/۲۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفا اللہ عنہٗ // //

پیر بزرگ کی سواری کا آنا

سوال: ۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ بڑے پیر غازی میاں ہٹھیلے بابا کی سواری

---

[۱] عن ابی لهیعة عن قیس بن الحجاج قال قال: شیطانی دخلت فیک وانا مثل الجزور وانا فیک الیوم مثل العصفور قال قلت: ولم ذالک قال تذیبنی بکتاب اللہ عزوجل ...... وعن ابی خالد الوالبی قال: خرجت وفدا الی عمر رحمہ اللہ ومعی اهلی فنزلنا منزلا واهلی خلفی فسمعت اصوات الغلمان وجلبتهم فرفعت صوتی بالقرآن فسمعت وجبة شئ طرح فسألتهم فقالوا اخذتنا الشیاطین فلعبت بنا فلما رفعت صوتک بالقرآن القونا وذهبوا، آکام المرجان ص۹۸، بیان تاثیر القرآن، مکتبہ خیر کثیر.

آ گئی، اس کی کوئی اصل ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بزرگ حضرات انتقال کے بعد کسی پر سوار ہو کر اس کو نہیں ستاتے، سواری آنے کے متعلق لوگوں میں جو خیالات پھیلے ہوئے ہیں وہ شرعاً بے اصل ہیں[1] البتہ جنات اور شیاطین آ سکتے ہیں، اور جس کا نام چاہیں بتلا دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۳/۷/۸۹ھ

کیا بو علی شاہ قلندرؒ کے مزار پر حضرت جبرئیلؑ آتے ہیں

سوال: ۔سوال حضرت بو علی شاہ قلندرؒ جن کا مزار پانی پت میں ہے، ان کے مزار پر حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

حضرت بو علی شاہ قلندرؒ کے مزار پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا تشریف لانا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

قلیل وقت میں کثیر عبادات ایک روایت پر اشکال کا جواب

سوال: ۔''فضائل نماز'' ص۸۱/ پر ایک روایت نزہۃ البساتین کے حوالہ سے حضرت

---

[1] مردوں کی روح کا دنیا میں آنے کا خیال غلط ہے، کیونکہ جو نیک ہیں وہ تو دنیا میں آنا نہیں چاہتے اور جو بد ہیں انہیں اجازت نہیں مل سکتی۔ (اغلاط العوام، ص۱۷/ اضافہ شدہ) وراجع اشرف الجواب ص ۱۹۹/ ج۲/ وفتاویٰ عبدالحی اردو ص۷۷، مطبوعہ دیوبند)

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق درج ہے، جس میں منقول ہے، کہ موصوف روزانہ ایک ہزار رکعات نفل نماز پڑھا کرتے تھے، اس روایت پر ایک ریاضی داں صاحب کا اعتراض ہے، جبکہ وہ اپنے آپ کو اہل علم حضرات کی صف میں شامل سمجھتے ہیں، اعتراض ان کا یہ ہے کہ حضرت شیخ مدظلہٗ نے یہ روایت بلاسوچے سمجھے نقل کردی، کیونکہ اگر دو رکعت نماز کیلئے دس منٹ صرف ہوں تو ۴۲ رگھنٹہ میں صرف ایک ہزار رکعت پوری ہوسکیں گی، اور اگر اس سے نصف وقت بھی مان لو تو ۲۴ رگھنٹہ میں سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ اوقات ممنوعہ اور کچھ ضروریات کا لگا کر پھر بھی اس تعداد کو پورا کرنا قیاس سے باہر ہے، اوران کا یہ بھی یقین ہے کہ اگر شیخ کو اس طرف توجہ دلائی جائے تو انہیں خود احساس ہوکر وہ اس کو کتاب سے خارج کرادیتے، اس مسئلہ کی توجیہ حضور والا پر ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کے وقت میں برکت عطا فرماتے ہیں، جوریاضی کے حساب سے بالاتر ہے[1]، امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ بعض حضرات کا معمول رہا ہے کہ وہ ۲۴ رگھنٹہ میں آٹھ مرتبہ پورا قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے[2]، عصر کی نماز کے بعد جمنا کے کنارے دہلی

---

[1] وختم بعضهم في اليوم والليلة ثماني ختمات اربعاً في الليل واربعاً في النهار وممن ختم اربعاً في الليل واربعاً في النهار السيد الجليل ابن الكاتب الصوفي رضي الله عنه وهذا اكثر مابلغنا في اليوم والليلة (كتاب الاذكار للنووي ص ۹۵ / كتاب تلاوة القرآن، طبع دارالكتاب العربي بيروت، الاتقان في علوم القرآن ص ۱۰۶ / ۱، النوع الخامس والثلاثون، طبع دارالفكر بيروت.

[2] فان قلت بعض المجاهدات ممالايعقل وقوعها كثمان ختمات في يوم وليلة وكأداء ألف ركعة في ليلة ونحو ذٰلك ،قلت وقوع مثل هذا وان استبعد من العوام لكن ذٰلك من اهل الله تعالىٰ فانهم اعطوا من ربهم قوة ملكية وصلوا بها الىٰ هذه الصفات الخ اقامة الحجة مجموعه رسائل لكهنؤ، ج ۲ /ص ۱۸۴ / مطبوعه كراچي .

میں کھڑے ہوکر شروع سے آخیر تک پڑھ کر مغرب سے پہلے پہلے ختم کرنا حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ کے حالات میں بھی درج ہے، شیخ عبدالوہاب شعرانی کا فتوحاتِ مکیہ کی دس جلدوں کو روزانہ ڈھائی مرتبہ یعنی ۲۵/ جلدوں کا مطالعہ کرنا ''الیواقیت والجواہر'' میں مذکور ہے[1]، اور بے شمار اکابر کے کارنامے تصنیف اور مسافت طے کرنے سے متعلق مشہور ومعروف ہیں، ریاضی داں صاحب کو اگر اس طرف توجہ ہوجائے تو وہ اپنا اعتراض واپس لے لیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

not found.

[1] وحکی عبدالوهاب الشعرانی فی الیواقیت والجواهر عن نفسه انه طالع الفتوحات وهی عشر مجلدات ضخمة کل یوم مرتین (مجموعه رسائل لکهنوی، اقامة الحجة ج۲/ ص ۱۸۹/ مطبوعه کراچی)

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Hayat Anbiya & Simae Moota

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہشتم

حیات انبیاء وسماع موتیٰ

حیات انبیاء علیہم السلام

سوال:۔ (۱) حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں احادیث صحیحہ نے کیا فرمایا ہے؟ کیا اسی قبر میں جہاں انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ دفن کئے گئے ہیں، اسی دنیوی جسد مبارکہ کے ساتھ اسی قبر میں زندہ ہیں؟ روح مبارک رفیق اعلیٰ کے مقام میں ہے یا اسی جسد مبارک میں احادیث میں انبیاء علیہم السلام کا قبور میں نماز پڑھنے کا ذکر آیا کیا وہ نماز اسی جسد اطہر مبارک کے ساتھ پڑھتے ہیں یا کسی اورصورت میں تمثیلی ارواح سے، نیز انبیاء علیہم السلام کی حیات روح مع الجسد کہنے والے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) شب معراج میں آنحضور ﷺ کی حضرت موسیٰ سے تخفیف نماز کے بارے میں جو گفتگو ہوئی تھی وہ حضرت موسیٰ کے جسد مع الروح سے ہوئی یا صرف روح مبارک سے؟

(۳) شب معراج میں مسجد اقصیٰ میں آنحضور ﷺ سے جملہ انبیاء علیہم السلام کی امامت کا ذکر آیا ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ مقتدی ہوئے یا صرف ارواح انبیاء علیہم السلام؟

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بقید حیات ہیں اسی وقت مسجد اقصیٰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع الجسد مقتدی ہوئے یا صرف ان کی روح مبارکہ؟

(۵) عام مسلمان مرنے کے بعد جو کہ اپنی قبر میں دفن کئے جاتے ہیں، بعداز تدفین ان کیلئے جو کلام اللہ پڑھا جائے کیا وہ سنتے ہیں؟ نفی کی صورت میں حضور ﷺ کی اس حدیث کا کہ مردے جوتیوں کی آواز سنتے ہیں کیا مطلب ہے؟

(۶) قبر سے مراد قبر ہے، جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے، یا کوئی اور؟ عذاب قبر اسی زمینی قبر میں ہوتا ہے، یا کسی اور جگہ؟ سوالات کے وقت منکر نکیر فرشتوں کا جو ذکر احادیث میں آیا ہے اسی قبر میں سوالات اسی جسد عنصری متعلق روح سے کئے جاتے ہیں، یا صرف روح سے؟

(۷) سماعِ موتیٰ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے، کیا جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے اثبات یا نفی میں ہے؟ امام ابوحنیفہؒ کی رائے سماعِ موتیٰ کے حق میں ہے یا نفی میں؟

(۸) عام مسلمان کے مرنے کے بعد اسکی قبر پر قرآن خوانی فاتحہ خوانی بلا معاوضہ جائز ہے، یا نہیں؟ جائز کی صورت میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کا جن احادیث میں ذکر آیا ہے، وضاحت فرمائی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انبیاء علیہم السلام کے اجسام طیبہ کو مٹی نہیں کھاسکتی وہ محفوظ ہیں، اور بیہقی میں ہے۔

”وعن انس عن النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم الانبیاء لایترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ولکنھم یصلون بین یدی اللّٰہ تعالیٰ حتی ینفخ فی الصور الیٰ قولہ

قال البیھقی فعلیٰ ھذا یصیرون کسائر الاحیاء یکونون حیث ینزلھم اللّٰہ تعالیٰ"[۱]۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان کا جسم بھی ان کی قبر میں چالیس روز سے زائد نہیں رکھا جاتا بلکہ ان کو اٹھالیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ جہاں چاہتے ہیں ان کو رکھتے ہیں، جب ان کا اصلی جسم موجود ہے تو جسم مثالی کی ضرورت نہیں، بلکہ یہی جسم ان کے ساتھ رہتا ہے، حضور ﷺ کو دیگر خصوصیات بھی حاصل ہیں۔

(۲) روح مع الجسد سے ملاقات وگفتگو ہوئی[۲]

(۳) روح مع الجسد سب نے اقتداء کیا۔[۳]

(۴) روح مع الجسد، الحاوی للفتاویٰ جلد ثانی میں مستقل ایک رسالہ ہے جس کا نام

---

[۱] راجع کنز العمال ص ۴۷۴/ج ۱۱/ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، الحاکم فی تاریخه والبیھقی فی حیاة الانبیاء عن انس، **ترجمہ**:-حضرت انس ﷛ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انبیاء علیہم السلام کو چالیس رات کے بعد ان کی قبروں میں نہیں چھوڑا جاتا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز پڑھتے ہیں یہاں تک کہ صور پھونکا جائے، بیہقی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام زندوں کے مثل ہوجاتے ہیں وہ اس مقام پر رہتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ ان کو اُتارتا ہے۔

[۲] ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کیف رأی الانبیاء علیھم الصلوٰة والسلام فی السموات ومقرھم فی الارض؟ واجیب بان اللّٰہ تعالیٰ شکل ارواحھم علیٰ ھیئة صور اجسادھم قلت الانبیاء احیاء فقد راٰھم النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلّم حقیقة وقد مرعلی موسیٰ علیه الصلوٰة والسلام وھو قائم یصلی فی قبرہ ورأہ فی السماء السادسة. (عمدة القاری ص ۴۸/۴، الجزء الرابع، کتاب الصلاة، باب کیف فرضت الصلوة فی الاسراء، الاسئلة والاجوبة، مطبوعه دارالفکر بیروت، شرح الصدور ص ۲۰۲، باب زیارة القبور)

[۳] واما الذین صلوا معه فی بیت المقدس فیحتمل الارواح ویحتمل الاجساد بارواحھا قلت قد سبق انھم احیاء عند ربھم وانه حرم علی الارض ان تاکل لحومھم ثم اجسادھم کارواحھم لطیفة غیر کثیفة فلا مانع لظھورھم فی عالم الملک والملکوت علی وجه الکمال بقدرة ذی الجلال (مرقاة ص ۱۵۷/ج ۱۱/ باب فی المعراج، طبع اشرفی)

ہے ''انباء الاذکیاء بحیاتِ الانبیاء''اس میں تفصیلی دلائل مذکور ہیں[۱]

(۵)اس حدیث سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سنتے ہیں[۲]

(۶)قبر میں فرشتے آکر روح کو جسم میں داخل کرتے ہیں، تب سوال وجواب کیا جاتا ہے، عامۃً یہ اسی قبر میں ہوتا ہے[۳]

(۷)امام ابوحنیفہؒ کا کوئی قول اس مسئلے میں مستقلاً کتب فقہ میں نہیں[۴] ملا، صحابہ کرامؓ میں اختلاف ہے[۵]، پھر جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے کا سوال بے محل ہے[۶]۔

---

[۱] راجع الحاوی للفتاویٰ، ص ۲۶۴/ج ۲/رسالۃ انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء تشتمل علیٰ اربعۃ عشر صفحۃ.

[۲] فی حدیث انس مرفوعاً انہ لیسمع قرع نعالھم (مشکوۃ ص ۲۴/ج ۱/ باب اثبات عذاب القبر، الفصل الاول، طبع یاسر ندیم، بخاری ص ۱۷۸/۱، طبع اشرفی دیوبند، مسلم ص ۲/۳۸۶، کتاب الجنۃ، باب عرض مقعد الموت من الجنۃ، مطبوعہ رشیدیہ دھلی) ثبت بالاحادیث ان المیت یعلم من یکفنہ ومن یصلی علیہ ومن یحملہ ومن یدفنہ (مرقاۃ ص ۱۶۴/۱/ طبع اصح المطابع بمبئی، مسند احمد ص ۵/۳۶۴، حدیث براء ابن عازب، دارالفکر بیروت)

[۳] عن البراء مطولاً مبیناً اخرجہ اصحاب السنن وفیہ "فترد روحہ فی جسدہ وفیہ ان الکافر تعاد روحہ فی جسدہ (فتح الباری ص ۲۰۲/ج ۳/کتاب الجنائز، مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ)

[۴] واشتھر علی السنۃ الناس ان الموتی لیس لھم سماع عند ابی حنیفۃ وصنف ملا علی قاری رسالۃ وذکر فیھا ان المشھور لیس لہ اصل من الائمۃ اصلا بل اخذ ھذا من مسئلۃ فی باب الایمان انہ اذا حلف انہ لا یتکلم مع فلان فمات الرجل فتکلم معہ علی قبرہ میتا لا یحنث ...... والمحقق ان اباحنیفۃ لا ینکر سمع الاموات وان خالف ابن الھمام الخ، العرف الشذی ص ۳۵۳، باب ماجاء ما یقول الرجل اذا دخل علی المقابر، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

[۵] فاعلم ان مسئلۃ سماع الموتی وعدمہ من المسائل التی وقع الخلاف فیہ بین الصحابۃ رضوان اللہ علیھم اجمعین الخ، احکام القرآن للمفتی محمد شفیعؒ ص ۱۶۳/۳، مطبوعہ کراچی.

[۶] ومذھبھا (ای مذھب عائشۃ) ان اھل القبور یعلمون ماسمعوا قبل الموت ولایسمعون بعد الموت انتھی قلت ھذا من عائشۃ یدل علی انھا ردت روایۃ ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Hayat Anbiya & Simae Moota

(۸) بلاکسی غیر ثابت پابندی کے جائز ہے "عن علی رضی اللّٰہ عنه ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من مرالمقابر فقرأ قل ھو اللّٰہ احد احدی عشر مرة ثم وھب اجرھا للاموات اعطیٰ من الاجربعد دالاموات رواہ الدارقطنی" (مراقی الفلاح، ص۷۷۳ [1])۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/۸۸ھ

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال:۔ بہار شریعت، ص۱۶۷/حصہ ششم میں ہے امام محمد بن حاج مکی مدخل میں اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ اور ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین فرماتے ہیں "لافرق بین موته وحیاته صلی اللّٰہ علیه وسلم فی مشاھدته لامته ومعرفته باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذٰلک عنده جلی لاخفاء به.

ترجمه :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اوران کی حالتوں ان کی نیتوں، دلوں کے ارادوں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ابن عمر المذکور ولکن الجمھور (یعنی جمھور العلماء) خالفوھا فی ذلک وقبلوا حدیث ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه لموافقة من رواہ غیرہ علیه (عمدة القاری ص۲۰۲/۴، کتاب الجنائز، الجزء الثامن، باب ماجاء فی عذاب القبر) ھذا مصیر من عائشة الی رد روایة ابن عمر المذکورة وقدخالفھا الجمھور فی ذلک وقبلوا حدیث ابن عمر (فتح الباری ص۲۰۲/۳/ کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۵۱۴/ طبع مصر، فصل فی زیارة القبور،

ترجمه:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قبرستان سے گذرے اور "قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ" گیارہ مرتبہ پڑھے پھر اس کا اجر مردوں کو بخش دے تو اس کو مردوں کی تعداد کے بقدر اجر دیا جائیگا۔

اور دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں، امام رحمہ اللہ کے تلمیذ امام محقق ابن ہمام مسلک متوسط اور علی قاری اس کی شرح متقسط میں فرماتے ہیں (انہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بحضورک وقیامک وسلامک)ای بل بجمیع افعالک واحوالک وارتحالک ومقامک "

ترجمہ:- بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری حاضری اور ترے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں، فقط اصل عبارت مع ترجمہ ختم ہوئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حیات برزخی ثابت ہے، شہداء کے متعلق بھی قرآن کریم میں وارد ہے "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم الایۃ[1]"، اورانبیاء کی حیات شہدا کی حیات سے اقویٰ ہے[2]، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عام امت کے جمیع احوال کا آپ کو بطور مشاہدہ علم ہوتا ہے، ایسا علم تو آپ کو حیات دنیوی میں بھی نہیں تھا، ایسا عقیدہ رکھنا درست نہیں[3]، روایات سے اس قدر ثابت ہے کہ

---

[1] سورہ اٰل عمران الآیۃ: ۱۶۹/ **ترجمہ**:- اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں۔ (بیان القرآن)

[2] "فذھب جماعۃ من العلماء الی ان ھذہ الحیوۃ مختص بالشھداء والحق عندی عدم اختصاصھا بھم بل حیوۃ الانبیاء اقوی منھم واشد ظھوراً اثارھا فی الخارج" (تفسیر مظھری ج ۱/ ص ۱۵۲/ سورۂ بقرہ آیت: ۱۵۴، مطبوعہ ندوۃ المصنفین دھلی)

[3] ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الاماعلمھم اللہ تعالیٰ احیاناً وذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللّٰہ، شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵/ مطبوعہ مجتبائی دھلی، الانبیاء لایعلمون الغیب.

جوشخص مزار مبارک کے پاس کھڑا ہوکر درود وسلام پڑھتا ہے، وہ آپ خود سنتے ہیں، اور جو دور سے پڑھتا ہے وہ خدمت اقدس میں بواسطۂ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے[۱] چنانچہ اس کی تفصیل علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ جلد خامس میں کی ہے[۲]۔

ملا علی قاری نے شرح شفا میں اس پر کلام کیا ہے[۳] مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے کتاب ''آب حیات'' اس مضمون پر تحریر فرمائی ہے، منقسط متوسط ومسلک کی پوری عبارت نقل نہیں کی گئی، اور نہ اس سے مسئلہ مسئولہ کی تائید ہوتی ہے، آداب زیارت کو ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے،

''محترزاً عن اشتغاله النظر بما هناک من الزينة ای الظاهر ة المانعة من شهود الزينة الباطنة الباهرة التى ظهورهافى الأخر ة متمثلاً صورته الكريمة فى خيالک بفتح الخاء ای فی تخيلات بالک لتحسيحالک مستشعراً بانه عليه الصلوٰة

۱؎ وعن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائياً ابلغته رواه البيهقی فی شعب الايمان (مشكوٰة، ج ۱ /ص ۸۷/ باب الصلوٰة علی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

ترجمہ:-حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوشخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے اس کو پہنچایا جاتا ہے۔

۲؎ (ومنها انه حی فی قبره)قال البيهقی لان الانبياء بعد ماقبضوا ردت اليهم ارواحهم فهم احياء عند ربهم كالشهداء وقد رأى نبينا صلى الله عليه وسلم جماعة منهم وامهم فى الصلاة واخبر وخبره صدق ان صلاتنا معروضة عليه وان سلامنا يبلغه وان اللّٰه حرم على الارض ان تاكل اجسادالانبياء (شرح مواهب لدنية للزرقانی ج۵ /ص ۳۳۲/ ومنها انه حی فی قبره، مطبوعه دارالمعرفة بيروت.

۳؎ فمن المعتقد المعتمد انه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم حی فی قبره كسائر الانبياء فی قبورهم وهم احياء عند ربهم وان لارواحهم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی كماكانوافی الحال الدنيوی..........من صلی علی عند قبری سمعته ای من غير واسطة الی اٰخره (شرح الشفاء ج۲ / ص ۱۴۲ / للملاعلی القاریؒ، فصل فی تخصيصه عليه الصلوة والسلام بتبليغ صلاة من صلی عليه، مطبوعه مصر)

والسلام عالم بحضورک وقیامک وسلامک ای بل بجمیع افعالک واحوالک وارتحالک ومقامک وکانه حاضر جالس باز ائک مستحضر اعظمته وجلالته ای هیبته وشرفه وقدره ای رفعة لرتبته صلی اللّٰه علیه وسلم مسلک متقسط[1] ص ۲۸۶ / یہی مضمون غنیۃ الناسک ،ص ۲۰۳ /میں بھی ہے[2]۔

مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پراس طرح حاضر ہونا چاہئے کہ گویا اس مجلس میں تشریف فرماہیں، اور ہرحرکت وسکون کو ملاحظہ فرمارہے ہیں، متمثلاً فی خیالک مستشعراً کانه حاضر وغیرہ الفاظ کوحذف کردیا گیا، اگر پورے الفاظ ذکر کئے جاتے تو یہ شبہ ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس مقام پرآنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پر یا آپ کے علم کے متعلق بحث نہیں ہے، کہ جس میں عقیدہ مسئولہ مذکورہ ہو بلکہ آداب زیارت کا ذکر ہے۔فقط واللّٰه اعلم وعلمه اتم واحکم

حررہ العبد محمود گنگوہی

معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۲۵/۴/۵۵ھ

جوابات صحیح ہیں:۔سعید احمد غفرلہٗ خادم دارالافتاء مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۲۹/ربیع الثانی ۵۵ھ

---

[1] المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط ص ۲۷۱/ باب زیارة سید المرسلین مطبوعه مکه مکرمه.

[2] ویکون فی موقفه ناظرا الیٰ الارض اوالیٰ اسفل مایستقبله من جدار القبرفارغ القلب من علائق الدنیا مستحضراً منزلة من هو بحضرته فی قلبه متمثلاً صورته الکریمة فی خیاله بانه فی لحده الشریف مضطجع علی شقه الایمن مستقبل القبلة عالم بحضوره وقیامه وسلامه ناظر الیه (غنیة الناسک فی بغیة المناسک ،۲۰۳/ طبع ادارة القرآن کراچی، خاتمه، فصل واذا توجه الی الزیارة) "المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط ص۳۳۸/) مصری علی لباب المناسک"

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: ۔حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مطلب ہے؟ کیا قرآن کریم یا حدیث نبوی ﷺ سے اس کا ثبوت ملتا ہے، یا نہیں؟ اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ مع ادلّہ تحریر فرمایا جائے، اگر اس مسئلہ میں کوئی کتاب مؤلف ہو تو اس کا نام مع پتہ خریداری تحریر فرمایا جائے، جس میں احقر کو یہ عقیدہ پوری تشریح کے ساتھ مل جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مسئلہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی متعدد تصانیف میں موجود ہے ایک کتاب ''آبِ حیات'' مستقلاً اسی موضوع پر تصنیف فرمائی ہے، جمالِ قاسمی میں بھی ایک مکتوب میں نہایت واضح طور پر مثال دے کر ادلّہ نقلیہ وعقلیہ سے اس کو ثابت فرمایا ہے[1]۔

''المہند علی المفند'' میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے اس کو لکھا ہے[2]۔

یہ کتاب دار العلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور میں موجود ہیں، اور دونوں جگہوں کے تاجروں سے بھی مل سکتی ہیں (فتاویٰ کبریٰ، ص۱۲۵-۱۳۵/ج۲) میں علّامہ ابن حجر مکی نے اس پر کلام کیا ہے[3]۔

---

[1] دیکھئے جمال قاسمی ص۱۰-۱۵/مطبع بلالی)

[2] حضرة الرسالة صلى الله عليه وسلم حي في قبره الشريف وحيوته صلى الله عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به صلى الله عليه وسلم وبجميع الانبياء صلوات الله عليهم. (المهند على المفند ص۱۳، مطبوعه دهلى)

[3] وانما المراد بها(بحياة الانبياء)انها كحياة الملائكة فى عدم احتياجها الى ذلك. (راجع الفتاوىٰ الكبرى الفقهية، ص۱۲۵/ج۱، فتاوى كبرىٰ ص۱۸۳/۱، كتاب الصلوة، باب مواقيت الصلوة، مطبوعه بيروت) "فمراد الحديث الاخبار بان الله تعالىٰ يرد اليه روحه بعد الموت فيصير حيا على الدوام حتى لوسلّم عليه احد ردعليه لوجود الحياة فيه دائمًا(الفتاوىٰ الكبرى الفقهية ص۱۱۳/ج۲/ طبع بيروت. آخر كتاب الحج.

علّامہ سیوطیؒ کا ایک رسالہ "انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاءؑ" اس مسئلہ میں نہایت مفصل ہے، یہ رسالہ مجموعہ فتاویٰ سیوطی (الحاوی للفتاویٰ، ج۲) میں موجود ہے، دمشق میں طبع ہوا ہے۔

"حیاۃ النبی ﷺ" وسائر الانبیاء معلومة عندنا علماً قطعیاً کماقام عندنا من الادلة فی ذلک وتواترت به الاخبار وقد الف البیهقی جزءً فی حیاۃ الانبیاء فی قبورهم[1]۔

قال المتکلمون المحققون النبی ﷺ حیٌّ بعدوفاته وانه یسر بطاعات امته ویحزن بمعاصی العصاة منهم وانه تبلغه صلوٰة من یصلی علیه من امته وان الانبیاء لایبلون ولاتاکل الارض منهم شیئاً وقدمات موسیٰ فی زمانه واخبر نبینا ﷺ انه راٰه فی قبره مصلیاً. وذکر فی حدیث المعراج انه راٰهٗ فی السماء الرابعة وانه رأی اٰدم فی سماء الدنیا ورأی ابراهیمؑ وقال لهٗ مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح. واذاصح لنا هذا الاصل. قلنا نبیناﷺ قد صار حیاً بعد وفاته وهوعلیٰ نبوته[2]. الحاوی للفتاویٰ،

مختصر تذکرۃ القرطبی میں علّامہ شعرانی نے اسکو بیان کیا ہے[3] سیوطیؒ کے رسالہ شرح الصدور[4] اور ابن قیم کی کتاب الروح[5] اور تفسیر ابن کثیر[6] وتفسیر مظہری[7] میں بھی اوراحادیث جمع کی گئی ہیں، جن سے اس مسئلہ پر استدلال کیا گیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱/۶۶ھ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم ۶۶ھ

---

[1] انباء الاذکیاء، ص ۲/ الحاوی للفتاویٰ ص ۲۶۴/ ج ۲، مطبوعه دارالفکر بیروت، ص ۱۷۸/ ۲، کتاب البعث، انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء)

[2] انباء الاذکیاء، ص ۸/ الحاوی للفتاویٰ، ص ۲۶۸/ ج ۲، مطبوعه دارالفکر بیروت، ص ۱۷۸/ ۲، کتاب البعث، انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء) (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

مسئلہ حیات النبی ﷺ

سوال:۔(۱) حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علماء اہل سنت کا کیا نقطۂ نظر ہے، اگر اہل سنت والجماعت کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں، تو اس حیات کی کیا نوعیت ہے؟

(۲) منکرین حیات النبی ﷺ کا مستدل یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا تھا ”**من کان یعبد محمداً فان محمداً قدمات ومن کان یعبد الله فان الله حی لایموت**“ اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ زندہ نہیں ہیں، وفات پاچکے ہیں، اب حیات کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے، اس کا کیا جواب ہے؟

(۳) علماء دیوبند نے مسئلہ مجوثہ میں کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟

(حواشی صفحہ گذشتہ) ۳ ففی هذاالحدیث ان رسول الله صلی الله علیه وسلّم حی فی قبره یرزق (مختصر تذکرة الامام ابی عبد الله القرطبی ص۳۵/ وهی التذکرة باحوال الموتی وامور الاخرة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

۴ واخرج ابویعلی والبیهقی وابن منده عن انس رضی الله عنه ان النبی صلّی الله علیه وسلّم قال الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون. (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور للسیوطی، ص۷۸)

ترجمہ:-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

۵ راجع کتاب الروح ص۶۸/ طبع دکن.

۶ راجع التفسیر لابن کثیر ص۲/ج۳، سورة اسراء، طبع المکتبة التجاریه مکة المکرمة.

۷ راجع التفسیر المظهری ص۲۲۵/ج۱۰، سورة التطفیف. مکتبه رشیدیه کوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی اکرم ﷺ پر موت کا طاری ہونا قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ہے، ارشاد باری ہے ”انک میت وانھم میتون الآیۃ“[۱] اگر موت طاری نہ ہوتی تو آپ ﷺ کے ساتھ وہ معاملہ نہ کیا جاتا جو میت کے ساتھ کیا جاتا ہے، یعنی غسل، کفن، صلوٰۃ جنازہ، دفن اور پھر خلیفہ کی تجویز وغیرہ لیکن آپ ﷺ کی موت دوسروں کی موت سے خاص امتیاز رکھتی ہے[۲] آپ ﷺ کی میراث تقسیم نہیں ہوئی، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سے کسی کا نکاح درست نہیں، بعض اس کے قائل ہیں کہ محض کچھ وقفہ کے لئے روح اطہر جسم مبارک سے جدا ہوئی، پھر وہیں لوٹادی گئی، جو احساسات سمع، بصر وغیرہ کے قبل از موت حاصل تھے، وہ اب قوی تر ہو گئے، بعض اس کے قائل ہیں کہ روح مبارک جسم اطہر سے جدا نہیں کی گئی، بلکہ پھیلاؤ کے اعتبار سے اس کے اوقات کو محدود کر دیا گیا، اور کیفیت کے اعتبار سے اس میں بہت اضافہ ہو گیا ہے، جیسے ایک چراغ ہو کہ اس کی روشنی بہت دور تک پھیلتی ہے، مگر جس قدر دوری ہوتی جاتی ہے، روشنی دھیمی اور ہلکی ہوتی جاتی ہے، اگر اس چراغ پر ایک طشت ڈھانک دیا جائے تو روشنی طشت سے باہر نہیں نکلتی، دور تک نہیں پہنچتی صرف طشت کے اندر رہتی ہے، لیکن کیفیت کے اعتبار سے بہت قوی ہو جاتی ہے، کچھ ایسی حالت یہاں بھی ہے، مگر برزخ کے حالات کو عالم مشاہدہ کے حالات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا قیاس الغائب علی الشاہد نا جائز ہے، کم از کم دو سو جگہ

۱؎ سورۂ زمر آیت ۳۰/

ترجمہ:- آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے (بیان القرآن)

۲؎ ان الانبیاء احیاء فی قبورھم ونقل السبکی فی طبقاتہ عن ابن فورک انہ علیہ السلام حی فی قبرہ رسول اللہ ابدا لآبدأی فی جمیع الازمنۃ الصادق بمابعد موتہ الیٰ قیام الساعۃ علی الحقیقۃ الخ شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۶/ص ۱۶۹/ مطبوعہ دارالفکر لبنان، النوع الثالث فی وصفہ تعالیٰ لہ بالشھادۃ وشھادتہ لہ بالرسالۃ.

اس کو امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے[۱]، جس کے ذریعہ سے برزخ، جنت، دوزخ، لوح، عرش وغیرہ پر وارد ہونے والے اعتراضات کو رد کیا ہے، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حضرت نانوتویؒ کی کتاب ''آب حیات'' میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۱۴۰۰ھ

کیا حضور ﷺ مٹی میں مل گئے؟ (استغفر اللہ)

سوال: ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر مٹی ہی میں مل گئے تو قرآن سے ثابت کیجئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد قبر شریف میں دفن کیا گیا ہے، اور جو مٹی جسم اطہر کے ساتھ متصل ہے اس کا مرتبہ خانہ کعبہ اور عرش اعظم سے بھی زیادہ ہے، جیسا کہ براہین قاطعہ میں بصراحت مذکور ہے[۲]، حضرت نبی اکرم ﷺ کا جسم مبارک قبر شریف میں بالکل محفوظ

---

[۱] ان اجراء حكم الشاهد على الغائب فاسد قطعا الخ، تفسير كبير ص ۱۶۹/۷، سورۂ ص آيت:۷، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۲] المهند على المفند میں بصراحت مذکور ہے ''فان البقعة الشريفة والرحبة المنيفة التي ضم اعضاء ه صلى الله عليه وسلم افضل مطلقاً حتى من الكعبة ومن العرش والكرسي كماصرح به فقهاء نا رضي الله عنهم (فتاوىٰ خليلية ص ۱/۳۳۵، طبع سهارنپور، المهند على المفند ص ۱۲، طبع دهلى، عقائد علماء ديوبند ص۷) اما البراهين القاطعة فلم اجد فيه.

'' ما ضم اعضائه عليه الصلوٰة والسلام فانه افضل مطلقاً حتى من الكعبة والعرش والكرسي (الدرالمختار على ردالمحتار. كراچى ج۲، ص ۶۲۶/ كتاب الحج، مطلب فى تفضيل قبره المكرم صلى الله عليه وسلم، شرح الشفاء للملا على القارى ص ۲/۱۶۳، القسم الثانى، الباب الرابع، فصل فى حكم الصلوة عليه ﷺ. مطبوعه مصر،

ہے، مٹی اس میں کوئی تغیر نہیں کرسکتی، جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۱/۸۸ھ

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک عالم دین نے تقریر میں فرمایا کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر گئے تو انہوں نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ زندہ ہیں، مگر میں اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں، قبر شریف سے جواب آیا کہ زندہ ہوں ، انہوں نے پھر کہا کہ میں نہیں مانونگا، آپ میرے سامنے آیئے تو مانوں گا، چنانچہ پھر قبر شریف شق ہوئی، اوراس میں سے آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک نکالا، مصافحہ کیا اور فرمایا کہ میں زندہ ہوں، دریافت طلب بات یہ ہے کہ یہ روایت کسی مستند حدیث یا کتب فقہ میں منقول ہے، اوراس کی سند کیسی ہے یا من گھڑت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت حدیث یا فقہ کی کسی کتاب میں نہیں دیکھی قبر اطہر میں زندہ تشریف فرما ہونے کی بحث مستقل ہے، علماء حق کی تحقیق یہی ہےکہ زندہ تشریف فرما ہیں، اس پر دلائل بھی موجود ہیں[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] دوسرے (معنی) مٹی سے ملاقی ومتصل ہوجانا یعنی مٹی سے مل جانا تو یہاں مراد یہی دوسرے معنی ہیں ،اور اجساد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاک نہ ہونے کے مولٰینا مرحوم بھی قائل ہیں، (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۲، کتاب العقائد، حضورؐ کا جسم مبارک مٹی میں ملنے کا مطلب)

[۲] فی حدیث اوس بن اوس مرفوعاً ان اللّٰہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجسامنا. رواہ ابو داؤد والنسائی وابن ماجۃ .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مٹی کس کے جسم کو نہیں کھاتی؟

سوال: ۔انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علماء دین شہداء وحفاظ قرآن، عامل بالقرآن اور جو منصب محبت پر فائق ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی، اور وہ جو اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی؟

الجواب حامداًومصلیاً

علّامہ جلال الدین سیوطیؒ نے شرح الصدور[1]، ص۱۳۲/اور شیخ عبدالوہاب شعرانی نے مختصر تذکرہ قرطبی، ص ۳۸/میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کچھ اور بھی حضرات کو شمار کیا ہے، جن کے اجسام قبر میں محفوظ رہتے ہیں، اور مٹی ان کو نہیں کھاتی۔

ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء انما لم تأکل الارض اجساد الشھداء لکونھم احیاء عندربھم یرزقون الموذن المحتسب لاتأکلہ الارض ایضاً اذاماتات حامل القرآن اوحی اللّٰہ الی الارض ا ن لاتأکل لحمہ فتقول الارض ای رب کیف اٰکل لحمہ وکلامک فی جوفہ الارض لاتسلط

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............وابن حبان فی صحیحہ واللفظ لہ (الترغیب والترھیب للحافظ المنذری ص: ۴۹۱، ج: ۱/ صلاۃ الجمعۃ، طبع دارالفکر بیروت، ابوداؤد شریف ص: ۱۵۰/۱، کتاب الصلوۃ، باب تفریع ابواب الجمعۃ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، وراجع الحاوی للفتاویٰ ص۴۴۷/۲، متعلقہ فتاوی صوفیہ، تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک.

ترجمہ :-حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا کہ وہ ہمارے جسموں کو کھائے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] شرح الصدور ص۱۲۵، باب فتن المیت وبلاء جسدہ الا الانبیاء ومن الحق بھم، طبع مصر.

علی جسدالذی لم یعمل خطیئة.[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجوب صحیح عبداللطیف

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ۱۱/رجب ۶۳ھ

روضۂ اقدس سے دست مبارک کا نکلنا

سوال: ۔سرور کائنات احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک سے کسی کے مصافحہ کے واسطے نکلنا صحیح ہے؟ اورازروئے شرع درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

سرور کائنات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک مزارِاقدس سے نکلنا بعض اولیاء کیلئے شرعاً ممکن ہے، محال نہیں، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے الحاوی[2] للفتاویٰ

---

[1] مختصر تذکرہ ،ص ۳۸/ التذکرة فی احوال الموتی، ص ۱۳۳/ باب لاتاکل الارض اجساد الانبیاء، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت،

[2] حج سیدی احمد الرفاعی فلما وقف تجاہ الحجرة الشریفة انشد:۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها
تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذه دولة الاشباح قد حضرت
فامد یمینک کی تحظی بها شفتی

فخرجت الید الشریفة من القبر الشریف فقبلها (الحاوی للفتاوی ج ۲/ص ۲۴۷/ متعلقہ فتاویٰ صوفیہ تنویر الحلک فی امکان رؤیة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والملک، مطبوعہ مصری)

میں ایسا واقعہ بھی نقل کیا ہے، قبر اطہر میں حیات بھی احادیث سے ثابت ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سماع موتیٰ

سوال:-اگر زید حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے اعتقاد کے مطابق "انک لا تسمع الموتی" کی دلیل کے ساتھ سوائے نعلین والی حدیث کے مردوں کیلئے صرف وقتی سننا مانتے ہوئے باقی تمام اوقات میں موتیٰ کیلئے سننے کیلئے انکار کرے تو کافر ہے، یا موحد؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے کفر نہیں ہوتا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعض ائمہ مجتہدین کا مذہب بھی یہی ہے امام ابوحنیفہ کا مذہب بھی یہی مفہوم ہوتا ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سماع موتیٰ سے متعلق دس سوال

(۱) آیات قرآنیہ اوراحادیث صحیحہ سے عدم سماع اموات ثابت ہے یا نہیں؟

---

[۱] راجع حدیث اوس بن اوس وحدیث ابی الدرداء مرفوعاً ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰہ حی یرزق (ابن ماجۃ ص۱۱۸ / ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه، ص۷۶/ باب فضل الجمعة، مطبوعه اشرفی دیوبند)

[۲] لان المیت لایسمع بنفسه. شرح فقه اکبر ص: ۱۵۹، بحث الدعاء مخ العبادة، مطبوعه مجتبائی دهلی. العرف الشذی ص۳۵۳، باب ماجاء مایقول اذا دخل المقابر، مطبوعه رحیمیه دیوبند، فیض الباری ص۲/۴۶۷، باب قول المیت وهو علی الجنازة قدمونی، مطبوعه ربانی بکڈپو دهلی

(۲) صحابۂ کرام کا مسلک دربارۂ سماع اموات کیا تھا؟

(۳) امام اعظمؒ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ کے ارشادات عالیہ دربارۂ سماع اموات کیا ہیں؟

(۴) اگر حنفیہ کا مسلک عدم سماع اموات ہے تو احادیث صحیحہ کے موافق ہے یا مخالف؟

(۵) مسئلہ سماع اموات میں روایات کتب فقہ متعارض کیوں ہیں مثلاً باب الیمین فی الضرب سے عدم اور کتاب الجنائز سے ثبوت مستفاد ہوتا ہے یہ کیوں دیکھئے فتح القدیر وغیرہ۔

(۶) قائلین عدم سماع اموات حنفی ہین کہ شافعی یا معتزلی؟

(۷) نواب قطب الدین خانؒ جامع التفاسیر میں مولانا سعید احمد حاشیہ مأتہ مسائل میں۔ مولانا اشرف علی بیان القرآن میں۔ مولوی شکر اللہ العجالۃ میں اور تفہیم المسائل، سراج الایمان، انوار المسلمین وغیرہ بہت سی کتابوں میں بہت سے علماء کرام نے یہ روایت نقل فرمائی ہے: **وهو هذا رأى امام ابو حنيفة من ياتى القبور لاهل الصلاح فيسلم ويخاطب ويقول يا اهل القبورهل لكم خبرو هل عندكم من اثر انى اتيتكم من شهور وليس سوال منكم الا الدعاء هل دريتم ام غفلتم فسمع ابو حنيفة يقول مخاطب بهم فقال هل اجابوالك قال سحقا لك وتربت يداك كيف تكلم اجساداً لايستطيعون جوابا ولا يملكون شيئا ولا يسمعون صوتا وقرأ وما انت بمسمع من فى القبور الخ.** اورحوالہ دیا ہے کتاب غرائب فی تحقیق المذاہب کا۔ اب سوال یہ ہے کہ روایت مذکورہ صحیح ہے یا غلط؟

(۸) روایت مذکورہ صرف غرائب ہی میں ہے یا اور بھی کسی مستند معتبر کتاب میں ہے؟

(۹) مولوی احمد رضا خانصاحب حیات الموات میں لکھتے ہیں کہ غرائب ایک فرضی

کتاب ہے اسکا دنیا میں کہیں وجود نہیں تو یہ قول انکا صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو غرائب کا پتہ دیجئے۔

(۱۰) اگر واقعی دنیا میں کوئی کتاب ہی نہیں تو علماء کرام نے کیوں ایسی فاحش غلطی کی ہے اور یہ روایت کہاں سے اور کس طرح نقل فرمائی مدلل مفصل جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ **تلک عشرۃ کاملہ.**

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ہر دو قسم کی دلیلیں موجود ہیں[1]۔

(۲) کوئی اجماعی چیز نہیں بلکہ اختلافی ہے صحابہ کے دونوں قول ہیں[2]۔

(۳) اگر ان حضرات سے کوئی واضح اور قطعی نص منقول ہوتی تو آپکو اختلاف کی شکایت نہ ہوتی۔

(۴) اس کا جواب اوپر کے جوابات سے ظاہر ہے۔

(۵) فتح القدیر[3] وغیرہ میں اس کی وجہ بھی موجود ہے۔ (جو کہ جواب (۱) میں تحریر ہے)

---

[1] عدم سماع کے دلائل: انک لا یسمع الموتی الآیۃ سورۂ نمل آیت: ۸۰، وسورۂ روم آیت: ۵۲، اور ثبوت سماع کے دلائل: فی حدیث ابن عمرؓ فقیل له تدعوا امواتا قال ماانتم باسمع منهم ولکن لا یجیبون الحدیث، بخاری شریف ص ۱۸۳/۱، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، مطبوعه اشرفی دیوبند، وبخاری شریف ص ۱۷۸/۱، باب المیت، یسمع خفق النعال.

[2] فاعلم ان مسئلة سماع الموتیٰ وعدمه من المسائل التی وقع الخلاف فیه بین الصحابة رضوان الله علیهم اجمعین. فهٰذا عبدالله بن عمرؓ یثبت السماع للموتی وهٰذه ام المؤمنین عائشة الصدیقةؓ عنها تنفیه والی کل مالت طائفة من علماء الصحابة والتابعین الخ. احکام القرآن للتهانوی ص: ۱۶۳، ج: ۳، تکمیل الحبور بسماع اهل القبور، مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی. سورۂ روم آیت: ۵۲،

[3] فتح القدیر ص: ۱۰۴، ج: ۲، باب الجنائز، مطبوعه دار الفکر بیروت.

(۶) یہ بھی فتح القدیر[1] وغیرہ میں لکھا ہے۔

(۷) نواب قطب الدین صاحب کا انتقال ہوگیا۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانہ بھون ضلع مظفرنگر میں تشریف رکھتے ہیں۔ ان سے دریافت کیجئے۔ بقیہ حضرات کو میں جانتا نہیں۔

(۸) میں نے نہیں دیکھی۔

(۹) میں نے حیات الموات نہیں دیکھی ان کو استقراء تام حاصل ہوگا جس سے وہ سلب کررہے ہیں۔

(۱۰) ایسی بات وہ کہے جس کو تمام دنیا کا احاطہ اور علم حاصل ہو۔ فتاویٰ عالمگیری جو کہ پانچسو علماء کی تصنیف ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے والد حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب کی زیرنگرانی تصنیف ہوئی اس میں کم از کم بھی ایک ہزار مسائل کتاب الغرائب کے حوالہ سے نقل کئے گئے ہیں۔ اللہ اعلم کہ کہاں سے نقل کئے ہیں مولانا عبدالحئی لکھنوی بھی اپنی تصانیف مین غرائب کا حوالہ دیتے ہیں، یہ روایت جنہوں نے نقل کی ہے صحت اور فاحش غلطی کا جواب ان سے ہی دریافت کیجئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

سماع موتیٰ

سوال:- زید کہتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سماع موتی کے قائل نہیں ہیں، اور اس پر بعض مسائل فقہیہ بھی مبنی ہیں کیا یہ قول زید کا صحیح ہے، یا نہیں اور سماع موتی کا منکر اہل السنّت

[1] فتح القدیر ص:۱۹۵، ج:۵، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

والجماعت میں داخل ہے، یا نہیں انبیاء علیہم السلام کے علاوہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سماع موتی ثابت ہوتو اسکا صحیح حوالہ تحریر فرمادیں اور اگر ثابت نہیں تو شہداء اور اولیاء بھی مستثنیٰ ہیں یا نہیں، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح مذہب صحیح روایت سے منقول شدہ تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ”فَاِنَّکَ لاَ تُسْمِعُ الْمَوْتٰی الخ[۱]“ اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف ہے، بعض حضرات سماع موتی کے قائل ہیں اور احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور بعض حضرات سماع کے قائل نہیں وہ اس آیت شریفہ کو استدلال میں پیش کرتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مسلک بھی یہی ہے[۲]۔ اور اس کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے۔ چوں کہ آیت قطعی ہے اور اخبار واحادیث ظنی ہیں اس لئے اپنی حقیقت اور قطعیت پر باقی رہے گی، اور اخبار میں مناسب توجیہہ خصوصیت وقائع وغیرہ کی کر لی جائیگی جس سے تعارض باقی نہ رہے[۳]، جو صحابہؓ حدیث[۴]: ”والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم ولٰکن لا یجیبون“ کو خود سن چکے تھے، ان کے حق میں حدیث بھی قطعی تھی اسلئے ان کو آیت میں تخصیص یا تاویل کی گنجائش تھی کہ وہ قطعی یہ بھی قطعی ہر دو جانب اکابر ہیں اسلئے قطعی طور پر کسی کا ابطال دشوار ہے البتہ حنفی مقلد کے نزدیک اپنے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک راجح ہوتا ہے، واضح ہو کہ امام اعظم

---

۱ سورۃ الروم پارہ ۲۱ آیت نمبر ۵۲.

۲ ومذھبھا ای عائشۃ ان اھل القبور یعلمون ماسمعوا قبل الموت ولا یسمعون بعد الموت الی قولہ لکن الجمھور خالفوھا وقبلوا حدیث ابن عمر عینی شرح بخاری، ص: ۲۰۲، ج: ۴، الجزء الثامن، باب ماجاء فی عذاب القبر. مطبوعہ دار الفکر بیروت.

۳ ملاحظہ ہو مرقات ص ۲۴۷-۴/۲۴۶، کتاب الجھاد، باب حکم الاساریٰ، الفصل الاول.

۴ بخاری شریف ص: ۵۶۶، ج: ۲، کتاب المغازی، باب فی قتل ابی جھل.

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے صراحۃً یہ مسئلہ منقول نہیں نہ ثبوتاً نہ نفیاً، بلکہ ایک دوسرا مسئلہ ہے جس کو فقہاء کتاب الایمان میں ذکر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں شخص سے کلام نہیں کروں گا، پھر وہ مرگیا اور اس کی قبر پر جا کر کلام کیا تو اس سے حانث نہیں ہوگا، اس مسئلہ سے بعض علماء نے اخذ کیا ہے، کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سماع موتی کے قائل نہیں بلکہ منکر ہیں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر مستقل ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے: ''العرف الشذی'' کے ص:۳۸۶ پر اس رسالہ کا حوالہ بھی موجود ہے[۱]۔ سماع موتی کے مسئلہ پر تشدد نہیں چاہئے، فریقین کسی پر طعن وتشنیع نہ کریں، اور محض سماع موتی کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص حنفیت سے خارج نہیں ہوتا، اس طرح سماع موتی کے اقرار کی وجہ سے حنفیت سے نہیں نکلتا فتاویٰ عزیزی[۲] ج:۱، ص:۹۲، طحطاوی[۳] شرح مراقی الفلاح ص:۳۶۴، تفسیر ابن[۴] کثیر ص:۴۳۸، ج:۳، آیت فانک لا تسمع الموتی، سورۂ روم، آیت: ۵۲ میں اسکی تفصیل موجود ہے، اور شہداء کو بہ نسبت عوام مومنین کے بہت کچھ فضائل حاصل ہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف ۲۲؍شعبان ۵۸ھ

---

[۱] ...... واشتهر على السنة الناس ان الموتى ليس لهم سماع عند ابى حنيفة وصنف ملا على القارى رسالة وذكر فيها ان المشهور ليس له اصل من الائمة اصلا بل اخذ هذا من مسئلة فى باب الايمان انه اذا حلف ان لا يتكلم مع فلان فمات الرجل فتكلم معه على قبره ميتا لا يحنث، عرف الشذى على هامش ترمذى ص: ۲۰۲ ج: ۱، باب ما يقول اذا دخل المقابر. مطبوعه ياسر نديم.

[۲] فتاویٰ عزيزى ص ۹۲/۱، مطبوعه رحيميه ديو بند.

[۳] طحطاوى على مراقى الفلاح ص: ۳۱۳ ۵، فصل فى زيارة القبور. مطبوعه مصر،

[۴] تفسير ابن كثير ص:۶۹۷، ج:۳، سورۂ روم تحت آيت: ۵۲، مطبوعه مصطفى الباز مكه مكرمه.

سماع موتیٰ کی تفصیل

سوال:- سماع موتی صحیح ہے یا نہیں۔ مردے زندوں کی پکار سنتے ہیں یا نہیں، اوراگر سنتے ہیں تو جواب دے سکتے ہیں یا نہیں۔ مسئلہ کی پوری توضیح فرمائیں، اوراسکے متعلق قرآنی آیات بھی سامنے رکھیں۔ **انک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء** دوسری جگہ فرمایا گیا ہے۔ **ان اللّٰہ یسمع من یشاء وماانت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر**، سماع موتی کے متعلق ایک روایت حضرت عمرؓ کے متعلق بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کے دریافت کرنے پر یہ فرمایا! **ما انتم باسمع منهم ولكن لا يجيبون.** یعنی تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہ نے جب اس روایت کو سنا تو فرمایا کہ آنحضور ﷺ کا ارشاد یہ نہیں تھا کیونکہ کلام مجید میں اس کے خلاف نص قطعی موجود ہے۔ **انک لا تسمع الموتیٰ. وماانت بمسمع من فی القبور** اے رسول تو نہ اپنی بات مردوں کو سنا سکتا ہے، اور نہ قبروں میں مدفون ہونے والوں کو۔

مسئلہ کی تشریح ان دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے دلنشیں انداز میں کریں کہ کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

یہاں تین چیزیں غور طلب ہیں۔ ایک اسماع، دوم استماع، سوم سماع، اسماع کی نفی صراحۃً کلام اللہ شریف میں مذکور ہے۔ **انک لا تسمع الموتیٰ**[1] **وماانت بمسمع من فی القبور**[2]. یعنی حضرت نبی اکرم ﷺ بذات خود مردوں کو نہیں سنا سکتے تا بدیگراں چہ رسد۔

---

[1] سورہ نمل آیت: ۸۰،

[2] سورہ فاطر آیت: ۲۲،

استماع کا حاصل یہ ہے کہ مردے کان لگا کر خود کسی کی بات سنیں۔ جب جسم سے روح جدا ہو جائے، تو یہ جسم کا کان نہیں سن سکتا کیونکہ اصل ادراک کرنے والی چیز روح ہے اور قوت سامعہ اس کے لئے آلۂ ادراک ہے، جب روح نے اس جسم کو اور اس جسم میں لگے ہوئے آلات کو ترک کر دیا، تو اس کے لئے یہ آلات کارآمد نہیں ہیں۔

جس طرح میت قوت باصرہ، لامسہ، باطشہ وغیرہ سے کام نہیں لے سکتی۔ اسی طرح قوت سامعہ سے بھی کام نہیں لے سکتی۔[۱] وھذا ظاھر لا یخفیٰ.

سماع کا حاصل یہ ہے کہ کوئی خارجی آواز اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے میت کو ادراک کرادیں جس میں نہ صاحب صوت کو دخل ہو نہ میت کو تو یہ بالکل ممکن ہے، حق تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں، اس کے لئے شواہد کثیرہ موجود ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھ کر ساتھی لوٹتے ہیں تو: انه لیسمع قرع نعالھم.[۲] اس میں نہ میت کے کان لگانے اور اختیار کو دخل ہے، نہ اصحاب نعال کے اسماع اور میت تک آواز پہونچانے کا دخل ہے۔ اس کے باوجود سماع ثابت ہے۔

---

[۱] قال ابن القیم وقدیقال، نفی اسماع الصم مع نفی اسماع الموتیٰ یدل علی ان المراد عدم اھلیة کل منھما للسماع وان قلوب ھؤلاء لما کانت میتة صماء کان اسماعھا ممتنعاً بمنزلة خطاب المیت والاصم وھذا حق الخ، کتاب الروح ص ۶۳، المسئلة السادسة ھل الروح تعاد الی المیت الخ، مطبوعه پشاور پاکستان.

[۲] عن انس عن النبی ﷺ انه قال ان العبد اذا وضع فی قبره وتولی عنه اصحابه انه لیسمع قرع نعالھم. ابوداؤد شریف ص: ۴۶۰، ج: ۲، کتاب الجنائز، باب المشی بین القبور فی النعل. مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، بخاری شریف ص ۱۷۸/۱، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع النعال، مطبوعه اشرفی دیوبند.

ترجمہ :- حضرت انسؓ نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ جب مردہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کے پاس سے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

قبرستان میں پہونچ کر سلام کرنا مسنون ہے[۱] اتنی کثیر مٹی کے اندر مدفون میت تک اس معمولی آواز کا پہنچا دینا صاحب آواز کے قابو سے باہر ہے، اس کے باوجود سماع ثابت ہے[۲] الیٰ غیر ذٰلک من الروایات.

عالم برزخ کو عالم مشاہدہ پر قیاس کر کے محض عقلی طور پر کوئی قطعی بات ثابت کرنا بھی مشکل ہے۔ **لان قیاس الغائب علی الشاهد لا یجوز کما صرح به الرازی امام المتکلمین فی مواضع لا تحصیٰ**[۳]. جن روایات سے نفی معلوم ہوتی ہے وہاں استماع کی نفی ہے نہ کہ سماع کی[۴]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

سماع موتیٰ کی مزید توضیح

سوال: - یہ بات تو واضح ہوگئی کہ مردہ میں سننے کی صلاحیت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اپنی

---

۱ والسنة زیارتها قائما والدعاء عندها قائما کما یفعل رسول الله ﷺ فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین الخ، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۱۳ ۵، فصل فی زیارة القبور، مطبوعه مصری، ترمذی شریف ص۲۰۳/۱، کتاب الجنائز، باب ما یقول الرجل اذا دخل المقابر، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند،

۲ والحق ان الموتی یسمعون فی الجملة ...... ولایمنع من ذالک کونه تحت اطباق الثریٰ الخ، روح المعانی ص۸۷/۱۲، جزء ۲۱، سورۂ روم آیت:۵۲، مطبوعه دارالفکر بیروت.

۳ التفسیرالکبیر للفخرالدین الرازی ص:۱۶۹، ج:۷، تحت سورۂ ص آیت:۷، مطبوعه دارالفکر بیروت.

۴ قال فی التفسیر المنیر: والمراد من نفی الاسماع للموتیٰ الاسماع الذی یمکن ان یعقبه اجابة وتفاعل وتفاهم فلا یعارضه ثبوت السماع من جانبهم دون ان یتمکنوا من الرد او اجابة من یکلمه کما ثبت ان المیت یسمع قرع نعالهم المشیعین له اذا انصرفوا عنه وان النبی ﷺ سلّم علی قبور اهل بدر، التفسیر المنیر ص ۳۱/۲۰، مطبوعه دارالفکر بیروت لبنان،

قدرت کے ذریعہ میت کوصوت کا ادراک کرادیں جس میں نہ میت کو دخل ہو اور نہ صاحبِ صوت کوتو اس میں کوئی استحالہ نہیں، اس کے باوجود آپ نے مردے کے لئے سماع ثابت کیا ہے اور دلیل میں مردے کا سمع قرع نعال اور زائرین کا قبرستان میں سلام ودعاءِ مغفرت کرنا پیش کیا ہے، اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں معمولی آواز کا پہنچادینا صاحب آواز کے قابو سے باہر ہے، جس کا حاصل یہ ہوا کہ مردے اسی وقت سماع کرسکتے ہیں، جب خارجی طاقت یعنی اللہ کی ذات اس کو سنانا چاہے سماع مردے کی دائمی صفت نہیں ہوئی بلکہ وقتی اور عارضی ہوئی دریافت طلب امر یہ ہے کہ زائرین کے سلام کو میت تک پہنچانا یا میت کا سماع قرع نعال مشیت ایزدی پر موقوف ہے، یا اس میں کچھ دخل مردے کو بھی ہے اور اس کا امکان اُسی وقت ہے، جب قدرت کو منظور ہو یا اس کے بغیر بھی ممکن ہے، جس پہلو کو اختیار کریں، اس کے استشہاد میں زیادہ سے زیادہ عربی عبارات پیش فرمائیں آپ جس سماع کے قائل ہیں اس کے ثبوت میں کتبِ معتبرہ کا حوالہ درج فرمائیں نیز آپ نے اسماع اور استماع مردے کیلئے منع فرمایا ہے، اس کی تردید میں بھی کشادہ دستی سے کتب معتبرہ کی عبارتیں ارقام فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بخاری شریف[1] کتاب المغازی غزوۂ بدر کے ذیل میں مذکور ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر تشریف لے گئے جس میں لاشیں تھیں: حتّٰی قَامَ عَلٰی شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ وَاَسْمَاءِ ابَائِهِمْ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ وَيَافُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ اَيَسُرُّكُمْ اَنَّكُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقّاً فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَاوَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا تَكَلَّمَ مِنْ اَجْسَادٍ لَااَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ مَا

---

[1] بخاری شریف ص: ۵۶۶، ج: ۲، کتاب المغازی، باب قتل ابو جهل حدیث: ۳۸۳۴، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ قَالَ قَتَادَةُ اَحْيَاهُمُ اللّٰهُ حَتّٰى اَسْمَعَهُمْ قَوْلَهٗ تَوْبِيْخًا وَتَصْغِيْراً وَنَقِمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا اھـ[1] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمرؓ کے قول میں جو اختلاف ہے اس کے محمل جداگانہ بھی بیان کر کے تطبیق دی گئی ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری[2] ص:۲۳۶، ج:۷، میں فرماتے ہیں: یرید ان یبین مراد عائشة رضی اللّٰہ عنها فاشار الٰی ان اطلاق النفی فی قوله انک لا تسمع الموتٰی مقید باستقرارهم فی النار وعلٰی هٰذا فلا معارضة بین انکار عائشة رضی اللّٰہ عنها واثبات ابن عمر رضی اللّٰہ عنه لکن الروایة التی بعد هذه تدل علٰی ان عائشة رضی اللّٰہ عنها کانت تنکر ذٰلک مطلقًا وَالجَوابُ عن الاٰیة انه لا یسمعهم وهم موتٰی ولکن اللّٰہ احیاهم حتّٰی سمعوا کماقال قتادة ولم ینفرد عمر رضی اللّٰہ عنه ولا ابنه بحکایة ذٰلک بل وافقهما ابوطلحة روی الطبرانی من حدیث ابن مسعود رضی اللّٰہ عنه. مثله باسناد صحیح ومن حدیث عبد اللّٰہ ابن سید ان نحوه وفیه قالوا یا رسول اللّٰہ وهل یسمعون قال یسمعون کما تسمعون ولکن لا یجیبون وفی حدیث ابن مسعود رضی اللّٰہ عنه لکنهم الیوم لا یجیبون اھـ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے قول سے رجوع فرمالیا تھا: ”ومن الغریب

---

[1] **ترجمہ**:- یہاں تک کہ آپ ایک کنویں کے کنارے پر ٹھہرے اور کفار مقتولین کو نام بنام معہ نام ان کے باپوں کے پکارنے لگے اے فلاں بیٹے فلاں کے اور اے فلاں بیٹے فلاں کے کیا تمہیں بھی اب اللہ اور رسول کی اطاعت خوش لگتی ہے، ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ کیا تھا، وہ ہم نے سچا پالیا کیا تم نے بھی اپنے رب کا وعدہ سچا پالیا، ابوطلحہ کہتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کلام فرماتے ہیں، ایسے جسموں سے جن میں روح نہیں ہے، آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، میری بات تم ان مردوں سے زیادہ سننے والے نہ ہو قتادہ کہتے ہیں اللہ نے اپنے نبی کا قول ان کو زندہ کر کے واسطے جھڑکنے اور رسوائی حسرت اور بدلہ لینے اور ندامت کے سنایا۔

[2] فتح الباری ص:۲۳۶، ج:۷. کتاب المغازی، باب قتل ابو جهل، مطبوعه بولاق مصر.

ان فی المغازی لابن اسحاق روایة یونس بن بکیر باسناد جید عن عائشة رضی اللّٰہ عنها مثل حدیث ابی طلحة وفیه ما انتم باسمع لما اقول منهم واخرجه احمد باسناد حسنٍ فان کان محفوظاً فکانها رجعت عن الانکار لما ثبت عندها من روایة ھؤلاء الصَّحَابة لکونها لم تشهد القصة[1] اھ۔" مگر جن حضرات کو ان کے رجوع سے انکار ہے وہ تعارض رفع کرتے ہیں۔

قال الاسماعیلی کان عند عائشة رضی اللّٰہ عنها من الفهم والذکاء وکثرة الروایة والغوص علٰی غوامض العلم ما لا مزید علیه لکن لا سبیل الٰی رد روایة الثقة الابنص مثله یدل علٰی نسخه اوتخصیصه او استحالته فکیف والجمع بین الذی انکرته واثبته غیرها ممکن لا ن قوله تعالٰی انک لاَ تسمع الموتٰی لاینافی قوله صلی اللّٰہ علیه وسلم انهم الآن یسمعون لان الاسماع هو ابلاغ الصَّوتِ من المسمع فی اذن السَّامع فاللّٰہ تعالٰی هوَ الذی اسمعهم بان ابلغهم صوت نبیه صلی اللّٰہ علیه وسلم بذٰلک[2] اھ. ان عبارات سے میت اور مسمع کا دخیل نہ ہونا اور سماع کا عارضی ہونا معلوم ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سماع موتیٰ کی تفصیل قرآن وحدیث کی روشنی میں

سوال:- (الف) (۱) نصوص کتاب اللہ واحادیثِ صحیحہ کے مطابق سماع موتیٰ ہر دو

---

[1] فتح الباری ص:۳۰۵، ج:۸. کتاب المغازی، قتل ابی جهل، قبیل فضل من شهد بدراً، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه.

[2] فتح الباری ص:۳۰۵، ج:۸. کتاب المغازی، قتل ابی جهل، قبیل فضل من شهد بدراً، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه.

عقیدوں میں سے کون سا عقیدہ صحیح ہے؟ اور مفتی بہ اور راجح ہے، اور کون عقیدہ غیر صحیح وغیر مفتیٰ بہ ومرجوح ہے؟

(۲) اور سماع موتیٰ اور عدم سماع موتیٰ کے بارے میں از روئے ادلّہ صحیحہ یعنی آیات قرآنیہ واحادیث نبوی علیہ وسلم حضرات ائمہ فقہاء واحناف اور مفتیان دیوبند کے نزدیک کونسا عقیدہ صحیح اور مفتیٰ بہ وراجح ہے، اور کونسا غیر مفتیٰ بہ ومرجوح ہے؟

(۳) اور آیت کریمہ **لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولو مدبرین الخ** کا صحیح مطلب اور مراد کیا ہے؟ یہاں تشبیہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وجہ تشبیہ کیا ہے؟ اور رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو اس آیت کریمہ اور اس جیسی دوسری آیات مثلاً **وما انت بمسمع من فی القبور** وغیرہ کی کیا تعلیم دی ہے؟ اور صحابہ کرامؓ اور ائمہ احناف اور علماء دیوبند نے ان آیات کریمہ کا کیا مفہوم اور مطلب سمجھا ہے؟ اور ان سب حضرات کے نزدیک سماع موتی اور عدم سماع موتی کے متعلق یہ آیات کس عقیدہ پر نص صریح ہیں؟

(۴) اور کفار مقتولین بدر کے متعلق رسول اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ **والذی نفسی محمد بیده ما انتم باسمع لما اقول منهم.** کیا یہ حدیث آیت کریمہ کے مخالف نہیں ہے اگر مخالف ہے تو پھر اس حدیث شریف کا کیا مطلب ہے؟ اور حضرت عمرؓ جو کہ موقع پر موجود تھے کیا ان کے مقابلہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تاویل شرعاً معتبر ہوسکتی ہے، جو کہ موقع پر خود موجود نہ تھیں۔ نیز قول رسول اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا اجتہاد شرعاً معتبر ہوسکتا ہے۔

(۵) مشکوۃ شریف باب زیارۃ القبور فصل ثانی حدیث حضرت عائشہ صدیقہؓ جس میں منقول ہے کہ جب تک حضرت عمر فاروقؓ روضۂ اقدس میں مدفون نہیں ہوئے تھے اس وقت تک حضرت ام المؤمنینؓ بغیر پردہ کے جایا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں **انما هو زوجی وابی.**

مگر جب حضرت عمر فاروقؓ مدفون ہوئے تو آپ باپردہ ہوکر جایا کرتی تھیں۔ اس حدیث کا کیا مطلب ہے، کیا یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تاویل کے ساتھ معارض نہیں ہے۔ اگر ہے تو پھر کون سی صحیح اور راجح ہے۔ اور حدیث پاک کا کیا مطلب ہے؟

(٦) **واخرج ابن عبدالبر بسند صحيح. عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللهﷺ ما من احد يمر بقبر اخيه المؤمن كان يعرفه فى الدنيا فسلم عليه الا يعرفه ورد عليه السلام.** کیا یہ معتبر اور قابل استناد ہے، اگر ہے تو یہ حدیث آیت کریمہ اور حضرت ام المؤمنینؓ کی حدیث کے ساتھ معارض نہیں ہے، اگر ہے تو پھر کونسی دلیل معتبر ہے؟

ب (۱) آیات قرآنی واحادیث اور ائمہ احناف کی تحقیق کی روشنی میں موت کے بعد ارواح کو پھر اس جسم میں داخل کردیا جاتا ہے، یا اس جسم سے بالکل الگ اور غیر متعلق رہتی ہیں، اگر اس جسم سے غیر متعلق رہتی ہیں تو کہاں؟

(۲) قبر کس چیز کا نام ہے؟

(۳) ثواب وعذاب قبر جو کہ اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے، از روئے نصوص قرآن واحادیث اور ائمہ احناف اس کا مصداق کون ہے، فقط ارواح یا ارواح مع اجسام؟

(٤) آیت کریمہ **وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللهِ** اور آیت کریمہ **اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا الخ.** میں احادیث صحیحہ اور مفسرین اور ائمہ احناف کے نزدیک شہداء کے لئے ثواب اور **يُعْرَضُوْنَ** کے لئے عذاب کا مصداق یہاں کون ہے، فقط ارواح یا ارواح مع اجسام عنصری؟

(۵) اگر کسی مولوی کا یہ عقیدہ ہو کہ قطع نظر خرق عادت عام قانون شرع کے مطابق مردے یعنی اموات نہیں سنتے اور نیز یہ ان کا عقیدہ ہو کہ عذاب وثواب قبر حق ہے مگر اسی گڈھے میں نہیں ہوتا بلکہ برزخ میں سجین وعلیین میں ہوتا ہے، اور یہ کہ عذاب وثواب صرف

روح پر ہوتا ہے جسم کے ساتھ قبل از حشر اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، کیا یہ مولوی صاحب اہل سنت والجماعت سے خارج اور معتزلی ہیں؟ اور کیا ان کے پیچھے نماز جمعہ ونماز جنازہ ودیگر نماز ہائے پنجگانہ جائز ہے یا ناجائز؟

(٦) اگر جائز ہو تو کیا کوئی مولوی اس مولوی کے متعلق یہ فتوی دے سکتا ہے کہ وہ معتزلی اور خارج از اہل سنت والجماعت ہے، اور اگر اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے تو اس فتوی صادر کرنے والے مولوی کے متعلق کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی مندرجہ بالا سوال کے متعلق فتوی صادر فرما کر ممنون فرمادیں اور تکلیف فرمادیں ہم مجبور ہو کر اتنا لمبا استفتاء خدمت میں پیش کر رہے ہیں معاف فرمائیں۔ خداوند قدوس آپ حضرات کو ثواب واجر دے گا۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) یہاں تین چیزیں غور طلب ہیں، اول اسماع دوم استماع سوم سماع، اسماع کی نفی صراحۃً کلام اللہ شریف میں مذکور ہے، **انک لا تسمع الموتٰی**[1] **وماانت بمسمع من فی القبور**[2]. یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبور کو بذات خود نہیں سنا پاتے، تا بدیگراں چہ رسد، استماع کا حاصل یہ ہے کہ مردے کان لگا کر خود کسی کی بات سنیں، جب روح جسم سے جدا ہو جائے تو جسم کا یہ کان نہیں سن سکتا، اسلئے کہ ادراک کرنیوالی اصل روح ہے اور قوت سامعہ اس کیلئے آلۂ ادراک ہے جب روح نے اس جسم کو اور اس میں لگے ہوئے آلات کو ترک کر دیا تو اس کیلئے یہ آلات کار آمد نہیں ہیں، جس طرح قوت باصرہ، ذائقہ، باطشہ، لامسہ وغیرہ سے روح کام نہیں لے سکتی اسی طرح استماع سے بھی قاصر وعاجز ہے، **هٰذا ظاهر لا يخفىٰ**. سماع کا حاصل یہ ہے کہ کوئی خارجی آواز اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ذریعہ سے میت کو ادراک کرادیں

---

[1] سورۂ نمل آیت: ۸۰.

[2] سورۂ الفاطر آیت: ۲۲.

جس میں نہ صاحب صوت کو دخل ہو، نہ میت کو یہ بالکل ممکن ہے حق تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں اس کے لئے شواہد کثیرہ موجود ہیں حدیث شریف میں ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھ کر سب ساتھی لوٹتے ہیں توانہ یسمع قرع نعالهم[1]. الحدیث. اس میں نہ میت کے کان لگانے اور اختیار کو دخل ہے، نہ اصحاب نعال کے اسماع اور میت تک آواز پہونچانے کو دخل ہے اس کے باوجود سماع ثابت ہے۔ قبرستان میں پہونچ کر سلام کرنا اور دیگر چند کلمات کا کہنا مسنون ہے[2]، اتنی کثیر مٹی کے اندر مدفون میت تک معمولی آواز کا پہنچا دینا صاحب آواز کے قابو سے باہر ہے اس کے باوجود سماع ثابت ہے[3]۔ الی غیر ذٰلک من الروایات.

عالم برزخ کو عالم مشاہدہ پر قیاس کر کے محض عقلی طور پر کوئی قطعی بات ثابت کرنا بھی مشکل ہے، لان قیاس الغائب علی الشاهد لا یجوز صرح به الامام الرازی فی موضع لا تحصی[4]. جن روایات سے نفی معلوم ہوتی ہے، وہاں اسماع کی نفی ہے یا استماع کی

---

[1] عن انس عن النبی علیہ السلام قَالَ اِذَا وُضِعَ الْعَبْدُ فِی قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ انه لیسمع قَرْعَ نِعَالِهِمْ (ابوداؤد شریف ص: ۲/۴۶۰، کتاب الجنائز، باب المشی بین القبور فی النعل. مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، بخاری شریف ص: ۱/۲۷۸، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، مطبوعه اشرفی دیوبند.

[2] عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ علیہ السلام بِقُبُوْرِ الْمَدِیْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَیْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ. ترمذی شریف ص: ۱/۳۰۳، کتاب الجنائز، باب مایقول اذا دخل المقابر. مطبوعه مکتبه بلال دیوبند، طحطاوی علی المراقی ص: ۵۱۳، فصل فی زیارة القبور، مطبوعه مصری.

[3] والحق ان الموتی یسمعون فی الجملة ...... ولا یمنعون من ذالک کونه تحت اطباق الثریٰ الخ (روح المعانی ص: ۱۲/۸۷، جزء: ۲۱، سورۂ روم آیت: ۵۲، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[4] تفسیر کبیر ص: ۱۶۹//۷، تحت سورۂ ص آیت: ۷، مطبوعه دارالفکر بیروت.

نہ کہ سماع کی[۱]، اس تقریر پر روایات کا محمل متعین ہوکر کوئی تعارض باقی نہیں رہتا، نہ طرفین کی پیش کردہ آیات وروایات کی تفسیر وتشریح کی حاجت رہتی ہے، یہ بحث تحت الفتوی داخل بھی نہیں کہ مفتیٰ بہ قول نقل کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ کے درمیان اگر اختلاف ہوتو ہماری اتنی حیثیت نہیں کہ محاکمہ کرنا شروع کردیں، ان حضرات کا منصب اس سے بلند ہے۔

ب (۱) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شیخ عبدالوہاب شعرانی، حافظ عبدالسلام، علامہ ابن قیم، علامہ سیوطی، شاہ ولی اللہ، قاضی ثناء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر نے بہت تفصیل سے کلام کیا ہے، جسم میت کو قبر میں رکھنے کے بعد روح کا اس میں داخل کیا جانا اور پھر سوال وجواب کا ہونا احادیث کثیرہ سے ثابت ہے[۲]، مگر وہ روح اس جسم میں اسطرح نہیں رہتی جس طرح دنیا میں رہتی تھی البتہ اس جسم سے ایک قسم کا تعلق رہتا ہے، بہرحال روح برزخ میں رہتی ہے۔[۳]

(۲) قبر سے مراد برزخ ہے[۴]۔

---

[۱] والمراد من نفی الاسماع للموتی الاسماع الذی یمکن ان یعقبه اجابة وتفاعل وتفاهم فلا یعارضه ثبوت السماع من جانبهم دون ان یتمکنوا من الرد الخ، تفسیر منیر ص: ۲۰/۳۱، مطبوعه دارالفکر بیروت لبنان.

[۲] فی حدیث براء بن عازب فتعاد روحه فی جسده فیأتیه ملکان فیجلسانه فیقولان له. من ربک الحدیث (مسند احمد ص: ۵/۳۶۴، داراحیاء التراث العربی بیروت. بخاری شریف ص: ۱/۱۷۸، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، مطبوعه اشرفی دیوبند. مشکوة شریف ص: ۲۴، باب اثبات عذاب القبر، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۳] وان لها شأنا غیر شأن البدن وانها مع کونها فی الجنة فهی فی السماء وتتصل بفناء القبر وبالبدن فیه الخ. (کتاب الروح ص: ۱۵۲، این مستقر الارواح الخ، مطبوعه پاکستان. شرح الصدور ص: ۲۳۹، باب مقر الارواح، مطبوعه دارالمعرفة بیروت. شرح فقه اکبر ص: ۱۲۱، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[۴] وما ینبغی ان یعلم ان عذاب القبر هو عذاب البرزخ الخ (کتاب الروح ص: ۷۸، المسئلة السادسة، مطبوعه پاکستان.

(۳،٤) اصل وہ عذاب وثواب روح کو ہوتا ہے اور جسم سے بھی اسکا تعلق رہتا ہے[۱]۔

(٥،٦) اس گڈھے سے بھی فی الجملہ تعلق رہتا ہے اور پورا عذاب ثواب اس گڈھے میں عموماً ہوتا نہیں، روح کا جسم سے وہ تعلق بھی نہیں رہتا جو کہ دنیا میں تھا[۲] ان مولوی صاحب کی ان مجمل باتوں کی وجہ سے ان کو معتزلی کہہ کر ان کے پیچھے نماز نہ ہونے کا فتوی نہیں دیا جائیگا جب تک صراحۃً گمراہی کی تحقیق نہ ہوجائے، اور دو مولویوں میں جب اختلاف ہو وہ کسی کو ثالث قرار دے کر فیصلہ کرانا چاہیں تو وہ خود اپنے اپنے دلائل قلم بند کر کے پیش کریں، دوسرے آدمیوں سے ان کی ترجمانی کر کے فیصلہ نہیں کرانا چاہیئے، خاص کر جب ترجمانی ہی نا تمام ومجمل یعنی گول مول ہو، اس طرح فیصلہ نہیں ہوسکتا، فیصلہ کرنے والے کو ایسی گول مول باتوں سے کوئی شرح صدر نہیں ہوتا، جس سے صاف فیصلہ ہو سکے، علاوہ ازیں ایسے مسائل میں الجھنے کی ضرورت کیا ہے، ان پر کون سا کام اٹکا ہوا ہے، اگر علمی تحقیق مقصود ہو تو اس کے لئے درسگاہ کافی ہے عوام کو پریشان نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۸۸ھ

---

[۱] واعلم ان اهل الحق اتفقو على ان الله تعالىٰ يخلق فى الميت نوع حياة فى القبر قدر ما يتألم او يتلذذ (شرح فقه اكبر ص: ۱۲۲) اختلفوا فى انه هل يعاد الروح اليه (شرح فقه اكبر ص: ۱۰۰، مبحث عذاب القبر، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[۲] والرابع تعلقها به فى البرزخ فانها وان فارقته وتجردت عنه فانها لم تفارقها فراقاً كلياً بحيث لا يبقى لها اليه التفات البتة الخ (شرح فقه اكبر ص: ۱۵۴، تعلق الروح بالبدن على خمسة انواع، مطبوعه رحيميه ديوبند. كتاب الروح ص: ۲۰، هل الروح تعاد الى الميت فى قبره الخ، مطبوعه پاكستان.

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Badfali & Nek Fali

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نہم

﴿بدفالی اور نیک فالی﴾

بدشگونی

سوال:۔گھر والوں کو تاریخ یا دن کا شک ہو تو اس کو بدشگونی سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ چلا جائے یا صحیح طریقہ پر، تاکہ خدانخواستہ کچھ ہوگیا تو ان کا شک قوی ہو جائے گا، اور یہ ایمان کے خلاف ہوگا، کیونکہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ بدشگونی اور بیماری کا لگنا کوئی چیز نہیں، تو دوسری حدیث کا مفہوم ہے کہ جذامی سے ایسا دور رہو جیسے کہ شیر سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی دن یا تاریخ کو منحوس سمجھیں تو اصلاح لازم ہے[1] جذامی سے احتیاط کا حکم اس لئے بھی ہے کہ اس کے ظاہری اسباب کی وجہ سے اگر کسی کو جذام ہوگیا تو وہ جذام کو بالذات

[1] نحوست ایام بولادت رحمت عالمیان علیہ و علی الہ الصلوٰۃ والتسلیمات زائل گشتہ است. (مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر: ۲۵۶، ص ۴۲۴، ج ۱، طبع استنبول)

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Badfali & Nek Fali

متعدی نہ سمجھنے لگے جس سے بچنا مقصود ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۳/۹۱ھ

چند بے اصل بدفالیاں

سوال:۔ بہت سے مسلمان لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں مکان میں دروازہ نہیں لگایا جاتا، دروازہ لگانے سے جان و مال کا خطرہ ہوجاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ چوکی نہیں بنتی ہے، کوئی کہتا ہے کہ اچار نہیں رکھا جاتا ہے، اگر رکھا جاتا ہے تو ہم کو نقصان ہوجاتا ہے، اس کے علاوہ لوگ یہ بھی رواج رکھتے ہیں کہ بعد مغرب کسی کو چونا مانگنے پر بھی نہیں دیتے ہیں، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جملہ امور شرعاً بے اصل اور لغو ہیں ایسا عقیدہ درست نہیں اسکو ترک کرنا لازم ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/شوال ۶۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/شوال ۶۷ھ

---

[۱] الامر بالفرار من المجذوم مع صحة نفی العدویٰ والمراد بذلک حسم المادة وسد الذريعة لئلا يوافق شئی من ذلک القدر فيعتقد من وقع له ان ذلک من العدویٰ اومن الطيرة فيقع فی اعتقاد مانهی عن اعتقاده فاشير الی اجتناب مثل ذلک . (فتح الباری ، ص ۱۵۱/ج۶/ کتاب الجهاد، طبع بيروت) مرقاة ص ۴۰۵/ج۳/ کتاب النکاح. مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

[۲] قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لا عدویٰ ولا هامة ولا صفر الخ، مشکوة شريف ص ۳۹۱، باب الفال والطيرة. مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

جھاؤ کا استعمال کرنا

سوال: ۔عوام میں مشہور ہے کہ درخت جھاؤ کو مسلمان اپنے استعمال میں لانا بہت برا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو اس درخت سے آگ شروع ہوئی اور اسی درخت نے آگ پکڑی تھی، آیا یہ کسی کتاب سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جھاؤ کے متعلق ایسا خیال اور عقیدہ بے اصل ہے، حضرت تھانویؒ نے ''اغلاط العوام'' میں ص ۵/ میں اس کی تردید فرمائی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

درخت کے پاس بیٹھنے سے شفاء

سوال: ۔یہاں پر ایک مہوا کا درخت ہے بہت سے مریض اس کے پاس جا کر درود شریف پڑھتے ہیں، اس پڑھنے والے پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے، جو مریض اچھا ہونے والا ہے درخت کی طرف سرکنے لگتا ہے اور جو مریض اچھا ہونے والا نہیں ہے، وہ بیٹھا رہتا ہے ، بہت سوں نے اس کا تجربہ کیا ہے، تو اس درخت کے پاس جانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص عرصہ سے بیمار ہے، تو اس درخت کے پاس جا سکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] مشہور ہے کہ جھاؤ کی لکڑی کا استعمال درست نہیں، سو یہ بھی محض غلط بات ہے۔(اغلاط العوام مکمل متفرق اغلاط ص ۲۱۹/ شمس پبلشرز دیوبند)

الجواب حامداً ومصلیاً

درود شریف کی ترغیب وفضیلت قرآن کریم[۱] اور حدیث شریف سے ثابت ہے[۲]۔ زیادہ سے زیادہ پڑھا جائے، مکان پر بھی مسجد میں بھی حتی کہ چلتے پھرتے بھی، مگر اس مخصوص درخت کے پاس جا کر بیٹھنا نہ دلائل شرعیہ سے ثابت ہے نہ یہ کوئی حکمت اور طب کا مسئلہ ہے بلکہ وہاں جا کر بیٹھنے سے لوگ اعتقاد کریں گے کہ اس درخت کو بھی کوئی دخل ہے، یہ درخت واجب التعظیم والتکریم ہے، پھر اس پر چڑھاوے شروع ہو جائیں گے، اس کی پوجا ہونے لگے گی، اس سے عقائد فاسد ہو کر دین تباہ وبرباد ہو جائیگا، اس لئے وہاں ہرگز نہ جائیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۴/۹ھ

وبا کی بستی سے نکلنا

سوال:۔ایک گاؤں میں طاعون کا سلسلہ جاری ہے اس گاؤں میں سے نکلنا مشروع یا نامشروع، کیونکہ آدھے آدمی نکل گئے آدھے بستی میں ہیں؟

(۲) اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے چلا گیا کھیت میں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ایسی بستی سے اس خیال سے باہر نکلنا کہ اگر یہاں رہیں گے تو طاعون میں مبتلا

۱؎ ان اللہ وملائکته یصلون علی النبی یایها الذین آمنو صلو علیه وسلموا تسلیما، سورۂ احزاب آیت: ۵۶.

۲؎ دیکھئے مشکوٰۃ شریف ۱/۸۶، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیه وسلم، ورساله فضائل درود شریف مولفۂ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ وغیرہ رسائل.

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Badfali & Nek Fali

ہوں گے اگر دوسری جگہ چلے جائیں گے، تو بچ جائیں گے، ناجائز اور گناہ ہے فقہ اور حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے[۱] (کذا فی الاشباہ)[۲]

(۲) اس کا جواب بھی نمبر (۱) میں آ گیا۔ فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۲/۶۳ھ

مجذوم اور ابرص کے ساتھ اختلاط

سوال: ۔ زید مرض جذام میں مبتلا ہے عرصہ ۸/۱۰ سال سے اور عمر برص کے مرض میں ۲۵ سال سے زید کی ظاہری حالت چہرہ پر ورم اور بدن میں کچھ زخم ہو جاتے ہیں، اور عمر کا جسم

---

[۱] واذاخرج من بلدة بها الطاعون فان علم ان كل شئى بقدر الله تعالىٰ فلابأس بان يخرج ويدخل وان كان عنده انه لوخرج نجاولو دخل ابتلى به كرِهَ له ذلك فلايدخل ولايخرج صيانة لاعتقاده وعليه حمل النهى فى الحديث الشريف، مجمع الفتاوىٰ. (درمختار مع الشامى كراچى ص۷۵۷/ج۶/ مسائل شتى)

وفى حديث سعد عن اسامةؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال اذا سمعتم بالطاعون بارض فلاتدخلوها واذا وقع بارض وانتم بها فلاتخرجوا منها (بخارى ص۸۵۳/ ج۲، كتاب الطب، باب مايذكر فى الطاعون، مسلم ص۲۲۸/ج۲/ كتاب السلام، باب الطاعون والطيرة الخ، مطبوعه بلال ديوبند، مشكوٰة ص۱۳۵/ ج۱/عيادة المريض. الفصل الاول.

ترجمہ :- حضرت اسامہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کسی زمین میں طاعون کو سنو وہاں داخل مت ہو اور جب طاعون اس زمین میں واقع ہو جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔

[۲] راجع الاشباه ،ص۵۸۵/الفن الثالث قيل الفرار ممالا يطاق من سنن المرسلين انتهى ويفيد جواز الفرارمن الطاعون اذانزل ببلدة والحديث فى الصحيحين بخلافه الاشباه ص۳۸۵.

سفید ہوگیا ہے، کچھ سیاہی کے داغ ہیں لہٰذا تعلقات کھانے پینے میں، زید وعمر کے ساتھ کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عن جابرؓ ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم اخذ بید مجذوم فوضعھا معہ فی القصعۃ وقال کل ثقۃ باللّٰہ وتوکلاً علیہ[۱] (رواہ ابن ماجۃ عن عمر وبن الشرید عن ابیہ قال کان فی وفد ثقیف رجل مجذوم فارسل الیہ النبی ﷺ انا قدبایعناک فارجع. رواہ مسلم[۲]

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لاعدوی ولاطیرۃ ولاھامۃ ولاصفر وفرمن المجذوم کماتفرمن الاسد.[۳] رواہ البخاری، (مشکوٰۃ ص ۳۹۱/۳۹۲)

روایات قولیہ،فعلیہ سے دونوں باتیں ثابت ہیں، اختلاط بھی اور احتیاط بھی لہٰذا اگر عقیدہ خراب ہونیکا اندیشہ ہوکہ فلاں شخص کیساتھ کھانے پینے سے ضرور بیماری لگ جائیگی، تو احتیاط کرنا مناسب ہے اور اگر اللہ پر پورا بھروسہ ہوکہ بیماری وغیرہ جو کچھ ہے سب اللہ کے حکم سے ہے، بغیر اسکے حکم کے کچھ نہیں ہوسکتا تو تعلقات رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں، یہ عقیدہ رکھنا کہ بیماری ضرور لگ ہی جاتی ہے، اگرچہ خدا کا حکم نہ ہو بہت برا اور ناجائز ہے البتہ بیماری جس طرح کہ دوسرے اسباب سے ہوتی ہے اور کبھی باوجود اسباب کے نہیں ہوتی اسی طرح

---

۱ حضرت نبی اکرم ﷺ نے مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالہ میں رکھدیا اور فرمایا اللہ پر بھروسہ کرکے کھاؤ۔

۲ وفد ثقیف میں ایک مجذوم شخص تھا نبی اکرم ﷺ نے اس کو کہلا بھیجا ہم نے تجھ کو بیعت کرلیا واپس ہوجا۔

۳ مشکوۃ شریف ص ۳۹۱، ۳۹۲، باب الفال والطیرۃ. حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہ بیماری کا لگنا ہے نہ بدشگونی نہ اُلّو منحوس ہے، نہ ماہ صفر اور مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

ساتھ کھانے پینے سے کبھی ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی یہ عقیدہ صحیح اور درست ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

چیچک والے کیلئے چند مخصوص چیزیں

سوال:۔ مرض چیچک میں مریض کے گلے میں چھاؤ کی وجہ سے سونا باندھنا اور گھر والوں کو اس زمانہ میں کپڑے نہ بدلنے دینا یا کپڑے بدل کر مریض کے گھر میں نہ جانا، یا باہر سے آئے ہوئے کو فوراً مریض کے پاس نہ جانے دینا اور گوشت نہ پکانا وغیرہ یہ سب امور شرعی نقطۂ نظر سے کیسے ہیں؟ نیز جملہ مذکورہ باتوں میں سے باوجود جاننے کے اگر کوئی کسی ایک کا بھی عامل ہو اس پر کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تجربہ کار طبیب بتلائے کہ ایسے مریض کو گوشت کی بو یا دھلے ہوئے کپڑے (ماوے وغیرہ) کی بو مضر ہے تو اس سے بنا بر پرہیز علاجاً احتیاط کرنے میں مضائقہ نہیں[۲]، اور اس عقیدہ کے ماتحت ان چیزوں سے بچنا کہ چیچک ماتا جی ہے اور ان چیزوں سے ناراض ہوتی ہے، جیسا کہ اسی عقیدہ سے ہندو اسکی بہت خاطر مدارات کرتے ہیں، اور پوجتے ہیں ناجائز اور منع ہے یہ

---

[۱] وانما اراد بذلک نفی ماکان یعتقدہ اصحاب الطبیعة فانهم کانوا یرون العلل المودیة موثرة لامحالة فاعلمهم بقوله هذا ان لیس الامر علی مایتوهمون بل هومتعلق بالمشیئة ان شاء کان وان لم یشأ لم یکن (مرقاة ص ۴/۵۱۹، باب الفال والطیرة، مطبوعه اصح المطابع بمبئی)

[۲] ولهذا یأمر الاطباء بترک مخالطة المجذوم لا علی طریق العدوی بل علی طریق التأثر بالرائحة لانها تسقم من واظب اشتمامها (تکمله فتح الملهم ص ۴/۳۷۱، کتاب الطب، باب لا عدوی الخ)

اہل اسلام کا عقیدہ نہیں خلاف شرع امور سے اجتناب لازم ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح:۔ عبداللطیف ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۵۸ھ

کیا عورت، گھر، گھوڑے میں نحوست ہے؟

سوال:۔ حدیثوں میں ہیکہ اگر نحوست ہوتی تو عورت، گھر، گھوڑے میں وہ کس طرح؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فتح الباری شرح بخاری، ص ۴۶/ ج ۶[۲] میں اس حدیث کی بہت طویل تقریر کی ہے اسی طرح ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب النکاح میں بہت سے مطلب بیان کئے ہیں[۳]۔

---

[۱] بعض عورتیں چیچک کو کوئی آسیب، بھوت، کا اثر سمجھتی ہیں اور اس وجہ سے اس گھر میں بہت سے بکھیڑے کرتی ہیں یہ سب واہیات خیال ہیں ان سے توبہ کرنی چاہیے۔ (اغلاط العوام ص ۱۸/ وراجع ص ۲۷/ ضمیمہ جدیدہ، مطبوعہ شمس دیوبند)

[۲] فتح الباری ص ۶/۴۶، مکتبہ یوسفی باب مایذکر من شوم الفرس، کتاب الجهاد، قال ابن العربی معناه انه کان خلق الله الشوم فی شئ مماجری من بعض العادة فانما یخلقه فی هذه الاشیاء وقیل ان شوم الدار ضیقها وسوء جوارها وقیل المعنی ماجاء باسناد ضعیف رواه الدمیاطی فی الخیل "اذا کان الفرس ضروباً فهو مشئوم وقیل کان قوله ذلک فی اول الامر ثم نسخ وقیل یحمل الشوم علی قلة الموافقة وسوء الطباع (فتح الباری ملخصاً ص ۱۵۰/۶، حدیث ۲۸۵۹، دارالفکر بیروت)

[۳] الشوم فی (المرأة) بان لم تلد وقیل غلاء مهرها وسوء خلقها (والدار) بضیقها وسوء جیرانها (والفرس) بان لایغزی علیهاوقیل صعوبتها وسوء خلقها وقیل هذا ارشاد منه صلی الله علیه وسلم لامته قال الطیبی رحمه الله ومن ثمة جعلها صلی الله علیه وسلم من باب الطیرة علی سبیل الفرض وقال الخطابی هذه الاشیاء الثلاثة لیس لها بانفسها وطباعها فعل وتاثیر وانما ذلک کله بمشیئة الله وقضائه. (مرقاة ص ۴۰۵-۴۰۶/ ج۳، مطبوعه اصح المطابع مبمئی)

آپ کی فہم کے اعتبار سے میرے خیال میں سب سے زیادہ اچھا وہ مطلب ہے جس کو حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات، ج ا ر ص ۲۵۷ ر میں تحریر فرمایا ہے[1]۔ اور وہ یہ ہے:۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ان تینوں چیزوں میں نحوست کے اثرات تھے اور لوگوں کو نقصانات بھی پہنچتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تو وہ نحوست کے اثرات بھی آپ کی برکت سے ان اشیاء میں سے اٹھا لئے گئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

منگل بدھ کو حجامت بنوانا

سوال:۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حجامت یا ناخن منگل، بدھ کے دن نہ بنوائے جائیں، آقائے نامدار ﷺ نے ان دنوں (منگل، بدھ) میں حجامت بنوانے سے روکا ہے، انہوں نے سیرت حلبیہ جز نمبر ۱۷ ر کا حوالہ دیا ہے، اس بارے میں آنحضرت ﷺ نے صحیح کیا فرمایا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان مولوی صاحب سے سیرت حلبیہ جز نمبر ۱۷ ر کی عبارت نقل کرا کے بھیجیں[2]۔ حضرت مجددالفِ ثانی نے لکھا ہے کہ اس امت میں کوئی دن منحوس نہیں، نحوست اٹھالی گئی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳ ر ۴ ر ۹۶ھ

---

[1] نحوست ایام بولادت رحمت عالمیان علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات زائل گشتہ۔ (مکتوب امام ربانی مکتوب نمبر ۲۵۶ ر ص ۴۲۴ ر ج ا ر استنبول)

[2] **تنبیہ**:۔ حجامت عربی میں پچھنے لگوانے کو کہتے ہیں، بال اور ناخن بنوانے کو نہیں کہتے، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

توکلاً بد پرہیزی کرنا

سوال: ۔زید کو پورا یقین ہے کہ کسی چیز میں یہ قدرت نہیں کہ نفع یا نقصان پہنچا سکے کسی مرض کی حالت میں اسکا اطباء کے کہنے پر نقصان دہ چیزوں سے اپنے یقین کیوجہ سے پرہیز نہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی چیز میں یہ تو براہِ راست قدرت نہیں کہ وہ نفع یا نقصان پہنچا سکے کیونکہ نافع اور ضار صرف ذات حق تعالیٰ ہے، لیکن یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ اللہ پاک نے اپنی مخلوقات میں تاثیرات رکھی ہیں، آگ، پانی، ہوا کی تاثیرات سب جانتے ہیں، سانپ بچھو کے زہر کا بھی انکار نہیں کیا جاتا، کھانے پینے کے اثرات سب ہی جانتے ہیں، ریل کی پٹڑی پر گردن رکھنے کا نتیجہ بھی ظاہر ہے، دوا کی تاثیرات حدیث شریف سے ثابت ہے[۱]۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ان الاول (الحجامة) استفراغ خلط الدم اذاهاج (مرقاة، ص ۴۹۴/ ج۴، كتاب الطب والرقى، الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع بمبئى) والحجم المص يقال للحاجم حجام لامتصاصه فم المحجمة (لسان العرب ص۱۱۷/ ج۱۲، مطبوعه دارصادر بيروت) واجتنبوا الحجامة يوم الاربعاء مشكوٰة ص ۳۹۱/ وراجع ۳۸۹. كتاب الطب والرقى.

نحوست ایام بولادت رحمت عالمیان علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات زائل گشتہ است (مکتوب امام ربانی مکتوب نمبر: ۲۵۶/ ص: ۴۴۲/ ج۱/ استنبول.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] عن اسامة بن شريك قال قالوا يارسول الله افنتداوى قال نعم ياعباد الله تداووا فان الله لم يضع داءً الا وضع له شفاء غير داء واحدٍ الهرم رواه احمد والترمذى وابوداؤد (مشكوٰة ص۳۸۸، كتاب الطب والرقى، الفصل الثانى)

(حدیث کا ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

پرہیز کی تاکید آئی ہے[۱] لیکن ہر شئی کی مخصوص تاثیر کا علم ہونا ہر ایک کے لئے لازم نہیں، اطباء کا تجویز کردہ پرہیز کبھی پختگی کے ساتھ ہوتا ہے، کبھی محض احتیاط اور اعلیٰ درجہ میں ہوتا ہے اس لئے نہ ہر پرہیز کی پابندی کو شرعاً ضروری قرار دیا جاسکتا ہے، نہ ہر بدپرہیزی کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند ۶/۱/۸۶ھ

جواب صحیح ہے سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱/۸۶ھ

روزآنہ ایک پیسہ رات کو امانت رکھ کر صبح کو واپس لینا

سوال:۔ زید ایک محلّہ میں رہتا تھا بکر نے اسی محلّہ میں دوکان پرچون کی کر رکھی تھی، زید اکثر بکر کی دوکان سے ضروریات کی اشیاء خریدتا ہے ایک روز زید نے بکر کی دوکان سے کچھ سودا ایک پیسہ کا خریدا سودا لیکر یہ کہدیا کہ پیسہ صبح دیدونگا زید جب نماز فجر پڑھ چکا اس وقت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ**:- اسامہ بن شریک کہتے ہیں صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا بیماری میں ہم علاج کریں آپؐ نے فرمایا ہاں خدا کے بندو علاج کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کے لئے شفا بھی رکھی ہے مگر ایک بیماری کا علاج نہیں پیدا کیا اور وہ بیماری بڑھاپا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] فی حدیث ام المنذر جعل رسول اللّٰہ ا یاکل وعلی معہ یاکل فقال رسول اللّٰہ مہ یاعلی فانک ناقہ (مشکوٰۃ ص ۳۶۲/ ج ۲/ کتاب الاطعمۃ، الفصل الثانی، وابوداؤد ص ۵۳۹/ باب فی الحمیۃ. فی الحدیث انہ ینبغی الحمیۃ للمرض (مرقاۃ ص ۳۸۱/ ج ۴/ مطبوعہ اصح المطابع بمبئی، الحمیۃ رأس الدواء رواہ ابن عدی فی الکامل وابو نعیم فی الطب النبوی اھ (اتحاف السادۃ المتقین ص ۴۰۰/ ۷، بیان آفات الشبع وفوائد الجوع، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

ترجمہ:- اُم منذر رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کھانا تناول فرمارہے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ کھانے لگے، حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا علی رضی اللہ عنہ تم مت کھاؤ اسلئے کہ تم بیمار ہو۔

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Badfali & Nek Fali

بکر کو وہ پیسہ حسب وعدہ دیدیا پھر شام کو بکر نے کہا بھائی زید ایک پیسہ میرا امانت رکھو، جب صبح نماز پڑھ چکو مجھ کو دیدینا زید نے ایسا ہی کیا، پھر بکر روز ایسا کرنے لگا شام کو ایک پیسہ دیدیتا اور صبح کو لے لیتا، زید کے دل میں خیال ہوا کہ شاید بکر کچھ شگون کرتا ہو زید نے پھر اس سے دریافت کیا لیکن اس نے دل کا مدعا ظاہر نہ کیا اسلئے یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے، کہ اس طرح کرنے سے شرعاً گنہگار تو نہ ہوگا اگر گناہ زید پر لازم آیا تو وہ ایسا کرنا چھوڑ دیگا

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قرائن قویہ سے معلوم ہو جائے کہ بکر کوئی شگون کرتا ہے تو زید کو ہرگز اس کا کہنا نہیں ماننا چاہئے، بلکہ انکار کر دینا چاہئے کیونکہ اس میں اعانت علی المعصیت ہے ''تعاونوا علیٰ البر والتقویٰ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان''[1]

اگر کسی طرح بکر کی نیت کا علم نہ ہو تو تب بھی چونکہ احتمال شگون ضرور ہے بلکہ غالب ہے لہٰذا احتراز کرنا چاہئے۔ لقولہ علیہ السلام ''دع مایریبک الیٰ مالایریبک[2]''

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۲/۵۲ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/ذیقعدہ ۵۲ھ

---

[1] سورۃ المائدۃ الآیۃ: ۲ (ترجمہ) نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔ (بیان القرآن)

[2] عن الحسن بن علی قال حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم دع. الخ، (راجع مظاہر حق ص ۱۱/ج۳، مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۲/ج ۱، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی)

ترجمہ:- اس چیز کو چھوڑ دو جو تم کو شک میں ڈالے اور اس چیز کو اختیار کرو جو تم کو شک میں نہ ڈالے۔

کیا رات کو قرض دینا منحوس ہے

سوال: ۔رات میں قرض نہ دینا منحوس سمجھتے ہوئے شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

رات میں قرض دینے کو منحوس سمجھنا جہّال کا عقیدہ ہے[۱]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح :سعید احمد غفرلہٗ

صحیح :عبد اللطیف ۲۶ ؍ جمادی الثانی ۵۶ھ

قطب تارہ کی طرف پیر پھیلانا

سوال: ۔یوں کہتے ہیں کہ شمال کی جانب ایک نور بنتا تھا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرا نور تھا،لہٰذا عوام الناس قطب ستارے کی طرف پاؤں پھیلانے کو بہت برا تصور کرتے ہیں اور اس کا احترام قبلہ سے بھی زیادہ کرتے ہیں،تشریح فرمائیں،کیا حقیقت ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

یہ قول اور یہ عمل اور یہ عقیدہ مستند نہیں[۲]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدویٰ ولاطیرة ولا ھامة ولاصفر الخ، مشکوة شریف ص ۳۹۱، باب الفال والطیرة، مطبوعه دیوبند.

۲ ملاحظه ھو اغلاط العوام ص ۱۶ ، مطبوعه زمزم پبلشر دیوبند،

چاند جب عقرب میں ہو تو کام شروع کیا جائے یا نہیں؟

سوال:- میں بزرگوں سے سنا ہے کہ قمر در عقرب کو یا ۱۸/۱۹/۱۳ تاریخ کو یا نماز جمعہ سے پہلے کوئی بھی نیا کام یا کاروبار شروع نہ کرنا چاہئے۔ مذہبی طور پر ایسی کوئی ممانعت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

شرعاً بے اصل ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱۲/۲۵ھ

گرہن کے وقت کھانا

سوال:-عوام میں مشہور ہے کہ چاند یا سورج گرہن میں جب تک گرہن رہے اس وقت تک کچھ کھانا نہیں چاہئے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

عوام میں غلط مشہور ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ملاحظہ ہو اغلاط العوام ص ۲۶، مطبوعہ شمس پبلشرز دیوبند، من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد، مشكوة شريف ص ۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۲]...... اغلاط العوام ص ۱۸۹

سفید پیر والی بھینس منحوس نہیں

سوال: - اگر کوئی بھینس سیاہ ہوتی ہے اور اس کے پیر سفید ہوں تو اس کو منحوس جانا جاتا ہے یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ بے اصل اور غلط ہے[۱] واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا لڑکے والا افضل ہے لڑکی والے سے؟

سوال: - کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ لڑکے والے کا درجہ اعلیٰ ہے۔ اور لڑکی والے کا درجہ لڑکے والوں سے کم ہے۔ کیا شرعاً بھی درجہ میں تفاوت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ان باتوں کی وجہ سے شرعاً درجہ نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ یہ درجہ کا فرق عوام کا تجویز کردہ ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۱۶ھ

۱...... اغلاط العوام ص ۳۱

۲ قال اللہ تعالیٰ "یهب لمن یشاء اناثا و یهب لمن یشاء الذکور (سورۂ شوری آیت: ۴۹) فعل لمحض مشیئته سبحانه لا مدخل لمشیئة العبد فیه فلذا قدمت الاناث وأخرت الذکور کانه قیل یخلق ما یشاء یهب لمن یشاء من الاناثی ما لایهواه ویهب لمن یشاء منهم ما یهواه فقد کانت العرب تعد الاناث بلاء، روح المعانی ص ۱۴/۸۲، سورة الشوریٰ رقم الآیت: ۴۹، مطبوعه درالفکر بیروت.

دائی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا

سوال:- ہمارے یہاں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بچہ کی ناف کاٹنے والی دائی یا ڈاکٹرنی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا پینا حرام ہے۔ حکمِ شریعت سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ خیال غلط[1] ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خطبہ کے وقت سامعین کا ہاتھ باندھنا، کھولنا

سوال:- جمعہ کے دن مقتدیوں کا خطبہ کے وقت بیٹھے ہوئے تشہد کی ہیئت بنانا اور ہاتھ باندھے رہنا دوسرے خطبہ کے وقت ہاتھوں کو کھول کر گھٹنوں پر رکھنا۔ ایسا کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ طریقہ ثابت نہیں ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۲/۴/۶ ۱۴۰۶ھ

۱...... اس لئے کہ نجاست ان کے ہاتھوں میں ہمہ وقت لگی ہوئی نہیں رہتی ہے لہذا جب ہاتھ کو صاف ستھرا کر کے پکائیں تو پھر کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ حائضہ اور نفساء کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا جائز ہے۔ ولا یکرہ طبخھا ولا استعمال مامستہ من عجین اوماء اونحوھما الخ شامی زکریا ص ۴۸۶ ج ۱ کتاب الطھارۃ، باب الحیض

۲...... اغلاط العوام ص ۷۳ جمعہ و عیدین اور خطبہ کی اغلاط،

مغرب کی اذان کے وقت پانی پینا ممنوع نہیں

سوال:- ہماری مسجد کے امام صاحب کہتے ہیں کہ مغرب کی اذان کے وقت پانی وغیرہ نہ پینا چاہئے یہ کہاں تک صحیح ہے دوسرے لوگ بھی تائید کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

شرعاً اس وقت پانی پینے کی ممانعت نہیں اغلاط العوام میں بعض مسائل مشہور ہیں یہ بھی ان میں سے ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

رات میں جھاڑو دینا، منہ سے چراغ گل کرنا، دوسروں کا کنگھا استعمال کرنا

سوال:- اغلاط العوام ص ۱۸ پر ایک مسئلہ ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے کو یا منہ سے چراغ گل کرنے کو یا دوسرے کا کنگھا کرنے کو اگرچہ باجازت ہو برا سمجھتے ہیں اس کی بھی کوئی اصل نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر رات میں جھاڑو دیجائے تو درست ہے لیکن احقر نے شیخ فریدالدین عطار کی کتاب ''پند نامہ'' ہے اس کا مطالعہ کیا تو اس کے ص ۴۳ پر یہ مصرع دیکھا: شب مزن جاروب ہرگز خانہ در۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات میں جھاڑو نہ دینی چاہئے کہ احقر کو ان دونوں کا علم نہیں ہے کہ منع کس حیثیت سے ہے اور اجازت کس حیثیت سے ہے بایں وجہ ان دونوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے لہذا دفع تعارض کیا ہوگا؟

۱...... اغلاط العوام ص ۱۸۹، کھانے پینے کے اغلاط، مطبوعہ زمزم پبلشرز دیوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً!

پند نامہ فقہ کی کتاب نہیں نہ فقہی حیثیت سے اس میں ممانعت مذکور ہے بلکہ بتانا یہ مقصود ہے کہ مکان صاف کرنے اور جھاڑو دینے کا وقت عرفاً دن ہے رات نہیں ہر کام اپنے وقت پر کرنا چاہئے مگر یہ تعیین فقہی تعیین نہیں کہ اس کے خلاف کرنے سے آدمی گنہ گار ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چراغ پھونک مار کر بجھانا

سوال:- چراغ پھونک مار کر بجھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس طرح بھی درست ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۳/۲۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۳/۲۶ھ

---

[1] ......حدیث شریف میں بجھانے کا ذکر مطلق آیا ہے، عن جابرؓ قال قال رسول الله ﷺ اطفئوا المصابیح عند الرقاد فان الفویسقة ربما اجترت الفتیلة فاحرقت اهل البیت، مشکوة شریف ص ۳۷۲، کتاب الاطعمة، باب تغطیة الاوانی وغیرها قبیل کتاب اللباس، یہ اغلاط العوام میں سے ہے۔ ملاحظه هو اغلاط العوام ص ۲۱۹. ۲۲۱ (مطبوعه شمس پرپبلشرز دیوبند) متفرق اغلاط، البتہ پھونک مار کر بجھانے سے دماغ میں دھواں گھسنے کا اندیشہ ہے اس لئے بعض بزرگوں نے بطور احتیاط منع فرمایا ہے جیسا کہ شیخ فریدالدین عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، ؎

نیک نبو دگر کشی از دم چراغ .... رہ مدہ دود چراغ اندر دماغ

پند نامه ص ۴۳، مطبوعه دهلی.

دانت والے بچے کی پیدائش

سوال:- میرے بچی پیدا ہوئی ہے مگر اس کے دانت ہیں جس روز سے یہ لڑکی پیدا ہوئی ہے ہر طرح کی مصیبت میں ہوں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ نحس ہے اس وجہ سے میں اس کا عقیقہ بھی نہیں کر سکا اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ کوئی نحوست کی چیز نہیں ایسا خیال ہرگز نہ کریں[1]، عقیقہ مستحب ہے[2]، اگر وسعت ہو تو عقیقہ کر دیں سلف میں بھی بعض دانت والے پیدا ہوئے جیسے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ[3]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

تیسری رات کا چاند نہ دیکھنا اور اس کی کہانی سننا

سوال:-عورتیں اکثر اوقات تیسری تاریخ کا چاند دیکھنا نہ کہہ کر تیسری تاریخ کے

---

[1] روی عن النبی ﷺ انہ قال ان کان الشوم فی شئ ففی المرأۃ والدابۃ والمسکن، ترمذی شریف ص ۱۱۰/۲، ابواب الادب، باب ماجاء فی الشوم، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،
ترجمہ:-رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بدفالی کسی چیز میں ہے تو عورت جانور اور گھر میں ہے۔

[2] ویستحب لمن ولد لہ ولد ان یسمیہ (الی ماقال) ثم یعق عند الحلق عقیقۃ مباحۃ الخ، شامی زکریا ص ۴۸۵، ج ۹، کتاب الاضحیۃ، قبیل کتاب الحظر والاباحۃ،

[3] ضحاک بن مزاحم الھلالی المتوفی ص ۱۰۵ھ لقی جماعۃ من التابعین ...... وکانت امہ حاملا بہ سنتین وولد ولہ اسنان (تھذیب الکمال ص ۱۷۶/۹، ضحاک بن مزاحم الھلالی، مطبوعہ دارالفکر بیروت،

چاند کی کہانی سنتی ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداو مصلیا!

تیسری تاریخ کے چاند دیکھنے کو اچھا نہ کہنا اور اس کی جگہ چاند کی کہانی سننا کوئی شرعی چیز نہیں ہے، بلکہ بدشگونی ہے، اس سے شریعت نے منع فرمایا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲۹/۸/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ // // //

---

[۱] وعنه (ابی هريرة) قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا هامة ولا نوء ولا صفر رواه مسلم (مشكوة شريف ص ۲/۳۹۲، باب الفال والطيرة، فى النهاية الانواء منازل القمر (مرقاة ص ۴/۵۲۱، باب الفال والطيرة، مطبوعه اصح المطابع بمبئى)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دہم

﴿احوال برزخ﴾

مرنے کے بعد روح کا مقام

سوال:- مرنے کے بعد روح جسم سے نکلنے پر کہاں قیام کرتی ہے، اس کا تعلق دنیا والوں کے ساتھ رہتا ہے، یا نہیں، دنیا میں جو اس نے اچھے یا برے اعمال کئے ہیں اس کا بدلہ قیامت سے پہلے ملتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ارواح کے احوال بہت مختلف ہیں ایک حال نہیں، انبیاء کی ارواح اعلیٰ علیین میں ہیں، شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے حواصل یعنی پوٹوں میں ہیں، جنت میں حسب خواہش چلتی پھرتی کھاتی ہیں، مسلمان بچوں کی ارواح جنت میں ہیں، اتنی مقدار تو صاف صاف حدیث سے ثابت ہے کذافی فتاویٰ الحدیثیۃ[1] بقیہ مکلفین کی ارواح میں اختلاف کثیر ہے،

---

[1] أن الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم تكون أرواحهم في اعلى عليين واكثر العلماء ان ارواح الشهداء فى اجواف طيور خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح فى الجنة حيث تشاء وعلى ان من لم يبلغ التكليف منهم فى الجنة حيث شاء والخ الفتاوىٰ الحديثية ص: ٦، مطلب ارواح الانبياء فى اعلى عليين. مطبوعه دار المعرفة بيروت.

بعض حضرات نے کہا ہے کہ وہ قبور میں رہتی ہیں، بعض نے کہا ہے کہ قبور کے اوپر رہتی ہیں، بعض کی رائے ہے کہ مومنین کی ارواح جابیہ یا چاہ زمزم میں ہیں اور کفار کی ارواح حضر موت کے جنگل میں ایک مقام جس کو برہوت کہتے ہیں اس میں رہتی ہیں، بعض کہتے ہیں کہ ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے، جس کو بیضاء کہتے ہیں اس میں رہتی ہیں، ان میں سے بعض اقوال کو ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے[۱]۔ اور بعض نے تردید کی ہے اسی طرح ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الروح[۲] میں اکثر اقوال نقل کرکے بعض پر رد کیا ہے۔ شرح الصدور[۳] میں جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر تفصیلی کلام کیا ہے کہ مرنے کے بعد دنیا والوں سے اتنا تعلق رہتا ہے، کہ جو ثواب پہنچایا جائے وہ پہنچ جاتا ہے اور زندوں کے اچھے اور برے اعمال جن کا تعلق اس

---

۱ واما اهل التكليف ففيهم خلاف كثير عن وهب انها فى دار يقال لها البيضاء فى السماء السابعة وعن مجاهد انها تكون على القبور الى قوله ورجح ابن عبد البر ان ارواح غير الشهداء فى افنية القبور تسرح حيث شاء الى قوله وعن ابن عمر قال ارواح المومنين تجتمع بالجابية واما ارواح الكفار فتجتمع بسبخة حضر موت يقال لها برهوت الخ الفتاوى الحديثية ص: ۶ مطلب ارواح الانبياء فى اعلى عليين الخ. مطبوعه دار المعرفة بيروت.

۲ فان قيل ذكرتم اقوال الناس فى مستقر الارواح وماخذهم فما هو الراجح من هذة الاقوال حتى نعتقده قيل الارواح متفاوتة فى مستقرها فى البرزخ اعظم تفاوت فمنها ارواح فى اعلى عليين فى الملاء الاعلى وهى ارواح الانبياء ومنها ارواح فى حواصل طيرخضر تسرح فى الجنة حيث شاء ت وهى ارواح بعض الشهداء وارواح فى نهر الدم تسبح وتلقم الحجارة فليس للارواح سعيدها وشقيها مستقر واحد الخ. (كتاب الروح ص: ۱۴۷، المسئلة الخامسة عشر، اين مستقر الارواح)

۳ عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اعمالكم تعرض على عشائركم واقربائكم فى قبورهم فان خيراً استبشروا به وان كان غير ذلك قالوا اللهم الهمهم ان يعملوا بطاعتك الخ. شرح الصدور ص: ۱۰۴، ص: ۱۰۵، باب عرض اعمال الاحياء على الاموات، وشرح الصدور ص: ۱۲۲، باب فى قراءة القرآن للميت الخ.

میت سے ہوان کی بھی میت کو اطلاع کرائی جاتی ہے کذا فی کتاب الروح[۱] باقی اس روح کا اپنے دنیا والے مکان پر واپس آنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں، پرانی روحیں نئی روح کا استقبال کرتی ہیں اور اس کی آمد سے خوش ہوتی ہیں، اور اہلِ دنیا یعنی اپنے اقارب کے احوال کو دریافت کرتی ہیں۔ کذا فی تذکرۃ الموتیٰ فی القبور[۲] اچھے اور برے اعمال کا اصلی بدلہ تو قیامت کو ملے گا، بلکہ آثار ہر دو قسم کے قبر ہی بلکہ موت ہی سے شروع ہوجاتے ہیں۔ کذا فی اشعة اللمعات[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

بعد الموت مقامِ روح

سوال:- قصبہ بڑوت میں جو مولوی صاحب ہیں ان سے دریافت کیا کہ قیامت

۱؎ ان الميت يعلم بعمل الحى من اقاربه واخوانه عن ابى ايوب قال تعرض اعمال الاحياء على الموتى فاذا رأوا حسنا فرحوا واستبشروا ورأوا سوء قالوا اللهم ارجع به. كتاب الروح ص: ٨ المسئلة الاولى فى معرفة الاموات بزيارة الاحياء الخ.

۲؎ وكان وهب بن منبه رضى الله عنه يقول ان لله داراً فى السماء السابعة يقال لها البيضاء تجتمع فيها ارواح المومنين فاذا مات الميت من اهل الدنيا تلقت الارواح ويسألونه عن اخبار الدنيا كما يسأل الغائب اهله اذا قدم سفره عليهم الخ، التذكره فى احوال الموتى والقبور ص: ١٧، باب ماجاء فى تلاقى الارواح فى السماء والسوال عن اهل الارض الخ. مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

۳؎ وبر هر تقدير از اقوال ايشاں ظاهر ميشود كه مرده از بعد سوال وجواب ونمودن جائے نشست ودوزخ وفتح باب بان مى ميراند، ودر وقت بعث زنده مى گردانند، واز احاديث كه مذكوره شدند معلوم مى گردد كه مرده تاقيامت در گور در عذاب ونعمت وريح وراحت مى باشد الخ، اشعة اللمعات ص ١٢٠ / ١، كتاب الايمان، باب اثبات عذاب القبر، مطبوعه نوريه پاكستان.

تک روح کس حالت میں اور کس جگہ رہتی ہے، انہوں نے کہا کہ آپ دیوبند کے مدرسہ سے معلوم کریں اس وجہ سے آپ سے اس بارے میں تفصیل مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مرنے کے بعد جسم سے جدا ہو کر روح برزخ میں چلی جاتی ہے، قیامت تک وہیں رہے گی، برزخ کا ایک رخ اس دنیا کی طرف ہے کہ مرتے ہی روح وہاں پہنچ جاتی ہے زندگی میں نہیں جاسکتی، دوسرا رُخ آخرت کی طرف ہے کہ قیامت کو وہاں سے آخرت میں منتقل ہو جائے گی، قرآن پاک اور حدیث شریف سے ایسا ہی ثابت ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۶/۸۷ھ

روح کا مقام مرنے کے بعد

سوال:- انسان میں ایک روح ہے یا دو، اور مرنے کے بعد کس کس جگہ چلی جاتی ہیں اور ان کا نام کیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

انسان میں تین طرح کی روح ہوتی ہے اول روح ہوائی اس کو نسمۃ، روح طبعی، بدن ہوائی بھی کہتے ہیں دوم نفس ناطقہ، سوم روح ملکوت۔ کما فی الطاف القدس[2]۔

---

[1] واعلم انه ليس عالم القبر الا من بقايا هذ العالم وانما تترشح هنالک العلوم من وراء حجاب الخ، حجة الله البالغة ص ۳۵/۱، باب اختلاف احوال الناس فی البرزخ، مطبوعه مصر، رحمة الله الواسعة ص ۳۹۵/۱، مطبوعه حجاز دیوبند،

[2] ایں روح مرکب از سہ جز واست نسیمہ طیب کہ از بخار لطیف عناصر بعد ہضمی چندا پیدا می شود وا ورانسمہ وروح طبعی وبدن ہوائے می گوئیم وجز ودیگر نفس ناطقہ است وجز سویم روح ملکوت است، الطاف القدس ص:۶، ۵، فی اول الکتاب مطبوعہ احمدی۔ ملاحظہ ہو حجة الله البالغة ص ۱۸/۱، باب حقيقة الروح، مطبوعه مصری.

مرنے کے بعد نیکوں کی روح علیین میں، بدوں کی سجین میں ہوجاتی ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳/۱/۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف ۲۴/محرم ۵۳ھ

مقام ارواح

سوال:- کلام مجید کی متعدد آیات مثلاً: ''ونفخ فی الصّور'' الآیۃ، سورۂ یٰسین: ''ونفخ فیه اخری'' الآیۃ سورۂ زمر: ''یوم یخرجون من الاجداث'' سورۂ معارج ونیز حدیث نم کنومة العروس الحدیث سے ثابت ہوتا ہے، کہ روح قبر میں رہتی ہے، پھر یہ کہ علیین یا جنت میں رہتی ہے، اس کا کیا مطلب اور تطبیق ہے، کوئی حدیث بمقابلۂ آیات کس دلیل سے معتبر مانی جائے گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ارواح کے مقامات اپنے اعمال وافعال کے اعتبار سے یکساں نہیں، بلکہ متفاوت ہیں نیز تمام ارواح دنیا سے جا کر قیامت تک کیلئے ایک جگہ محبوس نہیں رہتیں، لہٰذا اب کوئی اشکال نہیں تطبیق ظاہر ہے: ''الارواح متفاوتة فی مستقرها فی البرزخ اعظم تفاوت فمنها

[۱] ان مقر ارواح المومنین فی علیین اوفی السماء السابعة ونحو ذالک کما مرومقر ارواح الکفار فی سجین. (التفسیر المظهری ص: ۲۲۵، ج: ۱۰) تحت قوله تعالیٰ وما ادراک ماعلییون الخ. مکتبه رشیدیه کوئٹه پاکستان. کتاب الروح ص ۱۲۱، الخامسة عشر این مستقر الارواح الخ، مطبوعه پاکستان، التذکرة فی احوال الموتی وامور الآخرة ص ۱۱۵/۱، قبیل باب ماجاء فی بشری المؤمن فی قبره، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

ارواح فی اعلٰی علیین فی الملأ الاعلٰی وهی ارواح الانبیاء صلاة اللّٰه وسلامه علیهم. وهم متفاوتون فی منازلهم کما راٰی هم النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لیلة الاسریٰ. ومنها ارواح فی حواصل طیر خضرتسرح فی الجنة حیث شاءت وهی ارواح بعض الشهداء لا جمیعهم بل من الشهداء تحبس روح عن دخول الجنة لدین علیه غیره کما فی المسند عن محمد بن عبد اللّٰه بن جحشؓ ان رجلاً جاء الٰی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یا رسول اللّٰه مالی ان قتلت فی سبیل اللّٰه قال الجنة فلما ولّٰی قال الاّ الدین سارنی به جبریلؑ اٰنفا ومنهم من یکون محبوسا علٰی باب الجنة کما فی حدیث اٰخر رأیت صاحبکم محبوسا علٰی باب الجنة ومنهم من یکون محبوساً فی قبره کحدیث صاحب الشملة التی غلّها ثم استشهد فقال الناس هنیئًا له الجنة فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم والذی نفسی بیده ان الشملة التی غلّها لتستعل علیه ناراً فی قبره ومنهم من یکون مقره باب الجنة کما فی حدیث ابن عباس رضی اللّٰه عنه الشهداء علٰی بارق نهر بباب الجنة فی قبة خضراء ویخرج علیهم رزقهم من الجنة بکرة وعشیةً ومنهم من یکون محبوساً فی الارض لم تعل روحه الٰی الملاَء الاعلٰی فانها کانت روحاً سفلیة ارضیة ومنها ارواح تکون فی شور الزناة والزوانی وارواح فی نهر الدم تسبح فیه وتلقح الحجارة فلیس للارواح سعیدها وشقیها مستقر واحد بل روح فی اعلٰی علیین وروح ارضیة سفلیة لا تصور عن الارض وانت اذا تأملت السنن والاٰثار فی هذا الباب وکان لک بها فضل اعتنا عرفتحجة ذالک ولا تظن ان بین الاٰثار الصحیحة فی هٰذا الباب تعارضًا فانها کلها حق یصدق بعضها بعضا لکن الشاق فی فهمها ومعرفة النفس احکامها وان لها شانا غیر شان البدن وانها مع کونها فی الجنة فهی فی السماء وتتصل بفناء القبر وبالبدن فیه وهی اسرع شئ حرکة وانتقالاً وصعودًا

وهبوطاً وانها تنقسم الٰی مرسلة ومحبوسة وعلوية وسفلية اهـ كتاب[1] الروح مختصراً ص: ١٨٤. وشرح الصدور[2] ص: ١٨.

حافظ ابن قیم اور علامہ سیوطی نے اور بھی اقوال نقل کئے ہیں بعض کی تردید اور بعض کی تائید بھی کی ہے، سجین اور علیین کی تفسیریں بھی مختلف ہیں علامہ ابوسعود ارشاد العقل السلیم ص[3]: ۴۲۵، ج: ۸ میں فرماتے ہیں، سجين: علم لكتاب جامع هو ديوان الشر دون الله فيه اعمال الشياطين واعمال الكفرة والفسقة من الثقلين منقول من وصف كخاتم واصله فعيل من السجن هو الحبس والتضييق لانه سبب الحبس والتضييق فى جهنم. اولانه مطروح كما قيل تحت الارض السابعة فى مكان مظلم وحش وهو مسكن ابليس وذريته فالمعنى ان كتاب الفجار الذين من جملتهم المطففون اى مايكتب من اعمالهم وكتابة اعمالهم لفى ذالك الكتاب المدون فيه قبائح اعمال المذكورين اهـ وعليون علم لديوان الخير الذى دون فيه كل ما عملته الملائكة وصلحاء الثقلين الخ هٰكذا فى المدارك[4] والسجين اسم لجهنم بازاء علّيين وقيل هو اسم للارض السابعة وقوله تسعى عليين فقد قيل هو اسم اشرف الجنان كما ان سجينا اسم شر النيران. وقيل بل ذالك فى الحقيقة اسم مكانها اهـ وهٰذا اقرب فى العربية اذا كان هٰذا الجمع يختص بالناطقين ومعناه ان الابرار فى جملة هؤلاء فيكون ذالك كقوله اُولٰئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين الانبياء كذا فى المفردات[5] السجين، صخرة نجومة تحت جهنم يكون فيها

---

[1] كتاب الروح ص: ١٨٤، القول الراجح فى مستقر الارواح، مطبوعه حيدرآباد دكن.

[2] شرح الصدور ص: ١٩١، باب مقر الارواح، مطبوعه مصر.

[3] تفسير ابى سعود المسمى بارشاد العقل السليم ص ٩/١٢٦، سورة المطففين آيت: ٧، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت،

[4] تفسير مدارك التنزيل ص ٣٤٠، ٤/٣٤١. مطبوعه دارالفكر بيروت،

[5] المفرادات فى غريب القرن ص ٢٢٣، مادة السين مع الجيم. مطبوعه مصر،

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Ahwal Barzakh

ارواح الکفار وکتب اعمالھم اھـ مجمع[۱] البحار ج:۲، ص:۹۹. صریح آیات وروایات میں قبور سے اٹھنے کا ذکر ہے ان کا یہ مطلب نہیں کہ ارواح ان قبور میں محبوس ہیں بلکہ قبر سے فی الجملہ روح کو تعلق واتصال رہتا ہے اور اجسام جو کہ قبور میں مدفون ہیں وہ قبور ہی سے اٹھیں گے، کیونکہ حشر جسم اور روح دونوں کا ہوگا: ثم اذا کان یوم القیامة الکبریٰ اعیدت الارواح الیٰ الاجساد وقاموا من قبورھم لرب العالمین. ومعاد الابدان متفق علیه بین المسلمین والیھود والنصاریٰ اھـ کتاب[۲] الروح ص:۸۲.

قبر میں سونا بھی ہر ایک کیلئے اور ہمیشہ کیلئے نہیں ہے، بعض کا تلاوت کرنا خود احادیث سے ثابت ہے[۳] مسئلہ مذکورہ میں تو قرآن وحدیث میں کوئی تعارض نہیں جو بوقت تقابل حجت

---

[۱] مجمع البحار ص:۴۳، باب السین مع الجیم السجن، مطبوعه حیدر آباد.

[۲] کتاب الروح ص:۸۳، فصل فی انما مذھب السلف ان المیت اذا مات یکون فی نعیم او عذاب.

[۳] عن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم خباءه علی قبر وھو لا یحسب انه قبر فاذا قبر انسان یقرء سورة الملک حتی ختمھا فاتی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یا رسول اللّٰه ضربت خبائی علی قبر وانا لا احسب انه قبر فاذا فیه انسان یقرء سورة الملک حتی ختمھا الحدیث. (ترمذی شریف ص: ۱۱۲، ج:۲) ابواب فضائل القرآن مطبوعه رشیدیه. شرح الصدور ص ۸۹-۱۸۸، باب احوال الموتی فی قبورھم الخ، مطبوعه دار المعرفة بیروت.

ترجمہ:-ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے ایک قبر پر خیمہ لگادیا ان کا گمان نہیں تھا کہ یہ قبر ہے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ انسان کی قبر ہے وہ انسان سورۂ ملک پڑھ رہا ہے، اس نے وہ سورت پوری پڑھ ڈالی وہ صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک قبر پر خیمہ لگادیا میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ قبر ہے، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک قبر ہے جس میں ایک انسان سورۂ ملک کی تلاوت کررہا ہے، اس نے وہ سورت پوری پڑھ ڈالی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ سورت عذاب الٰہی کو روکنے والی ہے، یہ نجات دینے والی سورت ہے یہ اس کو قبر کے عذاب سے نجات دے گی۔

حدیث کو بیان کیا جاوے، فی نفسہ یہ چیز اصول فقہ میں مدلل ومبرہن موجود ہے، کہ آیات کی حدیث کے ذریعہ سے تفسیر، بیان، تقیید، نسخ، درست ہے یا نہیں[۱] تفسیر[۲] ابن کثیر ص:۶۳، ج:۴، میں ہے کہ نفخ صور تین مرتبہ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارن پور

کیا مرنیکے ایک مہینہ بعد تک روح مکان کے اردگرد گھومتی ہے

سوال:- کتاب ''صبح کا ستارہ'' کا مصنف روح کے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب مومن مرجاتا ہے تو اس کی روح اس کے گھر کے آس پاس مہینہ بھر تک پھرا کرتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کا مال کس طرح بانٹتے ہیں اور اس کا قرض کس طرح ادا کیا جائے پھر ایک مہینہ کے بعد قبر کے گرد سال بھر پھرتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کے لئے کون دعا مانگتا ہے، اور کون غمگین ہوتا ہے، پھر جب سال پورا ہوجاتا ہے تب اس کو جہاں سب روحیں جمع رہتی ہیں لے جاتے ہیں اور نفخ صور تک وہیں رہتی ہے، ص: ۲۸ تا ص:۲۹، کیا یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اہلِ سنت کے عقیدہ کے مطابق ہے؟

---

[۱] یجوز نسخ الکتاب بالکتاب والسنة. (نور الانوار ص: ۲۱۴) مبحث اقسام البیان، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند. نامی شرح حسامی ص۱۸۳/۱، باب بیان التبدیل، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،

[۲] ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوات ومن فی الارض الامن شاء اللّٰہ ھذہ النفخة ھی الثانیة وھی نفخة الصعق الی قولہ ثم یحیی اول من یحیي اسرافیل ویامرہ ان ینفخ فی الصور مرة اخری وھی النفخة الثالثہ نفخة البعث قال اللّٰہ عزوجل ثم نفخ فیہ اخری فاذاھم قیام ینظرون. تفسیر ابن کثیر ص:۹۶، ج:۴. سورۂ زمر تحت آیت:۶۸، مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ. التذکرة فی احوال الموتی وامور الآخرة ص۱۵۰/۱، قبیل باب منہ فی صفة البعث. مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت،

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت صحاح میں نہیں بلکہ صحاح کی روایات کے خلاف اور نا قابلِ تسلیم ہے، ایسی بے سند روایات اہل بدعت کے لئے سامانِ ضلالت اور فتنہ ہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۴/۱۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۴/۱۹ھ

کیا مرنے کے بعد روح گھر پر آتی ہے؟

سوال:۔ عمر کہتا ہے کہ اس دنیا میں ارواحِ طیبہ ہوں یا خبیثہ واپس نہیں آسکتی اور یہاں آکر کسی قسم کا تصرف بھی نہیں کرسکتی، وہ دلائل پیش کرتا ہے، کہ مولانا تھانویؒ کی کتاب اشرف الجواب جلد دوم، ص ۱۱۹/ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مردہ کی روح دنیا میں واپس نہیں آتی اور بکر کہتا ہے کہ مردہ کی ارواح دنیا میں واپس آسکتی ہیں، اور تصرفات بھی کرسکتی ہیں، دلائل میں فتاویٰ دارالعلوم فقہی ترتیب والا جدید ایڈیشن جلد پنجم و ششم کے، ص ۱۴۰/ سے یہ احادیث پیش کرتا ہے "**قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا خرج الروح من ابن اٰدم ثلاثة ایام یقول الروح یارب ائذن لی حتی اجیٔ وانظر الیٰ جسدی الذی کنت فیه فیاذن اللّٰہ لهٗ فیجیٔ الیٰ قبره وینظر الیه من بعیدالیٰ اٰخر الحدیث**"

دوسری حدیث **قال ابن عباس اذاکان یوم العید ویوم العاشوراء ویوم الجمعة الاولیٰ من رجب ولیلة النصف من شعبان ولیلة القدر ولیلة الجمعة تخرج ارواح الاموات من قبورهم ویقفون علیٰ ابوابهم وعلیٰ ابوابِ بیوتهم۔**

---

[۱] اغلاط العوام ص:۱۷، مطبوعه شمس پبلشرز دیوبند، اشرف الجواب ص: ۱۱۹، ج:۲. مطبوعه دیوبند،

تیسری حدیث روی عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه انه قال اذا مات المؤمن دارت روحه حول داره شهراً هكذا فی دقائق الاخبار، ص۱۸/ للامام الشيخ عبدالرحيم القاضی وبها مشه كتاب الدر الحسان فی الحديث ونعيم الجنان للسيوطیؒ۔

جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ عثمانی دیوبندی مذکورہ بالا فتاویٰ کے صفحہ ۱۴۲/ میں فرماتے ہیں کہ جو دلائل بکر نے پیش کئے ہیں نا کافی ہیں، اب ہم آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بکر نے جو احادیث پیش کی ہیں، کیا یہ سب صحیح ہیں اور مہربانی کر کے اس تعارض کو دور کر کے ہمیں اطمینان عطا فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

انتقال کے بعد ارواح کا دنیا میں مکان پر آنا یا نہ آنا نہ تو ان مسائل اعتقادیہ میں سے ہے، جن پر ایمان لانا فرض ہو، اور نہ ہی مسائل فقہیہ جزئیہ میں سے ہے، کہ جس کو حل کئے بغیر عمل ممکن نہ ہو، اس لئے اس اُلجھن میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے[۱]

مردوں کی ارواح کا مکان پر آنا نہ تو قرآن کریم کی کسی آیت سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صریح حدیث سے اس کا ثبوت ہے، جن احادیث کا حوالہ آپ نے دیا ہے، انہیں اصحاب صحاح نے اختیار نہیں کیا ہے، اور وہ اس پائے کی نہیں کہ اس سے کسی ضروری مسئلہ کا اثبات کیا جاسکے، اصولی بات وہی ہے جو حضرت تھانویؒ نے اشرف[۲] الجواب صفحہ ۱۱۹/ میں تحریر فرمائی ہے، کہ مردہ اگر منعم علیہ ہے تو اسے یہاں آکر لپٹتے پھرنے کی کیا ضرورت ہے، اور اگر معذب ہے تو فرشتگانِ عذاب کیونکر چھوڑ سکتے ہیں، باقی اگر اللہ جل شانہٗ کسی روح کو اجازت

---

[۱] فی مثل هذه المسئلة ذكر الشامی "وليست من المسائل التی يضر جهلها اويسأل عنها فی القبر اوفی الموقف فحفظ اللسان عن التكلم فيها الا بخير اولی واسلم" (ردالمحتار کراچی ص۱۸۵/ ج۳/ باب نكاح الكافر)

[۲] اشرف الجواب ص ۱۱۹، حصه دوم، مردہ کی روح دنیا میں واپس نہیں آتی، مطبوعه دیوبند.

دیدیں تو کوئی وجہ رکاوٹ کی بھی نہیں، میت کے انتقال کے بعد اپنے گھر والوں اور متعلقین سے کچھ امیدیں وابستہ ہوتی ہیں، اور وہ متعلقین سے امیدوار رہتی ہیں، ہوتا یہ ہے کہ وہ امید اور تعلق ہی لوگوں کو متمثل ہوکر ظاہر ہوجاتے ہیں، مثلاً یہ کہ روح دروازہ پر کھڑی ہے کھانا مانگتی ہے، اور ضروریات طلب کرتی ہے، یہ حقیقت نہیں ہوتی بلکہ تمثل ہوتا ہے، کیونکہ ارواح کو اس عالم میں دنیاوی ضرورت کی نہ تو حاجت ہوتی ہے اور نہ ہی یہ چیزیں ان کیلئے وہاں مفید ہوسکتی ہیں، یہی وجہ ہیکہ ایصال ثواب کے طور پر جو چیز میت کی روح کو بخشی جاتی ہیں وہ بھی اس اصل صورت میں نہیں بلکہ اُخروی نعمتوں کی صورت میں متشکل ہوکر پیش ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۸۸/۲/۱۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ // ۸۸/۲/۱۶ھ

مرنے کے بعد روح کا مکان سے تعلق

سوال:- مرنے کے بعد روح کا تعلق مکان سے کب تک رہتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) دفن سے پہلے پہلے میت کیساتھ جو کچھ غسل کفن بکاء ثناء کا معاملہ کیا جاتا ہے اس کو روح دیکھتی ہے اور اس وقت تک فرشتہ کے قبضہ میں رہتی ہے، دفن کے وقت قبر میں داخل ہوکر جسم میں داخل ہوجاتی ہے اور سوال وجوابِ قبر شروع ہوجاتا ہے، صرّح بہ السیوطی شرح الصدور[۱] ص: ۳۹۔ اس کے بعد مکان سے تعلق رہنا اور مکان پر آنا کسی معتبر روایت سے ثابت

---

[۱] عن ابی نجیح قال مامن میت یموت الاوروحه فی ید ملک ینظر الی جسده کیف یغسل وکیف یکفن وکیف یمشی به الی قبره ثم تعاد الیه روحه فیجلس فی قبره الخ. شرح الصدور ص: ۳۸، باب معرفة المیت فی من یغسله ویجهزه وسماعه الخ. مطبوعه دارالمعرفة بیروت،

نہیں[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

روح کا قبر پر یا مکان پر آنا

سوال: -کیا مرنیوالے کی روح ہر پنجشنبہ کو مکان یا قبر پر آتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مکان پر آنے کی کوئی روایت معتبر نہیں[۲]۔ البتہ قبر سے تعلق قوی ہوجا تا ہے۔[۳]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

میت کا تعلق زندوں سے

سوال: -مرنے والے کو مرنے کے بعد اپنے ماں باپ سے کوئی تعلق رہتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رہتا ہے، اس طرح کہ میت کو ان کے اعمال کی اطلاع دی جاتی ہے، اگر اچھے اعمال

---

[۱] اشرف الجواب ص: ۱۱۹، ج:۲، مطبوعہ دیوبند، اغلاط العوام ص:۱۷. مطبوعہ شمش پبلشرز دیوبند،

[۲] اشرف الجواب ص ۲/۱۱۹، طبع دیوبند، اغلاط العوام ص:۱۷. شمس پبلشرز دیوبند،

[۳] وانها مع كونها فی الجنة فهی فی السماء وتتصل بفناء القبر وبالبدن فيه وهی اسرع شئ حركة وانتقالا وصعودا وهبوطا الخ، كتاب الروح ص ۱۵۲، المسئلة الخامسة اين مستقر الارواح الخ، فتاویٰ حديثيه ص ٦، مطلب ارواح الانبياء فی اعلی عليين الخ، مطبوعه دارالمعرفة بيروت.

ہیں تو میت کی روح کو خوشی ہوتی ہے، اگر برے اعمال ہیں تو رنج ہوتا ہے، اور وہ روح ان کی اصلاح کی دعا کرتی ہے اور یہ تعلق ماں باپ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جمیع اقرباء ومتعارفین سے رہتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مردہ کا پہلے مردوں سے ملنا

سوال:۔مرنے کے بعد پہلے مرے ہوئے ملتے ہیں یا نہیں؟ اور دنیا کا خیال آتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

دنیا کا خیال آتا ہے اگر اعمال اچھے ہیں حساب صاف ہے، تو سب سے ملنے کی اجازت ہوجاتی ہے، ورنہ عذاب میں رہتا ہے[۲]۔

---

[۱] عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اعما لکم تعرض علی اقاربکم وعشائرکم من الاموات فان خیراً استبشروا وان کان غیر ذالک قالوا اللھم لا تمتھم حتی تھدیھم کما ھدیتنا. مجمع الزوائد ص۳/۷۳، کتاب الجنائز، باب عرض اعمال الاحیاء علی الاموات، دارالفکر بیروت، الرقم للحدیث:۳۹۳۳. شرح الصدور ص۱۰۵-۱۰۴، باب عرض اعمال الاحیاء علی الاموات، مسند احمد ص۳/۱۶۴، رقم الحدیث ص۱۲۲۷۲، دار احیاء التراث العربی بیروت.

ترجمہ:-حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مرے ہوئے رشتہ داروں پر پیش ہوتے ہیں اگر وہ اعمال بہتر ہوتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اعمال اسکے علاوہ ہیں تو کہتے ہیں توانکو موت نہ دے یہاں تک کہ توانکو ہدایت دے جیسا کہ تونے ہمیں ہدایت دیا۔

[۲] ان الارواح قسمان ارواح معذبة وارواح منعمة فالمعذبة فی شغل بماھی فیه من العذاب عن التزاور والتلاقی والارواح المنعمة المرسلة غیر المحبوسة تتلاقی وتتزاور وتتذاکر ماکان منھافی الدنیا ومایکون من اھل الدنیا. (کتاب الروح ص۲۳)

اور دنیا والوں سے ملنا چاہتا ہے[۱] مگر فرشتے سوال کے بعد کہہ دیتے ہیں کہ ''نــــم کنومة العروس''،[۲] یعنی دلہن کی طرح آرام سے سوجا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۲۴/۱۲/۵۳ھ

صحیح عبد اللطیف ۲۵/ ذی الحجہ ۵۳ھ

قبر میں روح ڈالی جائے گی

سوال:۔ ''ربــنـا امتـنـا اثـنـتـيـن واحييتـنـا اثنتين فاعترفنا بذنوبنافهل الیٰ خـــروج مـن سبيـل''(ترجمہ) اے رب تو نے ہم کو دوبارہ موت دی، اور دوبارہ زندہ کیا ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، کیا جہنم سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ اس آیت کے مطلب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف دوبارہ موت اور دوبارہ زندگی انسان کو دی جائے گی، اب رہی یہ بات کہ قبر میں مردے کے جسم میں روح ڈالی جائیگی، یہ تیسری زندگی ہوگی، اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، تیسری زندگی کونسی ہوگی وہ دلیل سے معلوم کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک حدیث شریف میں موجود ہے کہ مردے میں روح قبر میں ڈالی جائے گی۔[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

---

[۱] فيقول دعونی حتی اذهب فابشر اهلی فيقال له اسكن (ابوداؤد ص ۲/۲۵۳، كتاب السنة)

ترجمہ:- وہ (مردہ) کہتا ہے مجھے چھوڑو تاکہ میں جاؤں اور اپنے اہل وعیال کو خوشخبری سناؤں اس سے کہا جاتا ہے (ٹھہر جا آرام کر)

[۲] مـن حـديـث ابـی هريرة رواه الترمذی (مشكوٰة ص ۲۵، باب اثبات عذاب القبر، مطبوعه ياسـر نديم ديوبند، ترمذی شريف ص ۱/۲۰۵، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، طبع اشرفی ديوبند) (حاشیہ نمبر:۳/ اگلے صفحہ پر)

انتقال کے بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا

سوال:۔ ہندو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے سادھو بابا اور مہا پرش لوگ اپنی سادھنا کے زور سے اپنے جسم کو منتقل کر کے اپنی اصل صورت میں دنیا طے کر سکتے، یہاں کے چند مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ہمارے اولیاء اور انبیاء بھی اپنے جسموں کو منتقل کر کے جہاں چاہے جا سکتے ہیں خاص کر ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کے بعد بھی آپ کی بھی روح پاک دنیا کی تمام جگہ کی سیر کر سکتی ہے، کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ونصرت ہو جائے تو انتقال کے بعد بھی روح دنیا میں آ سکتی ہے، محض اپنی خواہش سے بغیر خدائے پاک کی اجازت ونصرت کے نہیں آ سکتی[۱] زندہ رہتے ہوئے مختلف مقامات میں کسی کا چلا جانا عملیات سے بھی ہو سکتا ہے، اور مجاہدے سے بھی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/۹۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[۳] فی حدیث البراء بن عازب مرفوعاً "قال فتعاد روحه فی جسده فیاتیه ملکان فیجلسانه (مشکوٰة شریف ص ۱۴۲/ ج ۱/ وص ۲۵/ ج ۱/ مسند احمد ص۲۸۷/ ج ۴/ مطبوعه دارالفکبر بیروت، (وابو داؤد شریف ص ۶۵۴/ ج ۲/ مطبوعه اشرفی دیوبند، کتاب السنة فیه "ثم تعاد فیه الروح"

ترجمہ:۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مرفوع طویل حدیث میں ہے کہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] امکان مستبعد نہیں وقوع محتاج دلیل ہے۔۱۲

مرنے کے بعد روح کا شیطان کے قالب میں جانا

سوال: ۔کیاآدمی مرنے کے بعد شیطان کے قالب میں جاتا ہے، جب شیطان کسی پر غالب ہوجاتا ہے، اوراسکے کان میں روغن قل ہواللہ احد اورسورۂ تعوذ وناس پڑھ کر ڈالا جاتا ہے،اور پوچھا جاتا ہے تووہ اپنانام ومقام بتلاتا ہے،اکثر نام مسلمانوں ہی کے رہتے ہیں یہ کیاہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مرنے کے بعد آدمی کا شیطان کے قالب میں جاناکسی مستند روایت سے ثابت نہیں، البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی پر آتا ہواوراپنا نام اس مرنے والے کا بتاتا ہو یا کوئی اور جن شیطان آکر اپنا وہ نام بتاتا ہو[۱]۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زندوں کے رونے سے میت کواذیت

سوال: ۔مرنے والے کورونے سے کیا کیااذیتیں ہوتی ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس حدیث میں یہ ہے کہ اہلِ میت کے رونے سے میت کوعذاب ہوتا ہےاس کا

---

[۱] ان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم الحدیث، ترمذی شریف، ج ۱/ص ۲۲۲/ قبیل ابواب الطلاق ،مطبوعه یاسر ندیم دیوبند .

ترجمہ :-بلاشبہ شیطان خون کی طرح تمہارے اندرسرایت کرتاہے۔فتاوی عزیزی ص ۱۱۱/۱، تصرف جن وشیاطین در بدن آدمی، مطبوعه رحیمیه دیوبند، شرح فقه اکبر ص ۱۶۲، الشیاطین لهم تصرف، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

مطلب یہ ہے کہ مرنے والے نے نوحہ کی وصیت کی ہو یا نوحہ کرنے سے رضا مند ہو یا اپنے گھر والوں کا حال معلوم تھا، کہ وہ نوحہ کریں گے اور پھر ان کو منع نہیں کیا وغیرہ۔ غرض اس طرح علماء نے اس کا مطلب بیان کیا ہے۔ قلب کا غمگین ہونا اور آنکھ سے آنسو جاری ہونا شرعاً ممنوع نہیں بلکہ جائز ہے اس سے میت کو بھی عذاب نہیں[1] ہوتا: اِنَّ المیِّتَ یُعَذَّبُ ببکاء الحی فاختلف العلماء فی ذٰلک علٰی مذاهب احدها انه علٰی ظاهره مطلقاً وهو رائ عمر بن الخطاب وابنه رضی اللّٰه عنهما الثانی لا مطلقاً الثالث ان الباء للحال ای انه یعذب حال بکائهم علیه والتعذیب بماله من ذنب لا بسبب البکاء الرابع انه خاص بالکافر والقولان عن عائشة رضی اللّٰه عنها الخامس انه خاص بمن کان النوح من سنته وطریقته وعلیه البخاری السادس انه فیمن اوصٰی به کما قال القائل.

اذا مت فانعینی بما انا اهله وشُقّی علّی الجیب یا ابنة معبد

---

[1] فاعلمه علیه الصلوة والسلام ان مجرد البکاء ودمع العین لیس بحرام ولا مکروه بل هو رحمة وفضیلة وانما المحرم النوح والندب وشق الجیوب وضرب الخدود الخ، مرقات ص ۲/۳۸۵، کتاب الجنائز، باب البکاء، الفصل الاول، مطبوعه ممبئی.

عربی عبارت کا ترجمہ:- مردہ کو اس کے زندہ (گھر والوں کے) رونے دھونے سے عذاب ہوتا ہے اس میں علماء کے اختلاف کی وجہ سے چند مذاہب ہیں (۱) یہ مطلقاً ظاہر پر مبنی ہے، حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہی رائے ہیں، (۲) مطلقاً ظاہر پر مبنی نہیں، (۳) یہ کہ بآء حال کے لئے ہے، معنی ہوں گے کہ گھر والوں کے رونے کے وقت اس کو عذاب ہوتا ہے تو عذاب گناہ کی وجہ سے ہے، نہ کہ بکاء کی وجہ سے، (۴) یہ خاص ہے کافر کے ساتھ یہ دونوں قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں، (۵) یہ اس شخص کے لئے خاص ہے، جس کی رونے کی عادت ہو امام بخاریؒ کا یہی مذہب ہے، (۶) یہ اس شخص کے لئے ہے، جس نے رونے کی وصیت کی ہو، شعر:

جب میں مر جاؤں میری خوبیوں کی وجہ سے مجھ پر رونا
معبد کی بیٹی میرے لئے گریبان چاک کرنا

السّابع انه فیمن لم یوصِ بترکه فتکون الوصیة بذٰلک واجبة اذا علم من شان اهله ان یفعلوا ذٰلک الثامن ان التعذیب بالصفات التی یقولون بها علیه وهی مذمومة شرعاً کما کان اهل الجاهلیة یقولون یا مرمل النسوان یا میتم الاولاد یامخرب الدور التاسع ان المراد بالتعذیب توبیخ الملائکة لهٗ بما یند به به اهله لحدیث الترمذی والحاکم وابن ماجة مرفوعاً ما من میت یموت فتقوم نادبته تقول واجبلاه واسنداه اوشبه ذٰلک من القول الاوکل به ملکان یلهز انه أهکذا کنت العاشر ان المراد به تألم المیت بما یقع من اهله لحدیث الطبرانی وابن ابی شیبة عن صفیة بنت مخرمة انها ذکرت عند رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ولداً لها مات ثم بکت فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ایغلب احدکم ان یصاحب صویحبه فی الدنیا معروفًا فاذا مات استرجع فوالذی نفس محمد صلی اللّٰه علیه وسلم بیده ان احدکم لیبکی فیستعبر الیه صویحبه فیا عباد اللّٰه لا تعذبوا موتاکم وهٰذا القول علیه ابن جریر رحمة اللّٰه علیه واختاره جماعة من الائمة آخرهم ابن تیمیة رحمة اللّٰه علیه اهـ شرح الصدور[1] ص: ۱۲۴. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۱/۴/۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور

صحیح عبداللطیف

---

[1] شرح الصدور ص: ۱۱۸، باب تاذی المیت بالنیاحة علیه، مطبوعه مصر، مرقات ص ۲/۳۸۶، باب البکاء علی المیت، مطبوعه اصح المطابع ممبئی، ونووی شرح المسلم ص ۳/۲۰۳، باب المیت، یعذب ببکاء اهله مطبوعه عباس احمد الباز مکة المکرمة.

عربی عبارت کا ترجمہ:-(۷) یہ اس آدمی کے لئے ہے جس............(باقی ترجمہ اگلے صفحہ پر)

کیا قصاب کو موت کے وقت زیادہ تکلیف ہوتی ہے

سوال :- میں ہر روز گائے ذبح کرتا ہوں یعنی قصاب ہوں ہر گائے میں پچاس روپئے منافع کرتا ہوں اور نماز روزہ کے ساتھ کرتا ہوں، ایسی تجارت جائز ہے کہ نہیں؟ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جو لوگ قصاب ہیں ان کو مرنے کے وقت بہت تکلیف ہوتی ہے، وہ بھی ایسی تکلیف جو دیکھنے میں نہیں آتی یہ گائے ذبح کرنے کی وجہ سے یا گناہوں کی وجہ سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جانور شریعت کے مطابق ذبح کرنا اور اس کی تجاررت کرنا شرعاً درست ہے، اسکی وجہ

(ترجمہ صفحہ گذشتہ)............ نے نہ رونے کی وصیت نہ کی ہو، لہٰذا نہ رونے کی وصیت کرنا واجب ہے، جب کہ اسے پتہ ہو کہ گھر والے روویں گے، (۸) یہ کہ عذاب ان صفات کو بیان کرنے کی وجہ سے واجب ہے، جو شریعت میں مذموم ہوں جیسے زمانۂ جاہلیت میں لوگ کہتے تھے، اے عورتوں کو بیوہ کرنے والے، اے بچوں کو یتیم کرنے والے، اے گھروں کو ویران کرنے والے، (۹) عذاب سے مراد گھر والوں کے رونے کی وجہ سے ملائکہ کا زجر وتوبیخ کرنا ہے، ترمذی، حاکم اور ابن ماجہ کی مرفوعاً حدیث کی وجہ سے کہ کوئی آدمی نہیں مرتا کہ اس پر رونے والی کھڑی ہو کر کہتی ہے، واجبلاہ واسنداہ یا اس جیسے اور الفاظ مگر دو فرشتے اس پر مقرر رہوتے ہیں وہ دونوں فرشتے اس کو مکا مارتے ہوئے کہتے ہیں، کیا تو ایسا ہی تھا، جیسے تجھے یہ بیان کر رہی ہے، (۱۰) اس سے مراد گھر والوں کے رونے سے میت کا تکلیف پانا ہے، طبرانی اور ابن ابی شیبہ کی صفیہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی وجہ سے کہ انہوں نے رسولِ اللہ اکرم صلی اللہ علیہ کے سامنے اپنے بیٹے کا ذکر کیا، جس کا انتقال ہو گیا تھا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس بات سے مغلوب ہے کہ اپنے ساتھی کے ساتھ دنیا میں دستور کے موافق معاملہ کرے لہٰذا جب ساتھی کا انتقال ہو جائے تو انا للہ پڑھے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کے انتقال پر روتا ہے، تو اس پر اس کا ساتھی غمگین ہوتا ہے لہٰذا اے اللہ کے بندو اپنے مردوں کو (روکر) تکلیف مت پہنچاؤ۔ اسی کے قائل ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور اسی کو ائمہ کی ایک جماعت نے اختیار فرمایا ہے، ان میں سب سے بعد کے ابن تیمیہ ہیں۔

سے مرنے کے وقت تکلیف کا زیادہ ہونا شرعی دلیل سے ثابت نہیں، ویسے بھی اگر کسی کو مرتے وقت زیادہ تکلیف ہو تو اس کی وجہ سے یہ کہنا جائز نہیں کہ وہ شخص بڑا گنہگار تھا، اس وقت کی تکلیف کی مصلحت اللہ کے علم میں ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

منکر نکیر کے ساتھ کیا شیطان بھی قبر میں جاتا ہے

سوال:۔ میت کو قبر میں رکھ کر جب مٹی دیکر فارغ ہوتے ہیں تو قبر میں پہلے شیطان داخل ہوتا ہے، یا منکر نکیر یا دونوں بیک وقت پہونچتے ہیں، اور پھر پہلے کون اپنا سوال میت سے کرتا ہے؟ یا نکیرین سوالِ حق پوچھتے ہیں، اور شیطان اپنا پھندا فٹ کرنا چاہتا ہے، یعنی میت فرشتوں کو صحیح جواب نہ دے سکے اور شیطان بالغ کی قبر میں جاتا ہے یا نابالغ کی بھی؟ مرد کی قبر میں جاتا ہے، یا عورت کی بھی؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اجی ہاں شیطان قبر میں کہاں جاتا ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قبر میں بھی جاتا ہے، شریعت کے مطابق حکم صادر فرمایا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شیطان کا میت کی قبر میں جا کر نکیرین کے سوال کے وقت اپنا پھندا ڈالنا کسی حدیث میں نہیں دیکھا، بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ میت پر اس قسم کا اثر نہیں ڈالتا کہ میت جواب نہ دے سکے، اس کی کوشش کا وقت ختم ہو گیا، لائسنس بیکار ہو گیا[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الشدة عند الموت ليس علامة سوء حال الميت بل يمكن الشدة للصالح لرفعة درجاته، العرف الشذى على جامع ترمذى ص: ۱۹۲، ج ۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء فى التشديد عند الموت. مطبوعه مكتبه بلال ديوبند،

[2] البتہ شرح الصدور میں دفن میت کے وقت آپ ﷺ کا شیطان...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کسی مردہ بزرگ کا کسی انسان میں حلول کرنا

سوال:۔ پیر یا غوث بزرگ عورت میں آسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ صفت انسان کی نہیں بلکہ شیطان کی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا قبر میں حضور ﷺ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے

سوال:۔ یہ کہ من ربک؟ وما دینک کے بعد میت کو مخاطب کرکے کہتے ہیں ''وما تقول فی ہذاالرجل؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجسم قبر میں تشریف لاتے ہیں ہذا الرجل سے کیا مراد ہے؟ ایک شاعر کہتا ہے:۔

کون آتا ہے لاش پر میری .... سر سے چادر ہٹائی جاتی ہے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ سے پناہ مانگنا اور بعض سلف سے قبر میں شیطان کا اثر ڈالنا بھی ثابت ہے۔ عن سفیان الثوری قال اذا سئل المیت من ربک تزیالہ الشیطان فی صورۃ فیشیر الی نفسہ انی انا ربک قال الحکیم: ویؤیدہ من الاخبار قولہ علیہ السلام عند دفن المیت الہم اجرہ من الشیطان ...... ولولم یکن للشیطان ہناک سبیل ما دعا النبی ﷺ بذالک، شرح الصدور ص ۱۴۱، باب فتنۃ القبر وسوال الملکین، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] ان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم الحدیث، ترمذی شریف، ج ۱/ص ۲۲۲/ قبیل ابواب الطلاق ،مطبوعہ یاسرندیم دیوبند .

ترجمہ :- بلاشبہ شیطان خون کی طرح تمہارے اندر سرایت کرتا ہے۔ فتاوی عزیزی ص ۱۱۱/۱، تصرف جن وشیاطین در بدن آدمی، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، شرح فقہ اکبر ص ۱۶۲، الشیاطین لہم تصرف، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

کیا اسم اشارہ اور مشار الیہ غائب کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، اس عبارت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شراحِ حدیث نے لکھا ہے اس کی قبر سے روضۂ اقدس تک کے حجابات اٹھا کر اشارہ کیا جاتا ہے، لہٰذا ہٰذا اشارہ غائب کیلئے نہیں ہوا، بعض کی رائے یہ ہے کہ معہود ذہنی کی طرف اشارہ ہوتا ہے، اور مردہ خود بخود جانتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

نافرمان پر عذاب برزخ سے ہوتا ہے یا قیامت میں؟

سوال: ۔ایمان دار کے فرائض وواجبات کو چھوڑنے سے یا پورے طریقے سے عمل نہ کرنے سے ایسے ایماندار کے انتقال کے بعد اس کو عذاب عالم برزخ میں ہوگا یا قیامت کے دن حساب وکتاب کے بعد؟

---

[1] قیل یکشف للمیت حتی یری النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھی بشری عظیمة للمومن ان صح ذلک ولا اعلم حدیثا مرویاً فی ذلک والقائل بہ انما استند بمجرد ان الاشارة لاتکون الا للحاضر لکن یحتمل ان یکون الاشارة لمافی الذھن فیکون مجازاً قالہ القسطلانی. بذل المجھود ص۲۲۷ / ج۵ / کتاب السنة، مطبوعہ رشیدیہ سہارنپور)

وفی تنویر الحوالک انہاشارة الی المعھود فی الذھن (فیض الباری ص۴۷۵ / ۲، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، مطبوعہ خضر راہ بکڈپو دیوبند) قیل یصور صورتہ علیہ الصلاة والسلام فیشار الیہ (مرقاة ص۱۶۹ / ۱، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی، مطبوعہ اصح المطابع بمبئی) یہ بسبب شہرت حضرت کے ہے یا حضرت روبرو ہوتے ہوں ساتھ صورت مثالی کے (مظاہر حق ص۶۳ / ج۱، اشعة اللمعات ص۳۹۶ / ج۱ / مطبوعہ لاہور)

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Ahwal Barzakh

الجواب حامداً ومصلیاً

عذاب کا سلسلہ برزخ سے ہی شروع ہوجاتا ہے[۱] حساب وکتاب کے بعد بھی ہوتا ہے۔ ''اللّٰهم احفظنا منه'' فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۸/۵/۵۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ // //

عذابِ قبر سے استثناء

سوال:- فقہاء رحمہم اللہ نے ۸/آدمی ایسے بتلائے ہیں جن سے حساب وعذابِ قبر قیامت تک نہیں ہوتا، کہاں تک درست ہے، اور بقیہ چھ حضرات کون سے ایسے ہیں جو مستثنیٰ ہوسکتے ہیں حساب وعذاب سے جیسا کہ مظاہر حق جلد دوم میں ص:۹، شہداء کے اقسام تحریر ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ردالمحتار ج:۱، ص[۲]:۸۹۱، میں شہید، مرابط، مطعون، زمانہ طاعون میں صبر کرکے بلا

---

[۱] وعذاب القبر (وهو البرزخ) للكافرين ولبعض عصاة المومنين ثابت بالدلائل السمعية. (شرح عقائد ص۹۸، مبحث عذاب القبر، مكتبه تهانوى ديوبند، شرح فقه اكبر ص ۱۲۲، مطبوعه رحيميه ديوبند) والمراد به عذاب يكون بعد الموت قبل البعث سواء كان الميت مقبورا ام لا (النبراس ص۲۰۵، مطبوعه امداديه ملتان)

[۲] أن من لايسأل ثمانية: الشهيد، والمرابط والمطعون والميت زمن الطاعون بغيره اذا كان صابراً محتسبا والصديق والأطفال، شامى نعمانيه ص: ۵۷۲، ج: ۱. باب صلوة الجنائز، مطلب ثمانية لا يسألون فى قبورهم. شرح الصدور ص۱۴۸، باب من لايسئل فى القبر مطبوعه دارالمعرفة بيروت، كتاب الروح ص۱۰۴، المسئلة العاشره، الاسباب المنجية من عذاب القبر، مطبوعه پاكستان،

طاعون مرنے والا، صدیق، اطفال کو بھی انہیں میں شمار کیا ہے، جن کا حساب قبر میں نہیں ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۱۱/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳/۱۱/۶۱ھ

صحیح عبداللطیف ۳/ ذیقعدہ ۶۱ھ

عذابِ قبر سے حفاظت کا عمل

سوال:- کوئی ایسا عمل تحریر فرمائیں جس سے قبر میں عذاب نہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ناپاکی سے بچنا[۱]، ہمیشہ پاک رہنا، قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنا، سنت کا پورا اتباع کرنا[۲]، سونے سے پہلے سورۂ ملک پابندی سے پڑھنا[۳]۔ ہر نماز میں درود شریف کے بعد عذابِ قبر

[۱] عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلى الله عليه وسلم قال ان عذاب القبر من ثلاثة من الغيبة والنميمة والبول فاياكم وذالک الخ، شرح الصدور ص ۱۶۳، باب عذاب القبر، طبع دار المعرفة، بخاری شريف ص ۱۸۴/ ۱، کتاب الجنائز باب عذاب القبر من الغيبة والبول الخ، طبع اشرفيه ديوبند.

[۲] ملاحظہ ہو: شرح الصدور ص ۱۸۲، باب ما ينجی من عذاب القبر، طبع دار المعرفة بيروت.

[۳] عن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم خبائه علی قبر وهو لايحسب انه قبر فاذا فيه انسان يقرء سورة تبارک الذی بيده الملک حتی ختمها فاتی النبی صلی الله عليه وسلم فقال النبی صلی الله عليه وسلم هی المانعة تنجيه من عذاب القبر رواه الترمذی (مشکٰوة ص: ۱۸۸، ج: ۱) باب فضائل القرآن. ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ:- حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے ایک قبر پر خیمہ لگایا اور وہ نہیں سمجھ پائے کہ یہ قبر ہے، پس اسمیں ایک انسان سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا تھا، یہاں تک کہ اسنے پوری سورت پڑھی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عذاب کو روکنے والی ہے انسان کو عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔

سے پناہ مانگنے کی دعا پڑھنا جس میں **اعوذ بک من عذاب القبر** بھی ہے[۱]۔ چغل خوری سے پرہیز کرنا[۲]۔ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے اہتمام کی برکت سے عذابِ قبر سے حفاظت رہے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۹/۲۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۹/۲۶ھ

عذاب قبر

سوال:- کتابوں میں لکھا ہے کہ مشرکوں کی روح کو قبر کے اندر تا قیامت عذاب ہوتا رہے گا تو اب روح پر عذاب ہوتا ہے یا جسم پر جب کہ روح تو جسم میں قید ہو جاتی ہے، اور بدن یعنی جسم گل سڑ جاتا ہے، تو عذاب قبر کس چیز پر ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ عذاب برزخ میں ہوتا ہے جس طرح برزخ ہماری نظروں سے مخفی ہے اسی طرح یہ عذاب بھی مخفی ہے روح کا تعلق جسم سے بھی رہتا ہے، اس وجہ سے جس قبر میں عذاب ہوتا ہے اور مردہ اسی سے چیختا ہے، تو اس کے قریب جانور گھاس نہیں کھاتے، ڈر کر بھاگ جاتے ہیں، جن وانس کے سوا اسکی آواز کو سب سنتے ہیں[۳]۔ یہ چیزیں اپنی عقل سے معلوم کرنے کی نہیں، بلکہ

---

[۱] مشکوٰۃ ص: ۲۱۶، ج: ۱، باب الاستعاذۃ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند۔

[۲] ملاحظہ ہو: بخاری شریف ص: ۳۵، ج: ۱، کتاب الوضوء. باب من الکبائر ان لایشتتر من بولہ، نیز ملاحظہ ہو اسی عنوان کا حاشیہ نمبر: ۱، اشرفی بکڈپو دیوبند۔

[۳] فی حدیث براء ابن عازب فیضرب بها ضربة یسمعها ما بین المشرق والمغرب الا الثقلین الحدیث، مشکوۃ شریف ص: ۲۶، مطبوعہ یاسر ندیم، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی.
التذکرۃ فی احوال الموتیٰ وامور الآخرۃ ص ۱۱۶، ...... (باقی حاشیہ وترجمہ اگلے صفحہ پر)

حضرت نبی ﷺ نے جو بات جس طرح فرمایا اسکو اسی طرح مان لینا ضروری ہے، اور احادیث میں عذاب قبر کا تذکرہ موجود ہے[1]، ہمارے لئے وہی کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

کیا عذاب قبر فاسق کو بھی ہوگا

سوال:-"وعن حذیفةؓ قال قال انما النفاق کان علی عهد رسول اللهﷺ فاما الیوم فانما هو الکفر او الایمان" (مشکوۃ شریف ص:۱۸) روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ شریعت کی نظر مین افراد انسانی کی تقسیم تین حصوں میں کی جاسکتی ہے، اگر الوہیت اور رسالت محمد ﷺ کو تصدیق کرنے والا ہوتو مسلمان ہے، اور اگر سب کا انکار کرتا ہو خدا کی صفات میں دوسروں کو شریک کرتا ہوتو کافر ہے، اور اگر ظاہرا مذکورہ چیزوں پر ایمان رکھنے کا زبانی دعوی کرتا ہو، لیکن باطنی طور پر ان کا منکر ہوتو وہ منافق ہے۔

"عن البراء بن عازبؓ عن رسول اللّٰهﷺ قال یاتیه ملکان فیجلسانه فیقولان لهٗ من ربک فیقول ربی اللّٰه فیقولان لهٗ مادینک فیقول دینی الاسلام فیقول ما هذا الذی بعث فیکم فیقول هو رسول اللّٰهﷺ فیقولان لهٗ مایدریک

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......باب ماجاء ان البهائم تسمع عذاب القبر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

ترجمہ:- وہ اسکو گرز کے ساتھ مارتا ہے جن وانس کو سوا مشرق ومغرب کے درمیان جو ہے اسکی آواز سنتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] عن ابی سعید قال قال رسول ﷺ لیسلط علی الکافر فی قبره تسعة وتسعون تنینا تنهسه وتلدغه حتی یقوم الساعة لو ان تنینا منها نفخ بالارض ما انبتت خضرا، مشکوة شریف ص: ۲۶، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی.

ترجمہ:- ابوسعید سے روایت ہے کہا! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کافر پر اس کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط کئے جاتے ہیں، جو اسکو کاٹتے اور ڈستے ہیں، یہاں تک کہ قائم ہو قیامت اگر ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے نا اگے سبزہ۔

فیقول قرأت کتاب اللّٰہ فاٰمنت به وصدقت فذٰلک قوله یثبت اللّٰہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت الخ" (مشکوۃ شریف ص:۲۷) روایت سے معلوم ہوا کہ مسلمان بندہ منکر نکیر کے سوالوں کا جواب ٹھیک ٹھیک دیدے گا، لیکن کافر منافق جواب نہیں دے سکیں گے، اب پوچھنا یہ ہے کہ مسلمان دوقسم کے ہیں، فاسق وفاجر، متقی و پرہیزگار، عذاب قبر کے متعلق جوبھی روایت ہے اس میں مطلق مسلمان کا لفظ ہے، اوراس کا جواب ہے کہیں بھی اس کی توضیح نہیں ہے، کہ فاسق مسلمان کا جواب کیا ہوگا؟ اگر فاسق مسلمان کا جواب بھی وہی ہے جو روایات میں مذکور ہے، تو اسکا انجام اچھا ہونا چاہئے، قبر وسیع اور جنت کا ایک ٹکڑا ہونا چاہئے، لیکن روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسق مسلمان عذاب قبر میں گرفتار ہوتا ہے، خود حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کے متعلق روایت ہے کہ ان کی موت پر عرش باری ہل گیا تھا ان کے جنازے کی نماز میں ستر ہزار فرشتے شریک تھے، لیکن ان پر قبر تنگ ہوگئی تھی، فراخی قبر کے لئے نبی ﷺ اور اصحابِ ؓ نبی نے دعا واستغفار کیا۔ (مشکوۃ شریف ص:۲۶)

"وفی روایة عن النبی ﷺ قال یثبت اللّٰہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت نزلت فی عذاب القبر یقال له من ربک فیقول ربی اللّٰہ ونبیی محمد، متفق علیه" (مشکوۃ شریف ص:۲۴) مذکورہ روایت کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مسلمان کو قول ثابت کے ذریعہ ثابت قدم رکھا جائے گا، یہاں بھی کوئی وضاحت اسکی نہیں کی صرف متقی کو ثابت قدم رکھا جائے گا، یا فاسق ومتقی دونوں کو، فاسق مسلمان کا جواب جب یہ ہوگا، تو انجام اچھا ہونا چاہئے، حاصل کلام یہ ہے کہ فاسق مسلمان کا نکیرین کے سوال پر جواب کیا ہوگا، اگر ربی اللہ ونبی محمد ودینی الاسلام ہوگا تو فاسق کا انجام قبر میں اچھا ہونا چاہئے، اوراگر جواب یہ نہیں ہے تو پھر کیا ہے، روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں سوال عقیدہ سے متعلق ہوگا، لہٰذا فاسق کو عذاب قبر میں گرفتار نہیں ہونا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عذاب القبر حق سواء کان مؤمنا او کافرا او مطیعا او فاسقا (شرح فقه اکبر[۱] ص:۱۲۳)

مومن خواہ مطیع ہو یا فاسق ہونکرین کے سوال کے جواب میں اقرار توحید ورسالت ودین کریگا، پھر جن اعمال پر عذاب قبر تجویز ہے، جیسے نمیمہ اور عدم اجتناب عن البول وغیرہ، ان کی وجہ سے ان پر عذاب بھی ہوگا[۲]، پھر صدقۂ جاریہ یا ولد صالح کی دعا یا علم نافع کی وجہ سے[۳] یا کسی کی شفاعت وثواب رسانی سے یا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا عذاب کم یا ختم ہوجائے گا[۴]، اور کافر پر کفر کی وجہ سے جو عذاب ہوگا وہ دائمی ہوگا، (ولا کن کان کافراً فعذابه یدوم فی القبر الی یوم القیامة) وان کان عاصیا یکون له عذاب القبر ویرتفع عنه

---

[۱] شرح فقه اکبر ص:۱۲۳، اختلفوا فی انه هل یعاد الروح الیه، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[۲] عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال ان عذاب القبر من ثلاثة من الغیبة والنمیمة والبول فایاکم وذلک الخ، شرح الصدور ص۱۶۳، باب عذاب القبر، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، بخاری شریف ص۳۵، ج۱، باب من الکبائر ان لایستتر من بوله، کتاب الوضو، مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۳] عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة الا من صدقة جاریة او علم ینتفع به او ولد صالح یدعوله، مشکوة شریف ص۳۲، کتاب العلم، الفصل الاول.

[۴] وهم (اهل الکبائر) فی مشیته وحکمه ان شاء غفرلهم وعفاعنهم بفضله الیٰ قوله وان شاء عذبهم فی النار بقدر جنایتهم بعد له ثم یخرجهم منها برحمته وشفاعة الشافعین من اهل طاعته، عقیدة الطحاوی ص۱۰۰، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، ولم یتب عنها ای عن السیئات صغیرها وکبیرها حتی مات مؤمنا غیر تائب فانه فی مشیة الله تعالیٰ ان شاء عذبه علی قدر استحقاق عقابه وان شاء عفا عنه ای بفضله ولو وقع شفاعة فی بابه الخ، شرح فقه اکبر ص۹۴، مطبوعه مجتبائی دهلی.

العذاب یوم الجمعة الخ) شرح فقه اکبر[1] ص: ۱۲۳،

اگر مؤمن مطیع ہے تو اسکو عذاب قبر نہیں ہوگا، صرف ضغطہ ہوگا "المؤمن ان کان مطیعا لا یکون لهٗ عذاب القبر ویکون له ضغطة فیجد هول ذلک" (شرح فقه کبر[2] ص: ۱۲۳)

یہ فائدہ ہر مسلمان مطیع وفاسق کو ہوگا، کہ وہ عذاب دائمی سے محفوظ ہو جائیگا، پھر مؤمن پر انعامات فوراً ہی شروع ہو جائیں گے، اور عاصی کو کچھ دیر لگے گی، یہ بات صحیح ہے کہ قبر میں سوال اعمال سے نہیں ہوگا، لیکن اعمال سیئہ یکسر معدوم نہیں کر دیئے جائین گے، بلکہ ان کی سزا روایات میں صراحتاً موجود ہے[3] عقیدہ صحیح ہونے کے باوجود معاصی کی وجہ سے مطیع وعاصی میں فرق ہوگا، کتاب[4] الروح، مرقات[5]، شرح الصدور[6] وغیرہ سے یہی تفصیل ظاہر ہوتی ہے، اور اس سے روایت میں تعارض بھی نہیں رہتا۔

تنبیہ: -حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۵ھ میں[7] ہوئی، ان کے جنازہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شریک نہیں تھے، آپ نے جو واقعہ نقل کیا ہے وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ہے، جیسا کہ مشکوۃ شریف[8] ص: ۲۶، پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

---

[1] شرح فقه اکبر ص: ۱۲۳، اختلفوا فی انه هل یعاد الروح الیه، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[2] شرح فقه اکبر ص: ۱۲۳، اختلفوا فی انه هل یعاد الروح الیه، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[3] فی حدیث جابر رضی اللہ عنہ لقد تضایق علی هذا العبد الصالح قبره حتی فرجه الله عنه، رواه احمد، مشکوة شریف ص ۲۶، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثالث مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[4] کتاب الروح ص: ۱۲۳ تا ۱۲۷، المسئلة التاسع فی اسباب التی تعذبها اصحاب القبور، مطبوعه حیدرا باد دکن.

[5] مرقاة شرح مشکوة ص: ۲۱۴، ج: ۱، قبیل باب الاعتصام، مطبوعه کراچی.

[6] شرح الصدور ص: ۶۳، باب عذاب القبر، مطبوعه مصر. (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

قبر میں نماز اور قرآن کریم کی تلاوت

سوال:- ایک معتبر کتاب میں بزرگوں کے اقوال اس طرح نقل کئے گئے ہیں۔

بعض اشخاص اس دنیائے فانی سے کوچ کرنے کے بعد قبروں میں نماز کی پابندی کرتے تھے، ایسے واقعات کو بزرگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، ایسے واقعات اعتبار کرنے کے قابل ہیں یا نہیں، اور بعض لوگ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرتے تھے، اور ان کا جسم بھی اچھی حالت میں تھا، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس قسم کے متعدد واقعات شرح الصدور[۱] میں مذکور ہیں، اللہ رب العزت کی حفاظت واجازت سے ایسا ہونا بعید نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

عذابِ قبر یوم جمعہ وغیرہ میں

سوال:- جن لوگوں سے سوال قبر نہیں جیسے شب جمعہ اور رمضان میں مرنے والا تو یہ

(حواشی صفحہ گذشتہ) [۷] وقیل انہ مات سنۃ خمس وخمسین الخ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ص: ۳۳، ج: ۲، سعد بن مالک، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[۸] عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ھذا الذی (سعد بن معاذ) تحرک لہ العرش وفتحت لہ ابواب السماء وشھدہ سبعون الفا من الملٰئکۃ لقد ضم ضمۃ ثم فرج عنہ رواہ النسائی، مشکوۃ ص۲۶، باب اثبات عذاب القبر. مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] أن النبی ﷺ مر بقبر موسی صلوات اللّٰہ علیہ وھو قائم یصلی فیہ الی قولہ کنا اذا مررنا بجنبات قبر ثابت البنانی سمعنا قراء ۃ القرآن، شرح الصدور ص: ۷۴، باب احوال الموتی فی قبورھم وانسھم فیھا فھم یصلون فیھا الخ، مطبوعہ مصر.

سوال تا قیامت نہیں یا محض اسی روز اور اس بشارت میں کفار اور مشرکین بھی داخل ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال منکر نکیر سب سے ہوتا ہے البتہ یوم جمعہ اور رمضان المبارک میں عذاب قبر نہیں ہوتا نہ مؤمن کو ہوتا ہے نہ کافر کو: **فی[1] الاشباہ ویأمن المیت فیه من عذاب القبر ومن مات فیه اوفی لیلته أمن من فتنة القبر وعذابه قال الحموی تحته اقول قال اهل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسوال منکر نکیر وضغطة القبر حق سواء کان مومنًا اوکافرًا مطیعًا اوفاسقا لکن اذا کان کافراً فعذابه یدوم الٰی یوم القیامة ویرفع العذاب عنهم یوم الجمعة وشهر رمضان بحرمة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لانهم ماداموا فی الاحیاء لایعذبهم اللّٰه فی الدنیا بحرمة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فکذالک فی القبر یرفع عنهم العذاب یوم الجمعة وکل رمضان بحرمته فیعذب اللحم متصلا بالروح والروح متصلاً بالجسم فتتألم الروح مع الجسد وان کان خارجاً منه ثم المومن علٰی وجهین ان کان مطیعاً لا یکون له عذاب ویکون له ضغطة فیجد هول ذٰلک وخوفه وان کان عاصیاً یکون له عذاب القبر وضغطة القبر لکن ینقطع عنه عذاب القبر یوم الجمعة ولیلة الجمعة ثم لایعود العذاب الٰی یوم القیٰمة وان**

---

[1] الاشباہ والنظائر ص:۲۰۳، الفن الثالث، القول فی احکام یوم الجمعة، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی.

ترجمہ:- الاشباہ میں ہے: اور مامون رہتا ہے، مردہ اس میں (یوم جمعہ میں) عذاب قبر سے اور وہ شخص جس کی اس یوم جمعہ میں وفات ہوئی، یا اس کی رات میں قبر کے عذاب وفتنہ سے محفوظ رہتا ہے، حموی نے اس کے تحت فرمایا ہے: میں کہتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت نے فرمایا ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور منکر نکیر کا سوال اور قبر کا دبوچنا حق ہے، خواہ (میت) مومن ہو یا کافر فرماں بردار ہو یا نافرمان، لیکن اگر کافر ہو تو اس کا عذاب دائمی ہوتا ہے، اور یوم جمعہ اور شہر رمضان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کی بناء پر عذاب انسے اٹھالیا جاتا ہے، اس لئے کہ جب تک وہ زندہ رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کی...... **(باقی ترجمہ اگلے صفحہ پر)**

مات یوم الجمعة اولیلة الجمعة یکون له العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم ینقطع عنه العذاب کذا فی المعتقدات للشیخ ابی المعین النسفی اھـ شرح حموی[۱] ص: ۵٦٤. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۴/۱/۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف ۸/محرم الحرام ۵۴ھ

میت کو قبر میں عصر کا وقت محسوس ہوتا ہے

سوال:-(۱) جب مسلمان میت کو دفن کردیتے ہیں تو سنا ہے میت کے لئے وہ عصر کا وقت ہوتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

(۲) غیر مسلم میت سے حساب کا وقت کون سا ہوتا ہے؟ کیا اسکو بھی عصر کا وقت معلوم ہوگا، اور اس غیر مسلم کیلئے قبر کس جگہ ثابت ہوگی، کیا غیر مسلم سے حساب و کتاب ہوتا ہے؟

ترجمہ:- وجہ سے دنیا میں عذاب نہیں فرمایا، پس اسی طرح قبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کی بناء پر یوم جمعہ اور رمضان میں ان سے عذاب اٹھالیا جائے گا گوشت کو روح کے ساتھ متصل کر کے اور جسم کو روح کے ساتھ متصل کر کے عذاب دیا جائے گا، تا کہ جسم کے ساتھ روح کو بھی تکلیف ہو اگرچہ روح جسم سے خارج ہوگئی۔ پھر مومن دو قسم کے ہوتے ہیں اگر وہ فرماں بردار ہے تو اسکو عذاب تو نہ ہوگا، البتہ قبر کا دبوچنا ہوگا، وہ اسکا خوف وہول محسوس کریگا اور اگر وہ نافرمان ہے تو عذابِ قبر بھی ہوگا، اور قبر کا دبوچنا بھی، لیکن یوم جمعہ اور لیلۃ جمعہ میں عذاب قبر ختم ہوجائیگا، پھر قیامت تک عذاب نہیں ہوگا اور اگر وہ یوم جمعہ یا لیلۃ جمعہ میں فوت ہوا تو عذاب اور قبر کا دبوچنا ایک ساعت کیلئے ہوگا، پھر عذاب ختم ہوجائیگا۔

[۱] حموی ص: ۵٦٤، ۵٦۵، الفن الثالث، القول فی احکام یوم الجمعة، مکتبه نول کشور لکھنؤ. شرح فقه اکبر ص ۱۲۳، اختلفو فی انه هل یعاد الروح الیه، مطبوعه رحیمیه دیوبند، وشامی کراچی ص ۱٦۵/۲، باب الجمعة، مطلب مااختص به یوم الجمعة.

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) میت کو قبر میں رکھنے اور دفن کرنے کے بعد فرشتے آکر اس کی روح اس میں داخل کر کے اس کو بٹھا دیتے ہیں، مردہ کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صبح سویا تھا اب غروب کے وقت بیدار ہوا ہے اور کہتا ہے کہ چھوڑ دو میں نماز تو پڑھ لوں[۱]۔ (نماز کا خیال مسلمان ہی کو ہوگا)

(۲) حدیث میں اس وقت کی تفصیل نہیں دیکھی، بظاہر تو غیر مسلم کو بھی یہی وقت محسوس ہوگا، یہ مطلب نہیں کہ جس وقت بھی میت کو دفن کیا جائے حساب غروب ہی کے وقت ہوگا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس وقت ایسا محسوس ہوگا، جیسا غروب کے قریب کا وقت ہوتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۵/۹۲ھ

مردوں کا اپنے متعارفین کو پہچاننا اور بخشوانا

سوال:- کیا موت کے بعد متوفیٰ قیامت تک یا اس سے پہلے یا اس کے بعد اپنے کسی رشتہ دار مثلاً ماں، باپ، بھائی، بہن، زوجہ، اولاد وغیرہ سے ملے گا یا نہیں، اور ان کو پہچانے گا یا نہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ شیر خوار اولاد جو کسی کی مرجاتی ہے وہ اپنے والدین کو پہچان کر بخشوائے گی یہ کہاں تک صحیح ہے اور اس کے علاوہ مرشد وغیرہ اپنے تابعین ومقلدین کو پہچانیں گے اور ان کی سفارش کریں گے۔

---

[۱] عن أبی سفیان مرفوعاً اذا ادخل المیت القبر مثلث الشمس عند غروبها فیجلس یمسح عینیه ویقول دعونی أصلی، ابن ماجة ص: ۳۱۶، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. مطبوعه رشیدیه ص: ۳۲۶، ابواب الزهد، باب ذکر القبر والبلی. مشکوٰة عن جابر ص: ۲۶، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثالث. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. وانظر "مرقاة" ص: ۱۷۵، ج: ۱، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثالث. مطبوعه اصح المطابع بمبئی،

الجواب حامداًومصلیاً

مرنے کے بعد ارواح کی ملاقات ثابت ہے روایت میں ہے کہ مرنے والے کے رشتہ داروں کو ایسی خوشی ہوتی ہے، جیسے کوئی شخص کہیں سفر سے واپس آئے تو اس کے رشتہ داروں کو خوشی ہوتی ہے، اور اس روح سے دوسرے زندہ عزیزوں کے حالات کو دریافت کرتے ہیں اوران کی اچھی حالت سے خوش ہوتے ہیں[۱]۔

چھوٹی اولاد کا والدین کو بخشوانے کی سعی کرنا احادیث سے ثابت ہے[۲]۔ اسی طرح مرشد وغیرہ بھی انشاءاللہ سفارش کریں گے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/ ۷/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۳/ رجب ۵۸ھ

۱؎ فيأتون به ارواح المؤمنين فلهم اشد فرحا من احدكم بغائبه يقدم عليه فيسألونه الخ، التذكرة ص ۴۸/ ۱، باب ماجاء فى تلاقى الارواح، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، شرح الصدور ص ۹۸، باب ملاقات الاروح، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، كتاب الروح ص ۳۰، هل تتلاقى ارواح الموتى وتتذاكر، مطبوعه پاکستان.

۲؎ وعن بعض اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم يقول انه يقال لِلْوِلْدَ انِ يوم القيامة ادخلوا الجنة فيقولون يارب حتى تدخل آبائنا وامهاتنا قال فيابون الحديث مجمع الزوائد ص: ۹۵، ج: ۳، كتاب الجنائز، باب فى من مات له واحد، رقم الحديث ۴۰۰۰، مطبوعه دارالفكر بيروت،

ترجمہ :- نبی کریم ﷺ کے بعض اصحاب سے منقول ہے کہ قیامت کے دن بچوں سے کہا جائیگا کہ جنت میں داخل ہوجاؤ تو وہ کہیں گے کہ اے پروردگار (ہم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہونگے) جب تک کہ ہمارے ماں باپ کو جنت میں داخل نہ کردیں۔

۳؎ وكذا شفاعة العلماء والاولياء والشهداء والفقراء واطفال المؤمنين الصابرين على البلاء الخ، شرح فقه اكبر ص ۱۱۴، مطبوعه رحيميه ديوبند، شرح عقائد ص ۱۱۴، مبحث الشفاعة ثابتة، مطبوعه تهانوى ديوبند.

سکرات کی تکلیف معصوم کو

سوال:- بچوں کو جو سکرات کی تکلیف ہوتی ہے کس وجہ سے حالانکہ وہ معصوم ہوتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اور انبیاء علیہم السلام کو جو ہوتی ہے وہ کس وجہ سے حالانکہ وہ بھی معصوم ہیں، عوام میں یہ مشہور ہے کہ جس کو سکرات کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے وہ بہت گنہ گار رہوتا ہے، اور جس کی روح آسانی سے نکل جاتی ہے، اس کے ذمہ گناہ نہیں ہوتے، مگر یہ خیال کلیۃً صحیح نہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ میں پہلے موت کی آسانی پر بہت رشک کیا کرتی تھی، لیکن جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت تکلیف کو دیکھا پھر رشک نہیں کیا: **عن عائشة رضی اللّٰہ عنها ما اغبط احداً بهون موت بعد الذی رائیت من شدة موت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم رواه الترمذی والنسائی اھ مشکٰوة شریف[1] ص: ۱۳۶، عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت مارأیت احداً الوجع علیه اشد من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم متفق علیه ومنها قالت مات النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بین حاقنتی وذاقنتی فلا اکره شدة الموت لاحد ابدا بعد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم رواه البخاری مشکٰوة شریف[2] ص: ۱۳۴، باب عیادة المریض.** فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

---

[1] مشکوة شریف ص: ۱۳۶، باب عیادة المریض. الفصل الثانی. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمة الحدیث:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا میں کبھی کسی کی آسان موت کی آرزو نہیں کرتی، اس کے بعد جب کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موت کی سختی دیکھی۔

[2] مشکوة شریف ص: ۱۳۴، باب عیادة المریض. ...... (باقی حاشیہ وترجمہ اگلے صفحہ پر)

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Ahwal Barzakh

بچوں سے سوالِ قبر نہیں

جو مسلمان بچے انتقال کر جاتے ہیں ان سے قبر میں حساب کتاب ہوتا ہے یا نہیں؟ یا ان سے سوالات کئے جاتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چھوٹے بچوں سے قبر میں سوال وجواب نہیں ہوتا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۸/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۸/۸۷ھ

نابالغ سے سوال منکر ونکیر

سوال:- جو مسلمان بچے انتقال کر جاتے ہیں ان سے قبروں میں حساب وکتاب ہوتا ہے یا نہیں؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ الفصل الاول. مطبوعه يسر نديم ديوبند.

ترجمة الحديث :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا میں نے کسی پر ایسی سخت تکلیف نہیں دیکھی جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان فوت ہوئے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موت کے بعد کسی کی موت کی شدت کو مکروہ نہیں سمجھتی۔

(حاشیہ صفحہ هذا) [1] ان مالا يسئل ثمانية الشهيد والمرابط والمطعون والميت زمن الطاعون بغيره اذا كان صابراً محتسبًا والصديق والاطفال والميت يوم الجمعة الخ شامی كراچی ص: ۱۹۲، ج: ۲، مطلب ثمانية لا يسألون فی قبورهم. باب صلاة الجنائز، شرح فقه اكبر ص ۱۲۱، المستثنى من سوال القبر، مطبوعه رحيميه ديوبند، نبراس ص ۲۰۶، سوال منكر نكير، مطبوعه امدايه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

چھوٹے بچوں سے قبر میں سوال وجواب نہیں ہوتا[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۸/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۸/۸۷ھ

انبیاء واولیاء کا قبروں سے نکلنا

سوال:- انبیاء واولیاؤ شہداء کا قبروں سے نکلنا شرعاً ثابت ہے، یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قیامت کے روز سب کا نکلنا شرعاً ثابت ہے[۲]۔ اور قیامت کے پہلے اس جسم کے ساتھ نکلنا دلائل شرعیہ سے ثابت نہیں، البتہ حیات برزخی علیٰ قدر مراتب ثابت ہے: **ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتًا بل احيآء (الآية[۳]) وغيرها من الأيات والروايات.**

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۹/۱/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم

---

[۱] قال سيد ابوشجاع ان للصبيان سوالا (شرح عقائد) وفى الحاشية قيل ينبغى ان يكون هذا مخصوصاً بصبيان المشركين فان صبيان المؤمنين مغفور، شرح عقائد ص: ۹۹، ج: ۱، بحث سوال منكر نكير، مطبوعه يا سرنديم ديوبند. شرح الصدور ص ۱۵۲، باب من لايسأل فى القبر، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، طحطاوى مع المراقى ص ۵۰۹، قبيل فصل فى زيارة القبور، مطبوعه مصرى.

[۲] وان الله يبعث من فى القبور (سورة حج الآية نمبر ۷) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میت کا مدت دراز کے بعد سامنے آکر ملاقات کرنا

سوال:-ایک مرحوم بزرگ اپنے مرنے کے پانچ سو برس بعد زندہ انسانوں کی طرح ایک شخص کو ملے اور ایک خط کا جواب لکھ کر سنایا، کیا ایسا واقعہ پیش آسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ پاک کی طرف سے کسی کو اگر اس کی اجازت مل جائے تو قدرت حق سے یہ چیز خارج نہیں، لیکن اس قسم کے واقعات مثالی طور پر قرآن پاک اور احادیث شریف میں مذکور نہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطور معجزہ کے مردوں کو زندہ فرمانا قرآن پاک[1] اور حدیث شریف[2] میں مذکور ہے پانچ سو سال کے بعد کسی بزرگ کا زندہ ہو کر یہاں رونما ہونا جس طرح قدرتِ خداوندی سے خارج نہیں، اسی طرح اس کا شرعی ثبوت بہم پہنچانا کہ یہ وہی بزرگ ہیں یہ بھی کچھ آسان کام نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱/۸۸ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ**:-اللہ ان لوگوں کو اٹھائے گا، جو قبروں میں ہیں۔

[3] پارہ نمبر:۴، سورۂ آل عمران الآیۃ: ۱۶۹ . ملاحظہ ہو شرح الصدور ص۲۳۷، باب مقر الارواح، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، کتاب الروح ص ۱۵۰، این مستقر الارواح، مطبوعہ پاکستان.

ترجمہ:-جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں۔(بیان القرآن)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] واحی الموتی باذن اللّٰہ سورۃ آل عمران الآیۃ ۴۹، وسورۃ المائد آیت: ۱۱۰،

[2] ولکن انطلقوا الی عیسی بن مریم فانہٗ یبری الاکمہ والا برص ویحیی الموتیٰ الحدیث. المسند للامام احمد بن حنبل ص:۵، ج:۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

ترجمہ:-لیکن عیسی ابن مریم کے پاس کے جاؤ اس لئے کہ عیسی ابن مریم مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو شفاء دیتا ہے اور مردوں کو زندہ کرتا ہے۔

حیاتِ شہداء اور وفات

سوال:- میرے ایک دوست ہیں جو مولانا خوش حال صاحب کے پکے مرید ہیں ان کے ساتھ اکثر مختلف مسائل پر باہمی گفتگو ہوتی رہتی ہے، میرا اوران کا معمول یہ ہے کہ ہم عشاء کی نماز پڑھ کر ایک بزرگ ابراہیم علی شاہ پیر کچہری بھوپہ اسٹینڈ پر مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے کے لئے جاتے ہیں، ان کا معمول ہے کہ وہ اگربتی جلاتے ہیں، اوران کی قبر پر جو گولک لگی ہوئی ہے اس میں پیسے ڈالتے ہیں اور مزار پر جو شیرینی اکثر لوگ چڑھاتے ہیں اس کو کھالیتے ہیں ہمارا اوراس کا اس مسئلہ پر اختلاف ہے، میں کہتا ہوں جو شیرینی چڑھاوے کی ہے، اس کا کھانا حرام ہے اس لئے آپ نہ کھائیں وہ کہتے ہیں ہم تو ان کو زندہ مانتے ہیں، یہ مردہ نہیں ہیں، میں کہتا ہوں کہ قرآن میں ہے کہ سوائے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سب مردہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے کہ اولیاء اللہ اور شہید سب زندہ ہیں، اورتم نے قرآن پاک سے اعراض کیا ہے، تم کو سخت سزا ملنی چاہئے دریافت طلب یہ ہے کہ:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور بزرگ ولی اپنی قبر میں زندہ ہے یا نہیں؟

(۲) ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زندہ نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ وہ بھی انتقال کرگئے: "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت"

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) زندگی تو اوروں کیلئے بھی ثابت ہے مگر سب کی زندگی یکساں نہیں، بڑا فرق ہے نبی کے بعد انکی بیوی سے نکاح جائز نہیں، نیز نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، اولیاء اللہ اور شہداء کا یہ

حال نہیں[1]۔

(۲) ایک قسم کی وفات جو کہ شان اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مناسب واقع ہوئی ہے: ''اِنَّکَ میّت و انھم میتون''[2] (الآیۃ) اس کے باوجود حیات نہایت اعلیٰ قسم کی حاصل ہے، آبِ حیات اور شفاء السقام وغیرہ میں تفصیل مذکور ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۰/۹۴ھ

حیات برزخیہ کی نوعیت

سوال:- یہاں ایک ہفتہ واری پرچہ نکلتا ہے، جس کے ایڈیٹر صدیق علی قادری

---

[1] حیاة الانبیاء اقوی منهم واشد ظهوراً آثارها فی الخارج حتی لا یجوز النکاح بازواج النبی ﷺ بعد وفاته بخلاف الشهید والاولیاء ملحقون بهم (ای بالشهداء) ملخصاً، تفسیر مظهری ص: ۱۵۲، ج: ۱، سورۂ بقره آیت: ۱۵۴، مطبوعه رشیدیه کوئٹه.
ومنها انه لایورث فی الصحیحین عن ابی بکر رضی الله عنه سمعت النبی ﷺ یقول لانورث ما ترکنا صدقة (شرح الزرقانی ص: ۳۳۱، ج: ۵، ومنها انه لایورث الخ، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، راجع المرقات ص: ۵۰۶، ج: ۵، قبیل باب مناقب قریش، مطبوعه اصح المطابع بمبئی، ومنها انه حرم نکاح ازواجه من بعد الخ، شرح الزرقانی ص ۲۸۱/۵، ومنها انه حرم نکاح ازواجه الخ، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، تفسیر ابن کثیر ص ۵۰۸/۳، آیت: ۵۳، سورۂ احزاب، مکتبه تجاریه مکه مکرمه.

[2] پ: ۲۳، آیت: ۳۰، سورۃ الزمر.
ترجمہ:- آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ (از بیان القرآن)

[3] انظر الباب التاسع فی حیاة الانبیاء علیهم الصلاة والسلام، ص: ۱۴۹، الی ص: ۱۵۹، (شفاء السقام فی زیارة خیر الانام للامام تقی الدین السبکی، ''آب حیات'' مؤلفہ مولانا قاسم نانوتویؒ اسی موضوع پر ہے)

ہیں، ان کا مضمون شائع ہوا ہے، ان کا استدلال یہ ہے کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں، اور حسب ذیل آیات کا حوالہ دیا، ''وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَا تَشْعُرُوْن'' یہ آیت ان لوگوں سے متعلق ہے جو اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے، کیا اولیاء کرام کا تعلق بھی اس آیت سے ہے، ڈاکٹر حاجی محمد عزیز الرحمٰن صاحب (بریلی) فرماتے ہیں اسی لئے تمام عالم اپنی حسن عقیدت لے کر اس بارگاہ سے فیض حاصل کرنے کے لئے حاضر بارگاہ ہو کر آستانہ سے اپنا دامن گوہر مراد سے بھر لے جاتا ہے، ایک جگہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ کی زبان مبارک نے صاف اعلان کر دیا ہے، کہ زندہ ہیں ان کو مردہ مت کہو، چنانچہ زندوں سے مراد مانگنا جائز ہے، ایک جگہ اور فرماتے ہیں کہ اس لئے عوام الناس انکے مزار اقدس کو مرجع خلائق سمجھتے ہوئے انسے طالب امداد ہوتے ہیں، اور یہ اپنی منگتا کی حاجت روائی فرماتے ہیں، اس لئے ان کے آستانہ پر سر نیاز جھکانے والوں کی تمنا بر آئی ہے، اور انشاء اللہ ہر نیازمند کی تمنا انکے در سے پوری ہوتی رہیگی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اولیاء کرام زندہ ہیں اور ان سے مدد طلب کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو حضرات اللہ کی راہ میں شہید ہوں انکے متعلق قرآن کریم میں مذکور ہے، انکو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں مگر تمکو انکی زندگی کا شعور نہیں[1] لیکن ان کی اس زندگی کو بالکل دنیاوی زندگی سمجھنا غلط ہے، کیونکہ اسکا شعور تو سب کو ہے، اگر انکی زندگی بھی ایسی ہی ہوتی تو اسکا بھی شعور ہوتا، نیز انکی نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی، انکو دفن نہ کیا جاتا، انکی میراث تقسیم نہ ہوتی، انکی عورتوں

---

[1] ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون الآیۃ، سورۃ البقرۃ الآیۃ: ۱۵۴،

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Ahwal Barzakh

پر عدت واجب نہ ہوتی[۱] اور دوسرے لوگوں سے انکا نکاح جائز نہ ہوتا، انکی زندگی شعور سے بالا تر ہے، اولیاء اللہ کو بھی ایک قسم کا زندگی عطاء ہوئی ہے وہ بھی شعور سے بالا تر ہے، انکی حیات کو تسلیم کرنا بھی لازم ہے، اور انکی وفات کو تسلیم کرنا بھی لازم ہے[۲]، وفات کے بعد جو حیات ہے، اسکے متعلق جتنی بات شرعی دلائل سے ثابت ہے، اس کو تسلیم کیا جائیگا، اور جو بات شرعی دلائل سے ثابت نہیں، اسکو قیاس سے ثابت نہیں کیا جائیگا[۳]، زیارت قبور کی ترغیب حدیث پاک میں آئی ہے، ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کی ترغیب بھی آئی ہے، وہاں جا کر سلام کی ترغیب بھی موجود ہے[۴]، بعض روایات میں انکے توسل سے دعا بھی منقول ہے، اسطرح کہ اے اللہ اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے میری دعا قبول فرما، میری فلاں حاجت پوری فرما[۵]، بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر حاضر ہو کر خود ان سے اپنی مرادیں مانگنا کہ آپ مجھے بیٹا دیدیجئے میرے

---

۱ والشهيد حي في احكام الآخرة كما قال تعالىٰ بل احياء عند ربهم فاما في احكام الدنيا فهو ميت يقسم ميراثه وتتزوج امرأته بعد انقضاء العدة وفريضة الصلوة من احكام الدنيا فكان فيه ميت الخ، مبسوط سرخسی ص ۲/۵۰، باب الشهيد، مطبوعه دار المعرفة بيروت، بدائع الصنائع ص ۱/۳۲۵، فصل في حكم الشهادة في الدنيا، مطبوعه کراچی، طحطاوی مع المراقي ص ۵۱۸، باب الشهيد، مطبوعه مصری.

۲ بيان القرآن، ج: ۱، ص: ۸۷، معارف القرآن ج: ۱، ص: ۳۹۵. سورة البقرة آيت: ۱۵۴.

۳ وقياس الغائب على الشاهد فاسد الخ، شرح عقائد ص ۴۷، مبحث رؤية الله الخ مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

۴ راجع حديث ابي هريرة وحديث بريدة وحديث ابن عباس في باب زيارة القبور، مشكوة ص: ۱۵۴، ج: ۱، مطبوعه ياسرنديم ديوبند،

۵ راجع حديث عثمان بن حنيف في قصة عثمان بن عفان اللهم اني اسألك واتوجه اليك بنبينا محمد ﷺ نبي الرحمة يا محمد اني اتوجه بك الى ربي فتقضى لي حاجتي، المعجم الكبير للطبراني ص ۹/۳۱، رقم الحديث: ۸۳۱۰، ما اسند عثمان بن حنيف، طبع دار احياء التراث العربي بيروت. مشكوة شريف ص ۱۳۲، باب الاستسقاء، طبع ياسر نديم ديوبند.

مقدمہ میں کامیاب کردیجئے میں بیمار ہوں صحت دے دیجئے وغیرہ وغیرہ، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ حضرات یہ سب کام کردیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو تصرف کے اختیارات دے رکھے ہیں، شرعی دلائل (قرآن کریم، حدیث شریف، اجماع، قیاس ائمہ مجتہدین) سے ثابت نہیں[۱]، اس واسطے بزرگان دین کے لئے نذر ماننے اور ان کے مزارات پر چڑھاوا چڑھانے کی اجازت نہیں، بحرالرائق[۲]، درمختار[۳]، شامی[۴]، طحطاوی[۵] اور دیگر کتب فقہ میں ایسی نذر کو ناجائز اور حرام لکھا ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے بھی فتح العزیز[۶] میں حرام تحریر فرمایا ہے، مدارک التنزیل کی شرح الاکلیل[۷] میں بہت سی کتب سے اس کے لئے عبارات نقل کی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۰/۱۴۰۰ھ

---

۱ من قصد بزيارة قبور الانبياء والصلحاء ان يصلى عند قبورهم ويدعو عندها ويسألهم الحوائج وهذا لا يجوز عند احد من علماء المسلمين. مجمع البحار ج:۲، ص:۴۴۴، تحت زور، باب الزاء مع الواو، مطبوعه دائرة معارف عثمانيه حيدرآباد دكن.

۲ البحر الرائق كوئٹه ص:۲۹۸، ج:۲، قبيل باب الاعتكاف.

۳ ان النذر الذى يقع للاموات من اكثر العوام ومايؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالاجماع باطل وحرام، الدرالمختار مع الشامى ص:۴۳۹، ج:۲، كتاب الصوم، مطلب فى النذر الذى يقع للاموات.

۴ ملاحظه هو حاشيه نمبر:۳،

۵ طحطاوى على المراقى ص:۵۷۱، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به الخ. مطبوعه مصر.

۶ فتح العزيز ص:۴۳۵، تحت سورة الدهر، مطبوعه رحيميه ديوبند.

۷ الاكليل على مدارك التنزيرل ص:۸۶، ج:۲، تحت سورة البقرة آيت:۱۷۳، مطبوعه اكليل رسڑا.

حرمت جسم شہید علی الارض کی تشریح

(بیان القرآن کی ایک عبارت)

سوال:- بیان القرآن میں ایک جگہ یہ عبارت ہے

''حدیث میں 'حرمت جسم شہید علی الارض' وارد ہے غیر ارض سے غیر متأثر ہونا وارد نہیں، چنانچہ دوسرے اجسامِ مرکبہ مثل اسلحہ، ادویہ، اغذیہ واخلاطہ واجسام بسیطہ مثل آب وآتش وباد کی تاثیر انبیاء علیہم السلام کی حیات قبل الممات سے اقویٰ نہیں اور بعض حصہ ارض میں بعض حصہ غیر ارضیہ بھی شامل ہوجاتی ہے، جس طرح دوسرے عناصر میں بھی مخالف عناصر شامل ہوجاتے ہیں سو اگر ان اجزاءِ غیر ارضیہ سے ان کے اجسام متأثر ہوجائیں تو اس سے ان احادیث پر اشکال نہیں ہوتا، جن میں حرمتِ اجسام علی الارض وارد ہے اور ایک جواب یہ ہے کہ امتیاز اجساد شہید کیلئے یہ بھی کافی ہے کہ دوسرے اموات سے زیادہ مدت تک ان کے اجسادِ خاک سے متأثر نہ ہوں گو کسی وقت میں ہوجائے اور احادیث سے بھی امر مقصود کہا جائے کہ ان محفوظیت اجساد کی خارق عادت ہے اور خرقِ عادت کی دونوں صورتیں ہیں، حفظ مؤبد اور حفظ طویل، اور چونکہ برزخ حواس سے مدرک نہیں ہوتا، اسلئے **لا تشعرون** فرمایا گیا (ص:۸۸، جلد ا پارہ ۲)''

امید ہے کہ آپ اپنی زبان میں وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں گے، مولانا کے الفاظ بہت ہی دقیق ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض روایات میں آیا ہے کہ شہید کا جسم محفوظ رہتا ہے، مٹی اس کو متأثر نہیں کرتی، گلتا

سڑتا نہیں، شہید کو ایک خاص قسم کی حیات حاصل ہے[۱]، اس پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ تلوار سے اگر اس کے ٹکڑے کردیئے جائیں تو وہ کٹ جاتا ہے آگ اور پانی سے بھی متأثر ہوتا ہے، جس چیز میں مٹی اور دوسری چیز مخلوط ہو اس سے متأثر ہوتا ہے، یہ متأثر ہونا حدیث کے خلاف ہے، جس میں اس کے محفوظ رہنے کو فرمایا گیا ہے، کیونکہ ان چیزوں سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام بھی متاثر ہوتے ہیں اور شہید کی حیات انبیاؑء کی حیات سے قوی نہیں، اس اشکال کے دو جواب دیئے ہیں[۲]، اول یہ کہ برزخ کے حالات حواس سے مدرک نہیں ہوتے، اور قیاس سے ان کو ثابت نہیں کیا جاسکتا، پس اگر دفن سے پہلے شہید کا جسم تلوار وغیرہ سے کٹ جائے آگ سے جل جائے تو اس پر قیاس کر کے یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ دفن کے بعد وہ مٹی سے بھی متأثر ہوکر گل سڑ جائے محفوظ نہیں رہے گا۔

دوم: یہ کہ اگر وہ گل سڑ بھی جائے تو ہوسکتا ہے کہ مٹی کے ساتھ وہاں دوسرے اجزاء مثلاً پانی مخلوط ہو اس پانی سے گل سڑ گیا ہو نہ کہ محض مٹی سے، حدیث شریف[۳] میں اتنا ہی ہے، ارض اسکے جسم کو نہیں کھاتی، یہ نہیں کہ پانی بھی اس کو نہیں گلاتا، ایک احتمال یہ بھی ہے کہ مقصود یہ ہو مٹی دیر تک نہیں کھاتی نہ یہ کہ کبھی نہیں کھاتی، بس عام موتی کے اعتبار سے اگر شہید کا جسم کچھ دیر تک بطور خرقِ عادت محفوظ رہا تب بھی حدیث شریف کا مضمون صادق آگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ملاحظہ ھو التذکرہ فی احوال الموتی ص ۱۳۳ / ۱، باب لاتأکل الارض اجسادالانبیاء ولا شھداء وانھم احیاء، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

[۲] بیان القرآن ص: ۸۸، ج: ۱، سورہ بقرہ پ: ۲. مکتبہ نعمانیہ

[۳] ان اللّٰہ عزوجل حرم علی الأرض اجسام الأنبیاء ابوداؤد شریف ص: ۱۵۰، ج: ۱، باب تفریع ابواب الجمعہ، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند.

ترجمہ:- بیشک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو مٹی پر حرام قرار دیا ہے۔

بزرگوں کی ارواح سے ملاقات کا دعویٰ

سوال:- ایک پیر صاحب نے اپنے مرید سے کہا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو ڈھونڈ کر لاؤ، وہ مرید پہلے شانتی باغ گئے، اس کے بعد بیت المقدس گئے، پھر مدینہ منورہ گئے، وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضرت خضر علیہ السلام نے کہا نماز میں حاضر نہیں ہونگا، دعا میں ضرور شامل ہونگا، کچھ جگہ چھوڑ دو، کیونکہ حضور ﷺ کی پاک روح اور بڑے پیر صاحب کی روح حاضر ہوگی، یہ تمام باتیں پیر صاحب نے اعتکاف کے عالم میں کہیں، یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق عامۂ محدثین تو کہتے ہیں کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے، مگر صوفیاء ان کی حیات کے قائل ہیں[۱]، کچھ ان کے مکاشفات ومشاہدات ہیں جن کی بناء پر وہ ایسا کہتے ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو اپنے مکاشفہ سے کوئی شخص دیکھ لے اور ان سے بات کرلے اور ان کو دعوت دے کر بلالے، اور وہ تشریف بھی لے آئیں، اور یہ بھی ممکن ہے، کہ سرکار دوعالم ﷺ کی روح مبارک کسی نیک نصیب کے مکان پر رونق افروز ہو جائے، ممکن ہے کہ جسد اطہر کے ساتھ تشریف لائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بڑے پیر صاحب کی روح آجائے، مگر ان ارواح مبارکہ کے لئے جگہ چھوڑنا بیکار اور بے معنی ہے، جس طرح ان کی

---

[۱] ذهب الجمهور من الناس الیٰ أن الخضر مات ﷺ وقالت فرقة حی لانه شرب من عین الحیاة وانه باق فی الارض،ویحج البیت الخ ، تفسیر قرطبی ص ۴/۱۳ /ج ۵. الجزء العاشر، دارالفکر بیروت، سورۂ کهف آیت ۸۲، مسلم شریف ص ۲/۲۶۹، باب من فضائل الخضر علیه الصلاة والسلام، مطبوعه رشیدیه دهلی، فتح الباری ص ۷/۹۴، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیهما السلام، مکتبه نزارمصطفی الباز مکه مکرمه،

تشریف آوری اور یہ لمبی مسافت کا قطع کرنا بغیر سواری کے ہے اور محسوس طریقہ پر نہیں ہے، اسی طرح مجلس میں بیٹھنے کیلئے محسوس جگہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں، بعض آدمیوں کو قوت خیالیہ کے غلبہ سے بھی ایسا محسوس ہوتا ہے، کہ فلاں شخص آئے اور ان کے لئے جگہ چھوڑتے ہیں[1]، میرے جاننے والے بھی ایک صاحب دماغی مریض تھے، وہ تو ایسی ارواح کے لئے کھانا پکوانے کی بھی تاکید کیا کرتے تھے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] آمدن ارواح دریں شبها از روی احادیث صحیحه مرفوعه متصل الاسناد ثابت نه گشتهٔ مائة مسائل ص ۱۰۸، الجنة لاهل السنة ص ۱۷۴-۱۷۷، البراهین القاطعه ص ۹۱-۹۲، فتاویٰ عزیزی ملاحظه هو ص ۱۰۵ ج ۲،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب یازدہم

﴿حشر وحساب، جزاوسزا﴾

قبر یا حشر میں کیا ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا؟

سوال :- کیا قبر یا حشر میں میت کو باپ کے نام سے پکارا جائے گا، سنن[1] ابوداؤد شریف میں ایک حدیث ہے جو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے نقل ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے نام اچھے رکھو کیونکہ حشر میں اپنے باپ داداؤں کے نام سے پکارے جاؤ گے حدیث وقرآن پاک سے ثبوت دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حشر میں ماں کی طرف منسوب کرکے پکارے جانے کے متعلق کوئی قوی حدیث میری نظر سے نہیں گذری، البتہ بذل[2] المجہود شرح ابوداؤد ج:۵،ص:۲۶۷ میں نقل کیا ہے: قد جاء

[1] ابوداؤد ص ۲/۶۷۲، کتاب الادب، باب تغییر الاسماء، مطبوعہ سعد دیوبند.

[2] بـذل المجهود ص:۲۶۷، ج:۵، مطبوعه یحیوی سهارنپور، کتاب الأدب. باب في تغییر الأسماء، اشعة اللمعات ص ۴/۵۰، باب الاسامی، مطبوعه نوریه پاکستان.

ترجمہ:- بعض روایتوں میں آیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔

فی بعض الروایات انه یدعی الناس یوم القیامة باسماء امهاتهم فقیل الحکمة فیه ستر حال اولاد الزنا لئلا یفتضحوا وقیل ذٰلک لرعایة حال عیسٰی بن مریم علیه السلام وقیل غیر ذالک فان ثبت هٰذه الروایة حمل الأباء علی التغلیب کمافی الابوین او یحمل انهم یدعون تارة بالاٰباء واخریٰ بالامهات او البعض بالاٰباء والبعض بالامهات. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۴/۵ھ

رمضان میں مرنے والے سے حساب

سوال:- اگر کوئی شخص رمضان شریف میں مرجائے تو اس سے حساب ہوگا، یا نہیں، اگر ہوگا تو پورا حساب ہوگا، بعد رمضان یا بعد رمضان کچھ تخفیف کے ساتھ ہوگا۔

الجواب حامداًومصلیاً

امید ہے کہ بالکل حساب نہیں ہوگا[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۹/۱۶ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۹/۱۶ھ

سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا

سوال:- میدان حشر میں حساب پہلے کس کا ہوگا؟ آیا انسان کا یا جنات کا؟ پھر ان میں سے کون سے انسان کا پہلے حساب ہوگا یا کون سے جنات کا؟ آیا نبیوں میں سے کس نبی کا

---

[۱] یرفع عنه (العذاب) یوم الجمعة وشهر رمضان. شامی نعمانیه ص:۵۵۴، ج:۱، شامی کراچی ص:۱۶۵، ج:۲، قبیل باب العیدین. شرح فقه اکبر ص ۱۲۳، مطبوعه رحیمیه دیوبند، شرح الصدور ص ۳۰۶، باب احسن الاوقات للموت، مطبوعه دارالمعرفة بیروت.

ہوگا؟ اولیاء یا عالموں یا شہیدوں کا یا مجرموں کا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ کسی کتاب میں دیکھنا یاد نہیں۔اس پر نہ مدارِ نجات ہے نہ کسی مسئلہ فقہیہ عملیہ کا ترتب ہے اس لئے اس کی تفتیش کی ضرورت نہیں سمجھی[1]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۷/۹۵ھ

کافر غریب مصیبت زدہ کا انجام

سوال:۔ دنیا میں غریب غیرمسلم بہت ہیں، یہاں پر بھی تکلیف میں ہیں اور وہ عاقبت میں بھی ایمان نہ ہونے کی وجہ سے جہنم میں ہیں، اور غیرمسلم بعضے خوش حال اور مالدار ہیں، دنیا میں آرام سے ہیں، اگرچہ عقبیٰ میں ایمان نہ ہونے سے جہنمی ہے، تو اس کا کیا مطلب ہے؟ غریب کو کہیں آرام نہیں ملا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں وہ غریب غیرمسلم بہت قابل حسرت ہے جو یہاں بھی غربت کی مصیبت میں ہے، اور مرنے کے بعد بھی اپنے کفر کی وجہ سے جہنم میں رہے گا[2] لیکن یہاں ایمان قبول کرنا اور اعمال صالحہ کرنا اس کے لئے ممنوع نہیں ہے، بلکہ ہدایت کا دروازہ اس کیلئے بھی کھلا ہوا

---

[1] وینبغی ان لا یسأل الانسان عمالا حاجة الیه کان یقول کیف هبط جبرئیل وعلی ای صورة راٰه النبی ﷺ الی قوله الی غیر ذالک مما لاتجب معرفته ولم یرد التکلیف به الخ، شامی زکریا ص ۴۸۵/۱۰، کتاب الخنثیٰ فی مسائل شتیٰ.

[2] راجع الآیة "وان اصابته فتنة محنة وسقم فی نفسه وماله انقلب علی وجهه ای رجع الی الکفر خسر الدنیا بفوات ماامله منها والآخرة بالکفر ذلک هوالخسران المبین. سورۂ حج الایة:۷. (جلالین شریف ص ۲۷۹/ج ۱، مطبوعه اشرفی دیوبند)

ہے، وہ اس دروازہ میں نہ آئے تو کسی کا کیا قصور ہے؟ "افنلزمکموھا وانتم لھا کارھون"[۱] (الایۃ) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

قیامت میں جانوروں سے حساب

سوال:۔ اگر ایک سینگ والی بکری نے بے سینگ والی بکری کو مارا ہوگا تو قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو سینگ دیکر بدلہ دلوائیں گے، مقررین وواعظین اسے بیان کرتے ہیں تو کیا یہ مخلوق بھی حساب کی مکلّف ہوگی، اور عذاب وثواب کی مستحق ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ صحیح ہے ترمذی شریف میں بھی ہے[۲] اس بدلہ کے متعلق حاشیہ میں لکھا ہے "قالوا ھذا قصاص مقابلۃ لاقصاص تکلیف یوخذ من الاطفال والمجانین والحیوانات کلھا کذافی الطیبی واللمعات"[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۸/۸/۱۳۹۵ھ

---

[۱] سورۂ ھود الآیۃ: ۲۸/ انجبرکم علی قبولھا (جلالین ص ۱۸۲/۱، مطبوعہ اشرفی دیوبند)

ترجمہ:-تو کیا ہم اس کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور تم اس سے نفرت کئے چلے جاؤ (بیان القرآن)

[۲] عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لتؤدن الحقوق الیٰ اھلھا حتی تقاد الشاۃ الجلحاء من الشاۃ القرناء وحدیث ابی ھریرۃ حدیث حسن صحیح . (ترمذی ج۲/ ص۶۷/ ابواب صفۃ القیامۃ، باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص، مطبوعہ مکتبہ بلال دیوبند)

ترجمہ: -حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حقوق ان کے اہل کو ادا کئے جائیں گے، حتی کہ بے سینگ والی بکری کا سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔

[۳] ملاحظہ ھو حاشیہ: ۱۲، ترمذی شریف ص۶۷/۲، مطبوعہ مکتبہ بلال دیوبند) طیبی ص۳۰۵/۹، باب الظلم، الفصل الاول، مطبوعہ زکریا دیوبند، شرح نووی للمسلم ص۱۱۲/۸، باب تحریم الظلم. مطبوعہ رشیدیہ دھلی،

معصوم بچے کس قصور کی وجہ سے بیمار ہوتے ہیں؟

سوال: ۔دنیا میں بچے بیمار ہوتے ہیں اور تکلیف میں رہتے ہیں حالانکہ وہ معصوم ہیں، انہوں نے کیا قصور کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ کس قصور کی سزا ہے، درحقیقت یہ بنیاد ہی غلط ہے کہ یہاں جس کو بھی بیماری یا کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ کسی قصور کی سزا ہوتی ہے بلکہ اس میں دوسری مصالح بھی ہوتی ہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معصوم بچوں کے بیمار ہونے کا سبب

سوال: ۔نابالغ بچے اور شیر خوار بچے معصوم یعنی بے گناہ ہوتے ہیں، ان سے قبر میں سوال نہیں ہوتا، تو ان کی زندگی میں انہیں ایسی ایسی تکلیفوں میں کیوں مبتلا کرتا ہے، جو ہم سے دیکھی نہیں جاتی؟ زیادہ تر چیچک کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کے درجات بلند کرنا[۲] نیز ان کے والدین اور عزیزوں کو جو کچھ پریشانی اور تکلیف

---

[۱] مثلاً بچہ کی بیماری وسختی نزع والدین کے گناہوں کی پاکی وصفائی کا ذریعہ ہوتی ہے "تعسیر نزع الصبی تمحیص للوالدین" (الحاکم والدیلمی عن انس) (کنز العمال ص۲۸۷/ج۳/ رقم الحدیث ۶۷۸۵، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت. (حاشیہ نمبر:۲/ اگلے صفحہ پر)

ہوتی ہے اس سے انکے گناہوں کو دور کرنا[۱] اور خدائے پاک کی طرف توجہ دلانا یہ دو فائدے تو بالکل صاف نظر آتے ہیں اور بھی فائدے ہوں گے، جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہونگے، اگر چیچک میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں تو اس میں والدین وغیرہ کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، کیونکہ یہ بیماری زیادہ گھناؤنی ہے۔

اصل یہ خیال ہی غلط ہے، کہ یہاں جو بیماری ہوتی ہے وہ بیمار کے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے، اس لئے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی بیماریاں پیش آئی ہیں، حالانکہ وہ بھی معصوم ہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۰/۹۰ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] فی حدیث ابی فاطمة مرفوعاً والذی نفسی بیده ان اللّٰه لیحب ان یبتلی العبد ویحبه وقد کتب له الدرجة من الجنة مایبلغها بشئی من عمله دون ان یبتلیه بالبلاء حتی یبلغه تلک الدرجة. (کتاب الترغیب والترهیب، للأصبهانی ص۲۴۵/ج۱) باب فی ثواب البلاء وانه کفارة للذنوب. مطبوعه مؤسسة الخدمات الطباعیة بیروت لبنان،

ترجمہ:- قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ بندے کو کسی مصیبت اور آزمائش میں مبتلا کریں، اور وہ بندہ اللہ سے محبت کرے اور اس کے لئے لکھ دیا جائے جنت کا وہ درجہ کہ اس درجہ تک بندہ اپنے کسی عمل سے نہیں پہنچ سکتا، بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کو آزمائش میں مبتلا کریں، اور وہ آزمائش بندے کو اس درجہ تک پہنچادے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] جیسے کہ وارد ہے "تعسیر نزع الصبی تمحیص للوالدین (کنز العمال ص۲۸۷/ج۳، مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت)

[۲] فی حدیث ابی سعید الخدری مرفوعاً "انا کذالک معشر الانبیاء یضاعف علینا الوجع لیضاعف لنا الاجر (کتاب الترغیب والترهیب للأصبهانی، ص۲۵۲/ج۱/باب الباء فصل فی ثواب المریض والمبتلیٰ. مطبوعه مؤسسة الخدمات الطباعیة بیروت لبنان،

ترجمہ:- ہم انبیاء کو اسی طرح کئی گنا تکلیف دی جاتی ہے تا کہ ہمیں دوگنا اجر ملے۔

مرتکب قتل عمد کی مغفرت وخودکشی

سوال: ۔(۱) قتل عمد کے مرتکب کی مغفرت ممکن ہے کہ نہیں اگر ہے تو بعد العذاب یا قبل العذاب؟ کوئی ایسی شکل ہے کہ عذاب سے کلیۃً بری ہوجائے اولیاء مقتول کی معافی سے یا مقتول کے ایصال ثواب وغیرہ کرنے سے جو شکل ہو تحریر فرماویں۔

(۲) خودکشی کے متعلق کیا حکم ہے اس میں بھی کوئی شکل ہے کہ عذاب سے بچ جائے جرم کے بعد توبہ کرنے سے امید مغفرت ہے مگر یہاں تو اس کا موقع ہی نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) ہر مرتکب کبیرہ کی مغفرت ممکن ہے، اگر شرائط متحقق ہوں[۱]، یا قتل عمد کا قصاص دے ورنہ اولیاء سے صلح کرے معافی چاہے[۲]، مقتول کو ایصال ثواب کرے جس قدر بھی ممکن ہو مقتول کے ساتھ خیرخواہی کرے اور اس کو نفع پہنچائے کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب حق کو راضی کرکے اس قاتل کی سزا کو بالکل ہی معاف فرمادیں[۳]، ورنہ تخفیف تو ضرور ہی ہوجائیگی، اور پھر بقیہ سزا کے بعد چھٹکارا ہوجائے گا، غرض یہ کہ اگر ایمان پر خاتمہ ہوا ہے تو اس کے لئے کسی کبیرہ

[۱] توضیحه ما ذکره الامام الغزالی من ان التوبة اذا استجمعت شرائطها فهی مقبولة لامحالة، شرح فقه اکبر ص ۱۹۶، بحث التوبة، مطبوعه دیوبند.

[۲] وموجب ذالک المأثم والقود الا ان یعفو الاولیاء او یصالحوا ولا کفارة فیه عندنا، عالمگیری ص ۶/۲، کتاب الجنایات، الباب الاول، مطبوعه کوئٹه، شامی کراچی ص ۶/۵۲۹، کتاب الجنایات.

[۳] والذی علیه الجمهور من سلف الامة وخلفها ان القاتل له توبة فیما بینه وبین الله عزوجل فان تاب واناب وخشع وخضع وعمل عملا صالحا بدل الله سیئاته حسنات وعوض المقتول من ظلامته وارضاه، تفسیر ابن کثیر ص: ۸۱۴، ج: ۱، سورۂ نساء آیت: ۹۳، مطبوعه مکة المکرمة.

کی وجہ سے عذاب دائمی نہ ہوگا، بلکہ انجام کار دخول جنت میسر ہوگا۔ حنفیہ کا مذہب یہی ہے[۱]۔

(۲) خودکشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے[۲]۔ اللہ پاک قادر ہے کہ بغیر توبہ بھی معاف فرمادے، اگرچہ قانون یہی ہے کہ بغیر توبہ کے کبائر کی معافی نہیں ہوتی اگر اس کے حسنات غالب ہوں نیز باقیات صالحات چھوڑ گیا ہو تب بھی عذاب سے بچ جانے کی توقع ہے ورنہ ایمان پر خاتمہ ہونے کی وجہ سے انجام کار رہائی یقینی ہے[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۸/۲/۱۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱۹/صفر ۵۸ھ

نافرمانوں کا حشر

سوال:۔ جو لوگ شریعت پر مطلقاً عمل نہیں کرتے ان کا کیا حشر ہوگا؟ بخشش ہوگی یا نہیں؟ جبکہ روز بروز اس کی نافرمانی کرنے سے اسکا قلب سیاہ ہوتا جاتا ہے، تو ایمان کیا باقی

۱؎ واهل الكبائر من المومنين لايخلدون فى النار وان ماتوامن غيرتوبة (شرح عقائد، ص۱۱۶) ولانكفر مسلماً بذنب من الذنوب وان كانت كبيرة اذالم يستحلها ولانزيل عنه اسم الايمان كمايقوله المعتزلة (شرح فقه اكبر ص۸۶، قبيل سب الشيخين الخ، مطبوعه رحيميه ديوبند)

۲؎ ان ذالک (اى قتل الرجل نفسه) فى التحريم كقتل سائر النفوس المحرمة (مرقاة ص۴/۷، كتاب القصاص، الفصل الاول، طبع اصح المطابع بمبئى، قرطبى ص۳/۱۳۷، سورۂ نساء آيت: ۲۹، مطبوعه دارالفكر بيروت، روح المعانى ص۵/۱۶، مطبوعه مصطفائى ديوبند)

۳؎ واجمع الفقهاء واهل السنة على انه من قتل نفسه انه لايخرج بذلک من الاسلام وانه يصلى عليه واثمه عليه (عمدة القارى للعينى ص۱۹۱/ج۴، الجزء الثامن، كتاب الجنائز، باب ماجاء فى قاتل النفس، مطبوعه دارالفكر بيروت، مرقاة ص۴/۸، كتاب القصاص، مطبوعه اصح المطابع بمبئى)

رہے گا، نیز جو لوگ علی الاعلان کبائر میں مبتلا ہوں اور دین کی باتوں کا مذاق بھی اڑاتے ہوں تو ان کا کیا حال ہوگا، اور کبائر میں کھلے عام مبتلا ہوں مگر ان کو اس پر ندامت بھی ہو تو ان کا کیا حال ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سخت سزا کے مستحق ہونے کے باوجود حق تعالیٰ اپنے فضل سے معاف فرمادے تو کوئی مانع نہیں۔ "**یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء**"[۱] اور جس کو ندامت ہوجائے جو کہ توبہ کی اصل ہے[۲]، توبہ بھی سبب مغفرت ہے۔ "**انی لغفار لمن تاب**"[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

کیا کلمہ پڑھ کر مرنے والے کو بداعمالی کی سزا ہے؟

سوال:- جس آدمی کا خاتمہ ایمان پر ہو یعنی کلمہ پڑھ کر مر گیا ہو، آیا اس کو اس کی بداعمالی کی سزا ملے گی؟ یا بلا سزا و بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوجائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بداعمالی کی سزا کا وہ بھی مستحق ہے، حق تعالیٰ فضل فرمادے تو بے حساب جنت میں

---

[۱] سورۂ اٰل عمران الآیۃ: ۱۲۹،

(**ترجمہ**) وہ جس کو چاہیں بخش دیں اور جس کو چاہیں عذاب دیں۔ (بیان القرآن)

[۲] معنی الندم توبۃ انہ عمدۃ ارکانہا (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۴ / مطبوعہ مجتبائی دھلی.

[۳] سورۂ طٰہ آیت: ۸۲،

(**ترجمہ**) اور میں ایسے لوگوں کیلئے بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو توبہ کرلیں (بیان القرآن)

داخل کردے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۲/۹۳ھ

کافر کی خصومت

سوال:۔ کفار کے مال کا محاسبہ ومواخذہ روز محشر ہوگا تو اس کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علماء نے لکھا ہے کہ کافر کی خصومت کا معاملہ اشد ہے اس لئے کہ مسلم کی نیکیاں اس کو نہیں دی جائیں گی، اوراس کا کفر مسلم پر نہیں ڈالا جائے گا، اللہ علیم ہے کہ کیا ہوگا[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۲/۹۴ھ

اہل کتاب ضالین ومضلین دونوں مستحق عذاب ہیں

سوال:۔ علمائے اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ وغیرہ جو قرآن پر ایمان نہیں لائے اورعوام کو بھی گمراہ کیا اسی پر ان کا خاتمہ بھی ہوا یہ تمام لوگ جہنمی ہیں، یا صرف علماء ہی جہنم میں جائیں گے عوام پر گناہ نہیں۔

---

[1] (وهم ای اهل الكبائر) فی مشيته وحكمه ان شاء غفرلهم وعفا عنهم بفضله كما ذكر الله عزوجل فی كتابه "ويغفر مادون ذلک لمن يشاء" وان شاء عذبهم فی النار بقدر جنايتهم بعدله ، عقيدة الطحاوی ص: ۱۰۰ ، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، شرح فقه اكبر ص: ۹۴، مطبوعه مجتبائی دهلی.

[2] الذمی لايرجی منه العفو فكانت خصومة الذمی اشد (شرح فقه اكبر ص ۱۹۴ ، مطبوعه مجتبائی دهلی، شامی كراچی ص ۶/۴۰۶، كتاب الحظر والاباحة، فصل فی البيع)

فرقہ شیعہ وقادیانی وغیرہ کے علماء نے جو لوگوں کو گمراہ کیا، اسکا عذاب بھی صرف ان کے علماء پر ہی ہوگا یا عوام بھی شامل ہوں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو گمراہ ہوئے ہیں ان کو بھی عذاب ہوگا، اور جنہوں نے گمراہ کیا ہے ان کو بھی عذاب ہوگا، جن لوگوں کو گمراہ کیا گیا ہے، وہ جب عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے تو بہت کچھ معذرت کریں گے، کہ ہمیں دوسرے گمراہوں نے گمراہ کیا ہے، لیکن کوئی سنوائی نہ ہوگی، نیز گمراہ کرنے والوں کو ملامت کریں گے، کہ تم نے ہمیں گمراہ کیا ہے اگر تم گمراہ نہ کرتے تو ہم ایمان لے آتے وہ جواب دیں گے ہم نے تم پر جبر نہیں کیا تھا، تم اپنے اختیار سے کافر ہوئے تب پھر وہ دعا کریں گے کہ اے اللہ انہیں دوہرا عذاب دے انہوں نے ہمیں گمراہ کیا ہے یہ سب قرآن شریف میں ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ، مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۸/ذی قعدہ ۵۶ھ

---

[1] یقول الذین استضعفوا للذین استکبروا لولا انتم لکنا مؤمنین. قال الذین استکبروا للذین استضعفوا انحن صددنا کم عن الھدی بعد اذ جاء کم بل کنتم مجرمین. سورۂ سبا آیت: ۳۱، ۳۲.

ترجمہ:- ادنیٰ درجہ کے لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے، یہ بڑے لوگ ان ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ کیا ہم نے تم کو ہدایت سے روکا تھا، بعد اس کے کہ وہ تم کو پہنچ چکی تھی، نہیں بلکہ تم ہی قصوروار ہو۔

"کلما دخلت امة لعنت اختھا حتی اذا ادارکوافیھا جمیعاً قالت اخراھم لاولھم ربنا ھؤلاء اضلونا فاٰتھم عذاباً ضعفا من النار" (سورہ اعراف الآیة ۳۸) وراجع سورة الاحزاب الآیة: ۶۷-۶۸/ وسورة سبا الآیة: ۳۱/-۳۲/ وسورة اعراف الآیة: ۲۸-۲۹/ وسورہ الصافات. (ترجمہ اگلے صفحہ پر)

کیا چودھویں صدی کے بعد قیامت ہے؟

سوال: ۔۱۳۷۳ھ کی پوری صدی ہونے کے بعد ۱۴۰۰ھ لکھا جائیگا یا نہیں؟ اور پندرہویں صدی بھی تحریر میں آئے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اب ۱۳۷۳ھ نہیں بلکہ ۱۳۹۳ھ ہے جب سات سال میں ۱۴۰۰ھ ہوجائے تو ۱۴۰۰ھ لکھا جائیگا، یہاں تک کہ ۱۵۰۰ھ تک پہنچنے پر ۱۵۰۰ھ لکھا جائیگا، قیامت آنے کی جو علامت بتائی گئی ہیں [۱] ان میں سے ابھی باقی ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پندرہویں صدی بھی پوری ہوجائے گی۔ صحیح علم اللہ کو ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

ترجمہ :۔جس وقت کوئی جماعت داخل ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت کولعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہوجاویں گے، تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا، سوان کو دوزخ کا عذاب دونا دیجئے......اللہ تعالیٰ فرمادینگے کہ سب ہی کو دوگنا ہے، لیکن تم کو خبر نہیں۔ (بیان القرآن)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] کخروج الدجال (ویمکث الدجال فی الارض اربعین سنة. مشکوٰۃ، ص۴۷۷، باب العلامات بین یدی الساعة، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند) وظهور المهدی، وهو یملک سبع سنین (مشکوٰۃ ص ۴۷۰، باب اشراط الساعة) ونزول عیسی بن مریم علیٰ نبینا وعلیه الصلوٰۃ والسلام (ویمکث فی الارض بعد نزوله سبع سنین رواه مسلم مرقاۃ ص۲۲۳/ ج۵، مطبوعه اصح المطابع بمبئی)

قال (رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم) انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر اٰیات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسی ابن مریم ویاجوج وماجوج وثلثة خسوف خسف بالمشرق وخسف ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فواحش کی وجہ سے عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا؟

سوال :۔آج کل ایسا ہورہا ہے، کہ باپ بیٹی سے زنا کررہا ہے، اور بھائی اپنی بہن سے زنا کررہا ہے، اورسوتیلا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ زنا کررہا ہے، ایسی صورت میں خداتعالیٰ ایسے لوگوں کوسخت سے سخت سزااس دنیا میں کیوں نہیں دیتا، تاکہ دوسرے لوگ ان کودیکھ کرعبرت حاصل کریں؟

الجواب حامداًومصلیاً

سزا کے لئے اصالۃً دارِآخرت کوتجویز فرمایا گیا ہے، دنیا عمل کے لئے ہے[1]، البتہ عمل بد کے کچھ اثرات دنیا میں بھی مرتب ہوتے ہیں، کبھی اعمال صالحہ کی برکت سے وہ اثرات کم بھی ہوجاتے ہیں، اور جہاں بھی یہ جاری ہے، وہاں اسکے اثرات بھی ہیں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعافرمائی ہے کہ اس امت پرکوئی ایسادشمن مسلّط نہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

............بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۷۲، باب العلامات بین یدی الساعۃ، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند)

ترجمہ :۔رسول خداﷺ نے ارشادفرمایا قیامت ہرگز قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو پھران کا ذکرفرمایا(۱)دخان (۲)دجال (۳)دابہ (۴) مغرب سے سورج نکلنا (۵)عیسیٰ بن مریم کا نزول (۶)یاجوج ماجوج کا خروج (۷) تین خسف (۱)ایک خسف مشرق میں (۲)ایک خسف مغرب میں (۳) ایک خسف جزیرۃ العرب میں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] الدنیا مزرعۃ الآخرۃ، کشف الخفاء ص ۴۹۵/۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، اتحاف السادۃ ص ۸/۵۳۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

ہو جواس کو ہلاک کرڈالے، اور یہ دعا قبول ہوئی ہے[۱] ہلاک ہونے سے پہلے پہلے توبہ کا بھی موقعہ ہے[۲]، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ باپ اگر بدعمل ہوتو اس کی اس سے کوئی صالح اولاد پیدا ہوجائے، جو کہ دین کی خدمت کرے، ہلاک ہونے کے بعد یہ توقع ہی ختم ہوجائے گی، اس لئے بھی مہلت دی جاتی ہے۔

تنبیہ:۔بغیر ثبوت شرعی کے کسی کوزانی کہنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے،قرآن پاک نے ایسے شخص کی سزا اسّی کوڑے مقرر کی ہے اور ہمیشہ کے لئے اس کی گواہی کومردود قرار دیدیا ہے، اسلئے ہرگز ایسی بات نہ کہی جائے[۳]۔جس طرح زنا کرنا جرم ہے کسی کو زانی کہنا بھی جرم ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معذبین کی تعداد زیادہ کیوں ہے؟

سوال:۔بعض غیرقوم کے بعض افراد نے قانونِ خداوندی پراعتراض کیا ہے، کہ

[۱] **فی حدیث معاذ مرفوعاً سألته ان لایبعث علی امتی عدوا من غیرهم فیجتاحهم فاعطانیه (مسند احمد ص۲۴۷ / ج۵، مطبوعه دارالفکر بیروت)**

ترجمہ:-حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت پران کے غیر سے کسی ایسے دشمن کومسلط نہ کرے، جوان کو بالکل ہی ختم کردے(ہلاک کردے)اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمالی۔

[۲] **عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ ان الله یقبل توبة العبد ما لم یغرغر رواه الترمذی، مشکوة شریف ص:۲۰۴، کتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،**

[۳] **والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمٰنین جلدة ولاتقبلوا لهم شهادة ابداً** (سورة النور ،آیت ۴)

ترجمہ:-اور جولوگ تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں کو پھر چار گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی بھی قبول نہ کرو۔(بیان القرآن)

ابتداء دنیا سے انتہاء دنیا تک جتنے لوگوں کو خداوند تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور پیدا کریگا، اس کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں غیر اقوام کی تعداد زیادہ پائی جاتی ہے، اور وہ تمام جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، آیا ہم لوگ خدا کے بندے نہیں وہ جو شرک ہم نے کیا ہے وہ ستر ماں کی محبت رکھنے والا کیوں معاف نہیں کرتا؟ اور چند مدت کے لئے سزا دے کر اس کے بعد جنت میں داخل کیوں نہیں کرتا؟ کیا اللہ کے یہاں یہ انصاف نہیں ہے، جس طرح مسلمان گنہگاروں کو چند دن کے لئے دوزخ میں ڈالے گا، اس کے بعد جنت میں بھیج دیگا، یوں دیکھا جائے تو تمام مسلمانوں کی تعداد جو ابتداء دنیا سے ہے اور انتہاء دنیا تک ہے، بہت قلیل ہے، بنسبت غیر اقوام کے، کیا اللہ کو اپنے بندوں کو سزا دینا اور ان کو ہمیشہ تکلیف دینے سے مسرت حاصل ہوتی ہے، یہ کیوں اور اس کی کیا وجہ ہے؟ براہِ راست جنت میں جانیوالوں کی تعداد تو بہت قلیل ہوگی، اس کی وجہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ستّر ماں کی محبت رکھنے والا ہے، ان سے محبت کے باوجود کم تعداد میں پیغمبروں کے ذریعہ اسلام کی ہدایت کیوں دی؟ وہ حقیقت میں ستر ماں کی محبت رکھنے والا ہوتا تو پیغمبروں کی نصائح کو جو ابتداء دنیا سے لے کر انتہاء دنیا تک کے بندوں کے دلوں میں اُتار کر اور شیطان کی طاقت کو روک کر تمام بندوں کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرماتا اور ان تمام لوگوں کو جنت کا مستحق بنا دیتا؟ ایسا نہیں کیا ہے، کیا خداوند تعالیٰ ستر ماں کی محبت نہیں رکھتا، ہم لوگ غیر قوم کو اس سوال کا جواب کیسے دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غیر قوم کے لوگ جو اعتراض کرتے ہیں، تو اسکے جواب کی ذمہ داری آپ نہ لیں، جب تک آپ کے پاس قرآن کریم، حدیث شریف، تفسیر، فقہ، عقائد، کا علم باقاعدہ حاصل نہ ہو، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ڈاکٹری نہیں پڑھی، اور وہ دوسرے مریض کو بتانے کے لئے دوا کی تحقیق کرے کہ فلاں مرض میں فلاں مریض کو کیا دوا دی جائے، دنیا میں مریض بے انتہا

اورمرض بھی بے انتہا، ہرمرض کی دوا ہرمریض کے لئے ڈاکٹروں سے دریافت کرتا پھرے گا، توپریشان ہوجائے گا، پھر بغیر سمجھے مریضوں کو دوا بتائے گا ،تو ہوسکتا ہے کہ اصل مرض کو بغیر سمجھے ہی دوا بتادے ،جس سے مریض کو نقصان پہنچ جائے ،اس کے لئے تو باقاعدہ ڈاکٹری کا پڑھنا اور علاج سیکھنا ضروری ہے ،اصولی طور پر آپ خود اس بات کو سمجھ لیں کہ ایک شخص وہ ہے جو ایک حکومت کو تسلیم کرتا ہے، رعیت بن کر رہتا ہے، بغاوت نہیں کرتا ہے، کبھی کسی جرم کا بھی ارتکاب کرتا ہے، حکومت اس کو سمجھاتی ہے، کبھی سزا بھی دیتی ہے، پھر چھوڑ دیتی ہے، ایک شخص وہ ہے ، جو حکومت کو تسلیم نہیں کرتا ، رعایا نہیں بنتا ہے ، حکومت کی بغاوت کرتا ہے ، حکومت کو ختم کرکے اپنا قانون چلانا چاہتا ہے، ایسے شخص کو حکومت معاف نہیں کرتی ، بلکہ قتل کرادیتی ہے، یا ہمیشہ کے لئے محبوس رکھتی ہے، اس پر رحم کرکے معاف کردینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اسی مثال سے مسلم اور غیر مسلم کا فرق سمجھ لیا جائے ، کہ مسلم تو ایمان رکھتا ہے ، (حکومت کو تسلیم کرتا ہے) غیر مسلم ایمان نہیں رکھتا (حکومت کو تسلیم نہیں کرتا ہے) یہ آپ کے سمجھنے کیلئے ہے، غیر قوموں کو آپ خود جواب نہ دیں، بلکہ کہدیں کہ علماء سے دریافت کرو۔

اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کا راستہ دنیا میں بتلا دیا[۱]، اب انسان خود اپنے اختیار سے صحیح راستہ کو اختیار کرے، غلط راستہ سے بچے، جیسے سورج کے ذریعہ سب جگہ روشنی پھیل گئی، اب آدمی آنکھ کھول کر اس کی روشنی سے نفع اٹھائے ، آنکھ بند کرکے نقصان اٹھائے گا، تو خود ذمہ دار ہوگا، سورج کے ذمہ نہیں کہ زبردستی آنکھ کھلوائے ، پھول اور کانٹے دونوں ہی موجود ہیں، جس کا دل چاہے پھول کی کوشش کرے اور جس کا دل چاہے کانٹوں میں پھنسے، نفع دینے والی عمدہ غذا بھی دنیا میں موجود ہے، نقصان دینے والا زہر بھی موجود ہے، انسان اپنے اختیار سے نفع دینے والی عمدہ غذا کو حاصل کرتا ہے، زہر سے بچتا ہے، اسی طرح اعمال کا حال ہے، کسی

---

[۱] وهديناه النجدين الآية، سورة البلد آیت:۸.

کو مجبور نہیں کیا جاتا ہے[۱]، اگر کوئی اندھا آدمی نامحرم کو نہ دیکھے تو کیا کمال ہے، آنکھ والا آدمی اگر اپنی نظر کو غلط جگہ سے بچائے تو قابل تعریف ہے، اسی طرح جنت اور دوزخ کے اعمال کو سمجھ لیجئے، یہ بھی آپ کو سمجھانے کے لئے ہے غیر قوموں کو جواب دینے کے لئے نہیں ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۵/۵۷ھ

سزا و جزا کا مقام

سوال:۔ روز جزاء میں جب سزا و جزاء دی جائیگی، کس مقام پر ہوگی، مثلاً خانہ کعبہ و مدینہ و شام وغیرہ کہاں ہوگی؟

الجواب حامداً و مصلیاً

جز اوسزا تو جنت و دوزخ میں ہوگی، اور حشر کا میدان ارضِ شام میں ہے، کذا فی تفسیر ابن کثیر سورۃ الحشر ج ۴/ص ۳۳۲[۲] / مختصر تذکرۃ القرطبی[۳] ص ۴۳ / فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] وللعباد افعال اختیارية يثابون بها ان كانت طاعة ويعاقبون عليها ان كانت معصية، شرح عقائد ص ۸۱، مبحث الافعال كلها بخلق الله تعالىٰ، مطبوعه ديوبند، تكملة فتح الملهم ص ۴۶۸/۵، كتاب القدر، مطبوعه كراچی.

[۲] فكان منهم طائفة ذهبوا الیٰ اذرعات من اعالی الشام وهی ارض المحشر الخ مختصر تفسير ابن كثير، ج۳/ص ۴۶۹/ سورة الحشر، تحت آيت، هو الذى اخرج الذين كفروا من اهل الكتٰب الآية. وتفسير ابن كثير مكمل، ج۴/ص ۵۱۶/ المكتبة التجارية مكة المكرمه، تحت الآية المذكورة.

[۳] التذكرة للقرطبی ص ۴/۲۲۵، باب الحشر ومعناه، مطبوعه اسامة الاسلامية، احكام القرآن للقرطبی ص ۴، ج۹، جز: ۱۸، سورة الحشر، مطبوعه دار الفكر بيروت.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب دوازدھم

﴿احوالِ جنت وجہنم﴾

جنت پیدا ہوچکی یا نہیں؟

سوال:۔ایسے شخص کے متعلق جس کا خیال یہ ہے کہ جنت پیدا نہیں کی گئی ہے، یوم آخرت میں پیدا کی جائے گی، پھر معراج کا واقعہ پھر حضرت آدم علیہ السلام کا جنت کے اندر آنا یہ کیسے صحیح ہوگا؟ اور وہ یہ کہتا ہے کہ جنت کے معنی باغ کے ہیں، اور واقعہ معراج اور حضرت آدمؑ کا آنا باغ میں ہوا، لہٰذا ایسے شخص کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے؟ وضاحت کیساتھ تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شخص کا یہ خیال صحیح نہیں اس کو اپنے اس خیال کی اصلاح لازم ہے، اس لئے کہ یہ خیال اکثر معتزلہ کا ہے، جوکہ جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک غلط ہے، شرح عقائد نسفی ،ص۸۰؍میں ہے ”والجنة حق والنار حق وهما مخلوقتان موجودتان وزعم اكثر

المعتزله انهما مخلوقتان يوم الجزاء"۔[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۳/۹۰ھ

جنت میں دخولِ اولی کے لئے عمل

سوال:- اگر کوئی شخص جنت میں دخولِ اولین کا مشتاق ہوتو کیا کوئی عمل بھی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً!

احکامِ شرع کی پابندی کرے[2]، کلمہ طیبہ کا ورد رکھے دخولِ اولی کی دعا کرتا رہے[3]، جن اعمال پر دخولِ نار کی وعید ہے ان سے پورا پرہیز کرے جن اعمال پر دخول جنت کی بشارت ہے

---

[1] شرح عقائد ص ۱۰۴/ مطبوعه یاسر ندیم کمپنی، شرح فقه اکبر ص ۱۱۸، این الجنة والنار، مطبوعه مجتبائی دهلی، الجنة والنار مخلوقتان قد خلقتا كما جاء عن رسول ﷺ اطلعت في الجنة فرأيت اكثر اهلها كذا وكذا واطلعت في النار فرأيت اكثر اهلها كذا وكذا فمن زعم انهما لم يخلقا فهو مكذب بالقرآن واحاديث رسولٍ، حادی الارواح الی بلاد الافراح ص ۴۴، الباب السابع فى ذكر شبه من زعم ان الجنة لم تخلق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] عن جابرؓ قال اتى النبي ﷺ النعمان بن نوفل فقال يا رسول الله ارأيت اذا صليت المكتوبة وحرمت الحرام وحللت الحلال ادخل الجنة فقال النبي ﷺ نعم، مسلم شریف ص ۳۲/۱، باب السوال عن اركان الاسلام، كتاب الايمان، مطبوعه سعد ديوبند.

[3] من ذكر الله ففاضت عيناه من خشية الله حتى يصيب الارض من دموعه لم يعذبه الله يوم القيامة، كنز العمال ص ۴۲۵/۱، رقم الحديث (۱۸۳۰) الدعاء مخ العبادة، ترمذى شريف ص ۱۷۵/۲، ابواب الدعوات، باب ماجاء فى فضل الدعاء، مطبوعه بلال ديوبند.

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Ahwal Jannat & Jahannam

ان کا اہتمام کرتا رہے انشاء اللہ تعالیٰ دخولِ اولی کا مستحق ہوگا۔[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۱۴۰۱ھ

کیا جنت کی حوریں فنا ہوں گی

سوال:-قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ہر شئے فنا ہوجائے گی سوائے باری تعالیٰ کے تو یہ بتلایئے کہ فرشتے کے اوپر فنا طاری ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ وہ بھی کل کے اندر داخل ہو رہے ہیں جنت میں جو حوریں ہوں گی ان کے جسم ہوگا یا نہیں؟ اگر جسم ہوگا تو فنا ہوں گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

فرشتے بھی فنا ہوں گے[۲]۔ جنت میں حوروں کو وہاں کی شان کے لائق جسم ہوگا انسان

---

[۱]...... الـذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقنهم ينفقون "الى قوله تعالىٰ "اولٰئك على هـدى مـن ربهـم واُولٰـئك هـم المفلحون". سورة بقرة آيت: ۵.۳، واعلم ان من مذهب اهل السـنة وما عليه اهل الحق من السلف والخلف ان من مات موحدا دخل الجنة قطعا على كل حـال فـان كـان سالما من المعاصى كا لصغير والمجنون الذى اتصل جنونه بالبلوغ والتائب تـوبة صحيحة من الشرك او غيره من المعاصى اذا لم يحدث معصية بعد توبة والموفق الذى لـم يبتـل بـمعصية اصلا فكل هذا الصنف يدخلون الجنة ولا يدخلون النار اصلا الخ، نووى عـلـى مسـلم ص ۴۱/۱، كتاب الايمان، باب الدليل على من مات على التوحيد دخل الجنة، مطبوعه رشيديه ديوبند.

[۲]...... وبـالـنـفـخ فى الصور يموتون الا حملة العرش وجبرئيل واسرافيل وميكائيل وملك الموت ثم يـمـوتون اثر ذالك الخ، الفتاوى الحديثية ص ۶۴ مطلب من رأى الملك منفرداً لا بدان يعمى الخ طبع دارالمعرفة بيروت، احكام القرآن للقرطبى ص ۱۰۸/۹، جزء ۱۷، سورهٔ رحمن آيت: ۲۶، دارالـكـتـب الـعـلـمية بيـروت، ومـطـبـوعـه دارالفكـر ص ۱۵۰/۹، جزء ۱۷، روح المعـانـى ص ۱۹۴/۱۱، جزء ۲۰، سورهٔ قصص آيت: ۸۸، طبع مصطفى احمد الباز مكة المكرمة،

کو بھی ملے گا پھر وہاں کوئی چیز فنا نہیں ہوگی[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۲/۹۵ھ

جنت دوزخ، حوض کوثر کہاں ہیں؟

سوال:- جنت و دوزخ حوض کوثر آسمان پر ہوں گے یا زمین پر ہوں گے؟ جبکہ جنت دوزخ اب بھی موجود ہیں اور ساتھ ہی ساتھ جنت اور دوزخ میں اب بھی انسان ہیں جیسا کہ مظاہر حق اور تفسیر موضح القرآن میں ہے تو پھر جنت دوزخ کہاں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جنت کے متعلق وارد ہے **عرضها كعرض السماء والارض**[۲] اور دوسرے مقام پر ہے **عرضها السمٰوٰت والارض** الاية[۳] پھر اس کے آسمان پر یا زمین پر ہونے کا سوال کیسے پیدا ہوسکتا ہے کوثر کا جنت میں ہونا احادیث[۴] میں بصراحت موجود ہے۔ جہنم کا قعر فی الحال ساتویں زمین کے نیچے ہے کذا فی مجموعۃ[۵] الفتاویٰ ص ۳۹۳ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱]...... الحور والولدان لا يموتون وهم ممن دخل فى قوله تعالىٰ الا من شاء الله، الفتاوىٰ الحديثية ص ۱۶۳ مطلب هل تموت الحور والولدان الخ مطبوعه دارالمعرفة بيروت، شرح فقه اكبر لابى منصور الماتريدى ص ۱۶۰.

[۲]...... سوره حديد آيت: ۲۱، جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے برابر ہے۔

[۳]...... سورة آل عمران آيت: ۱۳۳، جس کی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان اور زمین۔

[۴]...... عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بينا انا اسير فى الجنة اذا انا بنهر حافتاه قباب الدر المجوف قلت ماهٰذا يا جبرئيل قال هٰذا الكوثر الذى اعطاك ربك فاذا طينه مسك اذفر، مشكوٰة شريف ص ۴۸۷، باب الحوض والشفاعة الفصل الاول، مشكوة شريف ص ۴۹۸، باب صفة الجنة واهلها، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، (حاشیہ نمبر: ۵/ اگلے صفحہ پر)

علیّین سجّین کہاں ہیں

سوال:- علیین سجین کون سے مقام ہیں علیین کی روحیں آسمان پر جاتی ہیں اور سجین کی روحیں زمین کی طرف لوٹ آتی ہیں تو کس مقام پر روحیں آتی ہیں۔ آسمان پر جو روحیں مقید کر لی جاتی ہیں تو کیا قیامت میں آسمان سے روحیں زمین پر حساب وکتاب کے لئے لائی جائیں گی کیا آسمان سے روحیں وقتاً فوقتاً اپنے گھروں پر آتی ہیں کسی خاص دن یا بلا قید اور زمین کی روحیں کہاں جائیں گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

علیین اس مقام کا نام ہے جس میں ارواح سعداء بعد الموت پہونچ جاتی ہیں۔ سجین اس مقام کا نام ہے جس میں ارواح اشقیاء (بعد الموت) پہونچ جاتی ہیں کذا فی فتح العزیز[1]۔ ارواح کا باوجود علیین وسجین میں ہونے کے اپنی قبور واجسام کے ساتھ ایک نوع کا اتصال و تعلق رہتا ہے کذا فی فتاویٰ ابن[2] حجر الھیثمی اور یہ تعلق خاص اوقات میں زیادہ بھی ہوجاتا ہے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۵...... اور جہنم بھی ایک ہے جسکا مقر فی الحال ساتویں زمین کے نیچے ہے الخ، مجموعة الفتاویٰ ص۳۷۳، قبیل سوال بحالت غصه اگر زوج زوجه رامادر گفته. مطبوعه یوسفی لکھنؤ فتاویٰ عبدالحئی ص۶۵، کتاب العقائد، نبراس ص۳۴۰، مبحث مقام الجنة والنار، مطبوعه امدادیه ملتان، شرح فقه اکبر ص۱۱۸، این الجنة والنار، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱...... ومقام علیین بالائے ہفت آسمان است وارواح نیکاں بعد از قبض در آنجا می رسند ومقربان یعنی انبیاء واولیاء دراں مستقر می مانند۔ فتح العزیز ص:۱۰۲، سورۂ مطففین، مقام ارواح انبیاء وصلحاء، مطبوعه رحیمیه دیوبند، الفتاویٰ الحدیثیة ص۶، مطلب ارواح الانبیاء فی اعلیٰ علیین الخ طبع دارالمعرفة بیروت.

۲...... لکن لها مع ذلک اتصال سریع بالبدن لا یعلم کنهه الا اللّٰه تعالیٰ. فتاویٰ ابن حجر المعروف بالفتاوی الحدیثیة ص۶، مطلب ارواح الانبیاء فی اعلی علیین الخ، طبع دارالمعرفة بیروت.

کذافی شرح الصدور[۱] لیکن اپنے گھروں میں آنا کسی معتمد روایت حدیث سے ثابت نہیں بغرض حساب سب ارواح مقام حساب میں جمع کی جائیں گی کذافی تذکرۃ الموتی فی القبور[۲]. ارواح کے احوال ومقامات یکساں نہیں۔ بلکہ بہت مختلف ہیں کذافی کتاب الروح[۳]۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۴۴/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۲۴/۲/۶۱ھ

حورِ جنت کی خاص صفت

سوال:- جنت میں حورعین وغیرہ اور انکا حسن وجمال ولطافت بے انتہاء ہوگی حتی کہ ان کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت تک نظر آنا مرقوم ہے تو کیا اعضائے مخصوصہ بھی نظر آئیں گے یا مستور ہونگے یہ کیسی لطافت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جس کی حور ہوگی وہ اگر چاہے گا کہ اس کا فلاں عضو بھی نظر آجائے تو اس کا وہ عضو بھی

---

[۱] ولكل روح بجسدها اتصال معنوى لا يشبه الاتصال فى الحياة الدنيا بل اشبه شئ به حال النائم وان كان هو اشد من حال النائم اتصالا الخ، شرح الصدور ص ۲۳۹، باب مقر الارواح، مطبوعه دار المعرفة، بيروت.

[۲] ثم يؤمر بحشر الجميع الى الموقف للحساب الخ، التذكرة فى احوال الموتى ص ۱۴۵، باب ذكر النفخ الثانى للبعث الخ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳]...... الارواح متفاوتة فى مستقرها فى البرزخ اعظم تفاوت فمنها ارواح فى اعلىٰ عليين ومنها ارواح فى حو اصل طير خضر تسرح فى الجنة ومنهم من يكون محبوساً على باب الجنة ومنهم من يكون محبوسا فى قبره (كتاب الروح مختصراً ص ۱۸۵، ۱۸۶، المسئلة الخامسة عشرفى ان اين مستقرا لارواح؟ القول الراجح فى مستقر الارواح،

نظر آجائے گا جیسے اپنی بیوی کے جس عضو کو دیکھنا چاہے تو اس کے لئے ممانعت نہیں۔ **فیھا ماتشتھیه الانفس وتلذالاعین**[1]۔ بے حیائی کا وہاں کوئی کام نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۵/۴/۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

حجرِ اسود جنت کا پتھر ہے

سوال:- کیا حجرِ اسود جنت کا پتھر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جی ہاں حجرِ اسود جنت کا پتھر ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

دارالعلوم دیوبند

کیا مور جنت میں تھا

سوال:- کیا مور جنت میں تھا اب باہر دنیا میں نکالدیا گیا ہے کیا یہ شریعت سے ثابت ہے؟

۱...... سورہ زخرف آیت: ۷۱، **ترجمہ:-** اور وہاں وہ چیزیں ملیں گی جن کو جی چاہے گا۔ اور جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی۔ (از بیان القرآن)

۲...... **الحجر الاسود من حجارة الجنة، تفسير الدر المنثور ص ۳۲۳ ج ۱، سورة بقره تحت آيت: ۱۲۷، مطبوعه دار الفكر بيروت. فتح البارى ص ۲۶۰ ج ۴، باب ماذكر فى الحجر الاسود، كتاب الحج، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه، مشكوة شريف ص ۲۲۷، باب دخول مكة والطواف، الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.**

الجواب حامداً ومصلیاً!

مور کے متعلق بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ جنت میں تھا پھر وہاں سے نکالدیا گیا ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

کچھ جانور بھی جنت میں جائیں گے

سوال:- اصحاب کہف کا کتا بھی جنت میں داخل ہوگا بعض کتابوں میں تحریر ہے ''حالانکہ کتا اس قدر نجس قرار دیا گیا کہ فرشتے تک انبیاء کے گھروں میں داخل نہ ہوسکیں پھر یہ کتا جنت میں کس طرح داخل ہوگا۔ بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ یہ کتے کی شکل میں نہ جائے گا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ پھر کس شکل میں جنت میں داخل ہوگا؟ یا یہ بالکل غلط ہے کہ جنت میں داخل ہوگا۔ تفسیر موضح القرآن میں ہے کہ کتا بھی زندہ ہے لاکھوں اچھوں میں ایک برا بھی آئے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

تفسیر خازن[۲] میں لکھا ہے کہ اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائے گا۔ لیکن کوئی کیفیت تحریر نہیں کہ کس صورت میں جائے گا۔ جس خدا کو قدرت ہے کہ وہ مردے کو زندہ کرے بلکہ

---

[۱]...... ولما هبطوا وقع آدم بارض الهند على جبل سرنديب الى قوله والطاووس بمرج الهند. تفسير روح البيان ص ۱۱۱ ج ۱، سورة بقره آيت: ۳۷ مطبوعه دارالفكر بيروت، تفسير ابن عباسؓ ص ۱/۶، مطبوعه مصرى.

[۲]...... قيل ليس فى الجنة دواب سوى كلب اصحاب الكهف وحمار بلعم، تفسير خازن ص ۱۹۳، ج ۳، سورة كهف تحت آيت وكلبهم باسط ذراعيه الخ، آيت: ۱۸، وتفسير مظهرى ص ۶/۲۱، روح المعانى ص ۹/۳۲۷، جزء ۱۵، مطبوعه دارالفكر بيروت.

عدم سے وجود عطا فرمائے۔ وہ اگر نجاست کو طہارت سے بدلدے تو کیا اشکال ہے۔

دنیا میں انسان قسم قسم کی نجاستوں کا مخزن ہے۔ مگر جنت میں اس کے ساتھ کوئی نجاست نہیں رہے گی۔ سب سے پاک وصاف کردیا جائے گا۔ اس کتے کے علاوہ اور بھی بعض جانور ممکن ہے کہ جنت میں جائیں چنانچہ سید احمد حموی[۱] نے شرح الاشباہ والنظائر ص ۳۹۵ میں بحوالہ شرح شرعۃ الاسلام حضرت مقاتلؒ سے نقل کیا ہے کہ جانور جنت میں جائیں گے ناقہ محمدؐ ناقہ صالحؑ، عجل ابراہیمؑ، کبش اسماعیلؑ، بقرہ موسیٰؑ، حوت یونسؑ، حمار عزیرؑ، نملہ سلیمانؑ، ہدہد بلقیس، کلب اہل الکہف، مشکوٰۃ الانوار میں لکھا ہے کہ ان سب کا بھی حشر ہوگا۔ جہاں حدیث میں لکھا ہے کہ جس گھر میں کتے ہوں اس میں فرشتے نازل نہیں ہوتے۔ وہاں حدیث میں شکار اور حفاظت کے لئے کتا پالنے کی اجازت بھی موجود ہے۔ کذا فی مشکوٰۃ[۲] باب ذکر الکلب حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر[۳] میں لکھا ہے کہ اصحاب کہف کا کتا بھی شکار کے لئے تھا۔ جس کا نام قطمیر تھا۔ بعض نے حمران کہا ہے۔ لباب التاویل[۴] میں اس کے رنگ وغیرہ کی بھی

---

[۱]...... قال فی شرح شرعة الاسلام قال مقاتل رحمه الله عشرة من الحیوانات تدخل الجنة ناقة محمد علیه الصلاة والسلام وناقة صالحؑ عجل ابراهیمؑ وکبش اسماعیلؑ وبقرة موسیٰؑ وحوت یونسؑ وحمار عزیرؑ ونملة سلیمانؑ وهدهد بلقیس وکلب اهل الکهف کلهم یحشرون کذافی مشکوٰة الانوار انتهی (الاشباه مع حموی ص ۵۸۳، قواعد وفوائد شتی قبیل الفن الرابع، مطبوعه کشمیر)

[۲]...... من اتخذ کلبا الا کلب ماشیة اوصیدا اوزرع انتقص من اجره کل یوم قیراط. مشکوٰة شریف ص ۳۵۹ باب ذکر الکلب، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند

[۳]...... وقد قیل انه کان کلب صید لاحدهم الی قوله واسم کلب اصحاب الکهف قطمیر وقد تقدم عن شعیب الجبائی انه سماه حمران. واختلفوا فی لونه علی اقوال لا حاصل له ولا طائل تحتها ولا دلیل علیها ولا حاجة الیها بل هی ممانهی عنه الخ ،تفسیر ابن کثیر ص ۱۲۵ ج ۳ سوره کهف تحت آیت: ۱۸ مطبوعه مصطفی الباز مکه مکرمه،

[۴]...... قال ابن عباس کان کلبا انمرو عنه انه کان ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تفصیل ہے لیکن کوئی معتبر روایت نقل نہیں کی۔اس لئے ابن کثیرؒ نے اس بحث کو ترک کر دیا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

کیا جنت میں بھی جماع ہوگا؟ اور غلمان کا مطلب

سوال:- بہشت میں بہشتی لوگ داخل ہونے کے بعد جو دنیا کی عورتیں ہوں گی وہ سولہ سال کی عمر والی بن جائیں گی اور بہشتی مرد سے ان کی شادی ہوگی اور حور وغلماں ان کی خدمت کے لئے ہوں گے۔لیکن بہشت میں ان سے مجامعت ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ بہشت پاک جگہ ہے اور جماع کرنے سے آدمی ناپاک ہوجاتا ہے،تو ناپاک لوگوں کی جگہ بہشت کیسے ہوسکتی ہے؟ حور وغلماں دو لفظ ہیں۔حور سے مراد بہشتی عورت ہے لیکن غلماں سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

وہاں مجامعت کرنے سے نہ منی خارج ہوگی نہ غسل لازم ہوگا نہ ناپاکی ہوگی۔غلمان خدمت کیلئے ہوں گے جماع کیلئے نہیں۔''فتوحات مکیہ'' میں پوری تفصیل مذکور ہے،احادیث بھی اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں[۲]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)..........فوق القلطی ودون الکرزی والقلطی کلب صینی وقیل کان اصفر وقیل کان شدید الصفر یضرب الی حمرة وقال ابن عباس کان اسمه قطمیر وقیل ریان وقیل صهبان الخ، لباب التأویل المعروف بالخازن ص ۳/۱۹۲، سورة الکهف آیت:۱۸، روح المعانی ص ۹/۳۲۶، جزء ۱۵، مطبوعه دار الفکر بیروت.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱]...... کما تقدم فی حاشیة:۳.

[۲]...... ولیست الجنة دار تکلیف فلا یجب فیها غسل ولا غیر بخلاف الدنیا فلا تقاس تلک الدار بهٰذه الدار الی قوله من ابی الدرداء قال لیس فی الجنة لا منی ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیا جنت میں اولاد ہوگی

سوال:- جو شخص جنت میں جائیں گے اوران کو حوریں ملیں گی ان کے اولاد ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگراولاد کی خواہش کریں گے تو ہوجائے گی[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ

(حاشیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ولامنية وعن ابى هريرة عن البنى صلى الله عليه وسلم انه قال له انطأفى الجنة قال نعم قال والذى نفسى بيده دحماً دحماً فاذا قام عنها رجعت مطهرة بكراً. الفتاوىٰ الحديثية ص ۹ مطلب فى ان كل من يدخل الجنة على صورة آدم الخ مطبوعه دارالمعرفة بيروت، حادى الارواح ص ۱۸۲، الباب الخامس والخمسون فى ذكر نكاح اهل الجنة الخ، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، ان هؤلاء الولدان مخلوقون من الجنة كالحور العين خدما لهم وغلمانا الخ، حادى الارواح ص ۱۶۶، الباب الثانى والخمسون فى ذكر خدمهم وغلمانهم، تفسير ابن كثير ص ۱۶۷/۴، سورة الانسان آيت: ۱۹، طبع تجاريه مكة المكرمة، مشكوة شريف ص ۴۹۹، باب صفة الجنة واهلها، طبع ياسر نديم ديوبند.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1]...... عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه انه ﷺ قال المومن اذا اشتهى الولد فى الجنة كان حمله ووضعه فى ساعته الى قوله وقال جمع بل فيها الولد اذا اشتهاه الانسان الخ الفتاوىٰ الحديثيةص ۹ مطلب اختلفوا هل يكون لا هل الجنة ولدام لا. مطبوعه دارالمعرفة بيروت. التذكرة فى احوال الموتى والامور الآخرة ص۱۴۷/۲، باب المؤمن اذا اشتهىٰ الولد فى الجنة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، حادى الارواح ص ۱۸۴، الباب السادس والخمسون، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Ahwal Jannat & Jahannam

کیا جنت میں توالد وتناسل ہوگا

سوال: ۔حدیث کے مضمون سے پتہ چلتا ہے جنتی کو عورتیں ملیں گی اور وہ جنسی خواہشات کو پورا کریں گے،اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ہمبستری کے نتیجہ میں توالد وتناسل کا بھی سلسلہ شروع ہوگا پھر انکے اس میں شادی بیاہ کا معاملہ بھی طے پائیگا پوری تحقیق فرمائیں جنت میں جنتی کو اپنی منکوحہ بیوی بھی ملے گی اگر ایسی صورت ہو کہ میاں بیوی میں سے ایک دوزخی ہیں تو پھر ملاقات کی کیا صورت ہوگی یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ جنتی کی ہر خواہش پوری کی جائیگی ''فِیْهَا مَاتَشْتَهِی الْاَنْفُسُ '' اگر ایک عورت دو خاوند یا اس سے زیادہ کی منکوحہ رہی ہے تو پھر جنت میں کس شوہر کو ملے گی؟ کیا دونوں پر ضروری ہے کہ اپنی منکوحہ بیوی کو جنت میں ساتھ ہی رکھے علیٰ دارالسلام کا صحیح فیصلہ اس کے متعلق کیا ہے جنت وجود میں آچکی ہے یا ابھی پردہ خفا میں ہے جنت کا قیام کیا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلياً

عَنْ ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلّی الله عليه وسلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَهُ أَنَطَأُ فِي الْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ دَحْمًادَحْمًا فَإِذَا قَامَ عَنْهَا رَجعت مُطَهرة بَكراً وَفِیْ رِوَية اَنَّ رجُلاًسأَلَ النَّبِیَّ صَلّی الله عليه وسلّم هَلْ يَتَنَاكَحُ اَهْل الْجَنَّة فَقَالَ دَحَاماً دَحَاماً عَنْ ابی سعيدِالخدریؓ انه صَلی الله عليه وسلّم قَالَ اَلْمُؤمِنُ اِذَااِشْتَهٰى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهِ فِیْ سَاعَةٍ يَشْتَهِیْ اھ فتاویٰ حديثيه ابن حجر مكی ص ۹ ر[1]

[1] فتاویٰ حديثية مطبوعه دارالمعرفة بيروت مطلب فی أن كل من يدخل الجنة علی صورة آدم الخ. حادی الارواح ص ۱۸۲، الباب الخامس والخمسون فی ذكر نكاح اهل الجنة الخ، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

"فقال ابو الليث اختلف الناس فی المرأة اذاكان لهازوجان فی الدنيا لايهما تكون" فی الآخرة قال بعضهم تكون لآخرهما وقال بعضهم تخير فتختار ايهما شاء ت وقدجاء فی الاثر مايؤيد قول كلا الفريقين اما من قال هی لآخرهما فقد ذهب الی ماروی عن معاوية ابن ابی سفيان انه خطب ام الدرداء فابت وقالت سمعت ابا الدرداء يحدث انه قال المرأة لآخر زوجيها فی الآخرة وقال انی اردت ان تكونی زوجتی فی الآخرة فلاتزوجی بعد ی واما من قال بانها تخير فذهب الی ماروی عن ام حبيبة زوج النبی صلی الله عليه وسلّم انها سألت النبی صلی الله عليه وسلم فقالت يارسول الله المرأة منا ربمايكون لهازوجان لايهما تكون فی الآخرة قال تخير فتختار احسنهما خلقاً معهاثم قال عليه السلام ذهب حسن الخلق بخير الدنيا والآخرة اھ بستان العارفين"[1] جب کسی پر انعام ہوگا تو اس کے جوڑے کو بھی جنت میں داخل کر دیا جائیگا، ایسا نہیں ہوگا کہ زوجہ کو دوزخ میں بھیج کر اس کو حسرت وافسوس میں مبتلا کیا جاوے اور وہ ہجر کا وقت تڑپ تڑپ کر پورا کرے جنت وجود میں آچکی ہے پردہ خفا میں ہی نہیں ہے کذا فی شرح العقائد۔[2]

کفار کے بچے اہل جنت کے خدّام ہونگے

سوال:۔ کفار کے بچے اہل جنت کے خادم ہوں گے تو یہ بچے کس عمر تک کے شمار

۱؎ بستان العارفين ص ۲۴۸، باب اذا كان لها زوجان مكتبه فاروقی دهلی، فتاوی حديثيه ص ۴۸، مطلب لمن تكون الزوجة فی الجنة اذا كان لها الازواج، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، التذكرة فی احوال الموتی وامور الآخرة ص ۲/۱۴۵، باب اذا اتبكر الرجل امرأة فی الدنيا كانت زوجته فی الآخرة، مكتبه دارالكتب العلمية بيروت.

۲؎ وهما أی الجنة والنار مخلوقتان الآن موجودتان (شرح عقائد، ص ۱۰۵/ ياسرنديم ديوبند، شرح فقه اكبر ص ۱۱۸، اين الجنة والنار، مطبوعه رحيميه ديوبند)

ہوں گے شیر خوارگی تک یا بلوغ تک؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب تک احکام شرع کے مکلّف نہوں بچے ہی کہلاتے ہیں، یہی اعتبار آخرت میں بھی ہوگا۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اولادِ مشرکین کا حکم

سوال: ۔مشرک وکفار، یہود ونصاریٰ وبت پرست وغیرہ کی جو معصوم اولادیں مرجاتی ہیں کیا وہ بھی جنت میں داخل ہونگی، جیسے کہ مظاہر حق جلد سوم میں ہے کہ بچے معصوم حضرت ابراہیمؑ کے پاس جنت میں جمع رہتے ہیں، اور تفسیر موضح القرآن میں ہے کہ مشرکوں کے بچے جنت میں داخل تو ہوں گے، مگر بطور خدام کے، اور کیا معصوم بچے اپنے والدین کو قیامت کے دن پہنچانیں گے اور جنکے باپ سفر کی حالت میں مرے وہ بچے کیسے پہچانیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کے متعلق تعارض دلائل کی وجہ سے امام اعظمؒ نے توقف کیا ہے، بعض کے نزدیک بعض جنت میں جائیں گے، بعض دوزخ میں امام مالکؒ، امام شافعیؒ سے بھی ایسا ہی منقول

---

[۱] سئل رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذراری المشرکین والمراد عن حکم اولادھم اذا ماتوا قبل البلوغ (مرقاۃ المفاتیح ص ۱۳۸ / ج ۱، باب الایمان بالقدر، ارشاد الساری ص ۳/۵۴۶، کتاب الجنائز، باب ماقیل فی اولاد المشرکین، مطبوعہ دارالفکر بیروت) ھذا باب فی بیان ماقیل فی اولاد المشرکین الی قولہ انہ اختار من قال انھم یصیرون الی الجنۃ وارد بالاولاد غیر البالغین (عمدۃ القاری ص ۴/۲۱۱، الجزء الثامن، کتاب الجنائز، باب ماقیل فی اولاد المشرکین، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

ہے، امام احمدؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے، دوسری روایت میں ہے کہ سب کی نجات ہوجائے گی [۱] (کذافی فیض الباری، ص۴۹۲/ج۲)

والدین کو پہچاننے کی ضرورت شفاعت، ونجات کے لئے ہوگی، اور جب مشرکین وکفار کیلئے نجات ہی نہیں تو ان کو پہچاننے کی ضرورت بھی نہیں [۲]، حضرت آدم علیہ السلام کے پاس وہ ارواح حضور ﷺ نے معراج میں دیکھی تھیں، جو اس وقت تک دنیا میں نہیں آئی تھیں [۳] (کذافی شرح البخاری) فقط والسلام واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] اما اولاد المشركين فتوقف فيهم ابو حنيفةؒ وصرح النسفي في الكافي ان المراد منه نجاة بعضهم وهلاك بعضهم لاعدم العلم وهو مذهب مالك كما صرح به ابو عمرو في التمهيد وهو مذهب الشافعيؒ كما صرح به الحافظ وعن احمد رحمه الله تعالىٰ روايتان احداهما بالتوقف على وفق الاخرين وفي الاخرى بالنجاة واختار الثانية الحافظ ابن القيمؒ في شفاء العليل. (فيض البارى ص ۴۹۲ / ج ۲ / كتاب الجنائز، ارشاد السارى ص ۵۴۶ / ۳، كتاب الجنائز، باب ماقيل في اولاد المشركين، مطبوعه دار الفكر بيروت)

اور فتح الباری میں دس اقوال اس سلسلے میں نقل کئے گئے ہیں، فتح البارى ص ۲۱۷ / ۳، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكة المكرمة.

[۲] البتہ مسلمانوں کی معصوم اولاد اپنے والدین کو پہچانے گی اوران کی نجات کی کوشش ومطالبہ کرے گی، چنانچہ مسند احمد وسنن بیہقی میں روایت ہے "مامن مسلمين يموت لهما ثلثة اولادلم يبلغوا الحنث الا ادخلهما الله بفضل رحمته اياهم الجنة ويكونون على باب من ابواب الجنة فيقال لهم ادخلوا الجنة فيقولون حتى يدخل ابوانا فيقال لهم ادخلوا الجنة انتم وابواكم بفضل رحمة الله (مسند احمد، ص ۵۱۰ / ج ۲ / بيهقى، ص ۶۸ / ج ۴ / كتاب الجنائز من حديث ابى هريرة)

جن بچوں کے باپ سفر کی حالت میں مرے وہ بچے اپنے آباء کو اسطرح پہچان لیں گے، جیسے ناتمام بچے پہچانیں گے یعنی اللہ تعالیٰ ان کو پہچان کرادیں گے روایت میں ہے "ان السقط ليراغم ربه اذا دخل ابواه النار فيقال ايها السقط المراغم ربه ادخل ابويك الجنة فيجرهما بسرره حتى يدخلهما الجنة (ابن ما جه، كتاب الجنائز ص ۱۱۶، مطبوعه اشرفى ديوبند) (حاشیہ:۳/اگلے صفحہ پر)

ایک مکالمہ

(دخول جنت اعمالِ صالحہ سے ہوگا یا فضل سے؟)

سوال:۔ زید اور بکر دو طالب علم آپس میں بحث کرتے ہیں، ان میں کس کی دلیل قوی ہے؟

زید:۔ اعمال صالحہ سے جنت ہرگز نہیں ملتی، بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے ورنہ نہیں (سننے والے کہتے ہیں کہ بس تو نیکی، بدی کا کوئی اعتبار نہیں)

بکر:۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم عام ہے، فضل تو کافر، مشرک پر بھی کرسکتا ہے مگر قرآن پاک میں تو صالحین وشہداء کرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، اور کافر، مشرک کو جہنمی فرمایا ہے، دیکھو آیت شریفہ سورۂ توبہ رکوع ۹/ ’’وَعَدَاللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَاالْاَنْهَارُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ‘‘ دوسرے سورۂ بینہ ’’اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِیْ نَارِجَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا. اُولٰئِکَ هُمْ شَرُّالْبَرِيَّة. اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ ان النسم المرئية هي التي لم تدخل الاجساد بعد وهي مخلوقة قبل الاجساد ومستقرها عن يمين اٰدم وشماله (فتح الباری، ص ۳۹۰/ ج ۱، کتاب الصلوٰة، باب کیف فرضت الصلوة، مکتبه یوسفی دیوبند)

تنبیہ:۔ حضرت مجیب علام رحمہ اللہ نے جس حدیث معراج کی طرف اشارہ فرمایا وہ متفق علیہ روایت ہے جسکو امام بخاریؒ نے کتاب الصلوٰۃ، ص۵۰، اور کتاب الانبیاء، ص۴۷۱، میں اور امام مسلمؒ نے کتاب الایمان ص۹۲ میں ذکر کیا ہے، سائل اور سوال سے متعلق یہ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وہ معصوم بچے ایک خواب میں دیکھے تھے ’’والشيخ فی اصل الشجرة ابراهيم عليه الصلوٰة والسلام والصبيان حوله اولاد الناس (بخاری شریف ص۱۸۷/ ۱، مطبوعه اشرفی دیوبند)

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ، جَزَا ئُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَداً رَضِیَ اللّٰه عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّه'' پھر تیسرے ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰه علیه وسلّم مَنْ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) نفس دخول جنت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے[۱] ہوگا، فضل کے مستحق باعتبار قانونِ خداوندی وہ لوگ ہیں جو ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کریں اور معاصی سے مجتنب رہیں[۲]، اور قانون سے بالاتر یہ امر بھی ہے کہ وہ بغیر اعمالِ صالحہ کے بھی جس مومن پر چاہیں اپنا لطف وفضل فرماویں، نصوص واحادیث اس پر بھی شاہد ہیں اور قدرت اس امر کی بھی ہے کہ اگر چاہیں تو بے ایمان کو بھی بخشدیں، مگر چونکہ اس کے نہ بخشنے کا وعدہ فرما چکے ہیں اور وعدہ خلافی کرنے کی باری تعالیٰ کی عادت نہیں، اس لئے وہ ایسا کریں گے نہیں۔[۳]

پھر جنت میں فرق درجات اعمالِ صالحہ کی حیثیت سے ہوگا[۴] الکوکب الدری میں

---

[۱] واما نفس الدخول فبالفضل المجرد حیث لا یجب علیه شیٔ، شرح فقه اکبر ص ۱۹۲، مطبوعه دیوبند،

[۲] ان الذین آمنوا وعملوا الصلحات کانت لهم جنات الفردوس نزلا، سورة الکهف آیت:۱۰۷.

[۳] ان اللّٰه لایخلف المیعادسورۂ ال عمران الآیة ،۹ /وراجع لسبب دخول الجنة الفوائد العثمانیه ، ص۲۰۷)

ترجمہ:- بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلاف کرتے نہیں وعدہ کو (بیان القرآن)

[۴] الجنان علی ماذکره ابن عباس رضی اللّٰه عنهما سبع وفی کل واحدة منها مراتب ودرجات متفاوتة علی حسب تفاوت الاعمال والعمال (بیضاوی ص۴۸/ج ۱، سورۂ بقره تحت آیت:۲۵، کارزونی ص۲۴۵/ج ۱/ ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

احادیث ونصوص کی تائید سے اس کو ثابت کیا ہے[۱] لہٰذا نیکی، بدی کو بیکار کہنا بھی جہالت ہے ’’فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَّرَه. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَه[۲] اور محض اپنے اعمال صالحہ پر مغرور ہو کر فضل خداوندی سے مستغنی و بے نیاز ہونا بھی حماقت ہے ’’الا ان یتغمدنی اللّٰہ بغفرانہ‘‘[۳] (الحدیث) یہ دونوں طالب علم اگر سامنے موجود ہوں تو دلائل سے بسہولت سمجھایا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............شرح فقه اکبر ص ۹۱، مطبوعه رحیمیه دیوبند) فی حدیث ابی هریرة مرفوعاً ان اهل الجنة اذادخلوها نزلوافیها بفضل اعمالهم (ترمذی ص ۷۸/ج ۲/ ابواب صفة الجنة، باب ماجاء فی سوق الجنة، مطبوعه رشیدیه دهلی، مشکوٰة شریف ص ۴۹۹/۲، باب صفة الجنة واهلها، الفصل الثانی) النجاة من النار بعفوالله ودخول الجنة برحمته واقتسام المنازل والدرجات بالاعمال ویدل علیه .حدیث ابی هریرة هذا ان اهل الجنة اذا دخلوها نزلو افیها بفضل اعما لهم رواهُ الترمذی التعلیق الصبیح ص ۴۰۸/ج ۶. مطبوعه المکتبة الفخریة دیوبند.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] محصله ان تحمل الآیة علی ان الجنة تنال المنازل فیها بالاعمال فان درجات الجنة متفاوتة بحیث تفاوت الاعمال وان یحمل الحدیث علی دخول الجنة والخلود فیها (الکوکب الدری ص ۲۶۳، ابواب التفسیر، سورۂ زخرف آیت: ۷۲، طبع مکتبه یحیویه سهارنپور)

[۲] (سورۂ زلزال الآیة: ۷-۸) **ترجمہ**:- سو جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لیگا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کریگا وہ اس کو دیکھ لیگا۔ (بیان القرآن)

[۳] وعن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لن ینجی احدامنکم عمله قالوا ولا انت یارسول اللّٰه قال ولاانا الا ان یتغمدنی اللّٰه منه برحمته. متفق علیه (مشکوٰة ص ۲۰۷، قبیل مایقول عند الصباح، الفصل الاول)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کسی کو اسکا عمل ہرگز نجات نہیں دے سکتا لوگوں نے عرض کیا اور نہ آپ کو یا رسول اللہ ﷺ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا نہ مجھ کو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

اصحاب کہف کا کتا جنت میں کیوں جائے گا؟

سوال:- اصحابِ کہف کا کتا جنت میں کیوں جائے گا؟ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور مستند حدیث سے ثابت ہے کہ انسانی شکل پا کر جائے گا؟ اور حور وقصور سے متمتع ہوگا؟ اور اگر حدیث شریف میں ہے تو اس حدیث کی سند اور صحت اور کتاب کا حوالہ درکار ہے۔ محبت اور خدمت رفاقت کا اگر یہ انعام ہے تو اسی طرح بے شمار جانوروں نے انبیاء وصلحاء کی محبت کی ہے۔ اس صورت میں بے شمار جانور بہشت میں جانے چاہئیں۔ حضورؐ کا گدھا یافور، اونٹنی قصویٰ، استوانۂ حنانہ، یہ بھی انسانی شکل میں جنت میں جانے چاہئیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

شرح الاشباہ والنظائر ص[۱] ۳۹۹ میں چند جانوروں کا ذکر ہے کہ یہ جنت میں جائیں گے ان کی خصوصیات کی وجہ فضلِ خداوندی ہے، وہ جس طرح چاہے کرے علت تخریج کر کے ہر چیز کے متعلق قیاس کا یہ محل نہیں ہے۔ استوانہ حنانہ کے متعلق حدیث شریف میں جنت جانے کا تذکرہ صاف صاف ہے۔ اس کی تفصیل پوری سند کے ساتھ مسند دارمی[۲] میں موجود ہے۔ دیگر

۱...... قال فی شرح شرعة الاسلام قال مقاتلؒ عشرة من الحیوانات تدخل الجنة ناقة محمد علیه الصلوة والسلام وناقة صالح علیه السلام، عجل ابراهیم علیه السلام وکبش اسماعیلؑ وبقرة موسیؑ وحوت یونسؑ وحمار عزیرؑ ونملة سلیمانؑ وهدهد بلقیس، وکلب اهل الکهف الخ، الاشباه مع حموی ص ۵۸۳، قواعد وفوائد شتیٰ قبیل الفن الرابع، مطبوعه کشمیر۔

۲...... اخبرنا محمدبن حمید ثنا تمیم بن عبدالمومن ثناصالح بن حیان حدثنی ابن بریدة عن ابیه قال کان النبیﷺ اذا خطب قام فاطال القیام فکان یشق علیه قیامه فاتی بجذع نخلة فحفرله واقیم الی جنبه قائماً للنبیﷺ فکان النبیﷺ إذا خطب فطال القیام علیه استندالیه الی قوله فامران یصنع له هٰذه المراقی الثلاث اوالاربع فوجد النبیﷺ فی ذٰلک راحة فلما فارق النبیﷺ الجذع وعمد .... (باقی حاشیہ وترجمہ اگلے صفحہ پر)

کتبِ حدیث میں بھی ہے۔ باقی ان جانوروں کا انسانی شکل میں ہونا اور حور وقصور سے انسانوں کی طرح متمتع ہونا میرے علم میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

جس نے کئی شوہر کئے وہ جنت میں کس کو ملے گی؟

سوال:-مومن مردوں کو جنت میں حوریں ملیں گی مومنہ عورتوں کو جنت میں کیا ملے گا اگر خاوند ملے گے تو دنیا والے یا کوئی دوسرے اور جس کی دنیا میں کئی بیویاں تھیں تو پھر سب

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............الی هذه التی صنعت له جزع الجزع فحن کما تحن الناقة حین فارقه النبیﷺ الی قوله ان النبیﷺ حین سمع حنین الجذع رجع الیه فوضع یده علیه وقال اختر ان اغرسک فی المکان الذی کنت فیه فتکون کما کنت وان شئت ان اغرسک فی الجنة فتشرب من انهارها وعیونها فیحسن نبتک وتثمر فیاکل اولیاء الله من ثمرتک ونخلک فعلت فزعم انه سمع من النبیﷺ وهویقول له نعم قدفعلت مرتین فسأل النبیﷺ فقال اختار ان اغرسه فی الجنة. مسند دارمی ص ۳۰،۲۹ ج ۱ حدیث: ۳۲ باب ما اکرم الله النبیﷺ بحنین المنبر، مطبوعه دارالریان قاهره.

ترجمہ :-ابن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ نبیؐ جب خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور قیام لمبا ہو جاتا تو آپؐ پر شاق گذرتا تھا اس لئے کھجور کا ایک تنہ لایا گیا اس کے لئے زمین کھودی گئی اور اس کو سیدھا کھڑا کر دیا گیا، نبیؐ کے لئے چنانچہ نبیؐ خطبہ دیتے اور قیام لمبا ہو جاتا تو آپؐ اس تنا کا سہارا لے لیا کرتے تھے (راوی کے قول تک) آپؐ نے اس کو حکم دیا کہ یہ تین یا چار سیڑھیاں بنائے تو آپؐ نے اس میں راحت محسوس کی جب حضورؐ تنہ سے الگ ہوئے اور ان سیڑھیوں پر ٹیک لگائی جو آپ کے لئے تیار کی گئی تھیں تو کھجور کا تنہ گھبرا گیا اور اونٹنی کی طرح آواز نکالنے لگا جب نبیؐ اس سے جدا ہوئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ تجھ کو اختیار ہے اگر تو چاہے تو میں تجھ کو اسی جگہ لگا دوں جہاں تو تھا پس تو رہے پہلے کی طرح یا میں تجھ کو جنت میں لگا دوں تو اس کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہو تو خوب تر وتازہ ہو جائے اور پھل دینے لگے پھر اولیاء اللہ ترے پھل کھائیں راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے نبیؐ کو دو مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہاں میں ایسا کر دونگا الخ۔

ملیں گی یا ایک دو اور اگر کسی عورت نے دنیا میں پانچ چھ شوہر کئے تو وہ کون سے شوہر کو ملے گی اور اپنی بیویاں اپنے ہی شوہر کو ملیں گے یا دوسروں کو؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مومنہ عورتوں کو ان کے شوہر ملیں گے اگر کسی نے دنیا میں شادی نہ کی ہو تو اس کو اختیار دیا جائے گا۔ کہ جس آدمی کو پسند کرے اس سے ہی اس کا نکاح ہو جائے۔ اگر وہ کسی کو پسند نہ کرے تو حورعین میں سے ایک مرد پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نکاح کر دے گا۔ اور جس نے دنیا میں کئی شوہر کئے تھے تو بعض کہتے ہیں کہ ان میں سے جس کو پسند کرلے اسی کو ملے گی اور بعض کہتے ہیں کہ اخیر والے شوہر کو ملے گی۔ **فی الغرائب ولو ماتت قبل ان تتزوج تخیر ایضاً ان رضیت بآدمی زوجت منه وان لم ترض فاللّٰه یخلق من الحور العین فیزوجها منه واختلف الناس فی المرأة التی یکون لها زوجان فی الدنیا لا یهما تکون فی الآخرة قیل تکون لآخر هما وقیل تخیر فتختار ایهاشاء انتهی**۔ مجموعہ[1] فتاویٰ ج ۳ ص ۱۰۱۔ اور جس مرد نے کئی عورتیں دنیا میں کی ہیں وہ سب اس کو ملیں گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

شوہر دوزخی اور بیوی جنتی کیسے ملیں گے؟

سوال:- جو مسلمان کلمہ گو اپنے بدعمل کے تحت دوزخ میں گیا اور اس کی عورت نیک عمل کے تحت جنت میں گئی، اس کا شوہر جنت میں کیونکر اور کیسے ملے گا؟

---

[1]...... مجموعة الفتاویٰ ص: ۱۰۵، ج: ۳، کتاب الجنة، زن دوشوهر بجنت بکدام شوهر میرسد، مطبوعه یوسفی لکهنؤ. بستان العارفین ص: ۲۴۷، باب اذا کان لها زوجان، مطبوعه فاروقی دهلی.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر سزا بھگت کرآ جائے تو کیا اشکال ہے کیونکہ کوئی مسلمان ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہیں رہے گا۔[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۲؍۷؍۹۵ھ

جس عورت نے متعدد شوہر کئے وہ کس کو ملے گی؟

سوال:- زید یہ کہتا ہے کہ ہم نے سنا ہے کل قیامت میں جبکہ نیک روحیں جنت میں داخل ہوجائیں گی تو دنیا میں جس طرح خاونداور عورت کا جوڑا تھا ایسے ہی وہاں وہ عورت خاوند کے لئے حوریں بن جاویں گی نیز اگر اس نے دنیا میں تین یا چار نکاح کئے ہوں تو وہ عورت کس کس کے لئے حور بنے گی۔ یا اس صورت میں جبکہ خاوند نے بیوہ کے ساتھ نکاح کیا ہو تو اب یہ عورت کس کے لئے حور بنے گی۔ چونکہ اس نے ایک مرتبہ پہلے ہی نکاح کیا تھا۔ پہلے خاوند کے لئے یا ثانی کے لئے۔ فقط بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ دنیا کی عورتیں حور نہیں بنیں گی۔ حوریں مستقل ہونگی اور یہ عورتیں مستقل ملیں گی۔ جس عورت نے دنیا میں متعدد شوہر کئے ہیں اس کے متعلق علماء کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ

---

[۱]...... واهل الكبائر من المومنين لا يخلدون فى النار وان ماتوا من غير توبة لقوله تعالىٰ فمن يعمل مثقال ذرة خيراً يره الخ شرح عقائد ص ۱۱۶ مبحث اهل الكبائر من المومنين الخ مطبوعه ياسر نديم ديوبند، نووى على المسلم ص ۱/۴۱، كتاب الايمان، باب الدليل على من مات على التوحيد دخل الجنة، مطبوعه سعد ديوبند.

اخیر شوہر کو ملے گی۔ دوسرا یہ کہ اس کو اختیار دیا جائے گا جس کو وہ پسند کریگی اس کو ملے گی۔

اختلف الناس فی المرأۃ اذاکان لھازوجان فی الدنیا لا یھما تکون فی الأخرۃ قال بعضھم تکون لأخرھما وقال بعضھم تخیرفتختارایھما شائت وقدجاء فی الاثرما یؤید قول کلا الفریقین اما من قال ھی لأخرھما فقد ذھب الی ماروی عن معاویۃ ابن ابی سفیان انہ خطب ام الدرداء فأتت وقالت سمعت اباالدرداء یحدث عن النبیﷺ انہ قال المرأۃ لأخر زوجھافی الأخرۃ وقال انی اردت ان تکون زوجتی فی الأخرۃ فلا تتزوجی بعدی وامامن قال بانھا تخیر فذھب الی ماروی عن ام حبیبۃؓ زوج النبیﷺ انھا سألت النبیﷺ فقالت یارسول اللہﷺ المرأۃ منا ربمایکون لھا زوجان لایھا تکون فی الأخرۃ قال تخیر فتختار احسنھا خلقامعھا ثم قال علیہ السلام ذھب حسن الخلق بخیری الدنیا والأخرۃ اھ۔ بستان فقیہ ابی اللیث[۱] سمرقندی ص ۱۵۱۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف ۶/رجب ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

کیا جنات کو سردی کا عذاب ہوگا؟

سوال: - کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جنات کو آگ کا عذاب نہیں پہنچتا لہٰذا ان کو سردی کا

---

[۱]...... بستان فقیہ ابی اللیث ص ۲۴۸، باب اذا کان لھا زوجان، مطبوعہ دھلی، التذکرۃ ص ۲/۱۴۵، باب اذا ابتکر الرجل امرأۃ فی الدنیا کانت زوجتہ فی الآخرۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، الفتاویٰ الحدیثیۃ ص ۴۸،۴۹ مطلب ممن تکون الزوجۃ فی الجنۃ اذا کان لھا الازواج، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت،

عذاب دیا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

آگ کے عذاب سے بھی ان کو تکلیف ہوگی[۱] اگر چہ وہ آگ سے بنے ہیں جیسے آدمی مٹی سے بنے ہیں مگر مٹی کی اینٹ مارنے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا سب شاعر دوزخ میں جائیں گے

سوال:۔ دوران گفتگو ایک صاحب نے کہا کہ اکثر شاعر جو غلط گوئی کرتے ہیں دوزخ میں جائیں گے، اس پر حکیم شکیل صاحب نے برجستہ فرمایا کہ اگر اکثر شاعر دوزخ میں جائینگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی دوزخ میں جائیں گے، کیوں کہ وہ بھی شاعر تھے، علماء دین کی اس میں کیا رائے ہے اور اس شخص پر کفر عائد ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیا

شعر تو کلام موزون ہے[۲] صحیح ہو تو صحیح ہے، غلط ہو تو غلط ہے[۳] محض وزن کی وجہ سے اس پر جنت، دوزخ کا حکم مرتب نہیں ہوتا، جو شخص عقائد حقہ کے خلاف بات کہے، دین کا اور اہل

---

[۱]...... قال اللّٰہ تعالیٰ یرسل علیکما شواظ من نار. سورۃ رحمن الآیۃ۳۵،

ترجمہ:- چھوڑے جائیں تم پر شعلے آگ کے صاف، ان الجنی الکافر یعذب بالنار اتفاقا الخ شرح فقہ اکبر ص ۱۶۱، الجنی الکافر یعذب بالنار، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

[۲] انہ الکلام المقفی الموزون علی سبیل القصد (روح المعانی ص۴۸/ ج۲۳، مطبوعہ مصطفائیہ دیوبند، سورۃ یٰسین تحت آیت: ۶۹)

[۳] کلام حسنہ حسن وقبیحہٗ قبیح ومعناہ ان الشعر کالنثر یحمد حین یحمد ویذم حین یذم (شامی کراچی، ج ۱/ص ۲۶۰/مطلب فی انشاد الشعر)

دین کا مذاق اڑائے، زمین وآسمان کے قلابے ملائے وہ مجرم ہے[۱] (اور شعر بکثرت ایسے ہی ہوتے ہیں) جو لوگ دین کی تعلیم اور اخلاق کی ہدایات اور حضرت رسول مقبول ﷺ کے اوصاف عالیہ اور اللہ پاک کی حمد کو اشعار میں پیش کرے وہ مجرم نہیں[۲] (صحابہ کرامؓ ایسے ہی تھے) صحابہ کرامؓ کو آجکل کے شعراء پر قیاس کرنا غلط ہے، حکیم شکیل احمد صاحب کے سامنے یہ تفصیل پیش کردی جائے، امید کہ وہ اپنی بات سے رجوع کر کے توبہ واستغفار کریں گے، اور فتویٰ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۴/۹۰ھ

قیامت کا ایک دن دنیا کے اعتبار سے کتنے دنوں کا ہے؟

سوال:- قیامت کا ایک دن دنیا کے دنوں کے حساب سے کتنے برس کا ہوگا ایک ہزار برس کا یا پچاس ہزار برس کا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بعضوں کے حق میں وہ دن ایک ہزار برس کا ہوگا اور بعضوں کے حق میں پچاس ہزار

---

۱ واما الشعر المذموم الذی لایحل سماعه وصاحبه ملوم فهو المتکلم بالباطل حتی یفضلوا، وان یبهتوا البرئ ویفسقوا التقی وان یفرطوا فی القول بمالم یفعله المرء(احکام القرآن للقرطبی ص۱۳۷/ ج۷، الجزء الثالث عشر، مطبوعه دارالفکر بیروت، سورۂ شعراء، تحت آیت:۲۲۷.

۲ فاما ماتضمن ذکر الله وحمده والثناء علیه فذلک مندوب الیه اوذکر رسول الله اومدحه (قرطبی ص۱۳۴/ ج۷/ الجزء الثالث عشر، مطبوعه دارالفکر بیروت، سورۂ شعراء تحت آیت:۲۲۷، وراجع لانشاد الشعر (شامی کراچی مطلب فی انشاد الشعر ص۲۶۰/ج۱)

برس کا ہوگا[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۹۲ھ

کیا گنہگار جہنمیوں کی خلاصی ایک ہی وقت میں ہوگی

الاستفتاء:- جو کوئی فاسق جہنم میں داخل ہوگا اپنے کیئے کی سزا پاکر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے خلاصی پاکر جہنم سے آزاد ہوکر جنت میں داخل ہوگا تو یہاں یہ پوچھنا مقصود ہے کہ تمام گنہگار ایک ہی وقت میں جہنم سے شفاعت کے ذریعہ نکلیں گے مثلاً کسی نے پچیس سال گناہ میں گذارے ہوں گے کسی نے چالیس سال گناہ میں گذارے ہوں گے تو دونوں کی خلاصی ایک ہی وقت میں ہوگی یا دونوں کی سزا کی مدت جب بھی پوری ہوگی تب ہی رہائی ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

سب کی خلاصی ایک ساتھ نہیں ہوگی یہاں تک کہ جس شخص کو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا اس کا تذکرہ حدیث میں موجود ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۱/۹۹ھ

---

[1]...... وقيل المرادمن الآيتين (فى يوم كان مقداره خمسين الف سنة و سورة المعراج، يدبر الامرمن السماء الى الارض ثم يعرج اليه فى يوم كان مقداره الف سنة، سورة تنزيل السجده) يوم القيمة يكون على بعضهم اطول وعلى بعضهم اقصر (التفسير المظهرى ص ٦٢ ج ١٠) سورة المعراج. مطبوعه كوئٹه.

[2]...... عن ابن مسعود ان رسول اللّٰه ﷺ قال آخر من يدخل الجنة رجل فهو يمشى مرة ويكبومرة وتستفعه النار مرة فاذ جاوزها التفت اليها الحديث (مشكوٰة شريف ص ٤٩١، ج ٢، باب الحوض و الشفاعة. مطبوعه ياسرنديم ديوبند)

شادی سے قبل مرجانے والوں کا نکاح کیسے ہوگا؟

سوال:- مسلم بالغ لڑکیاں جن کی شادی نہ ہوسکی اور قضا کرگئیں جنت میں ان کے واسطے کیا نکاح کا بندوبست ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جو مسلم لڑکے بغیر شادی کے گزرگئے ان کے ساتھ نکاح ہونا سہل ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجدوں کا جنت میں جانا

سوال:- تمام مسجد اپنی پوری ہیئت کے ساتھ خانہ کعبہ میں مل کر جنت میں جائیگی یا صرف زمین؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مجھے اس کی تحقیق نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1]...... الطفل يكون فى الحشر على خلقته ثم عندد خوله الجنة يزاد فيها حتى يكون كا لبالغ ثم يتزوج من نساء الدنيا ومن الحور الخ الفتاویٰ الحديثية ص ۱۸۳ مطلب فى ان الطفل يتنعم فى الاخرة ويتزوج ،مطبوعه دارالمعرفة بيروت. ولوماتت قبل ان تتزوج تخير ايضا ان رضيت بآدمى زوجت منه وان لم ترض فالله يخلق ذكرا من الحور العين فيزوجها منه الخ، مجموعة الفتاویٰ ص ۱۵/۳، كتاب الجنة، مطبوعه يوسفى لكهنؤ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سیزدہم

متفرقات عقائد

امام مہدی علیہ السلام

سوال: - کیا امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا عقیدہ از روئے قرآن وحدیث ضروریات دین میں سے ہے؟ اگر کوئی امام مہدی کے ظہور کا قائل نہ ہو تو اس کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خلیفۃ اللہ المہدی کے متعلق ابوداؤد شریف میں تفصیل مذکور ہے [۱] ان کی علامات ان کے ہاتھ پر بیعت ان کے کارنامے ذکر کئے ہیں، جو شخص ان امام مہدی کے ظہور کا قائل نہیں

---

[۱] عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم المہدی منی اجلی الجبھۃ، ابو داؤد ،ص ۵۸۸ / ج ۲ . کتاب المہدی، مطبوعہ اشرفی دیوبند،

وہ ان احادیث کا قائل نہیں اس کی اصلاح کی جائے، تاکہ وہ صراط مستقیم پر آجائے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گوشت خوری کا ثبوت

سوال:۔گذارش ہے کہ گوشت کے اوپر فتویٰ دینے کی مہربانی کریں، مسلمان بھائی بڑے بڑے نمازی پاک خیالات والے کہتے ہیں کہ قرآن میں گوشت بکری، گائے، بھینس، پرندو مرغ کا جائز ہے، بڑے بڑے مولوی صاحب بھی یہی فرماتے ہیں، قرآن کی ہر بات ہندو دھرم کی کتابوں سے مثلاً گیتا وغیرہ سے ملتی ہیں، شراب، جوا، چوری، وغیرہ، جتنی صفائی قرآن کے اندر ہے اتنی ہی ہندو دھرم کی کتابوں میں گیتا گرنتھوں میں ہے، جس طرح اسلام کے اندر پیغمبر، اولیاء مخلوقات کو صحیح راستہ دکھانے آئے اور چلے گئے، اسی طرح ہندو دھرم کے اندر گرونانک، گروگوند سنگھ، رام چندر آئے، اور چلے گئے، اللہ ایشور ایک ہے، مسلمان، ہندو سکھ، عیسائی سب کا اللہ جب ایک ہے تو پھر کیا بات ہے کہ ہندو دھرم کے جتنے اولیاء آئے گوشت کھانا، انسان کے لئے سخت منع کر گئے، اسلام کے اندر قرآن کے اندر انسان کے لئے گوشت کھانا منع کیا ہے، یا نہیں؟ اس پر اپنا فتویٰ دیں، حضور ﷺ نے کھایا کہ نہیں اور وہ برابر کھاتے تھے یا نہیں؟ مخلوقات کھاتی ہے کھانے دو، قرآن یا شریعت جو لکھے جو اسلام پیغمبر اولیاء کہتے ہیں، اس کا جواب دیں، اللہ جب ایک ہے تو اس کا حکم مخلوقات کے لئے مسلم و ہندو کے لئے ایک ہی ہے، اس کا قانون سب کے لئے ایک ہی ہے؟

---

[۱] راجع بذل المجهود ص ۱۰۱/ج۵/ مطبوعه رشيديه سهارنپور، وللبسط عون المعبود ص ۱۷۰/ج۴. مطبوعه نشر السنة ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

اسلام نے چند مخصوص جانوروں کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے، جس کو مسلمان کھا سکتے ہیں[1]، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "**والانعام خلقها لكم فيها دفءٌ ومنافع ومنها تأكلون**"۔ (سورۂ نحل آیت ۵) "اور اسی نے چوپایوں کو بنایا، اس میں تمہارے لئے جاڑے کا سامان ہے،" اور بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

"**اَوَلَمْ يَرَوْا انَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَاماً فَهُمْ لَهَا مَالِكُوْنَ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُوْن**" (سورۂ یٰس آیت ۷۱-۷۲)

"کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی ہم نے ان کے لئے اپنے ہاتھ کی ساختہ چیزوں میں سے مویشی پیدا کئے، پھر یہ لوگ ان کے مالک بن رہے ہیں اور ہم نے ان مویشیوں کو ان کا تابع بنا دیا، سوان میں سے بعضے تو ان کی سواریاں ہیں، اور بعض کو وہ کھاتے ہیں"

اور پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی گوشت تناول فرمایا ہے، "**واكل لحم الجزور والضان والدجاج ولحم الحبارىٰ ولحم حمارالوحش والارنب وطعام البحر**" (زادالمعاد، ص[2] ۸۳/۷، ج ۲)

رہی یہ بات کہ ہندوؤں کے رشیوں اور مہاتماؤں نے بھی گوشت کھایا ہے، یا نہیں؟ تو انکی کتابوں اور شاستروں میں بھی لکھا ہے کہ ان میں گوشت کھانے کا رواج تھا اور مہمان کی آمد پر ان کے استقبال و تواضع کے لئے جانور ذبح کئے جاتے تھے۔

---

[1] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تحفۂ لحمیہ مولفہ حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ (مطبوعه "درهفت رسائل" شيخ الهند اكیڈمی دیوبند.

[2] زادالمعاد ج: ۱/ ص: ۱۴۲/ هديه صلى الله عليه وسلم فى الطعام، مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت.

چنانچہ ڈاکٹر رام چندر لال مترا (جو ایک ہندو خاندان سے تعلق رکھتے ہیں) نے اپنی کتاب ''انڈو آرین'' کے ایک باب میں لکھا ہے، اور جس کو سوامی بھونا نند جی، نے مع مقدمہ شائع کیا ہے، جس کا نام (قدیم ہندوؤں میں گاؤ خوری ہے) اس میں لکھا ہے منو جی جانداروں کو غذا کے طور پر ہر موسم میں استعمال کرنے کی اجازت دیتے ہیں، منو جی کا ارشاد ہے: گوشت خرید کر یا اسے دوسرے کی مدد سے حاصل کر کے جو شخص دیوتاؤں اور اموں کی پرستش کرنے کے بعد اسے کھاتا ہے کوئی گناہ نہیں کرتا۔ (شستر، ص ۳۲/رسالہ مذکور)

ہندوؤں کے مقدس اور بزرگ شاعر والمیکی جب اپنے بھائی (ریشی دششنا) کے استقبال کی تیاری کرتے ہیں، تو کئی بچھڑوں کو اپنے مہمانوں کی تواضع کے لئے ذبح کرتے ہیں (رسالہ مذکور) ''دشسنا'' کی یہ باری بھی جب آئی تو ''شواتر'' جنک اسنانند، جو یگنا اور دوسرے رشیوں اور دوستوں کی ضیافت کے لئے، موٹا بچھڑا ذبح کیا (رسالہ مذکور)[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۴۸ھ

عبادات کس شخص سے معاف ہیں؟

سوال:۔ بزرگوں میں سے کسی بزرگ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ خداوند پاک نے ان سے اپنے فرائض اور نبی ﷺ نے ان سے سنتیں ان کی تکالیف اور ضعیفی کی بناء پر معاف کر دی

[1] ہندو مذہب میں ذبح و گوشت خوری کے ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو۔ (الف) رگ وید منڈل ارسولت ص ۱۶۱، منتر: ۱۰ (ب) یجر وید ادھیا ص ۲۴، (ج) سام ویدک باب: ۱/فصل: ۲/ پر پاٹھک ۵/منتر: ۳/ (د) سیتارتھ پرکاش، ص ۳۰۳، ۳۹۹، ۱۴۹/ (ہ) مختصر تاریخ اہل ہند ص ۵۵/ (و) انڈو آریہ مصنفہ ڈاکٹر راجندر لال منترا بحوالہ فیصلہ ''کیا قربانی فعل جدید ہے'' مولفہ الکبیر خاں کبیر جلال پوری ان مذکورہ مآ خذ میں گائے، بیل، ہرن، گھوڑے، بٹیر وغیرہ جانوروں کے ذبح و قربانی اور گوشت خوری کا ذکر ہے۔

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Mutafarriqat Aqaed

تھیں، اگر جناب والا کی نظر سے کسی کتاب میں یہ واقعہ گذرا ہو تو تحریر فرما دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خصوصیت سے یہ تو مجھے کسی کتاب میں دیکھنا یاد نہیں لیکن مسئلہ صحیح ہے، وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اتنا بیمار اور ضعیف ہے کہ نہ وضو کرسکتا ہے نہ تیمّم، نہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے نہ بیٹھ کر، نہ لیٹ کر، نہ رکوع کرسکتا ہے، نہ اشارہ، نہ روزہ رکھ سکتا ہے نہ حج کرسکتا ہے، اور اسی حالت میں کچھ مدت تک زندہ رہ کر مرجائے تو یہ سب عبادتیں اس سے معاف ہیں، کوئی فدیہ یا وصیت بھی واجب نہیں، کتب فقہ ''نور الایضاح وغیرہ میں بھی اس کی تصریح موجود ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۱۱/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی // //

نومسلم کو طعنہ دینا

سوال:۔ایک شخص اپنا مذہب چھوڑ کر جو اسلام کے اندر داخل ہوا اس کا کیا درجہ ہے جو شخص اس شخص پر طعنہ زنی کرتا ہے، کہ تیرے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور یہ بھی لفظ کہا جاتا ہے، کہ

---

[1] واذامات المریض ولم یقدر علی الصلوٰۃ بالایماء لایلزمہٗ الایصاء بها وان قلت وکذا الصوم (نورالایضاح ص: ۱۰۴، مطبوعہ دیوبند) فصل فی اسقاط الصلاۃ والصوم وراجع الطحطاوی علی المراقی ص: ۳۵۵/ مطبوعہ مصری، ان کان یقدر علی ادائها ولو بالایماء فیلزمه الایصاء بها والا فلایلزمه وان قلت. (ردالمحتار ص: ۷۲/ ج ۲/ مطبوعہ کراچی، قبیل مطلب اسقاط الصلوٰۃ، اعلاء السنن ص: ۱۷۴، ج:۷، ابواب صلاۃ المریض، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

تو چمار ہے اور کہیں چمار کے پیچھے بھی نماز ہوتی ہے، یہ بھی زبان سے کہہ گذرے ہیں کہ اگر سور کو پاک کرنا چاہیں تو وہ پاک نہیں ہوسکتا ہے اس لئے تو بھی پاک نہیں ہوا ہے اور اس کے علاوہ اور بھی چند جھوٹے الزام دیئے جاتے ہیں ، اور یہ شخص مع جوتیوں کے مسجد پر چڑھ جاتا ہے، کہ مجھ کو میانجی منع کریگا اور ہم اس کو مار پیٹ کر کے نکال دیں گے۔

اب عرض خدمت یہ ہے کہ بمطابق قرآن اور حدیث کے اس کا فیصلہ کیا جاوے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص نومسلم کو طعنے دیتا ہے وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے اس کو اس نومسلم سے معافی مانگنی چاہئے ، اور توبہ کرنا واجب ہے[۱] اگر توبہ نہیں کریگا اور معافی نہیں چاہے گا تو قیامت کو سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔ چمار ہو یا اور کوئی جب وہ مسلمان ہوگیا تو اس کے پہلے گناہ شرک وغیرہ سب چیزیں معاف ہوجاتی ہیں[۲]

مسلم کو سور سے تشبیہ دینا حرام ہے[۳]، جب اس نے نماز سیکھی اور قرآن شریف سیکھ لیا تو

۱؎ لیس المومن بالطعّان (مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۳/ عن ابن مسعود مرفوعاً، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الثانی)

ترجمہ:- مومن طعنہ دینے والا نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

ان کانت المظالم فی الاعراض فیجب فی التوبۃ ان یتحلل منھم (ملخصاً شرح فقہ اکبر ص ۱۹۵، بیان اقسام التوبۃ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

۲؎ فی حدیث عمرو بن العاص مرفوعاً ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۱۴، کتاب الایمان، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اسلام اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

۳؎ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال سباب المسلم فسوق (بخاری ص ۱۲/ج ۱/ کتاب الایمان، باب خوف المومن ان یحبط عملہ، عن عبداللّٰہ) وھو ان یقول الرجل مافیہ وما لیس فیہ یرید بذلک عیبہٗ (فتح الباری ص ۱۵۴/ج ۱ مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرمۃ، عمدۃ القاری ص ۲۷۸/۱، الجزء الاول، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ترجمہ:- حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق کا کام ہے۔

اس کے پیچھے نماز جائز ہوگئی، مسجد کے اوپر جوتے لیکر چڑھنا منع ہے[1]۔ ایسے شخص کو نرمی سے اولاً سمجھایا جائے، اگر مان جائے اور اپنی حرکتوں سے باز آجائے تو خیر ورنہ اس سے تعلق قطع کردیا جاوے تاکہ وہ تنگ آکر توبہ کرلے اور نومسلم کو ستانا چھوڑ دے بلکہ برادری کے ذریعہ سے اس پر زور ڈالا جاوے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/۸/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح عبد اللطیف ۱۵/شعبان ۵۷ھ

اہل وعیال کے لئے ذخیرہ جمع کرنا

سوال:۔ خداوند کریم نے قرآن پاک میں تمام مخلوق کے لئے روزی دینے کا وعدہ کیا ہے، ایسی صورت میں کیا ہم لوگ اپنے بیوی بچوں کے لئے کچھ دولت جمع کرسکتے ہیں؟ اور ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

حدیث شریف میں ہے کہ اپنے وارثوں کو ایسی حالت میں چھوڑنا بہتر ہے کہ وہ دستِ سوال دراز نہ کریں[2] لہٰذا اس کا اعتماد ہوجائے، (تو کوئی حرج نہیں مگر) ایسا بھی نہ ہو کہ اولاد

---

[1] دخول المسجد متنعلا مکروہ کذافی السراجیة(هندیه ،ص ۳۲۱/ج۵/الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ (هندیه ص ۳۲۲/ج۵، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد الخ، مطبوعه کوئٹه)

[2] فی حدیث سعدبن ابی وقاص مرفوعاً انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیرمن ان تذرهم عالةً یتکففون الناس. متفق علیه (مشکوٰة ص۲۶۵/ ۱، باب الوصایا، مطبوعه دارالکتاب دیوبند)

ترجمہ:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ کی حدیث مرفوع میں ہے اگر تو اپنے ورثہ کو مالدار چھوڑے یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تو ان کو فقیر بنا کر چھوڑے کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

کی خاطر حرام، حلال کی تمیز ختم کردی جائے، اور خدائے پاک کے حکم کو توڑ دیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غسل میں گرے ہوئے بالوں کو کیا کرے؟

سوال: ۔بعض عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ حالت حیض یا جنابت میں جو بال سر کے گر جائیں یا ٹوٹ جائیں، اس کو جمع کیا جائے، پھر جب جنابت سے پاک ہونے کا غسل کرتی ہے، اس وقت ان بالوں کو اپنے انگوٹھے میں باندھ کر غسل کرتی ہے، پھر غسل کے بعد ان کو دفنا دیتی ہے، کیا اس کی کوئی اصل ہے یا محض واہیات؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بات بے اصل اور لغو ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ // //

حرمت کے حکم سے پہلے صحابہ مکلّف نہیں تھے

سوال: ۔کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم مسلمان بنے تو سارا مال چھوڑا تھا اسی طرح جب ہم نے توبہ کی تو کیا ہم مال چھوڑیں گے چاہے کسی ناجائز طریقہ سے ہی کیوں نہ آیا ہو، کیا یہ صحیح ہے اگر صحیح نہیں ہے تو صحیح کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اسلام لانے اور حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے وہ مکلّف نہیں تھے، آج جو

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Mutafarriqat Aqaed

مسلمان ہیں وہ مکلّف ہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

احادیث میں جن باتوں پر شہادت کا وعدہ ہے وہ اگر فاسق میں ہوں تو؟

سوال:۔ بہت سی احادیث میں ہے کہ اس بیماری سے مرنے والا یا فعل کا کرنے والا شہید کا اجر پاتا ہے:۔

(۱) پانی میں ڈوب کر مرنے والا، حادثہ میں ہلاک ہونے والا، یا جل کر مرنے والا۔

(۲) وضو کی حالت میں مرنے والا، ان دو گروہوں میں مرنے والا اگر فاسق ہے یعنی کہ نماز روزہ اور گناہ کبیرہ کو کرنے والا، تو وہ قبر کے عذاب سے رہائی پائیگا؟ اور جنت میں شہیدوں کی جگہ میں جگہ پائے گا؟ آیا اگروہ گروہوں میں مرنے والا صالح اور نیک ہے تو محض اسی کو یہ تین سعادتیں ملیں گی؟ یا فاسق کو بھی تین سعادتیں نصیب ہوں گی؟ اوّل گروہ میں مرنے والا یہ سعادتیں پائے گا، دوسرے گروہ والا اس سے محروم رہے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ تعالیٰ جس بندہ پر اپنی رحمت نازل کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے وہ کسی قانون کا پابند نہیں[2]، وہ چاہے تو بڑے سے بڑے فاسق کے سارے گناہ معاف کردے، بے تردد جنت میں

---

[1] مستفاد نورالانوار ص ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷/ فصل فی بیان الاھلیة، مطبوعه رحیمیه دیوبند،

[2] امره وحکمه من العفو والعقاب مفوض الیه فلا تجب علیه سبحانه عقاب عاص کما لا یجب علیه ثواب مطیع علی المذهب الحق الخ، مرقات ص ۸۰/۱، کتاب الایمان، الفصل الاول، رقم الحدیث(۱۷) مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Mutafarriqat Aqaed

بھیجدے، اور چاہے تو بہت چھوٹے سے عمل پر بہت بڑا اجر دیدے اور چاہے تو چھوٹی سی بات پر بھی گرفت کرے، اس کے یہاں دو قسم کی کچہری ہے ایک عدل کی ایک فضل کی[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۱/۱۴۰۰ھ

مثنوی کے چند اشعار

سوال:۔ براہ لطف وکرم جواب سے مطلع فرمایا جائے، یہ کہ مثنوی میں جو اشعار لکھے ہیں، اس کا صحیح مطلب کیا ہے؟

چونکہ بے رنگے اسیر رنگ شد ......موسیٰ با فرعون اسیر جنگ شد
چوں بہ بے رنگی رسی تو داشتن .... موسیٰ وفرعون کردا نداشتن
تا بہ بحر نورخود راجع شدیم ....از رہائی اصل مترصع شدیم

قرآن عظیم میں "وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوْحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ" کا لفظ موجود ہے، حدیث پاک میں صراحۃ یہ عبارت موجود ہیکہ جب بندہ زنا کا مرتکب ہوتا ہے، تو روح اس کے جسم سے نکل کر سر پر سایہ کرتی ہے، یعنی اس کے اس کبیرہ جرم سے بیزار ہوکر اس سے بری ہوجاتی ہے، اور ہمیشہ معمولی جرم ہو یا کبیرہ فاعل کو اسکے جرم سے متنبہ کرتی رہتی ہے، گوشائین مصنفہ رامائن نے البشر اسن جو ابیناسی سے روح کی تاویل کیا ہے، مولانا نے۔

خاک شد صورت و لے معنی نہ شد...... ہر کہ گو ید شہ تو گو یش نے نہ شد

مطلب یہ کہ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ روح مرنے کے بعد عالم ارواح میں جہاں

---

[۱] وهم (اى اهل الكبائر) فى مشيته وحكمه ان شاء غفر لهم وعفاعنهم بفضله وان شاء عذبهم فى النار بقدر جنايتهم بعدله. (عقيدة الطحاوى ص ۱۰۱/ملخصاً، ليس المخلوق فى النار للمؤمنين بالكبائر، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

سے واپس آتی ہے وہیں واپس چلی جاتی ہے "وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُوْحِهٖ" کا ترجمہ مترجم نے یہ کیا ہے ڈالدی اسمیں جان اپنی جان سے یعنی اللہ برتر نے اسمیں جان اپنی جان سے ڈالدی، سوال یہ ہیکہ جب روح خدا کا امر ہے اور اسپر نہ عقاب ہے نہ عتاب اور وہ اپنے اصلی مقام پر واپس جاتی ہے، عالم ارواح میں پہنچنے کے ساتھ ہی ساتھ موسیٰ وفرعون ایک ہوجاتے ہیں، خدا اپنی جان سے اسمیں جان ڈالتا ہے، اسکا کیا مطلب ہے؟ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روح خدا کی روح ہے، اگر صحیح ہے تو وہ کون روح ہے، جس پر جسم کے ساتھ عذاب ہوتا ہے؟ کیا یہی روح ہے، وہ روح کونسی ہے، جو جسم سے بوقت زنا نکل جاتی ہے، اور آدمی کا معمولی جرم ہو یا کبیرہ ہو ہر دم ملامت کرتی رہتی ہے، یا کوئی مادی روح ہے، جس پر عذاب ہوتا ہے، براہِ کرم اسکی صاف تشریح سے مطلع کیا جائے، قبر میں نکیرین میت کو مخاطب کر کے کہتے ہیں "وماتقول فی هذا الرجل" یہ کون روح ہے؟ صحیح جواب نہ ہونے پر سخت سزا دی جاتی ہے، اور قبر جہنم کا حصہ ہوجاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ کو کسی روشن ضمیر عارف سے حل کیا جائے، وہ بھی بذریعۂ تحریر نہیں بلکہ خود حاضر ہوکر، اس عاجز کو اتنی طاقت نہیں کہ ان اشعار کو حل کر سکے، میں نے وہ حدیث نہیں دیکھی جس میں یہ مذکور ہو کہ ارتکابِ زنا کے وقت روح جسم سے نکل کر سر پر سایہ کرتی ہو، آپ اس کے الفاظ مع حوالہ لکھئے، ایمان کے نکلنے کا ذکر تو احادیث میں موجود ہے[1]۔

---

[1] وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذازنی العبد خرج منه الايمان فكان فوق رأسه كالظلة فاذاخرج من ذلک العمل رجع اليه الايمان، رواه الترمذی ص ۹۰/۲، ابواب الايمان، باب لايزنی الزانی وهو مؤمن، مطبوعه بلال ديوبند، وابوداؤد ص ۶۴۴/ ۲، كتاب السنة، مطبوعه سعد ديوبند، مشكوٰة شريف ص ۱۸/ ۱، باب الكبائر كتاب الايمان)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بندہ زنا کرتا ہے اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور اس کے سر کے اوپر مثل سائبان کے ہوجاتا ہے جب وہ شخص اس عمل (زنا) سے نکل جاتا ہے ایمان اس کی طرف لوٹ جاتا ہے (واپس ہوجاتا ہے)

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Mutafarriqat Aqaed

اس سوال کے بقیہ اجزاء اس حدیث کی تحقیق پر موقوف ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

موت وحیات سے متعلق ایک شاعرانہ تحقیق

سوال:۔ زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے انہیں اجزاء کا پریشان ہونا

کیا مذکورہ شعر کمیونسٹ نظریہ کی تائید نہیں کرتا، اگر کرتا ہے تو پھر اس شعر کو ایک پڑھے لکھے مسلم کو یہ سمجھ کر پڑھنا کہ جو چیز مذکورہ شعر میں بیان کی گئی ہے، عین حقیقت ہے۔

خلاصۂ کلام: کیا مذکورہ شعر مسلم عقیدہ میں ضرب کاری نہیں لگاتا ہے، اگر یہ شعر مسلم عقیدہ پر غلط اثر ڈالتا ہے، تو اس صورت میں صحیح کہنے والے مسلم کو کیا سزا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شعر میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، وہ کوئی شرعی تحقیق نہیں، نہ شاعر نے اس کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ شریعت کا مکلّف ہے، پس اس کو حکم شرعی سمجھتے ہوئے بحث کرنا بے محل ہے، اس میں جو کچھ کہا گیا ہے، نظریہ اسلام کے تحت نہیں بلکہ یہ تو ان لوگوں کا نظریہ ہے، جو واجب الوجود کے لئے امہات الصفات تین جز میں مانتے ہیں، ایشور، وشنو، شیو، مرکب، محافظ، مخرب یا محلل، ان کے نزدیک نیستی سے ہستی نہیں ہوسکتی اور ہستی سے نیستی نہیں ہوسکتی، اسلام نے واجب الوجود کو خالق معطیٔ وجود اور مفنی وجود تسلیم کیا ہے، وہ عدم محض سے منصۂ وجود پر جلوہ گر کرتا ہے، اور موجود کو کتم عدم میں مستور وفنا کرتا ہے "خلق الموت والحیوۃ" (الایۃ)[1]

---

[1] سورۂ ملک آیت ۱/

ترجمہ:۔ جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا (بیان القرآن)

جو اہل اسلام اس شعر کو پڑھتے یا اس سے استدلال کرتے ہیں، وہ شاعرانہ ندرت کے گرویدہ ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۶/۶/۱۴۰۱ھ

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا ایک شعر

سوال:۔ اسی طرح ایک شعر پر اور اعتراض ہوا ہے، ایک میلاد میں یہ شعر پڑھا گیا

جو چھو بھی دیوے سگِ کوچہ تیرا اس کی نعش
تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

اس پر یہ اعتراض کیا جارہا ہے، کہ ابلیس کا کفر پر مرنا یقینی ہے، اور کفر پر مرنے والے کو کسی چیز کی شفاعت یا برکت جہنم سے نجات نہیں دے سکتی، جیسے وہ منافق جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیراہن مبارک دیا، یہ چونکہ کفر پر مرا تھا، اس لئے کچھ نفع نہ ہوا، پھر ابلیس کی نعش کو جبکہ اس کا کفر پر مرنا یقینی ہے سگِ مدینہ کا چھونا مفید نہ ہوگا، نیز جنت میں موت نہیں پھر اس کی قبر اور مزار جنت میں کیسے ہوسکتی ہے، اس کا کوئی جواب شعر پڑھنے والا نہ دے سکا۔

ایک نے کہا کہ یہاں بھی ''جو'' حرفِ شرط ہے لیکن اس کا رد کر دیا گیا کہ شرط اور جزا میں تعلق شرط درست نہیں ہے، اور جگہ ہوتا ہے کہ شرط کے پائے جانے کے بعد جزا کا پایا جانا لازمی ہوتا ہے، یہاں ایسا نہیں کافر ہو کر مرنے والے کو سگِ مدینہ کچھ نفع نہیں دے سکتا، یہ شعر کیسا ہے؟ اس کا کہنے والا، اس کو صحیح سمجھنے والا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ شعر بہت بڑے قصیدہ کا شعر ہے، جس شاعر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت

E:\f.m.Fainal\Jild-3\Mutafarriqat Aqaed

کہی ہے، وہ سارا قصیدہ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے[۱]، اوراس عشق کا نتیجہ ہے کہ آپ کے دار الہجرت مدینہ منورہ سے بھی بڑی محبت ہے، اور مدینہ طیبہ کے جانوروں سے بھی محبت ہے، حتی کہ وہاں کے کتوں کے مناقب میں بیان کیا ہے، کہ اگر ابلیس کو وہ چھودے یعنی ابلیس اس کی صحبت سے متأثر ہوجائے، (ایمان لے آئے) مخلوق کیلئے زیارت گاہ بن جائے (کہ یہ ابلیس جس نے ہزاروں برس تک نافرمانی کی اور جنت سے ملعون ہوکر نکلا، سگِ مدینہ کی صحبت سے متأثر ہوکر کفر چھوڑ کر ایمان اختیار کرکے، جنت میں پہنچ جائے، ابلیس کا جہنمی ہونا اس کے کفر کی وجہ سے ہے لیکن اس کو ایمان کی توفیق دیدینا قدرت خداوندی سے خارج اور محال نہیں بلکہ تحت القدرت داخل ہے[۲]، اس کے بعد دخولِ جنت میں کوئی اشکال نہیں مگر چونکہ اس کا جہنمی ہونا اور کفر پر مرنے اور ایمان قبول نہ کرنے کی تصریح آچکی ہے[۳]، اس لئے اللہ پاک اس کے خلاف کرے گا نہیں، ایمان قبول کرکے جنت میں جانا یقینی ہے، لہٰذا شرط وجزا میں علاقہ تو موجود ہے جو کہ قرآن پاک میں منصوص ہے[۴]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

فاضل بریلوی سے متعلق چند اشعار

سوال:۔ بریلی کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کے کسی مرید نے لکھا:۔

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا ...... تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

---

۱ قصائد قاسمی ص ۷/ بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ.

۲ ان اللہ علی کل شئ قدیر، سورۂ بقرہ آیت: ۲۰،

۳ ملاحظہ ہو سورۂ ص آیت: ۷۳، تا ۷۵،

۴ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحات اولئک هم خیر البریة جزاء هم عند ربهم جنّٰت عدن تجری من تحتها الانهار خٰلدین فیها ابداً الآیة، سورۂ البینة آیت: ۷-۸.

تری نسل پاک سے پیدا کرے .... کوئی ہم رتبہ تیرا، احمد رضا

جو مدد فرمائے دین پاک کی ....جیسی تونے کی ہے اے احمد رضا

اس پر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شاعر مولانا کو خدا مان کر مشرک ہو گیا۔

بریلوی لوگ اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ان اشعار میں ''تیرا'' کا مخاطب احمد رضا خانصاحب ہے، اور پہلے شعر میں اے شعر کا وزن درست رکھنے کے لئے محذوف جیسے روزمرہ کی بولی میں محذوف ہوتا ہے، جیسے غالب نے کہا ہے:۔

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے ....آخر اس درد کی دوا کیا ہے

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں ہماری یہ دعاء ہے کہ تیرا اور سب کا خدا تیری نسل پاک سے بچہ پیدا کرے، جو تیرے ہی دین پاک کی مدد کرے، ان دونوں میں سے کس کی بات صحیح ہے، کیا یہ شاعر اس شعر کی وجہ سے مشرک اور کافر ہو گیا یا بریلوی کا بیان کیا ہوا مطلب درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

میرے پاس وہ اصل کتاب نہیں ہے، جس میں یہ تینوں اشعار درج ہیں نہ ہی یہ معلوم ہے کہ یہ کس کے اشعار ہیں، کلام کا مطلب متکلم کے حالات کے خلاف مراد لینا اور اس پر حکم شرعی لگا دینا خاص کر شرک وکفر کا فتویٰ دیدینا منصبِ افتاء کے لائق نہیں ہے اس لئے بہت حزم واحتیاط کی ضرورت ہے، بعض لوگ بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں، اگر ان اشعار ثلاثہ میں خدا سے دعا کی ہے، اس نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کو خدا نہیں کہا تو محض اس دعا سے وہ مشرک نہیں ہوا، اگر شاعر کے حالات ایسے ہوں کہ وہ واقعۃً مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ساتھ شرک کا معاملہ کرتا ہو، ان کو ''متصرف فی الکون'' تسلیم کرتا ہو، ان کی قبر کو سجدہ کرتا ہو، ان کی نذر مانتا ہو، ان سے رزق واولاد وغیرہ مانگتا ہو، جیسا کہ بعض جاہل لوگ کرتے

ہیں، تو پھر معاملہ خطرناک ہے، کیونکہ جو آدمی اپنے عقائد واعمال کی وجہ سے مشرک ہوجائے، اس کو مفتی کا فتویٰ بچا نہیں سکتا، الحاصل ان اشعار کی وجہ سے اس شاعر پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کشمیری زبان میں نعت

سوال: ۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کشمیری زبان میں نعت بنانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور اکرم ﷺ کے احوال مقدسہ اور اوصاف عالیہ کو نظم کر کے نعت بنالینا اور اس کا پڑھنا بھی درست[۲] ہے، کشمیری زبان میں ہو یا کسی اور زبان میں مگر مضمون صحیح حدیث شریف کے موافق ہونا چاہئے، کوئی غلط بات نہ ہو، نیز پورا ادب ملحوظ رہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/۸۸ھ

---

[۱] فی المسئلة اذاکان وجوہ توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسیناً للظن بالمسلم ثم ان کان فی القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فھو مسلم وان کان نیته الوجه الذی یوجب التکفیر لاینفعه فتوی المفتی (شرح فقه اکبر ۲۳۷/ وفی الفتاوی الصغری الکفر شئی عظیم فلااجعل المومن کافراً متی وجدت روایة انه لایکفر ......(البحر الرائق، ص ۲۴ ۱/ ج ۵، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، مطبوعه کوئٹه پاکستان)

[۲] ماتضمن ذکر الله وحمده والثناء علیه فذالک مندوب الیه او ذکر رسول الله او مدحه، احکام القرآن للقرطبی ص: ۱۳۴، ج:۷، سورة الشعراء آیت: ۲۲۷، جزء ۱۳، مطبوعه دارالفکر بیروت.

کیا صحابیؓ کی نعش کو دیکھنے والا بھی تابعی ہے؟

سوال: ۔تابعی کی کیا تعریف ہے؟ کیا اگر آج کسی صحابیؓ کی نعش برآمد ہوتو اس کا دیکھنے والا تابعی ہوگا یانہیں؟

الجواب حامداًمصلیا

محض نعش برآمدہ کو دیکھ کر آج چودھویں صدی میں کوئی تابعی نہیں کہلائیگا[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا نافرمان بھی بندہ ہے

سوال: ۔میں نے ایک شخص سے یہ کہا تھا کہ جو شخص اللہ اور رسول کو نہیں مانتا وہ بندہ نہیں ہے، بلکہ مخلوق ہے،اورسراج الدین یہ کہتا ہے کہ میں اس بات کو نہیں مانتا۔؟

الجواب حامداًومصلیاً

خدا کے سب بندے ہیں جو حکم مانتے ہیں وہ بھی اور جو نہیں مانتے ہیں وہ بھی ،البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ جو حکم مانتے ہیں وہ فرمانبردار ہیں جو حکم نہیں مانتے وہ نافرمان ہیں ،بندہ

[1] قال الخطیب التابعی من صحب الصحابی (ارشاد طلاب الحقائق للنووی ص۲۰۶/ ج۲، النوع الاربعون معرفة التابعینؒ، مطبوعه الایمان مدینة المنورة، الکفایة ص۳۸/ للخطیب البغدادی، معرفة مایستعمل اصحاب الحدیث الخ، مطبوعه دارالکتاب العربی دیوبند. شرح نخبة الفکر ص۸۱، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ہونے سے کوئی نہیں نکلتا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح عبد اللطیف

صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تم

الجزء الثالث

بحمد اللہ واحسانہ تعالیٰ وبمنہ

وکرمہ ویتلوہ الجزء الرابع اولہ کتاب الفرق

انشاء اللہ تعالیٰ ربنا تقبل منا انک انت السمیع

العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللہ تعالیٰ

علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد وآلہ

واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

محمد فاروق غفرلہ

جامعہ محمودیہ نوگزہ پیر علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الھند

[۱] والناس کلھم عباداللہ بل الاشیاء کلھا کذلک لکن بعضھا بالتسخیر وبعضھا بالاختیار.
(المفردات فی غریب القرآن، ص ۳۲۱، باب العین (عبد) مطبوعہ مصری)